تاریخ اوکھائی میمن برادری

ڈیجیٹل ایڈیشن

تحقیق و تحریر

عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا

اوکھائی میمن ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ پبلیکیشن

www.memonbooks.com

www.memonbooks.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب کا نام	......	تاریخ اوکھائی میمن برادری
مصنف	......	عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا
تعداد	......	1100
اشاعت اول	......	14 اگست 2006
اشاعت دوم	......	جنوری 2007
ڈیجیٹل اشاعت	......	اگست 2010
ناشر	......	اوکھائی میمن ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ پبلیکیشن (OMRDP)
	......	ISBN : 978-969-9108-00-6
ڈیجیٹل ایڈیشن	......	قاسم موسیٰ لوائی، شعیب غازیانی (MemonBooks.Com)
پرنٹ ایڈیشن	......	فیئر فین گرافکس اینڈ پرنٹرز اُردو بازار، کراچی۔ پاکستان
ملنے کا پتہ	......	508، پانچویں منزل، مچھیارا مینشن، پاریہ اسٹریٹ،
	......	کھارادر کراچی۔
ویب سائٹ	......	www.memonbooks.com
موبائیل (Cell)	......	0300-3453920, 021-37638385
ای میل ایڈریس	......	E-mail: aziz_markatia@yahoo.com

انتساب

میمن قوم کے اُن مصنفین کے نام جنہوں نے اس قوم کے اسلاف اور اُن کی تاریخ کے لیئے گراں قدر خدمات انجام دیں خصوصاً اس قافلے کے سپہ سالار اعلیٰ جناب عمر عبدالرحمٰن خانانی (میمن عالم) کوخراج تحسین پیش کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔

www.memonbooks.com

تصدیق نامه

اوکھائی میمن برادری کی مذکورہ تاریخ کو ہم نے بغور مطالعہ کیا اور اس میں بیان کردہ واقعات ،شخصیات اور اداروں کے بارے میں دستاویز ، جماعت اور دوسرے اداروں کی طرف سے چھپنے والی مختلف سالانہ رپورٹ اور رسالوں سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ برادری سے تعلق رکھنے والے واقعات اور شہادتوں کو تاریخ کی مختلف کتب سے حاصل کرکے اسے ''اوکھائی میمن برادری'' کی مستند تاریخ کا درجہ دے دیا ہے جس کی ہم تصدیق کرتے ہیں۔

دستخط	دستخط	دستخط
جناب ہاشم حسین کاٹھ	جناب سلیمان عبداللہ گابا (سلیمان میمن)	جناب اسلم طیب پاستا

www.memonbooks.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد صابر صاحب

سابق صدر شعبہ تاریخ اسلامی
نگران ڈین کلیات فنون و کامرس و بانی ممبر انسٹیٹیوٹ ویسٹ
اینڈ سینٹرل ایشین اسٹیڈیز، کراچی یونیورسٹی۔

میں نے عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا کی تیار کردہ اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کو غور سے دیکھا ہے بڑی محنت سے مختلف زاویوں پر بحث کی گئی ہے اور پہلی مرتبہ اوکھائی میمن برادری کی مستند تاریخ کی حقیقت سے اس کتاب نے اپنا اونچا مقام حاصل کرلیا ہے عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا لائق مبارکباد ہیں۔ اُمید ہے کہ اس کی اشاعت سے اوکھائی میمن برادری کی گونا گوں خدمات پر روشنی پڑے گی۔ یہ تحقیقی کام کافی معیاری ہے اھل علم کو اس کے مطالعہ پر توجہ دینی چاہئے۔ میں عبدالعزیز مرکٹیا کو اس سنجیدہ علمی کام پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد صابر

پی۔ایچ۔ڈی (ترکیات) استنبول

www.memonbooks.com

پروفیسر ڈاکٹر انصار زاہد خان صاحب

جنرل سیکریٹری پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی

عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا میمن جماعت کی تاریخ مرتب کرر ہے ہیں اور اس سلسلے میں انھوں نے جس قدر جانفشانی اور محنت ومشقت سے کام کیا ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔انھوں نے مسلمانان برصغیر کی اس اہم قومیت کو پہلی بار ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔اس جماعت نے ابتداء ہی سے تنظیمی اور فلاحی کاموں میں جس طرح حصہ لیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ہماری تاریخ کے بہت سے گوشے پہلی بار ہمارے سامنے آئے ہیں خصوصاً کاٹھیاواڑ کی ریاستوں میں مسلمانوں کی تاریخی جدوجہد۔عبدالعزیز صاحب اس سلسلہ میں Ph.D کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں اور M.PhiL میں مشغول ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ علمی کاوش بھی جاری ہے۔وہ مبارکباد کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اپنے نیک مقاصد میں کامیابی عطافرمائے۔آمین

پروفیسر ڈاکٹر انصار زاہد خان

(ڈائریکٹر آف ریسرچ)

www.memonbooks.com

کچھ مصنف کے بارے میں

"کسی بھی معاشرے کا ادب اس کے ماضی کی دستاویز اس کے حال کی عکاس اور اُس کے مستقبل کا نقیب ہوتا ہے ۔ ادب بھی تاریخ کی طرح اپنے دور کے اہم واقعات کو محفوظ کرتا ہے ۔" تاریخ"، واقعات، رُجحانات اور تحریکات کو براہِ راست اور غیر جانب داری کے ساتھ درج کرتی ہے"

اردو لغت بورڈ کے مدیرِ اعلیٰ اور "اوّلین اردو سلنگ" تیار کرنے کا اعزاز حاصل کرنے والے ماہرِ لسانیات ممتاز مُحقق ڈاکٹر رؤف پاریکھ کے یہ الفاظ نوجوان مُحققین کے لیے غور طلب ہیں کسی بھی ملک، قوم یا برادری کی تاریخ لکھنا آسان کام نہیں ۔ اِس کے لیے متوازن، وسیع اور عُمیق مطالعہ درکار ہے ۔ لیکن خدمت کا جذبہ رکھنے والے نیک نیت محققین کے لیے یہ کوئی مشکل اور ناممکن کام نہیں ہوتا ۔ اللہ کے فضل و کرم سے راہ کی رُکاوٹیں آسان ہوجاتی ہیں ۔

شریف طبع، شائستہ مزاج جوان العمر عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا کا دل قومی خدمت کے جذبے سے سرشار ہے، وہ چاہتے ہیں کہ برادری کی ایک ایسی مستند اور مفصل تاریخ لکھی جائے جو برادری کے لیے فکر انگیز ہو اپنے اِس مقصد کو خوش اُسلوبی سے انجام دینے کے لیے وہ ہمدرد یونیورسٹی سوشل سائنسیز سے میمن برادری کی تاریخ پر Ph.D کا تحقیقی مقالہ لکھ رہے ہیں ہم دعا گو ہیں کے اللہ انہیں کامیابی عطا کرے ۔ (آمین)

عزیزی عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا "میمن قوم تاریخ کے آئینہ میں" کے عنوان سے میمن برادری کے مقبول اور مشہور ماہنامہ "میمن عالم" میں قسطوار سلسلہ پیش کر رہے ہیں مُمبئی کے میمن ویلفیئر میں یہ مقالہ گجراتی زبان میں بھی شائع ہو رہا ہے ۔ اس موضوع میں دل چسپی رکھنے والے شائقین اس سے مستفید ہو رہے ہیں اور بھارت میں بھی عزیز مرکٹیا کی کاوشوں کی پزیرائی کی گئی ہے میمن ویلفیئر کے مدیر اور ممتاز رہنما جناب آدم نور صاحب میمن ویلفیئر کے عید نمبر میں لکھتے ہیں "۱۴ اگست ۱۹۵۶ء میں پیدا ہونے والے بھائی عبدالعزیز مرکٹیا تاریخ، مذہب اور فلسفے میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں ۔ اوکھائی میمن جماعت کے صدر کی حیثیت سے سماجی خدمات بھی انجام دی ہیں میمن برادری کے متعلق اِن کی لکھی ہوئی تاریخ جو "میمن ویلفیئر" میں شائع ہو رہی ہے یہ ان کی کاوشوں کا عمدہ نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کامیابی کی تمام سرحدیں عبور کر کے آگے نکل جائیں"

عزیزی عبدالعزیز مرکٹیا میمن تاریخ کی تحقیق کے حوالے سے اپنی جو صلاحیتیں پیش کر چکے ہیں اسے دیکھ کر بے شک یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر انہیں مزید موقع ملا اور برادری کا تعاون رہا تو ان کی صلاحیتوں میں مزید نکھار آسکتا ہے اور قومی خدمت کے کام میں وہ ضرور کامرانی سے ہمکنار ہونگے ۔ (انشاءاللہ)

عاجز: یحییٰ ہاشم باوانی

مصنف کے بارے میں

ہرانسان کے پاس اپنے زندگی کے معاملات کو نمٹانے کے لئے 24 گھنٹے ہوتے ہیں جس میں سے 12 گھنٹے وہ اپنی روزمرہ کی زندگی جس میں سونا، کھانا، پیا اور اسی طرح کے معاملات کی انجام دہی کرتا ہے ۔باقی 12 گھنٹوں میں سے 10 گھنٹے اپنی معاشی سرگرمیوں میں مصروف رہتا ہے ۔اس کے بعد انسان کے پاس صرف 2 گھنٹے بچتے ہیں جس میں وہ اپنے مشاغل اور دوسرے شوق کے امور یا سماجی امور کی انجام دہی کرسکتا ہے ۔ایسے بہت کم لوگ ہیں جو دل اور روح کی گہرائیوں سے اس فاضل وقت کو بغیر کسی لالچ وغرض کے انسانیت کے فلاح و بہبود کے کاموں پر صرف کرتے ہیں ۔میں یہاں پر جس شخص کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس میں ہمیشہ انتہائی شوق وجذبہ سے میمن برادری کی بہتری کے لئے کچھ کرگزرنے کا ولولہ پایا اور اس شخص کا نام ہے جناب عبدالعزیز مرکٹیا ۔آپ اوکھائی میمن برادری کی تاریخ پر بہت ہی تفصیل سے تحقیق کرنے کے بعد اسے مرتب کی ہے جو کوئی آسان کام نہیں ہے ۔میں نے اس کے مسودے کو گہری نگاہ سے پڑنے کے بعد اطمینان سے کہے سکتا ہوں کہ انہوں نے اپنے کام کو انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔

جناب عبدالعزیز مرکٹیا کی خواہش ہے کہ پوری میمن قوم کی تاریخ مرتب کرکے اپنی آنے والی نسلوں کو ہمارے بزرگوں کے اسلاف کے بارے میں آگاہ کرسکیں جوان کے لئے مشعل راہ بنے ۔آپ عملی دنیا میں مقدمہ ابن خلدون سے بہت زیادہ متاثر ہیں ۔عموماً دیکھا گیا ہے کہ ایسے بہت کم لوگ ہیں جو میمن قوم کی تاریخ مرتب کرنے کی کوشش کی ہے اور اُن میں سے بھی چند ہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اس شعبے میں تاریخی اور عملی تقاضوں کے مطابق اس کام کو سرانجام دی ہو ۔جبکہ آپ نے میمن قوم کی تاریخ کو اپنے ڈاکٹریٹ (Ph.D) کے لئے تحقیقی مقالے کے لئے منتخب کیا ہے جو آپ ہمدرد یونیورسٹی سے کررہے ہیں اس سے پہلے آپ نے ہسٹری میں (M.A) کراچی یونیورسٹی سے کیا ہے ۔

جناب عبدالعزیز مرکٹیا اپنے معاشی امور کی انجام دہی کے بعد سماجی امور کی انجام دہی میں اہم کردار ادا کررہے ہیں ۔آپ 2001-03ء میں اوکھائی میمن جماعت کے صدر رہے ۔آپ کے صدارتی دور میں حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس، میمن سوسائٹی کے جماعت خانے کی مکمل رینویشن اور جدید تقاضوں کے مطابق بنانا، جماعت کے آئین میں ترامیم کرکے ہیڈ آفس کا حسین آباد میں منتقلی، قبرستان کے امور میں بہتری لانا، اوکھائی پلازہ کے کئی سالوں سے التواء میں پڑے ہوئے مسائل جس میں الیکٹرک میٹر کے مسائل کا حل کروانا، حیدرآباد میں اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کا قیام اور برادری میں سینٹرلائزیشن Centralization کی طرف پہلے قدم کے طور پر اوکھائی میمن جماعت، یوتھ سروسز اور انجمن کی مشترکہ عید ملن کا انعقاد کرنا ،آپ نے نا صرف عملی طور پر سماجی امور کی انجام دہی کے ساتھ اپنے قلم کے ذریعے شپنگ اور حکومتی اداروں کو وقتاً فوقتاً مختلف تجاویز ارسال فرمائیں جس کے بڑے مثبت نتائج کی صورت میں جعفرفدو ڈسپنسری کھارادر کو ہسپتال بنانے کی تجویز کو آج کتیانہ میمن ہسپتال کی صورت میں موجود ہے ۔اس کے علاوہ 1992ء میں کراچی کے روڈوں پر بڑھتے ہوئے شپنگ کنٹینرز کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل کے حل کے لئے بندرگاہ سے سپر ہائی ایک الگ روڈ کی تجویز پیش کی جو آج ہم ناردرن بائی پاس کی صورت میں دیکھ رہے ہیں، جس سے ہم ان کی سوچ کے دھارے کا اندازہ کرسکتے ہیں ۔آخر میں اللہ تعالٰی سے دعا گوں ہوں کہ وہ اُن کے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے ۔ ’’آمین‘‘

عبدالرزاق تھاپلہ والا

تاریخ اوکھائی میمن برادری

ڈیجیٹل ایڈیشن

پیش لفظ

اگر کسی بھی قوم کو ختم کرنا ہو تو اس قوم کی تاریخ ثقافت اور زبان کو ختم کردیں، تین نسلوں کے بعد چوتھی نسل میں اس کا نام لیوا کوئی نہیں ہوگا۔ تاریخ میں ایسی ہزاروں اقوام صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہیں جن کی تاریخ مرتب نہیں کی گئی یا انہوں نے اپنی ثقافت اور زبان کو چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے تشخص اور بقاء کو قائم رکھنے کے لئے اپنی زبان، تاریخ اور ثقافت پر خصوصی توجہ دیں، تا کہ ہم آنے والی نسلوں کو "میمن قوم" کا تشخص دے سکیں۔

تاریخ کے ایک طالب علم ہونے کے ناطے اس بات کو محسوس کرتے ہوئے ۱۹۹۹ء میں اوکھائی میمن برادری کے مختلف سماجی امور کی انجام دہی کی دوران محسوس کیا کہ اگر ہمیں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنا ہے تو اس کے سماجی امور کی انجام دہی کے ساتھ سب سے اہم کام اس کی تاریخ کو مرتب کرنا ہوگا۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اور برادری کی کئی بزرگوں کی اس اہم شعبہ کی طرف نشاندہی پر میں نے اوکھائی میمن برادری کی تاریخ لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اور اسی دوران اللہ تعالیٰ کی مدد اور قوم کے تعاون سے میں اوکھائی میمن برادری کے صدر کے عہدے پر بھی فائز ہوا۔ اور اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اور بہتری کے حالات پیدا ہو گئے۔ اور الحمدللہ پانچ سالوں کی محنت اور تحقیقی کاوشوں کے بعد ۲۰۰۶ء یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ گذشتہ چار سالوں میں "تاریخ اوکھائی میمن برادری" کو جو پذیرائی ملی ہے میں باری تعالیٰ کے آگے سربسجود شکر بجالاتا ہوں، کہ مجھ ناچیز کو اتنی عزت اور انعام سے نوازا۔

تاریخ اوکھائی میمن برادری کے تحقیقی کام کے دوران میں نے محسوس کیا کہ مجھے اوکھائی میمن برادری سے نکل کر پوری میمن قوم کی مستند تاریخ مرتب کرنے پر توجہ دینی چاہیے، جو آج تک مرتب نہیں ہوئی ہے۔ اس بات کا احساس کرتے ہوئے میں نے "ہمدرد یونیورسٹی کراچی کیمپس" میں ایم فل، پی ایچ ڈی (M.Phil-Ph.D) پروگرام میں داخلہ لے کر اس پر تحقیقی مقالہ "میمن قوم تاریخ کے آئینے میں" پر گذشتہ پانچ سالوں سے کام کر رہا ہوں اور الحمدللہ اور اس سلسلے میں تقریباً (75%) پچہتر فیصد کام پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے، اور امید ہے کہ ایک سال میں ۲۰۱۱ء تک "میمن قوم تاریخ کے آئینے میں" جو تقریباً (7 Volumes) سات جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے آپ دوستوں کے ہاتھوں تک پہنچانے کی پوری کوشش کروں گا۔

تاریخ اوکھائی میمن برادری کی اس کتاب کے ڈیجیٹل ایڈیشن کے سلسلے میں، جناب شعیب غازیانی اور جناب قاسم لوائی کا بے حد مشکور ہوں۔ الحمدللہ میمن تاریخ سے متعلق یہ کتاب اب دنیا میں ہر ایک کی دسترس میں آ گئی ہے، اور وہ دنیا کی کسی بھی گوشہ رہائش پذیر ہو آسانی سے اپنے یہاں ڈاؤن لوڈ (Down Load) کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے کو www.memonbooks.com ایک شاندار کاوش کہا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے شعیب غازیانی اور قاسم لوائی اور ان کے دیگر ساتھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آخر میں تمام ریڈرز سے میری درخواست ہے کہ وہ میری رہنمائی فرمائیں اور اس کاوش کے بارے میں اپنی رائے سے آگاہ کریں اس سلسلے میں اپنی رائے ای میل ایڈریس aziz_markatia@yahoo.com پر ارسال کریں۔ شکریہ تعاون اور محبتوں کا طلبگار،

پروفیسر عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا

"ریسرچ اسکالر سوشل سائنسز (میمنولوجی)"

www.memonbooks.com

پیش لفظ

مقدمہ ابن خلدون کے مطابق ’’تاریخ دراصل انسانیت کا حافظہ ہے جو نہ صرف قوموں اور جماعتوں کے بلکہ کل نوع انسانی کے پچھلے تجربات کا ریکارڈ محفوظ رکھ کر انسان کے سامنے پیش کرتا ہے۔تاکہ ان تجربات کی روشنی میں انسان اپنے حال کا جائزہ لے اور اپنے مستقبل کو بھلائیوں سے درست اور برائیوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔تاریخ کے ریکارڈ کا جائزہ لینے کا ایک نقطہ نظر محض معروضی مطالعے کا ہے یعنی واقعات اور حالات جیسے کچھ بھی گزرے ہیں انہیں جوں کا توں دیکھا جائے، جبکہ دوسرا نقطہ نظر مقصدی اور اصولی ہوتا ہے

’’اوکھائی میمن برادری‘‘ کی تاریخ پر تحقیق میری زندگی کا ایک اہم ترین مشن تھا اور انھی تحقیقی پانچ سالوں کی محنتوں کا ثمر آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔اور اس میں تاریخ سے متعلق تحقیق کے مقصدی اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے تاکہ اس کو مستند تاریخ کا درجہ حاصل ہو۔اس کے ساتھ جدید ریسرچ اور تحقیقی امور کے تمام Research Methodology کے اصول کے تحت اسے مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔اسی طرح Ph.D کے ریسرچ مقالے کو جس طرح یونیورسٹیاں دوسری یونیورسٹیوں کے ماہر ریسرچ اسکالر کو بحیثیت ریفری بھیجتی ہیں اسی طرح میں نے بھی کوشش کی ہے کہ برادری کی تاریخی اور ثقافتی امور میں دلچسپی رکھنے والے پڑھے لکھے Intelectules کی ایک ٹیم کو اس کام میں بطور ریفری مقرر کروں اور اس تاریخ کے مستند ہونے کے لئے مسودہ کی منظوری لوں۔اس سلسلے میں ایک تین رکنی کمیٹی بنائی تھی جس میں

(1) جناب سلیمان عبداللہ گابا (سلیمان میمن):۔آپ قیام پاکستان سے قبل سے برادری کے سماجی کاموں میں پیش پیش رہے ہیں یہاں میں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب میں بہت سے دستاویزات ان کی طرف سے فراہم کردہ ہیں۔

(2) جناب ہاشم حسین کاٹھ۔آپ قیام پاکستان کے وقت جناب عیسیٰ جمال کے ساتھ اوکھا منڈل آنے والے بورڈوں میں سے ایک ہیں اور آپ کو اوکھا منڈل سے متعلق کافی معلومات حاصل ہیں۔

(3) جناب محمد اسلم طیب پاستا آپ موجودہ نوجوان نسل میں برادری کے سماجی امور پر بہت اچھی نظر رکھنے والوں میں سے ایک شخصیت ہیں۔

جب میں نے یہ مسودہ ان تین ریفریز کے پاس بھیجا تو اس کتاب کی ضخامت 680 صفحات پر مشتمل تھی اور ان مصنفین کے تمام اعتراضات اور تجاویز کے بعد اب صفحات کی تعداد 486 رہ گئی ہے۔جس سے آپ ان کی جانچ پڑتال کی باریک بینی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔جس کے بعد مجھے اُمید ہے کہ اوکھائی میمن برادری کی یہ تاریخی کتاب ایک مستند تاریخ کا درجہ حاصل کرلے گی۔

یہاں پر میں مرحوم لطیف ابراہیم جمال کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے ہمیشہ اس سلسلے میں میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کے سلسلے میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا تھا لیکن عموماً دیکھا گیا ہے کہ آپ جب خیر کے کام میں لگ جائیں تو وہاں پر شیطانی قوتیں آپ کو ہر قدم پر پریشان کرنا شروع کردیتی ہیں اور یہی چیز اس تاریخ کے مرتب کرنے کے دوران مجھے درپیش رہی۔لیکن علامہ اقبال کے بقول:

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

www.memonbooks.com

علامہ اقبال کے اس شعر کو میں نے اپنی زندگی میں درپیش چیلنجوں کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنے کے لیے اپنے لیئے مشعل راہ بنالیا ہے اور آنے والی ہر پریشانی کو کسی بلندی کا پیش خیمہ تصور کرکے اپنے کام میں پہلے سے بھی زیادہ تندہی کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہوں اور آپ یقین جانیں کے اللہ تعالٰی نے ابھی تک اُن تمام امور میں کامیابی وکامرانی نصیب فرمائی ہے اور میں باری تعالٰی کا انتہائی عاجزی سے صبر شکر ادا کرتا ہوں یاد رکھیں جو کام بھی سچی نیت اور نیک لگن سے کیا جاتا ہے کامیابی اُس کا مقدر ہوتی ہے اور یہ ہی قدرت کا قانون ہے جس کا بین ثبوت یہ ''اوکھائی میمن برادری کی تاریخ'' کی کتاب کی صورت میں آپکے سامنے ہے۔

یہ کتاب میں میمن قوم کی تاریخ مرتب کرنے ،ان کی اہم شخصیات ،ان کی ثقافت ،زبان اور معاشرتی معاملات کو اپنے قلم کے ذریعے زندہ رکھنے والے ان قلمکاروں کے نام کرتا ہوں کہ جنہوں نے بغیر کسی غرض یا ذاتی مفادات کے میمن قوم کی تاریخ اور ثقافت کو زندہ رکھنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے ۔عموماً ہمیں ان مجاہدوں کے قلم سے انجام پانے والے اہم کام نظر نہیں آتے ۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان مرد مجاہدوں کی حوصلہ افزائی کریں تا کہ وہ مزید بہتر انداز میں اپنے شعبے میں قلم کے ذریعے برادری کی خدمت کر سکیں ۔اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں'' تاریخ اوکھائی میمن برادری' ' ان قلمکاروں کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے اس شعبے میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

اس کتاب کی اشاعت میں جناب عزیز لطیف جمال، جناب عزیز عبدالکریم کاٹھ، جناب شعیب اسماعیل مانگرودیا اور جناب آصف اسماعیل مانگرودیا (وکیل) کے تعاون کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ ان کی ہروقت مشاورت ورہنمائی میرے شامل حال رہی ۔اس کے ساتھ جناب سلیمان عبداللہ گابا، جناب ہاشم حسین کاٹھ اور جناب محمد اسلم طیب پاستا کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مسودہ کو حتمی شکل دینے اور برادری کے سماجی ،نفسیاتی اور معاشرتی امور کو باریک بینی سے پرکھتے ہوئے میری رہنمائی فرمائی۔

میں اُن تمام بزرگوں، دوستوں اور ساتھیوں کا مشکور ہوں جنہوں نے اس کام کی تکمیل میں تعاون کیا اور معاونت فرمائی اور اُن لوگوں سے معذرت خواہ ہوں جن کو اس سلسلے میں میری وجہ سے تکلیف و پریشانی ہوئی ہو کیونکہ تاریخ مرتب کرنے کے لیئے مفصل معلومات حاصل کرنی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے عموماً لوگ پریشان ہو جاتے ہیں اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں جس کا الزام محقق کی ذات پر ڈالا جاتا ہے جبکہ وہ اپنے شعبے اور اپنے کام میں انصاف کے تقاضوں کو پورا کر رہا ہوتا ہے ۔اگر میں یہ تمام امور نہ کرتا تو آج اس کتاب کو مرتب نہ کر سکتا ۔یہ سب آپ لوگوں کے تعاون سے ہی ممکن ہوا ہے۔

آخر میں اس کتاب کی تیاری کے مرحلے میں رضا کمپوزنگ کے پورے اسٹاف جن میں تصدق نورانی، فاطمہ زیدی، عمر، قاضی صاحب اور اسماعیل بھائی کے تعاون کا بے حد شکر گذار ہوں ۔اس کے ساتھ میں فیر فین گرافک اور پرنٹرز کے روح رواں جناب علیٰی بھائی، فہیم، عرفان، عمران اور اُن کے ساتھ کام کرنے والے تمام ممبران کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اس تاریخ کی کتاب کو اپنے خلوص اور محبتوں سے انتہائی خوبصورت بنا دیا ہے اور اُس میں شامل قدیم اور خستہ حال تاریخی دستاویزات اور تصاویر کو انتہائی خوبصورت اور واضح انداز میں پیش کیا ہے جس کے لیئے ان کا پورا اسٹاف خراج تحسین کا مستحق ہے۔

پروفیسر عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا

www.memonbooks.com

فہرست

باب 1

اساس میمن قوم

1.1 اساس میمن قوم 37

- تخلیق کائنات
- مذہب کی ابتداء
- انسان کی تخلیق
- تہذیب کیا ہے
- ثقافت
- تہذیب اور ثقافت
- تاریخ کیا ہے؟

1.2 میمن قوم تاریخ کی روشنی میں 41

- کوری
- لوہانہ قوم تاریخ کے آئینہ میں
- ہندو مذہب (وید) کے مطابق
- لوہانہ قوم کی 108 خاندانی نکھیں
- سندھ پر لوہانہ قوم کے مختلف خاندانوں کی حکومتیں
- راجہ ہند کے زمانے میں
- رائے خاندان کا عہد حکومت
- برہمن خاندان کا عہد حکومت

www.memonbooks.com

⊙ سندھ پر مسلمان کی فوج کشی کے اسباب
⊙ سندھ پر محمد بن قاسم کا حملہ اور سندھ کی فتح
⊙ اسلامی تعلیمات کے لوہانہ قوم پر اثرات

1.3 میمن قوم محققین کی نظر میں 47

⊙ تاریخ میمن قوم بمطابق "رسالہ ابرازالحق"
⊙ "میراث احمدی" کے مطابق
⊙ لوہانہ قوم کی اساس کے مطابق
⊙ "تحفۃ الزائرین" کے مطابق
⊙ تاریخ کچھ و مکران معہ حالات میمنان کے مطابق
⊙ اساس میمن قوم میں عبدالرحمن اسیر کے مطابق
⊙ میمن قوم ڈاکٹر عبدالمجید سندھی کے مطابق
⊙ "رچرڈ برٹن" اور "ہیوز" کے مطابق
⊙ تحقیق اسحاق ابراہیم اور حبیب لاکھانی کے مطابق
⊙ تحقیق مولانا عبدالقدوس ہاشمی اور ابراہیم شہباز کے مطابق
⊙ دانشور کریم بخش خالد کے مطابق

1.4 اساس میمن قوم میری (عبدالعزیز مرکٹیا) کی نگاہ میں 53

⊙ مامون سے میمن
⊙ میمنا سے میمن
⊙ "مومنا" سے "میمن" یا کسی بزرگ کی طرف سے ہندو یاتریوں کو کسی معجزے کی وجہ سے قافلے والوں کا مسلمان ہونا
⊙ کیا ابرازالحق کے مطابق میمن قوم کا پیر یوسف الدین کے ہاتھوں اسلام قبول کرنا میمنوں کی اساس ہے؟

1.5 سندھ سے میمن قوم کی ہجرت 57

⊙ میمن قوم کی ہجرت کے سیاسی و معاشی اسباب
⊙ سماجی اسباب
⊙ سندھ کچھ تعلقات
⊙ میمن قوم کی برادریوں میں تقسیم

www.memonbooks.com

- سندھی میمن
- کچھی میمن
- ہالائی میمن
- دھوراجی میمن برادری

باب 2

اوکھائی میمن برادری کی ابتداء (اوکھامنڈل)

2.1 اوکھائی میمن برادری 64

- اوکھامنڈل
- تاریخ
- پیداوار معیشت وتجارت
- اوکھاپورٹ
- اوکھامنڈل میں میمن قوم کی آمد
- اوکھامنڈل میں ابتدائی آباد ہونے والے چند میمن خاندان
- سمست اوکھامنڈل میمن جماعت کا قیام اور اوکھا میں برادری کے پہلے پٹیل
- جناب عثمان جمعہ مادانی باغیچہ والا
- اوکھامنڈل میں جماعت کے کام کرنے کا طریقہ کار
- برادری کی کھنڈیاں یا خاندان
- اوکھائی میمن برادری اور "ذکریا ہاشم" کی کتاب تذکرہ میمن قوم
- قیام پاکستان سے پہلے اوکھائی میمن برادری کے چند خوشحال خاندان
- دوارکا میں
- اوکھا میں
- بمبئی میں
- کراچی میں
- افریقہ میں
- اوکھائی میمن برادری تحقیق کے بعد
- اوکھامنڈل تعلیمی میدان میں

www.memonbooks.com

- مہاراجہ سیاجی راؤ گائیکواڑ سوئم کی تعلیمی خدمات
- اوکھائی میمن برادری تعلیمی میدان میں
- دوارکا بورڈنگ ہاؤس کا قیام

- علی محمد خمیسہ وکیل (گاگائی)
- جناب حاجی عبدالکریم اسحاق ویانی
- جناب عیسیٰ جمال
- قیام پاکستان اور مسائل پاکستان
- اوکھائی میمن برادری کی ایثار و قربانیاں
- جناب عیسیٰ جمال کی برادری کے لئے تاریخی خدمت
- حاجی موسیٰ عاربی ویانی

2.2 اوکھائی میمن برادری افریقہ میں 86

- جناب حاجی ابراہیم اسحاق ویانی
- جناب عیسیٰ جمال
- جناب عبدالغنی پنجوانی
- جناب حاجی یوسف عبدالغنی ویانی
- جناب حاجی نور محمد حاجی احمد ٹوبریا

باب 3

اوکھائی میمن برادری کراچی میں

3.1 اوکھائی میمن برادری کراچی میں 89

- کراچی تاریخ کے پس منظر میں
- کراچی شہر کی بنیاد
- کراچی میں میمن قوم کی آمد
- اوکھائی میمن برادری کی تالپوروں کے دور میں آمد

www.memonbooks.com

- کیا برادری کی کراچی آمد سے متعلق جناب حاجی اسحاق کھوسہ کا بیان حقیقت پر مبنی ہے؟
- تالپوروں کے دور میں برادری کی کراچی آمد
- کھارادر اور میٹھادر
- کراچی کی آبادی 1839ء میں

3.2 کراچی پر انگریزوں کا قبضہ 95

- کراچی میں انگریزوں کے قبضے کے اسباب
- کراچی پر انگریزوں کا حملہ اور بغیر کسی مزاحمت قبضہ
- تالپور حکمران کا کراچی سے دست بر داری کا معاہدہ
- کراچی برطانوی نظم ونسق میں
- برطانوی دور میں کراچی کی ترقی
- کراچی کی بندرگاہ کی ترقی
- کراچی کی بندرگاہ اور اوکھائی میمن برادری
- موہانے
- مچھی میانی
- کھڈہ

3.3 کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی مذہبی اور سماجی خدمات 100

- اوکھائی میمن مسجد کا قیام
- چھاچھی مسجد کا قیام
- اوکھائی میمن مسجد کی برادری میں تاریخی اہمیت
- برادری میں ابتدائی مذہبی اور سماجی تنظیمیں
- اوکھائی میمن برادری میں ''دہام'' کا اہتمام
- کراچی میں عید میلادالنبی کے جلوس کی ابتداء
- برادری میں باہمی اتحاد یکجہتی اور اخلاقی بلندی
- آریہ سماج اور اوکھائی میمن برادری
- غازی عبدالقیوم کی شہادت کا واقعہ
- کراچی کی تاریخ کا بدترین دن

- غازی عبدالقیوم کی شہادت کا واقعہ اور اوکھائی میمن برادری
- کراچی کی قدیم مساجد

3.4 اوکھائی میمن برادری کی سماجی خدمات کی ابتداء 106

- کراچی میں اوکھائی میمن جماعت کا قیام
- جناب سلیمان مراد
- کراچی میں جماعت کی طرف سے غمی خوشی میں ڈیکوریشن سروس کی ابتداء
- چھپنیا ڈوکار (خشک سالی) 1899 تا 1900ء
- نوآباد میں برادری کی آبادکاری
- کراچی کے تعلیمی نظام میں میمن قوم کا کردار
- سندھ مدرستہ الاسلام کا قیام
- مدرسہ عربیہ مظہرالعلوم کھڈہ
- مدرسہ جامعہ اسلامیہ (سر حاجی عبداللہ ہارون اسکول)
- کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی تعلیمی سرگرمیاں
- اوکھائی میمن مدرسہ اسکول کا قیام
- جناب سائنا محمد غازیانی
- اوکھائی میمن ایجوکیشنل سوسائٹی کا قیام
- اوکھائی میمن برادری کے ابتدائی تعلیم یافتہ افراد
- پروفیسر سلیمان عبدالغنی گناترا
- برادری میں تعلیمی میدان میں کراچی کی نمایاں شخصیات
- ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن (لائبریری) کا قیام
- اوکھائی میمن برادری میں انقلابی موڑ
- کراچی میں بلدیاتی نظام کی ابتداء
- کراچی میں بجلی کی ابتداء
- اوکھائی میمن برادری حکومتی ایوان میں
- جناب طیب عمر مرکٹیا (طیب آغا)
- اوکھائی میمن برادری میں پہلی ہاؤسنگ اسکیم کی ابتداء

www.memonbooks.com

- لیاری
- حاتم آباد (میمن سوسائٹی) کا قیام
- میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی کا قیام
- جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا
- کوئٹہ زلزلہ کے متاثرین اور اوکھائی میمن برادری
- اوکھائی میمن جماعت خانہ (میمن سوسائٹی) کا قیام
- اوکھائی میمن جماعت کا انتظامی مرکز
- کراچی میں فلاح و بہبود کے اداروں کا قیام
- کراچی میں ہسپتالوں کی ابتداء
- صدر بازار ڈنشا ڈسپنسری
- لیاری کوارٹرز کی ڈسپنسری
- بندر روڈ ڈسپنسری
- سول ہسپتال
- جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سینٹر (جناح ہسپتال)
- لیڈی ڈفرن ہسپتال
- اسپنسر آئی ہسپتال
- سوبھراج چیتومل میٹرنٹی ہوم
- کراچی میں طبی سہولیات کی فراہمی میں میمن قوم کا کردار

3.5 کراچی میں تجارتی اور معاشی ترقی (قیام پاکستان سے پہلے) 126

- برآمدات
- درآمدات
- تجارتی راستے
- کراچی کی صنعتیں
- کپڑے کی صنعت
- چمڑے کی صنعت
- مچھلیوں اور موتیوں کی صنعت
- شراب کی صنعت

www.memonbooks.com

- لنگیوں کی صنعت
- دیگر صنعتیں
- کراچی میں مارکیٹوں کی ابتداء
- جوڑیا بازار
- صدر بازار
- بولٹن مارکیٹ
- ایمپریس مارکیٹ
- لیمارکیٹ
- سولجر بازار
- انگریزوں کے دور میں کراچی کی معاشی اور تجارتی سرگرمیاں
- بندرگاہ کی ترقی
- قیام پاکستان سے قبل اہم تجارتی مراکز
- صنعتی ترقی
- اجناس سے متعلق صنعتیں
- جانور سے متعلق صنعتیں
- بنیادی صنعتیں
- ڈالمیا سیمنٹ فیکٹری
- کراچی کی اونٹ چکیاں
- متفرق صنعتی سرگرمیاں
- چیمبر آف کامرس کی ابتداء
- کراچی کاٹن ایکسچینج کا قیام
- بینکوں کی ابتداء
- کراچی میں ذرائع نقل وحمل کی ترقی
- ریلوں کی ابتداء
- کراچی میں سڑکوں کی تعمیر

کراچی میں بسوں اور کاروں کی ابتداء

کراچی میں ٹراموں کی ابتداء

کراچی میں ٹیلیفون کی ابتداء

www.memonbooks.com

کراچی میں پہلے ہوائی اڈے کا قیام

3.6 قیام پاکستان سے پہلے کراچی کی معاشی وتجارتی سرگرمیوں میں میمن قوم کا کردار 138

- کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی معاشی سرگرمیاں
- برادری کی بندرگاہ سے وابستگی
- سبزی کے کاروبار سے وابستگی
- بیڑی پتہ وپان سگریٹ کے کاروبار سے وابستگی
- جناب حاجی حسن نور محمد تو بریا
- اجناس اور ہوٹل کا کاروبار
- اوکھائی میمن برادری کی اعلیٰ اخلاق وانسانی قدریں
- بندرگاہ پر مختلف حادثات اور برادری کا دوسروں شعبوں سے وابستہ ہونا

3.7 تحریک پاکستان 143

- پس منظر
- ریشمی رومال تحریک
- تحریک خلافت
- گاندھی جی کی سیاسی زندگی کا آغاز اور میمن برادری
- تحریک عدم تعاون اور کھدر تحریک
- اوکھائی میمن برادری اور کھدر تحریک
- تحریک عدم تعاون
- مسلم لیگ کا قیام
- قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء
- قائداعظم کا کراچی کے عوام کی طرف سے شاندار استقبال
- قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء دراصل ۱۹۳۸ء کی سندھ مسلم لیگ کی ہی قرارداد
- سر حاجی عبداللہ ہارون
- قائداعظم کو کراچی میں اوکھائی میمن جماعت خانہ میں استقبالیہ

www.memonbooks.com

- سندھ صوبائی اسمبلی کے انتخاب
- مسلم لیگ کی کامیابی اور کراچی میں جشن
- سندھ اسمبلی کا سندھ کو پاکستان میں ضم کرنے کا فیصلہ
- کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کے سنہری اوراق
- جناب قاسم سلیمان ویانی

باب 4

اوکھائی میمن جماعت قیام پاکستان سے موجودہ دور تک

4.1 اوکھائی میمن جماعت میں موجود انتظامی ڈھانچے کی ابتداء **154**

- آئین کمیٹی کا قیام
- اغراض و مقاصد قواعد و ضوابط
- تعلیمی کمیٹی
- کمیٹی برائے سماجی بہبود
- اسٹور انتظامیہ کمیٹی
- سنسار یک سماد ھان (سماجی مصالحتی) کمیٹی
- جناب قاسم شریف غازیانی

(1) پہلے آئینی صدر جناب آدم سلیمان غازیانی ۱۹۴۶ء **157**

(2) جناب حاجی عبداللہ طیب گابا ۱۹۴۷ء **159**

(3) جناب حاجی عارب گنگا ۱۹۴۸ء **161**

- اوکھائی میمن انجمن کا قیام
- سر آدمجی حاجی داود کا انتقال اور اوکھائی میمن برادری کا مثالی کردار
- جماعت خانہ میں سیکریٹریٹ کا قیام
- ہندوستان سے آئے ہوئے مہاجرین کی دیکھ بھال میں تاریخی کردار

- اوکھائی میمن اسکول میں سیکنڈری کلاسوں کی ابتداء
- کھارادر پنجابی کلب میں مدینہ مسجد کا قیام
- دیگر امور

(4) ایکشن کمیٹی ۱۹۴۹-۵۳ء 164

- اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین ۱۹۵۱ء کا قیام
- آل پاکستان میمن فیڈریشن کا قیام

(5) جناب عبدالغنی عبدالکریم پنجوانی ۱۹۵۳-۵۴ء جماعت کا صدارتی دور 167

- نکاح مسجد میں کرانے کا فیصلہ
- اوکھائی میمن اسکول کھارادر میں نئی عمارت کی تعمیر
- میمن سوسائٹی میں شاہین اسپورٹس کلب کا قیام

(6) جناب لطیف ابراہیم جمال ۱۹۵۴-۵۹ء جماعت کا صدارتی دور 169

- حسین آباد کا قیام
- آپ کو حکومت کی طرف سے ''ستارہ قائداعظم'' کا اعزاز
- جرمن گورنمنٹ کی طرف سے Night Commandor Cross کا اعزاز دیا گیا
- جماعت میں پہلا رسالہ ''اوکھائی عالم'' کا اجراء
- جماعت کے آئین میں ترامیم
- ایران گورنمنٹ کی طرف کی سے ''نشان ہمایوں'' کا اعزاز
- کاروباری حلقے میں بحیثیت کنگ میکر
- بحیثیت صدر آل پاکستان میمن فیڈریشن
- H.E.J Institute Of Chemistry کا قیام
- لطیف ابراہیم جمال (LEJ) نیشنل سائنس سینٹر
- ورلڈ میمن آرگنائزیشن کا تصور پیش کیا
- ماضی کی کچھ نمایاں خدمات
- جناب نور محمد یعقوب ویانی

www.memonbooks.com

(7) جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی 67-1959ء جماعت کا صدارتی دور 179

- اوکھائی میمن برادری کی امدادی کاروائیاں
- H.E.F اسکول حسین آباد اور عیسیٰ جمال اسکول نیا آباد کا قیام
- جناب ولی محمد حاجی یعقوب گنا ترا برادری کے پہلے فرزند جو اسمبلی میں پہنچے
- برادری میں پہلی بس سروس کی ابتداء
- اوکھائی میمن جامع مسجد حسین آباد کی تعمیر
- حسین آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن کا قیام
- اوکھائی میمن جماعت بلیٹن کا اجراء
- اوکھائی میمن برادری کی تاریخ لکھنے کی کوشش
- ڈاکٹر عیسیٰ عبدالغنی پنجوانی

(8) جناب حسین ابراہیم جمال 69-1967ء جماعت کا صدارتی دور 186

- اوکھائی میمن انجمن اور مدرسہ ایسوسی ایشن میں آپ کی خدمات
- حسین ابراہیم فاؤنڈیشن کا قیام
- اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا قیام
- ان کے والد جناب ابراہیم جمال کا انتقال
- جناب عثمان حسین پنجوانی

(9) جناب محمد خمیسہ غازیانی 71-1969ء جماعت کا صدارتی دور 192

- اوکھائی میمن برادری کی تاریخ مرتب کرنے کی دوسری کوشش
- حسین آباد ونٹی کورس کا قیام
- جناب یوسف محمدی

(10) جناب عبداللہ حسین گنا 73-1971ء جماعت کا صدارتی دور 196

- جماعت کے امور میں انقلابی تبدیلیاں

www.memonbooks.com

⊙ اوکھامنڈل سوسائٹی کا قیام
⊙ اوکھائی میمن برادری کی تین اہم ترین شخصیات کا انتقال

(11) جناب محمد حسین تار محمد دربار 77-1975 جماعت کا صدارتی دور 198

⊙ جماعت کی بس کی خریداری
⊙ اوکھائی میمن اکیڈمی کا قیام
⊙ برادری کے دوسرے اہم واقعات

(12) جناب عبدالکریم حاجی آدم گناتڑا 79-77-75-1973ء میں جماعت کا صدارتی دور 201

⊙ جماعت کے آئین کو فعال بنانا
⊙ حسین آباد اسپورٹس کمپلکس کے لئے ایک ایکڑ زمین کا حصول
⊙ ماچھ گوٹھ میں قبرستان کی زمین کا حصول
⊙ حسین ابراہیم جمال میموریل کمیونٹی سینٹر کا قیام
⊙ جماعت کے لئے بس کی خریداری
⊙ آپ کے دور میں برادری کے دوسرے اہم واقعات
⊙ جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی

(13) جناب عبدالستار حاجی داؤد مراد 83-1979ء جماعت کا صدارتی دور 206

⊙ دو نئی بسوں کی خریداری
⊙ ماچھ گوٹھ قبرستان
⊙ حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلکس کی چاردیواری کی تعمیر
⊙ برادری میں نوجوانوں پر مشتمل والنٹیر گروپ کا قیام
⊙ برادری میں حج گروپ کا قیام
⊙ میمن سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن کا قیام
⊙ آپ کے دور میں برادری میں ہونے والے دوسرے اہم واقعات
⊙ جناب قاسم عثمان کانڈا والا

www.memonbooks.com

(14) جناب عبدالستار حاجی طیب (کڑیا) ویانی 85-1983ء-89-1987ء 97-1995ء جماعت کا صدارتی دور 212

- حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلکس کی تعمیر
- میمن سوسائٹی جماعت خانہ فیز 1 کی تعمیر
- حسین ابراہیم کمپلکس میں کانفرنس روم کی تعمیر
- جناب عبدالستار ہاشم ویانی ممبر صوبائی اسمبلی الیکشن میں کامیابی
- برادری میں "رسالہ پیغام" کی گراں قدر خدمات
- جناب عبدالستار ویانی کی دیگر سرگرمیاں
- جناب عبدالرزاق حاجی احمد لاکھا

(15) جناب یوسف حاجی الیاس بارائی 87-1985ء جماعت کا صدارتی دور 217

- اوکھائی میمن برادری میں ممبر کارڈ کا اجراء
- اوکھائی میمن برادری میں پہلی بار پیغام رسالہ کی ابتداء
- اوکھائی میمن ویلفیئر سوسائٹی کا قیام
- جناب عبدالستار ویانی

(16) جناب عبدالستار محمد یوسف گٹا 91-1989ء جماعت صدارتی دور 220

- نئی بس کی خریداری اور اوکھائی میمن اکیڈمی کی توسیع
- جماعت خانہ میمن سوسائٹی ہال نمبر 2 کی نئے سرے سے تعمیر
- میمن سوسائٹی گرلز کالج کے قیام میں اہم کردار
- جناب نور محمد عیسٰی ویانی
- جناب حاجی محمد اسحاق کھوسہ

(17) جناب محمد صدیق عبدالکریم کاٹھ 95-1991ء جماعت کا صدارتی دور 224

- جماعت کی طرف سے پہلے ہاؤسنگ پروجیکٹ "اوکھائی پلازہ کا قیام"
- جماعت میں مکمل ڈیکوریشن سروس کی فراہمی کی ابتداء
- جناب ابراہیم داؤد دامدانی

www.memonbooks.com

(18) جناب عبدالستار عبدالکریم سوریا 1997-2001 جماعت کا صدارتی دور 228

- آپ کے دور میں بسوں کے بیڑے میں انقلابی تبدیلیاں
- موجودہ عبدالستار گٹا کالج کا قیام
- جماعت کی سطح پر مردم شماری کا آغاز
- یوسف علی سوریا کالج کا قیام
- چاندنی اور گلزار ہجری کے زونل دفاتر کا افتتاح
- جناب حاجی ہاشم حاجی احمد کاٹھ

(19) جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا 2001-03ء جماعت کا صدارتی دور 233

- قبرستان میں بہتری کی خدمات
- اوکھائی پلازہ کے الیکٹرک میٹر کے مسائل کا حل
- حسین ابراہیم کمپلکس اور میمن سوسائٹی جماعت خانہ کی تزئین و آرائش
- آئین میں ترامیم اور جماعت کا ہیڈ آفس حسین آباد میں منتقل
- اوکھائی میمن برادری کی تاریخ لکھنے کی ابتداء
- آل پاکستان میمن فیڈریشن کے الیکشن کا انعقاد
- حیدرآباد میں اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کا قیام
- جماعت یوتھ سروسز اور انجمن کی مشترکہ عید ملن
- جماعت میں کرکٹ ٹورنامنٹ کروانے کی ابتداء
- تعلیمی امور میں جماعت کے کالجوں کو باضابطہ کالج کا درجہ دلانا
- دیگر اہم ترین خدمات
- جعفر فدو ڈسپنسری (موجودہ کتیانہ ہسپتال) کو ہسپتال بنانے کی تجویز
- شپنگ کے شعبے میں اہم ترین خدمات
- "نادرن بائی پاس" کی تجویز
- پوری دنیا میں آباد "میمن قوم کی تاریخ" مرتب کرنے کا ارادہ
- جناب محمد اسلم طیب پاستا
- جناب محمد یونس بارائی

www.memonbooks.com

(20) جناب سلیمان حاجی قاسم پاستا 2003-05 جماعت کا صدارتی دور 241

- اوکھائی میمن جماعت میں ہاؤسنگ اسکیم کا اجراء
- گلزار ہجری سعدآباد میں کمیونٹی سینٹر کے لئے پلاٹ کی خریداری
- اوکھائی پلازہ کے الیکٹرک میٹر کے کام کا باضابطہ افتتاح
- جماعت کی ویب سائٹ اور ڈائریکٹری کا اجراء
- کرکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد
- جناب شعیب اسماعیل مانگرولیا
- جناب عبدالعزیز حاجی عبدالکریم کاٹھ

(21) جناب عبدالرزاق محمد عثمان ویانی 2005-07 کے لئے جماعت کے صدر نامزد ہوئے ہیں 247

- 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلہ زدگان کی امداد
- جماعت میں اسپورٹس کمیٹی کی طرف سے جماعت کی پہلی بار کرکٹ ٹیم کا قیام
- برادری میں مردم شماری کی مہم
- 14 اگست 2006 اوکھائی میمن برادری کی تاریخی کتاب کی رونمائی

باب 5
اوکھائی میمن یوتھ سروسز

5.1 میمن قوم میں ہونے والے اہم ترین واقعات 250

- راجکوٹ کی پہلی آل انڈیا میمن کانفرنس
- کلکتہ میں میمن ایجوکیشنل سوسائٹی کا قیام
- مہاجرین کی کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی شاندار خدمات
- آل پاکستان میمن فیڈریشن کا قیام
- میمن قوم میں نوجوانوں میں تعلیمی شعور کی بیداری اور اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا قیام

5.2 اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کا پس منظر 252

www.memonbooks.com

- اوکھائی میمن برادری میں پہلی اسٹوڈنٹس یونین
- برادری میں سماجی کاموں میں خواتین کا کردار
- یوتھ سروسز کے قیام کی ابتدائی کوشش
- اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی بنیاد
- میٹروپول ہوٹل کا تاریخی اجلاس
- یوتھ سروسز کی ممبر سازی اور ابتدائی عہدیداران کا انتخاب

(1) اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی پہلی کابینہ 1968-70ء — 258

- یوتھ سروسز کا پہلا پروجیکٹ برادری کی پہلی مردم شماری
- اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے تین مقاصد
- جناب حسین ابراہیم جمال کی اوکھائی میمن مدرسہ کے لئے دو نمائندوں کی شمولیت کی دعوت
- حسین آباد میں انڈسٹریل ہوم کا قیام
- حسین آباد میں لائبریری کا قیام
- اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا تاریخ ساز ہفتہ تعلیم

(2) یوتھ سروسز کے دوسرے ٹرم کی منتخب کابینہ 1970-72ء — 263

- اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے ممبران کی گروپ انشورنس اسکیم
- محمد عثمان کاٹھ کا تاریخ کے شعبے سے لگاؤ
- کھارادر اوکھائی اسکول میں انڈسٹریل ہوم کا قیام
- میمن سوسائٹی میں جدید اور وسیع اسٹڈی سینٹر کا قیام
- نوآباد میں انڈسٹریل ہوم کا قیام

(3) یوتھ سروسز کے تیسرے ٹرم کے انتخابات 1972-74ء — 265

- برادری کے عظیم سپوت، مفکر دانشور محمد عثمان کاٹھ کی المناک جدائی
- جناب محمد عثمان حاجی ہاشم کاٹھ
- جناب سلیمان عبداللہ گابا (سلیمان میمن)
- جناب عثمان ابراہیم ویانی
- جناب طاہر محمد الیاس پنجوانی
- جناب محمد عثمان حسین پنجوانی

www.memonbooks.com

- عثمان میموریل فاؤنڈیشن کا قیام
- عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کا قیام

(4) جناب عثمان عیسیٰ گابا 1973-74ء — 272

- جناب ہاشم شمیم مرکٹیا کی سربراہی میں دوسری مردم شماری
- 1974ء کی مردم شماری کے نتائج

(5) جناب طاہر محمد T.M پنچوانی 79,80ء 78-79ء 75ء 1974ء — 275

- حسین ابراہیم جمال اسٹڈی سینٹر کا قیام
- "Terms of Office" دو سال کے بجائے ایک سال کرنا
- اسپورٹس ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ کا انعقاد

(6) جناب محمد یعقوب مرکٹیا (میکی) 76-77ء 1975-76ء — 277

- عثمان میموریل ہسپتال کا قیام

(7) جناب محمد ابراہیم کاٹھ 1977-78ء — 279

(8) جناب عبدالرحمٰن گنگا 1980-81 — 280

- آئین میں ترامیم ممبر کی عمر اور لائف ممبر کا تعین
- قاسم عثمان کانڈا والا کوچنگ انسٹیٹیوٹ کا قیام

(9) جناب نور محمد مراد 1981-82ء — 282

(10) جناب ہاشم حسین کاٹھ 1982-83ء — 284

- ہاؤسنگ اسکیم کی ابتداء
- قاسم عثمان کانڈا والا انڈسٹریل ہوم عالمگیر روڈ پر قیام

(11) جناب عبدالستار داؤد مراد 1983-84ء — 286

- برادری میں قربانی کی کھالیں جمع کرنے میں باہمی مشاورت

www.memonbooks.com

(12) جناب محمد اسماعیل حاجی محمد سوریا 87-78ء 85,86ء 1984-85ء 287

(13) جناب انور حسین سوریا 1986-87ء 289

(14) جناب عبدالغفار پوپٹ پوترا 1988-89ء 291

- یوتھ سروسز میں کمپیوٹر سینٹر کا قیام

(15) جناب آدم محمد کاٹھ 90-92ء 1989-90ء 292

- یوتھ کے لئے انقلابی تبدیلیاں
- او ایم وائی ایس نوآباد اکیڈمی کا قیام
- یوتھ سروسز کے ہیڈ آفس کی حسین آباد منتقلی
- برادری کے طلباء کو بیرون ممالک کے لئے تعلیمی امداد
- اوکھائی ٹائمز کا اجراء
- الیکشن کی میعاد ایک سال سے دو سال کا فیصلہ
- آپ کا آئینی بالادستی کا بے مثال مظاہرہ

(16) جناب عبدالرشید ابراہیم ویانی 1992-94ء 295

- یوتھ سروسز میں جہیز اسکیم کا آغاز

(17) جناب عبدالرزاق عثمان ویانی 2000-02ء 96,98ء 1994-96ء 296

- S.A.J اکیڈمی کا قیام
- جناب سلیمان احمد جیوانی
- ہاشم آباد میں اسکول پلاٹ کی سنگ بنیاد
- عثمان میموریل ہسپتال مکمل یوتھ سروسز کے زیر اہتمام
- اعلیٰ تعلیم کے لئے اسکالرشپ کا اجراء
- حاجی محمد گابا کوچنگ سینٹر میمن سوسائٹی کا قیام
- او ایم وائی ایس اکیڈمی گلزار ہجری کا قیام
- جناب سلیمان وی کاٹھ اور رشید وی کاٹھ (کاٹھ برادران)
- جناب عبدالکریم سلیمان گناترا

www.memonbooks.com

(18) جناب محمد فاروق حاجی حسین غازیانی 1998-2000ء 302

- جناب عبدالحمید مرکٹیا
- S.A.J اکیڈمی میں توسیع
- جناب عبدالقادر حاجی یوسف سوریا
- عثمان میموریل ہسپتال میں (I.C.U) یونٹ کا افتتاح
- یعقوب ویانی ایجوکیشنل پروجیکٹ کا قیام

(19) جناب آصف اسماعیل مانگروریا 04-02-2000ء-02-02 305

- عثمان میموریل ہسپتال
- ہسپتال یوتھ سروسز کے زیرانتظام
- ہسپتال کی موجودہ صورت حال

باب 6

اوکھائی میمن برادری کے دیگر ادارے

6.1 اوکھائی میمن انجمن 308

- اوکھائی میمن انجمن کا قیام
- اوکھا منڈل میں انجمن کی خدمات
- قیام پاکستان کے بعد انجمن کی خدمات
- برادری میں بس سروس کی ابتداء
- ماتلی (سندھ) میں برادری کی آمد اور جماعت خانہ کا قیام
- جناب عیسٰی جمال
- جناب سلیمان عبدالغنی پچوانی
- جناب حسین ابراہیم جمال بحیثیت صدر اوکھائی میمن انجمن
- حاجی احمد میموریل ڈسپنسری اینڈ میٹرنٹی ہوم کا قیام

www.memonbooks.com

- انجمن کے زیر انتظام عیسیٰ جمال اسکول کا قیام
- جناب لطیف ابراہیم جمال انجمن کے صدر
- حسین آباد اوکھائی میمن ہسپتال
- جناب محمد اسماعیل (وکیل) قاسم مانگروریا
- جناب عزیز لطیف جمال
- حاجی ابراہیم حاجی اسماعیل ویانی بحیثیت صدر انجمن
- حاجی احمد میموریل ڈسپنسری اینڈ میٹرنٹی ہوم کی مکمل رینویشن ورکس
- مختلف علاقوں میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد
- حاجی اسماعیل حاجی محمد غازیانی (علامہ)
- برادری میں معذور اپاہج بچوں کو معاشرے کا فعال شہری بنانے کا پروگرام
- جناب داؤد عثمان جکھوڑا

6.2 اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین 318

- اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کے قیام کا پس منظر
- یوتھ سروسز اور اسٹوڈنٹس یونین کے فاونڈروں کی تاریخی میٹنگ
- اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کا قیام
- جناب عبدالعزیز محمدی
- جناب محمد ہارون عثمان گتا
- اسٹوڈنٹس یونین کا پہلا کامیاب عشرہ
- اسٹوڈنٹس یونین کا دوسرا سوشل ورکروں کا بیچ
- اوکھائی میمن برادری میں تاریخ کا عجیب حُسنِ اتفاق
- جناب محمد صدیق گابا

6.3 اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن 324

- ابتدائی جماعت
- اوکھائی میمن مدرسہ کا قیام
- اوکھائی میمن اسکول کا قیام
- جناب بابو عبدالرحمٰن کا انتقال

www.memonbooks.com

- اسکول کے انتظامی امور
- میمن سوسائٹی جماعت خانے میں گرلز اسکول کا قیام
- حاجیانی ذلیخہ بائی اسکول نوآباد کا قیام
- جناب حسین ابراہیم جمال بحیثیت صدر اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن
- جناب لطیف ابراہیم جمال کا صدارتی دور
- جناب عبدالکریم گناترا کا صدارتی دور

6.4 ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن 329

- اقبال کلب سے ینگ مینس ایسوسی ایشن تک
- ادارے کی طرف سے ابتدائی لائبریری جماعت خانہ میں قیام
- موجودہ لائبریری کا قیام
- جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا

6.5 برادری کے دیگر ادارے 331

- میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی
- میمن کریڈٹ سوسائٹی اور اوکھائی میمن برادری
- میمن ویلفیئر سوسائٹی کھارادر
- نوآباد سبیل کمیٹی
- انجمن عاشقان رسول، شاہین کلب اوکھائی میمن والنٹیر کوریس اور اب میمن سوسائٹی میلاد کمیٹی
- حسین آباد کا قیام
- حسین آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن
- حسین آباد والنٹیر کوریس کا قیام
- اوکھائی میمن جامع مسجد حسین آباد ٹرسٹ
- ہاشم آباد ہاؤسنگ سوسائٹی
- جناب قاسم حاجی ہاشم کاٹھ
- اوکھا منڈل ہاؤسنگ سوسائٹی
- جناب داؤد گاگائی

6.6 اوکھائی میمن برادری حیدر آباد میں 337

www.memonbooks.com

- حیدرآباد میں برادری کی آمد
- حیدرآباد میں اوکھائی میمن جماعت کی ابتداء
- میمن سوسائٹی حیدرآباد کا قیام
- حیدرآباد میں اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کے قیام کا پس منظر
- اوکھائی میمن ایسوسی ایشن حیدرآباد کا قیام
- حیدرآباد میں آباد برادری کے دیگر سماجی امور

باب 7

اوکھائی میمن برادری کی سماجی ثقافتی اور معاشرتی زندگی

7.1 اوکھائی میمن برادری کا سماجی ڈھانچہ 340

- اوکھائی میمن برادری میں خاندانی نظام
- برادری کا رہن سہن اور رسم و رواج
- مردوں کا لباس
- عورتوں کا لباس
- زیورات
- خواتین کے روزمرہ گھر کے کام کاج
- کھانے پینے کے امور
- رات کے کھانے پر "کھچڑی" کا استعمال
- گھر میں عام استعمال ہونے والی اشیاء
- خاندان میں انجام دینے والے دیگر امور
- "کانڈھی" اور "سجیریا" (موجودہ فریج سے پہلے)
- اوکھائی میمن برادری کا سماجی / جماعتی نظام

7.2 برادری مذہبی امور میں 347

- محرم اور ربیع الاول میں مجالس کا اہتمام
- کراچی میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی ابتداء

- ماہ صفر اور "تیروں" "تجیوں"
- ماہ رجب "کونڈے" اور شب معراج
- ماہ شعبان "شب برأت"
- ماہ رمضان المبارک

7.3 شادی بیاہ کی رسمیں 350

- "منھومنہ" یا "سکرو آقارو" یعنی منگنی کی رسم
- "پیٹھی" کی رسم
- شادی کا کھانا (ضیافتیں)
- "سدڑ" یا "نورتا" یعنی دعوت دینا
- "تھاڑی" سسٹم
- نکاح کی تقریب
- "لپی" اور خالص گھی کے ساتھ دینے کی رسم
- "پچوڑ" اور "ستارا" کی رسم
- بچے کی ولادت پر خوشی
- "چھٹی" کی رسم
- غمی موت میت کی رسمیں
- "کڑی کوئی" کی رسم

حرف آخر 354

انتہائی اہم بات 357

کتابیات 358

ڈاکٹر عطاالرحمان کے تاثرات 361

www.memonbooks.com

باب 1

اساس میمن قوم

تخلیق کائنات:۔

کلام پاک میں تخلیق کائنات کے بارے میں ارشاد ہے :

"خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں،
سب کو چھ ایام میں پیدا کیا، پھر عرش قائم ہوا اور اس کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہے نہ
سفارش کرنے والا، کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟ وہی آسمان سے زمین تک ہر کام کا انتظام کرتا ہے
پھر وہ ایک روز جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگی، اس کی طرف صعود کرے گا"۔
(سورۃ السجدہ، آیت نمبر 4-5)

آنحضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تخلیق کائنات سے متعلق ارشاد فرمایا ہے :

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات تھی اس سے پہلے کوئی شے نہ تھی اس کا عرش پانی پر تھا پھر اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ پر ہر چیز لکھی"۔

(بخاری شریف)

یہود و نصاریٰ کے نزدیک :

"تخلیق کائنات سات دنوں میں ہوئی ان کے نزدیک یہ چھ دن تھے۔"

سائنسدانوں کے خیال میں :

"تخلیق کائنات کا آغاز 15 سے 20 ارب سال پہلے ایک لامحدود گرم اور لامتناہی کثیف Dense نقطے سے فضا، وقت اور توانائی کے ناقابل تصور دھماکے سے ہوا جس کو عظیم بگ بینگ کا نام دیا گیا ہے"(1)

www.memonbooks.com

مذہب کی ابتداء:۔

وجود انسانی کے نقطہ آغاز دریافت کرنے سے بھی زیادہ اہم سوال ہمارے نزدیک یہ ہے کہ انسان اور مذہب دونوں تو ہم ہیں یا دوسرے لفظوں میں کیا مذہب کی ابتداء انسان آزمائش ہی کے ساتھ ہوئی ہے. بالعموم مذہب کو یا تو وسیع معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جس میں غیر مرئی اور روحانی عوامل بھی شامل کر لیے جاتے ہیں لیکن محدود معنوں میں صرف اعلیٰ عقائد، عظیم ہستی یا ہستیوں کا تصور خیر و شر میں تمیز، موت کے بعد جزا و سزا کا نظریہ شامل ہوتے ہیں۔

انسان کی تخلیق:۔

ماہرین علم الانسان کے لیئے یہ مسئلہ ہمیشہ سے دردسر بنا رہا ہے کہ انسان اس کرۂ ارض پر کب سے موجود ہے اور اس کی آفرینش کب عمل میں آئی. آثار قدیمہ نے قدیم ترین پتھر کے نوکیلے اوزار دریافت کیے ہیں جو خود ساختہ معلوم نہیں ہوتے بلکہ ان کی بناوٹ سے پتہ چلتا ہے کہ کسی ہاتھ نے انہیں محنت سے نوکیلا بنایا ہے. ماہرین طبقات الارض کا دعویٰ ہے کہ ان اوزاروں کا لاکھوں برس پرانا ہونا یقینی ہے کیونکہ یہ زمین کی بہت نچلی تہہ سے برآمد ہوئے ہیں اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں ہے کہ انسان نامعلوم زمانے سے اس روئے زمین پر آباد ہے غرض کہ انسان نامعلوم مدت سے اس زمین کا باسی ہے لیکن اس کی معاشرت و مذہب، اس کے عقائد و افکار کے متعلق ہماری معلومات صفر کے برابر ہیں البتہ قدیم پتھر کے زمانے کے متعلق ہی ہمیں تھوڑا بہت علم ہے. یہ زمانہ پچاس ہزار سال قبل مسیح سے شروع ہو کر دس ہزار سال قبل مسیح پر ختم ہو جاتا ہے.(1)

تہذیب کیا ہے؟ Civilisation

لفظ تہذیب عام بول چال میں اکثر استعمال ہوتا ہے۔کوئی کہتا ہے کہ یہ شخص بڑا تہذیب یافتہ ہے۔کوئی کہتا ہے کہ جدید تہذیب بہت اچھی ہے۔

جب کہ تہذیب کا حقیقی مفہوم کچھ یوں ہے کہ تہذیب ایک وسیع لفظ ہے۔اس میں انسان کی زندگی کے بنیادی تصورات، عقائد و افکار، زندگی کا نصب العین اور تمام افعال جن میں انسان کا چلنا پھرنا، انداز گفتار، کردار اخلاق، آداب و اطوار، اس کے علمی، ادبی سائنسی و ثقافتی کارنامے اس کی سیاست، معاشرت اور معیشت سب شامل ہیں، تہذیب نام ہے ترقی کا، مادی ترقی اور روحانی ترقی دونوں اس کا جزءِ لاینفک ہیں۔

تہذیب کی تقویم چار عناصر سے ہوتی ہے جس میں (1) اقتصادی معاملات (2) سیاسی و معاشرتی نظام (3) اخلاقی روایات (4) مذہب اور مشغلہ علم و ہنر۔

www.memonbooks.com

ثقافت:۔ Culture

ثقافت انسان کی جدوجہد اور عمل کے اس پہلو کا نام ہے جسے وہ مادی ضرورت کے نقطۂ نظر سے نہیں کرتا بلکہ عمل سے اس کا مقصد روحانی اور ذہنی تسکین ہوتا ہے۔ مذہب، فلسفہ، مصوری، شاعری، اور خطاطی وغیرہ ثقافت کے آئینہ دار ہیں دوسرے لفظوں میں ثقافت کی تعریف کچھ اس طرح کر سکتے ہیں کہ "ثقافت" کسی گروہ، جماعت یا قوم کی سماجی، اخلاقی، ذہنی، فنی اور صنعتی خوبیوں کا مجموعہ ہوتی ہے جس کے ذریعے کسی گروہ جماعت یا کسی قوم کی کسی دوسرے گروہ یا جماعت سے علیحدہ حیثیت تسلیم کی جاتی ہے نیز اس کی مدد سے کسی گروہ یا جماعت یا قوم کی نظریں اصولوں اور دستور کی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

تہذیب اور ثقافت:۔ Civilisation And Culture

انسان کی تندرستی، صحت اور نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ اس کا جسم اور اس کی روح دونوں ہی ترقی پذیر ہوں، بالکل اسی طرح کسی قوم کی ترقی جب ہی ممکن ہے جب اس کی تہذیب وثقافت کا تحفظ کیا جائے۔ ثقافت یعنی "روح" اور تہذیب یعنی "جسم" انسانی زندگی دو پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ ایک "مادی اور دوسرا" روحانی "مادی پہلو کی نمائندگی تہذیب کرتی ہے اور روحانی پہلو کی نمائندگی "ثقافت" کرتی ہے۔

زمانہ قبل تاریخ میں تہذیب کا وجود ہر قوم میں پایا جاتا ہے خواہ وہ قوم قدیم ہو یا جدید، البتہ یہ تہذیب کہیں ادنیٰ درجے کی ہوتی ہے اور کہیں اعلیٰ درجے کی۔ دنیا میں شاید ہی کوئی قوم ایسی ہو جس کے متعلق ہم یقین کے ساتھ کہہ سکیں کہ وہ تہذیب سے نا آشنا ہے، کائنات عالم کی مختلف تہذیبیں اور مختلف معاشرے ایک ایسی اجتماعی زندگی کے مرہونِ منت ہیں جس کی ضرورت ابتدائے آفرینش سے محسوس کی گئی ہے کیونکہ انسانی زندگی کی روزمرہ ضروریات کو پورا کرنا کسی فرد واحد کے بس کی بات نہیں انسان کی اجتماعی زندگی کا ابتدائی تصور شاید حیوانات کے غول در غول پھرنے اور اس نظم وضبط سے اخذ کیا گیا تھا جس کے جیتے جاگتے نمونے جنگلوں اور صحراؤں میں دیکھے گئے، انسان جب قبائلی زندگی سے دوچار ہوا تو ضروریات زندگی کے پھیلاؤ نے اُسے مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا اس لئے اجتماعی زندگی کے معاشرے نے انہیں الگ الگ نام دے کر مختلف گروہوں اور طبقات میں تقسیم کر دیا، اور یہی نظم وضبط آگے چل کر ایک تمدن اور تہذیب کا روپ اختیار کرتا چلا گیا۔(1)

تاریخ کیا ہے؟

کائنات کے مدوجزر اور انقلاب عالم کے فلسفے میں "تاریخ" کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے قوموں کے عروج وزوال، حکومتوں کی تعمیر وتخریب اور پانی کے بلبلوں کی طرح اُبھرنے اور مٹنے والی تہذیبوں کے مضمرات اگر انسانی ذہن وشعور کو بیدار کر سکتے ہیں تو اُن کا نفسیاتی راز

تاریخ میں پنہاں ہے۔

انسان زمین دوز تنگ و تاریک غاروں سے نکل کر جنگلی درندوں سے نبرد آزمائی کرتا ہوا کس طرح پتھر اور لوہے کے زمانوں تک پہنچا۔؟ بے آب وگیا چٹیل میدانوں سے گزر کر سرسبز وشاداب مرغزاروں میں اُس نے کس طرح اجتماعی زندگی اور قبیلہ بندی کے تمدن کی تخلیق کی؟ ابتدائے آفرینش سے اب تک کتنے معاشرے، کتنی تہذیبیں اور کتنی زبانیں عالم وجود میں آکر انقلابات کے گرم وسرد جھونکوں میں کُملا گئیں، اُن کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں اُن معتبر واقعات وروایات کا سہارا لینا پڑے گا جنھیں ''تاریخ'' سے موسوم کیا گیا ہے، تاریخ کی ترتیب و تدوین میں ذہن انسانی کی پرواز ہمیشہ سرگرم عمل رہی ہے واقعاتِ عالم کی چھان بین کے لیئے انسان کو کیسی کیسی صعوبات سفر جھیلنا پڑیں؟ مختلف قوموں اور ملکوں کے رسم ورواج کی روایتی کہانیاں کس طرح دھیرے دھیرے تاریخ میں تحلیل ہوتی رہیں اس کے غائر مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ نقطہ نظر کی ناپختہ کاری کے باوجود انسان کا ذہن وشعور تاریخ کی اہمیت اور ضرورت سے بیگانہ نہیں تھا اور یہ کام حکایات، واقعات اور روایات کی شکل میں ہمیشہ لاشعوری طور پر انجام پاتا رہا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، تاریخ دنیا کے تمام علوم وفنون کا سرچشمہ ہے اور گزرے ہوئے زمانے کا ایک ایسا آئینہ ہے جس سے سبق حاصل کر کے نئی نسلیں اپنے مستقبل کو سنوار سکتی ہیں، (1)

تاریخ کی اس بنیادی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کرنے کے بعد خادم نے اوکھائی میمن برادری کی ایسی تاریخ لکھنے کا ارادہ کیا جو مبادیات تاریخ کی روشنی میں ایک مستند تاریخ کا درجہ حاصل کر سکے۔

www.memonbooks.com

1.2

"میمن قوم" تاریخ کی روشنی میں :۔

تاریخ، زبان اور کردار ایک قوم کا تشخص ہوتے ہیں ۔میمن کسی مذہب، ملک یا نظریہ کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک تاریخ ساز قوم کا نام ہے سندھ کی قدیم اور کثرت سے آباد ہونے والی قوموں میں "میمن" ایک اہم اور ممتاز مقام رکھنے والی قوم تصور کی جاتی ہے ان کی نسل اور ابتداء کے متعلق مشرقی اور مغربی محققین اور دانشوروں نے کافی تحقیق کی ہے اور اکثریت کے خیال میں "میمن" قوم اصل میں قدیم ہندو لوہانہ قوم سے تعلق رکھتی ہے ۔جسے قدیم زمانے سے سندھ کی صنعت وحرفت، تجارت ومعیشت اور خاص کر کپڑے کی پیداوار وتجارت میں ہمیشہ سے ہی نمایاں مقام حاصل ہے۔

کوری :۔

سندھ میں قدیم ترین ذاتوں میں کوری ایک اہم ذات ہے۔ اور یہ ذات قدیم زمانے سے کپڑا بنانے کا کام کرتی ہے۔ سندھی زبان میں نئے کپڑے کو "کوڑو" کہا جاتا ہے۔ لفظ کوڑو سندھ میں کوری ذات جو کپڑا بنانے سے وابستہ ہے اُس ہی سے نکلا ہے ۔

قدیم آثار سے یہ بات ثابت ہے کہ ہزاروں سالوں سے سندھ میں کپڑا بنانے کا ہنر موجود ہے جس سے سندھ میں کوری ذات کی موجودگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، سندھ میں کپڑا بنانے کا ذکر آرین کی قدیم کتاب "رگوید" میں بھی ملتا ہے اس کے علاوہ پانچ سو سال قبل مسیح یونانی مورخ ھیرودوتش نے سندھی کپڑے کا ذکر کیا ہے ۔جو مصر، بابل اور سمندر کے کناروں پر واقع ملکوں میں استعمال ہوتا تھا۔

سندھ کی ململ "سندھن" کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے عہدنامہ جدید میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب کے بعد "سندھن" کے کپڑے میں لپیٹ کر تابوت میں ڈالا گیا تھا ان تمام حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم بلا شبہ کہہ سکتے ہیں کہ سندھ کا کپڑا اور خصوصاً سندھ کی ململ قدیم زمانے سے دنیا کے مختلف ملکوں میں پہچانی جاتی تھی اور بہت اہمیت رکھتی تھی (1)۔

سندھ کی قدیم اور بنیادی کتاب "چچ نامہ" جس میں سندھ میں مختلف ذاتوں کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے جس کے تحت سندھ میں آباد مختلف ذاتیں جس میں سما، سھتا، لاکھا، چنا، جت اور لوہانا کا ذکر ملتا ہے۔ آج بھی ہم سندھ میں دیکھیں تو سما، سھتا، لاکھا، چنا اور جت اپنے اسی ناموں سے موجود ہیں صرف "لوہانا" ذات سندھ کے مسلمانوں میں موجود نہیں ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ "لوہانہ" جب مسلمان ہوئے اور جس نام سے مسلمان ہوئے اُسی نام سے اپنی پہچان کراتے ہیں یعنی مومن یا "میمن"۔

سندھ کے آباد قدیم ذاتیں کنبھار اور موچی "چنا" ظاہر کرتے ہیں کہ سندھ میں چارپائی بنانے والے بڑھئی اور دھوبی اپنی اصلی ذات "سومرا" بتاتے ہیں "سما، سھتا، اور لاکھا" زراعت کے پیشے کھیتی باڑی اور جت اونٹ کے بچوں کو پالنا پوسنا کا کام کرتے تھے اب صرف لوھانہ

ذات رہتی ہے جس کو" کوری کی بنیاد ٹھہرایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ سندھ میں کاروبار کرنے والی قوم بھی لوہانہ ہے کیونکہ سما، سمتا، چنا جت وغیرہ کا کاروبار سے واسطہ نہیں رہا ہے ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ثابت ہوتا ہے کہ کوڑی نسل کپڑے بنانے اور تجارت کرنے والی قوم ہی "لوہانہ" قوم سے تعلق رکھتی ہے۔

لوہانہ قوم تاریخ کے آئینہ میں

اب سوال یہ ہے کہ لوہانہ کون ہیں؟ لفظ "لوہانہ" دو لفظوں کا مرکب ہے۔"لو" اور "ہانہ" جس کا مطلب ہے "متعلقہ" اس سے ملتا جلتا ایک اور لفظ "موہانہ" ہے جس کا مطلب "مچھلیوں سے متعلقہ" لفظ "لوہانہ" کو آرائی زبانوں کے عہد حکومت سے متعلق قرار نہیں دیا جا سکتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک خالصتاً سندھی لفظ ہے اور وہ برادری جو اس نام کے حوالے سے پہچانی جاتی ہے یہ بھی آریائی نہیں ہے بلکہ یہ سندھ کی اصل اور قدیم ترین برادری ہے (1)

دنیا کی افضل ترین کتاب قرآن مجید کی سورہ عنکبوت آیت نمبر دو میں ذکر ہے۔

"طوفان نوحؑ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں حام، سام اور یافث کو خدا کے حکم سے دنیا کے چاروں طرف بھیجا" تاریخ فرشتہ کے مصنف محمد قاسم نے اپنی کتاب میں روایت لکھی ہے کہ "حضرت حام کے چھ (6) بیٹے تھے جن میں (1) ہند (2) سندھ (3) حبشی (4) افریقہ (5) ہرمز اور (6) بویہ۔ حضرت حام کے بیٹے ہند نے مملکت ہندوستان کی طرف توجہ کی اور اسے آباد کیا اور ان کے دوسرے بیٹے سندھ نے ملک سندھ کو آباد کیا اور لوہانہ قوم ان ہی کی اولادوں میں سے ہے" (2)

ہندو مذہب (وید) کے مطابق:۔

"لوہانہ قوم" کی تاریخ ہندو مذہب میں قدیم ترین اقوام میں شمار کی جاتی ہے۔ جس کی تاریخ "آریا Aryans" اور موہنجوڈارو کے کھنڈرات سے وابستہ تاریخ سے ملتی ہے۔ ہندو مت میں راجہ رگویر کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے ان کی چار اولادیں تھیں جس میں (1) رام Rama (2) لکشمن Laxmana (3) بھرت Bhrat

(4) شتروگھنہ Shatrughana۔ جب کے ہندومت میں ان چار میں رام Rama کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

رام Rama نے اپنی سلطنت حکومت کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا، جو اُس نے اپنے تین بھائیوں لکشمن Laxmana، بھرت Bharat، شتروگھنہ Shatrughana اور اپنے دو بیٹوں (1) کوش Kush اور (2) لوہا Luva میں تقسیم کر دی لوہا Luva شمال مشرق موجودہ سندھ، ٹھٹھہ، نیرون کوٹ، موجودہ حیدرآباد، سندھ دبل اور کراچی کے علاوہ نواب شاہ، شہدادپور، ٹھوڑ اور ہالا کے علاقے پر حکمران ہوئے

اور جسے لوہانہ پرگنہ کہا جاتا تھا۔

لاہور کے متعلق جو قدیم روایت ملتی ہے اس میں رام چندرجی اوران کی بیوی سیتا سے متعلق ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ رام کے بیٹے ''لوہا'' نے اپنی ماں کی یاد میں دریائے راوی کے کنارے آبادی قائم کی ''لوہانور'' ''لیور'' وغیرہ مختلف ناموں سے اب یہ ''لاہور'' بن گیا ہے۔(1)

لوہانہ قوم کی 108 خاندان نکھیں

لوہانہ قوم 108 خاندانوں میں بٹی ہوئی تھی اور ہر خاندان کا ایک علیحدہ نام تھا جسے سندھ میں ''نکھ'' کہتے تھے۔آج بھی ہم میمن قوم میں نظر دوڑائیں تو بہت سی برادریوں میں یہ خاندانی نکھیں تھوڑے ردوبدل کے ساتھ موجود ہیں مذکورہ بالا 108 قدیم ''نکھوں'' میں 60 قدیم نکھوں کے نام میمن عبداللہ اسماعیل نے اپنی کتاب ''میمن تواریخ میں ابرارالحق'' کے حوالے سے نقل کیے ہیں، بقیہ نکھوں کا سراغ لگانا بہت مشکل ہے۔

کوتک	ٹھٹا	سومی یا	گندا	پوپٹ	گھڑی گھڑاتہ	مجیٹے
کیترا	زم	چوکھا سوتا	سویسر	ریا	گھکو	چندانی
گھیا	مارتک	اووانی	سکرانی	کھوڑا	امیا	یارکریہ
روپاریل	جوبن پوترا	ٹھوڑ	کاریا	سوناگیلا	بھنڈری	ڈاڑیا
کھوڈڑا	آڈھکر	پھوبدوعا	جگیا	راج	کاٹھڑ	پڈن
رانا	کھکو	چندن	روکھانا	ٹھکرال	لوڑیا	لاک
سیندرووا	آسکرہ	راکتریا	کھوکھڑیا	رائی چنا	گل بدوعا	ٹریا
پاباریا	گجن مٹھیا	کیسریا	چوچک	پاندھی	سباگر	پلیا
می ڈور	نا روانی	چیدیمن سکیا چیدے آڈوپوٹرا۔(2)				

www.memonbooks.com

سندھ پر لوہانہ قوم کے مختلف خاندانوں کی حکومتیں

(1) راجہ ہند کے زمانے میں:۔

راجہ ہند کے زمانے میں لوہانہ قوم سندھ میں کثرت سے آباد تھی راجہ ہند کے بیٹے کفنڈ کے زمانے میں 327ء ق م میں سکندر اعظم سندھ پر حملہ آور ہوا تھا

(2) راجہ ہند کے بعد سندھ پر گوپیہ ''تاک'' اور ''مومید'' خاندان سندھ پر حکمران رہے۔

(3) رائے خاندان کا عہد حکومت:۔

چھٹی صدی عیسوی میں سندھ پر رائے خاندان کی حکومت تھی اور یہ خاندان 137 سال تک حکومت کرتا رہا، سہاوی اس خاندان کا سب سے بڑا راجہ تھا اور تاریخ میں اُس کو انتہائی عزت واحترم کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(4) برہمن خاندان کا عہد حکومت:۔

رائے خاندان کے عہد حکومت کے بعد سندھ میں برہمن خاندان کا عہد حکومت شروع ہوا، راجہ چچ برہمن خاندان کا پہلا راجہ تھا، دراصل راجہ چچ کے زمانے ساتویں صدی عیسوی سے سندھ کا تاریخی زمانہ شروع ہوتا ہے۔ جب مسلمان مورخوں اور سیاحوں نے سندھ کے حالات قلمبند کرنا شروع کئے۔ اس سے قبل ہندوؤں نے سندھ کی تاریخ مرتب کرنے پر توجہ نہیں دی تھی، یہ خلفائے راشدین کا دور تھا عرب سے ابھرنے والا اسلام کا سورج تیزی سے چاروں طرف پھیل رہا تھا۔

سندھ پر مسلمانوں کی فوج کشی کے اسباب:۔

ہندو راجہ چچ، سندھ کے تمام راجاؤں اور حکمرانوں کو اپنا مطیع کر لینے کے بعد اپنی سلطنت کو عرب تک وسعت دینے کا خواب دیکھنے لگا چنانچہ سب سے پہلے اس نے 925 میں مکران جو اس زمانے میں مسلمانوں کے زیر حکومت تھا اس کی سرحد پر فتنہ وفساد کی آگ بھڑکائی اور لوٹ مار، قتل وغارت گری کا بازار گرم کر کے لوٹ گیا:۔

امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں راجہ چچ نے دوسری مرتبہ مکران کی سرحد پر فساد برپا کیا عبدالرحمٰن بن ثمرہ نے حضرت عثمان

ؓ کے حکم پر جوابی کاروائی کی اور اس فتنہ کو رفع کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں پھر مکران کی سرحد پر بغاوت رونما ہوئی ،حضرت علیؓ کے حکم پر حارث بن عامر نے جوابی کاروائی کر کے بغاوت کا قلع قمع کیا۔(1)

راجہ چچ اپنے فتنے فساد کی حرکتوں سے باز نہیں آیا جس کی وجہ سے امیر معاویہؓ،عبدالملک بن مروان اور ولید بن عبدالملک کے دور میں سندھ پر فوج کشی کی گئی لیکن اُس میں مسلمانوں کو خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی.

سندھ پر محمد بن قاسم کا حملہ:۔اور سندھ کی فتح.

مسلمانوں کو راجہ چچ کے بعد اُس کے بیٹے راجہ داہر سے سندھ مکران سرحد پر اکثر فتنے فساد کے مسائل کا سامنا رہتا تھا اس کے علاوہ محمد بن قاسم کے سندھ پر حملہ آور ہونے کی بہت سی اور وجوہات بھی تھیں ،راجہ داہر مسلمانوں کے متحدہ ناکام حملوں کی وجہ سے بے حد متکبر ہو گیا تھا.اور وہ عرب باغی قبیلہ بنی سامہ کے مسلمان علاقائی سرداروں کو جنھوں نے سید بن اسلم الکلابی کو شہید کر دیا تھا. پناہ دے رکھی تھی اور انہیں اپنے دربار میں ممتاز عہدوں پر فائز کر دیا تھا.

اسی زمانے میں جزیرہ ہراندیپ (موجودہ سری لنکا) کے حکمران خلیفہ عبدالملک بن مروا ن حجاج بن یوسف جو اُن دنوں عراق کا گورنر تھا کی خدمت میں قیمتی تحائف حبشی غلام ،کنیزیں اور قبیلہ بن عزیز کی ان عورتوں کو بھی اس قافلہ میں شامل کر دیا جن کے مرد وہاں پر تجارت کے غرض سے گئے اور مر کھپ گئے تھے ۔ اور اب ان عورتوں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا.اُن کو آٹھ کشتیوں میں سرآندیپ (سری لنکا) سے عراق کے لئے روانہ کیا۔

اتفاق سے بحیرہ عرب میں زبردست طوفان آجانے کی وجہ سے وہ کشتیاں دیبل کے قریب ساحل سمندر پر آنکلیں جہاں دیبل کے باشندوں نے جو ''نکاصرہ''قوم سے تعلق رکھتے تھے انہیں لوٹ لیا اور عرب عورتوں ، غلاموں ،اور کنیزوں کو گرفتار کر لیا جنھیں دیبل کے حاکم ''جاہین بدھ''نے قید کر لیا،

حجاج بن یوسف کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے فوراً راجہ داہر کو ایک خط لکھا جس میں مسلمان قیدیوں کو فوراً رہا کر دینے اور لوٹا ہوا مال واپس کرنے کا مطالبہ کیا، جواب میں راجہ داہر نے سرد مہری کا مظاہرہ کیا اور انتہائی لاپرواہی سے جواب دیا کہ اول تو اسے اس واقعہ کا کوئی علم نہیں اور دوسرا یہ کہ وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ کام بحری قزاقوں کا ہے،تکبر میں یہاں تک کہہ دیا کہ آپ خود تشریف لا کر ان بحری قزاقوں کی خبر لیں ۔راجہ داہر کا یہ جواب مسلمانوں کے لئے ایک کھلا چیلنج تھا، چنانچہ حجاج بن یوسف نے بذیل بن طہفتہ کو سندھ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جیسے راجہ داہر کے بیٹے جے سی نے شکست دے کر شہید کر دیا۔

بالآخر حجاج بن یوسف نے اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو سندھ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا محمد بن قاسم مکران کے راستے ارا بیل اور قندا بیل فتح کرتا ہوا دیبل پر حملہ آور ہوا دیبل فتح کر لینے کے بعد محمد بن قاسم نے اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور ''جم''موجودہ ٹھمپر کے مقام پر راجہ داہر کو

زبردست شکست دی اور راجہ داہر اس جنگ میں قتل ہوا اور محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کرلیا۔(1)

اسلامی تعلیمات کا لوہانہ قوم پر اثرات:۔

سندھ میں مسلمانوں کی حکومت تقریباً تین سو سال تک قائم رہی، مسلمانوں کے عہد حکومت میں سندھ میں لوہانہ قوم پر اسلامی ثقافت اور روحانیت کا گہرا اور غالب اثر پڑا اور یہ قوم دل سے اسلامی تعلیمات کی قدر کرنے لگی، سندھ کی ہندو لوہانہ قوم بتدریج دین اسلام کی طرف مائل ہوئی اور آٹھویں صدی کے آواخر اور نویں صدی ہجری کے اوائل میں اس قوم کے افراد نے جوق در جوق دین اسلام قبول کیا۔

www.memonbooks.com

1.3

”میمن قوم“ محقیقین کی نظر میں

آئیں دیکھیں کہ میمن قوم پر تحقیق ریسرچرز، تاریخ نویس، ادیب اور اہل علم کیا رائے رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں میمن برادری کی تاریخ کے بارے میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں 1762ء میں ”میراث احمدی“ جو فارسی زبان میں تھی شائع ہوئی 1913ء میں لوہانہ قوم کی اساس 1870ء میں ابراز الحق، میمن تواریخ 1905ء تاریخ کچھ و کران، تحفۃ الزایرین، بمبئی گزیٹر، پرینچنگ آف اسلام، مسلم آف گجرات، سندھ گزیٹر، مسلم کمیونٹی آف انڈو پاک، میمن شخصیات، اور تاریخ دھوراجی، بانٹوا، کتیانہ، اُپلیٹا اور جیت پور وغیرہ کے علاوہ بھی دیگر کئی کتب میں میمن قوم کی تاریخ کے حوالے ملتے ہیں۔ اب ہم ”ابراز الحق“ کی تفصیل بیان کریں گے جس سے ہمیں میمن قوم کی ابتداء کا اندازہ ہو سکے۔ 1873ء مطابق 1190ھ میں سید امیر الدین نزہت جو اصل بریا پورکا رہنے والا تھا۔ بعدازاں اس نے بمبئی میں رہائش اختیار کی نے کچھ مندراں کے ایک پیر سید بزرگ صادق علی کی ترغیب پر بمبئی سے یہ کتاب شائع کی۔

تاریخ میمن قوم بمطابق ”رسالہ ابراز الحق“:۔

ابراز الحق کے مصنف سید امیر الدین نزہت کے مطابق 824ء (جسے مصنف نے غلطی سے 838ء شمار کیا ہے۔ قصہ میں دوسری جو غلطی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سلطان محمود تغلق کو سلطان محمد غزنوی تصور کرتے ہوئے غزنوی خاندان کے خاتمہ کا ذکر کیا ہے۔)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (غوث اعظمؒ) کے بڑے فرزند سید تاج الدین کی پانچویں پشت سے۔ پیر یوسف الدین کو حضرت تاج الدین کے روضے سے بشارت ہوئی کہ آپ سندھ جا کر تبلیغ کریں۔ چنانچہ آپ ۸۲۴ھ میں نگر ٹھٹھ تشریف لائے۔ یہاں اہلِ اسلام مختصر اور کفار زیادہ تھے۔ مگر یہاں کے حاکم اہل اسلام تھے۔ سلطان محمود کو خراج دیتے تھے۔ اس وقت سندھ کا حاکم مرکب خان اور وزیر ایوب خان تھا' جو آپ کے مرید بن گئے۔ پیر یوسف الدین نے عرصہ قلیل میں ایک جماعت کو کافروں سے مسلمان کیا جن میں میمن قوم بھی شامل تھی۔ ۸۲۴ھ میں یہ لوگ مسلمان ہوئے۔ میمن قوم ابتداء میں ہندو تھی اُن کی قوم ”موما“ تھی۔ (موما سندھی زبان میں لوہانوں کو کہتے ہیں) ان کا اصل ملک سندھ تھا زمانہ قدیم سے یہ لوگ معزز رہے ہیں اور ان کی قوم میں ۸۴ گروہ یعنی ۸۴ ذاتیں تھیں اور ہر ایک ذات کا نام یعنی لقب جداگانہ تھے۔ (کچھی زبان میں لقب کو نکھ اور یہاں کی زبان میں اٹک کہتے ہیں)۔ اول جو اسلام لائے ان کا نام مانک جی تھا اور وہ اپنے گروہ کے پٹیل یعنی سردار تھے۔ ان کے بیٹے ریوجی۔ ان کا نام حضرت نے بعد اسلام آواری احمد رکھا۔ احمد کے تین بیٹے تھے۔ دو اسلام لائے اور ایک حالت کفر میں رہا۔ ان میں ایک کا نام سُندرجی دوسرے کا بسراج تھا۔ حضرت صاحب نے سندرجی کا نام آدم رکھا اور بسراج کا نام تاج محمد رکھا اور ان کو ان کی قوم و جماعت کا سردار مقرر کیا یعنی سرداری کی پگڑی بندھوائی الغرض جب شہر کے دونوں حاکم اعلیٰ اور جماعت کے یہ سردار حضرت صاحب پر بالاعتقاد اسلام لائے پھر

www.memonbooks.com

خاص وعام لوگ بھی علی الاعلان دعوت اسلام قبول کرنے لگے بعدازاں لوہانوں کے ۸۴ ذاتوں میں سے یک لخت ۰۰ ے گھر کے لوگ اسلام سے بہ شرف ہوئے۔ان سب لوگوں کونہایت خوش اعتقادی کے باعث حضرت صاحب نے خطاب ولقب مومن سے نوازا۔"مومن" خطاب کثرت استعمال سے بدل کرمیمن ہوگیا۔ (1)

تاریخی کتاب "میراث احمدی" کے مطابق:۔

میراث احمدی گجرات کی ایک نہایت ہی قابل اعتماداور معلومات افزا تاریخ کی کتاب شمار ہوتی ہے یہ کتاب 1762ء میں فارسی میں شائع ہوئی اس کے دوسرے حصے میں پیر امام الدین کے بارے میں اس طرح ذکر ملتا ہے کہ کئی لوگوں نے سید امام الدین کے ہاتھوں قبول اسلام کیا اور یہ کام اب تک ان کی پشت میں جاری ہے اور کئی مسلمان ہوئے ہیں اوران نئے مسلمانوں کوان کی بولی میں مومنا کہا جاتا ہے۔پیر امام شاہ کے ہاتھ مسلمان ہونے والے لوگوں اوران مسلموں کو"مومنا" نام دیئے جانے کے بارے میں احمد آباد کی ورنا کر سوسائٹی کے ترجمان "بدھی پرکاش" کے ایک صدی سے بھی زیادہ پرانے شمارے میں کافی دلچسپ تحریر موجود ہے۔

ایران سے امام شاہ نامی سید گجرات آئے اور"جرمتھا" گاؤں کے بڑوں نے امام شاہ کو بزرگ جان کران سے بارش کی دعا کے لئے درخواست کی امام شاہ نے کہا کہ ابھی بارش ہوگی اورواقعی بارش ہوئی چنانچہ ان کو پیر تسلیم کیا گیا۔

امام شاہ کی زندگی میں ایک بار گجرات کے ہندوؤں کا ایک گروہ کاشی جانے کو نکلا تو جرمتھ میں ٹھہرا اس میں سے چند لوگ امام شاہ کے درشن کے لیئے گئے امام شاہ نے ان سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہوانھوں نے بتایا کہ کاشی امام شاہ نے کہا کہ اگر تم لوگوں کے دل سچے ہوں گے تو کاشی کی یاترا یہیں ہوگی رات کو سب سورہے اور صبح اٹھے تو کاشی دیکھی سب نے گنگاجی میں اشنان کیا اور دیودرشن کئے اور کاشی کی ہندیاں بھنا کر براہموں کو کھانا کھلایا پھر رات سورہے دوسری صبح کو اٹھے تو اپنے کو پیرانا کے مقام پر پایا اس طرح امام شاہ نے جنھیں معتقد بنایا وہ "مومنا" کہلائے۔(2)

تاریخی کتاب لوہانہ قوم کی اساس کے مطابق:۔

1913ء میں شائع ہونے والی کتاب لوہانہ قوم کی اساس اوراس کی تاریخ کے مصنف شری اوھم جی تسی داس تنا نے بھی مذکورہ بالا واقعہ کے بارے میں اس طرح تذکرہ کیا ہے۔

"احمد آباد کے قریب واقع پیرانا گاؤں میں امام شاہ بابا نے لوہانہ اور براہمنوں کو مسلمان بنایا اوران کو"کھوجہ" نام دیا۔(لوہانہ قوم کی اساس صفحہ 191-192)بدھی پرکاش" میں امام شاہ اور مومنا کے بارے میں جو قصہ درج ہے تقریباً اسی قسم کا ایک واقعہ میمنوں کے بارے میں مشہور ہے فرق صرف یہ ہے کہ اس میں متعلقہ مقام کا نام پیرانا کے بجائے نگر ٹھٹھہ ہے اور پیر کا نام امام شاہ کے بجائے حضرت پیر پٹھ ہے۔

اس قصے کے مطابق پنجاب میں اس زمانے میں لوہ گڑھ نامی ایک شہر تھا نگر سیٹھ لوہانہ برادری سے تھے ان کے پاس سب کچھ تھا لیکن اولاد نہ تھی نگر سیٹھ نے اس سلسلے میں کاشی کی یاترا کرنے کا فیصلہ کیا اس زمانے میں یاترا کے لیئے ایک گروہ بنا کر جاتے تھے اور جب کوئی مالدار یاترا کے لیئے جاتا تو اپنے خاص رشتہ داروں، عزیزوں، نوکروں، اور خادموں کو بھی اپنے خرچہ پر ساتھ لے جاتا۔ اور عام لوگ بھی اپنے اخراجات پر جانے والے اس میں شامل ہوجاتے اور اس طرح کئی افراد کا قافلہ بنتا. اس طرح نگر سیٹھ سات سو افراد کا قافلہ لے کر یاترا کے لیئے نکلے۔ چلتے چلتے ایک روز قافلہ نگر ٹھٹھ پہنچا اور ایک فرد کی طعبیت خراب ہونے کے باعث وہاں رکا قافلے کے چند افراد نے حضرت پیر پٹھ کے پاس جا کر اپنے بیمار ساتھی کی کیفیت بیان کی اور دوا دینے کی گزارش کی۔ پیر صاحب نے ان کو دوا عنایت کی جس سے مذکورہ شخص کو فوراً آرام آگیا۔ نگر سیٹھ اور ان کی بیگم بھی پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی خواہش بیان کی اور روانگی کے وقت پیر صاحب کو اپنے مقام پر مدعو کیا۔

قافلہ علی الصبح روانہ ہونے والا تھا۔ پیر صاحب نے چوکیداری کی ذمہ داری اپنے سر لے کر سب کو سو جانے کو کہا اور خود پڑاؤ کے چاروں اطراف چکر لگاتے رہے صبح جب لوگ اٹھے تو انھوں نے حیرانی کے ساتھ دیکھا کہ وہ سب کاشی مندر کے پاس گنگا کے کنارے پر ہیں. پیر صاحب بھی ان کے ساتھ تھے۔ لوگوں نے حیرانی کے باوجود پوجا پاٹھ وغیرہ کیا. پیر صاحب اس وقت اپنے خیمے میں یادالٰہی میں مصروف رہے قافلہ کئی روز وہاں رہا لیکن جب انھوں نے واپسی کا قصد کیا تو پیر صاحب اس رات پھر پڑاؤ کے اردگرد چکر لگاتے رہے صبح جب لوگ اٹھے تو انھوں نے اپنے آپ کو نگر ٹھٹھ میں پایا۔

پیر صاحب کی کرامات کی وجہ سے قافلے والوں کا ان پر بھروسہ بڑھتا گیا چنانچہ انھوں نے مل کر ان سے اسلام میں داخل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا اور اس طرح سات سو افراد کا قافلہ مسلمان ہوگیا. پیر صاحب نے ان کو "مومن" نام سے نوازا جو بعد میں "میمن" ہوگیا۔ (1)

تاریخی کتاب "تحفۃ الزائرین" کے مطابق:۔

"تحفۃ الزائرین" کے مصنف مفتی محمد طفیل احمد نقشبدی قادری نے لکھا ہے کہ جید عالم شیخ المشائخ سید حضرت عبداللہ شاہ اصحابی مکلی کی پہاڑی پر مصروف عبادت تھے. برہمنوں کا ایک گروہ "واردھا اشنان" کے لئے ہندوستان جا رہا تھا انھوں نے رات کو آپ کے قریب ہی پڑاؤ ڈالا اصحابی بابا کو معلوم ہوا کہ وہ بت پرست ہیں. آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں دین متین کی طرف آنے کی دعوت دی اور اسلام کی حقانیت سے انہیں روشناس کرایا وہ لوگ بجائے ماننے کے مطالبہ کرنے لگے کہ جس مقصد کے لئے ہم جا رہے ہیں اگر آپ کے خدائے ذوالجلال میں اتنی طاقت ہے تو رات ہی رات ہم یہیں پر "وادھا اشنان" کرلیں یہ سن کر اصحابی بابا نے فرمایا کہ انشاء اللہ میرا رب ایسا ہی کرے گا. آپ واپس آستانے میں آگئے۔

جب صبح ہوئی تو پورا گروہ بمعہ اپنے سردار بھیگے ہوئے کپڑوں کے ساتھ آکر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور آپ کے دست حق پر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی التجا کی، اصحابی بابا نے سب کو زیور اسلام سے آراستہ کیا کلمہ توحید پڑھتے ہی ان کے دلوں کی کایا پلٹ گئی۔

www.memonbooks.com

اس گروہ کے سردار کا نام اصحابی بابا نے شیخ عثمان رکھا، اس سردار نے ہمیشہ کے لئے آپ کی غلامی میں رہنے کی استدعا کی جس کو اصحابی بابا نے قبول کرلیا اور دوسروں نے خصوصی طور پر تین دعاؤں کے لیئے عرض کیا۔ ایک تو یہ کہ ہماری اولاد کثرت سے ہو۔ دوسری یہ کہ تجارت کا پیشہ ہم میں قائم رہے تیسری یہ کہ خوبصورتی کا خصوصی امتیاز ہمارے اندر رہے۔ اصحابی بابا نے فرمایا انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔ بعد میں انہیں دین متین پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ مساجد بنانے دین کے کاموں میں سبقت لے جانے کی بھی نصیحت فرمائی۔ یہ قوم لفظ ''مومن'' سے بدل کر ''میمن'' کی حیثیت سے آج بھی دنیا میں موجود ہے الحمداللہ خوشحال ہونے کے ساتھ دین سے بھی لگاؤ ہے (1)

تاریخی کتاب ''تاریخ کچھ وکمران معہ حالات میمنان'' کے مطابق

مرزا کاظم برلاس کی لکھی ہوئی کتاب ''تاریخ کچھ وکمران معہ حالات ''میمنان'' جو 1905ء میں مرادآباد سے شائع ہوئی جس میں مصنف میمنوں کے بارے میں کسی تعصب کا شکار ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میمن دوسری مسلمان قوموں سے ملتے جلتے نہیں ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں اپنی قوم کے لیے کرتے ہیں۔ جب کہ مصنف نے کتاب میں بے شمار حقائق کو توڑ موڑ کر پیش کیا ہے۔

تاریخ کچھ وکمران بمع حالات قوم میمنان میں لکھتا ہے کہ ہندوستان میں قوم میمن کثیر التعداد تجارت پیشہ انسانوں کی جماعت ہے زمانہ قدیم میں اس قوم کی عجیب دلچسپ سرگزشت پائی جاتی ہے۔ اس گروہ کے بعض صوفی عرب نسل سے ہیں اس بنیاد پر یہ اپنے آپ کو دیگر نومسلم اقوام ہندوستان سے ممتاز بناتے ہیں بلکہ اس بے خیال کا یہاں تک اثر ہوا کہ ماسوائے اپنی قوم کے تمام مسلمانوں کو لفظ لوک یعنی کم تر کے نام سے پکارتے ہیں۔

خود کو شریف سمجھتے ہیں' جب کبھی کوئی اسلامی کام پیش آئے تو صاف کہتے ہیں اپنی قوم کی ہی مدد کرنا، ان لوگوں میں نہ ملنا' ان کی مدد نہ کرنا' اس گروہ کے متمولوں نے آج تک جو کچھ کیا وہ صرف اپنی ہی قوم کے لئے کیا ہے۔ جماعت خانہ' مسافر خانہ' مدرسہ وغیرہ صرف اپنی ہی قوم کے واسطے مخصوص بناتے ہیں۔ عام مسلمان کو ان سے مستفیض نہیں ہونے دیتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ گروہ کیسے وقت بااکراہ' وجبر اسلام لایا ہے۔ اس قوم کی بود وباش قدیم الایام سے جزیرہ نما کچھ میں ہے جو ہندوستان کے غربی کنارہ پر ملک سندھ و کاٹھیاواڑ کے سمندر کی کھاڑی میں ایک وسیع وعریض جزیرہ ہے جس کا شمال ومغرب کا کنارہ سندھ وبلوچستان کی حدود سے ملحق ہے۔ اس الحاق کی وجہ سے اس کو جزیرہ نما کہتے ہیں۔

بعض میمنوں کا قول یہ ہے کہ ہم کسی بیرونی مقام سے ہند میں داخل نہیں ہوئے یہ درست ہے کہ یہ لوگ قصبہ مامون سے آئے ہیں۔ بعض اصحاب کا یہ خیال ہے کہ ہم عرب نسل سے ہیں۔ اور اپنے آپ کو عرب نسل سمجھنا غلط ہے۔ کیونکہ ابتدائی زمانے میں عرب میں دستور تھا کہ ہر شخص کسی ایک قبیلہ سے تعلق ہوتا تھا اور وہ اس قبیلہ کے نام سے پہچانا جاتا تھا جبکہ انکے گروہ میں پیشوں سے تعلق لفظ تک مروج تھی جس کی تعداد چوراسی تک پہنچی تھی۔ میمنوں میں بھی دو تین اس طرح اسماء تعارف موجود ہیں جس کی ابتدائی شہرت ان کے ناموں کے ساتھ لپٹی آتی ہے یعنی کچھی

www.memonbooks.com

وغیرہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عرب نہیں خاص الخاص ہندی ہیں اور جن جگہ سے ابتدائی بودوباش اختیار کی اس جگہ کے نام کے پیشوں سے مشہور ہوئے۔

اب رہالفظ میمن کو شہرت کس وقت اور کس وجہ سے حاصل ہوئی۔اس کی کیفیت یوں ہے کہ عہد فرخ سیرہ اورنگزیب عالمگیر میں سکھوں کے مذہبی معاملات امن وامان پر اثر انداز ہوئے اورانہوں نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی اس فتنے کو ختم کرنے کے لئے بادشاہ غازی فرخ سیرہ نے نہایت جواں مردی سے ان کا قلع قمع کیا۔اس وقت سکھ پنجاب وسندھ میں فرار ہوگئے۔جب سرداران شاہی نے ان کے خلاف اقدامات کا ارادہ کیا تو سکھوں نے خوف سے اپنی صورتیں بدل ڈالی اور نام تبدیل کر دیئے۔ان کی حالتیں غیر ہوگئی کیونکہ شاہی حکام چن چن کران کو گرفتار اور سزا دینے لگے۔اس دوران شاہی حکام نے کچھ وغیرہ کے لوگوں کے طرف سے مشکوک نظر سے دیکھا تو وہ اپنی جان وامان کے لئے کچھ مسلمانوں کے ساتھ اپنے آپ کو بہت جلد مامون مشہور کر دیا۔ (1)

تاریخی کتاب اساس میمن قوم میں عبدالرحمٰن اسیر کے مطابق:۔

میمن قوم کی تاریخ اوراس کی اساس پر تحقیقی کتاب اساس میمن قوم میں عبدالرحمٰن عبدالغنی مانڈویا اسیر کے مطابق کہ نگر ٹھٹھ کو میمنوں کا مقام اساس،ان کے میمن ہونے کوکسی بزرگ کی کرامت اور ہمارے تاریخ پیدائش اورلفظ ''میمن'' کا ''مومن'' سے نکالنا ثابت کرنے والی تواریخ بے بنیاد اور محض من گھڑت ہی ہے۔سچ تو یہ ہے کہ ''میمن' لفظ ''مومن'' سے نہیں بلکہ ''مامون'' سے اخذ کیا گیا ہے ہماری اساس کا اصل مقام سندھ میں نگر ٹھٹھ نہیں بلکہ سندھ کی مغرب میں واقع برہمن آباد ہے ہم نگر ٹھٹھ کے لوہانہ تاجر نہیں بلکہ برہمن آباد کے شاہی لوہانہ کھشتری ہیں اور ہماری اساس کی تاریخ پندرہویں نہیں بلکہ ساتویں صدی ہے۔ (2)

میمن قوم میمن عبدالمجید سندھی کے مطابق:۔

سندھ کے ممتاز ادیب میمن عبدالمجید سندھی لکھتے ہیں ''میمنوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا۔خلیفۃ المسلمین کے جونمائندے سندھ میں موجود تھے وہ اس بات سے سخت فکرمند تھے کہ مقامی آبادی بڑی تعداد میں اسلام قبول کررہی تھی۔ظاہر ہے اسلام قبول کرنے کے بعد جزیہ ادا کرنے کی ذمے داری سے آزاد ہوجاتے تھے۔اس سے جزیہ کے حصول پر اثر پڑ رہا تھا۔مگر میمنوں نے جو ایک تاجر برادری کے حوالے سے بھی پہچانی جاتی تھی،ان حالات کے باوجود اسلام میں جوق درجوق داخل ہونے کا سلسلہ جاری رکھا اور ظاہر ہے اس کے نتیجے میں یہ جزیہ ادا کرنے سے بھی بچ گئے۔لیکن اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ لوہانوں نے محض جزیہ کی ادائیگی سے بچنے کے لیے اسلام قبول کیا یا اس مذہب کو اسلامی مبلغوں سے اوراسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر قبول کیا۔''(3)

www.memonbooks.com

رچرڈ برٹن اور "ہیوز" کے مطابق:

تاریخ نویس رچرڈ برٹن اور ہیوز لکھتے ہیں "میمن" ریاست کچھ میں مسلمان ہوئے تھے۔اس نظریہ کو رد کرتے ہوئے سندھ کے ممتاز دانشور تاریخ نویس سراج الحق میمن بولیٹن 1970/71 میں لکھتے ہیں لوہانہ پہلے "بدھ مت" سے تعلق رکھتے تھے۔تعلیم یافتہ تھے اور مندروں میں سونے چاندی اور ہیرے جواہر کی رکھوالی کرتے تھے اور تاجر تھے یہ لوگ محمد بن قاسم کے زمانے میں مسلمان ہوئے تھے۔لفظ "میمن" کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب تجارت ہے اور "من" کا مطلب ہوتا ہے ہیرے جواہرات۔وہ ہیرے جواہرات کی تجارت کرتے تھے اس سے میمن لفظ بنا۔

محقق اسحاق ابراہیم اور حبیب لاکھانی کے مطابق:۔

مصنف اسحاق ابراہیم اور تاریخ نویس حبیب لاکھانی کے رائے کے مطابق لوہانہ 1583ء کے قریبی عرصے میں حضرت سید شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں ریاست کچھ میں مسلمان ہوئے تھے۔(1)

محقق مولانا عبدالقدوس ہاشمی اور ابراہیم شہباز کے مطابق:۔

مولانا عبدالقدوس ہاشمی مرحوم اور ممتاز گجراتی محقق ابراہیم شہباز کی رائے کے مطابق میمن برادری کا تعلق افغانستان کے شہر میمنا سے ہے۔

دانشور کریم بخش خالد کے مطابق:۔

مشہور دانشور کریم بخش خالد ماہنامہ اظہار اپریل 1982ء میں لکھتے ہیں کہ محمد بن قاسم کے لشکر میں بنو تمیم قبیلے کے لوگ تھے جن کا تعلق فوج کے دائیں حصے سے تھا۔جنہیں "میمنا" کہتے تھے جن میں بہت سے لوگ آج کل جہاں ضلع ٹھٹھ موجود ہے وہاں آباد تھے۔ان کا کپڑے بننے کا کاروبار تھا ان کے ساتھ مقامی نومسلم قبیلے بھی رہتے تھے جن کا کاروبار بھی کپڑے بننے کا تھا اور انہیں بھی میمن کہا جاتا تھا۔

www.memonbooks.com

1.4

اساس میمن قوم میری (عبدالعزیز مرکٹیاکی) نگاہ میں

تاریخ کے طالب علم کے ناطے اور میمن برادری کی تاریخ کی تصنیف کے دوران میمن قوم کی اساس اور اس کی ابتداء سے متعلق، مصنف، دانشور، ادیب اور اعلیٰ قدر شخصیات سے انٹرویو، میمن برادری سے مختلف رسائل جن میں، میمن عالم میمن بلیٹن، مختلف جماعتوں اور اداروں کے جریدے، سالانہ رپورٹس اور دوسرے مواد سے اور ان تاریخی کتب کا بغور مطالعہ کے بعد جو بات سامنے آئی ہے کہ

- آیا "میمن" لفظ کی ابتداء "مامون" سے ہوئی یا موجودہ میمن قوم سے پہلے بحیثیت ہند قوم وجود میں آئی؟
- "میمن" کا تعلق "میمنا" سے ہے جو مسلمانوں کی فوج کے دائیں حصے سے تعلق تھا یا افغانستان کے شہر "میمنا" سے ہے۔؟
- آیا کسی بزرگ کی طرف سے ہندو یا تریوں کو کسی معجزے کی وجہ سے قافلے والوں کا مسلمان ہونا اور اُن کو "مومنا" یا "مومن" کا خطاب دینا؟
- امرازالحق کے مطابق میمن قوم کا پیر یوسف الدین کے ہاتھوں اسلام قبول کرنا۔

☆ "مامون سے میمن"

1۔سب سے پہلے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ کیا میمن "مامون" لفظ کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔اس سلسلے میں تاریخ کچھ و مکران معہ حالات میمنان" میں مرزا کاظم برلاس نے میمن قوم کے بارے میں انتہائی گمراہ کن باتیں لکھی ہیں اُن کی کتاب سے ایک اقتباس ہے کہ

"اس گروہ کے بعض حضرات صوفی عرب کی نسل سے ہیں۔اس بنیاد پر اپنے آپ کو بعض دیگر نومسلم اقوام ہندوستان سے کس قدر دور کھینچ کر ممتاز رکھتے ہیں۔ بلکہ اس بیہودہ خیال کا یہاں تک اثر ہوا ہے کہ سوائے اپنی قوم کے تمام مسلمانوں کو لفظ لوک کے نام سے پکارتے ہیں خود کو شریف سمجھتے ہیں۔عام مسلمان ان سے مستفیض نہیں ہوتے۔"

مصنف کی مندرجہ بالا تحریر سے میمنوں کے بارے میں ان کے تعصب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔جب کے حقیقت یہ ہے کہ میمن قوم ہر دور میں انسانیت کی خدمت بغیر کسی تفریق کے کرتی رہی ہے چاہیے وہ عہد قدیم لوہانوں کا دور ہو یا موجودہ دور آپ کو میمن برادری کے ایسے سینکڑوں پروجیکٹ ملیں گے جو بلا امتیاز بنی نوع انسان کی خدمات انجام دے رہے ہیں جو مصنف کی اس بات کی نفی کرتے ہیں۔

مرزا کاظم برلاس نے اپنی کتاب میں کچھ کو مکران کا دارالسلطنت بتایا ہے جو صریحاً غلط ہے کچھ مکران سے قطعی الگ علاقہ ہے۔اس کے علاوہ بھی ایسی بہت سی تاریخی غلطیاں ہیں جو میمنوں کو "مامون" ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

دوسری بات جو مصنف نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ میمن عرب نسل سے نہیں ہیں لیکن سچ تو یہ ہے کہ میمنوں نے کبھی یہ دعویٰ

www.memonbooks.com

نہیں کیا کہ وہ عرب نسل سے ہیں۔ برِصغیر میں اسلام قبول کرنے والی قوموں میں میمن اگر واحد نہیں تو ان چند محدود قوموں میں سے ایک ضرور ہے جس نے غلط اور من گھڑت قصوں کے ذریعہ اپنے آپ کو اسلام کے اولین دور کے مشاہیر کی پشت ثابت کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ بلکہ وہ تو اس خیال کے قائل ہیں کہ وہ سندھ کی لوہانہ نسل سے ہیں۔ آج بھی میمن قوم میں بہت سے ایسے نام اور خاندانوں کے رہن سہن اور رسم ورواج میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ جو قدیم لوہانہ قوم سے مطابقت رکھتی ہیں۔

اس کے علاوہ مصنف نے میمن قوم کو جنگجو اور قزاق قوم بتایا ہے۔ جبکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ میمن قوم ہمیشہ امن پسند لڑائی جھگڑوں سے دور صلح جو تجارت وصنعت اور کاروبار سے وابستہ قوم ہے۔ (آپ دنیا کے کسی بھی گوشے میں چلے جائیں وہاں پر صرف اتنا معلوم پڑے کہ آپ کا تعلق میمن قوم سے ہے۔ تو وہاں پر جس طرح سے عزت وقار سے آپ کے ساتھ پیش آیا جاتا ہے وہ میمن قوم کی عکاسی کرتی ہے۔) جو مصنف کی بات کی نفی کرتی ہے۔ جب کہ مصنف نے کتاب میں بے شمار حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے

(1) اس طرح عبدالرحمٰن اسیر کی تحقیقی کتاب "اساس میمن قوم" میں میمن قوم کو "ناموں" سے اخذ کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اور اگر تھوڑی دیر کے لئے ان کی اس بات کو صحیح تصور کرلیں تو آج میمن قوم کی بڑی تعداد کو تجارت سے وابستگی، انسانیت کی فلاح کے کاموں کے بجائے منفی اور جنگ و جدل اور شاہی سیاست کے اُمور میں آگے ہونا چاہیئے کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ آباؤ اجداد کے اثرات نسل در نسل چلتے ہیں۔ جبکہ میمن قوم سیاست، لڑائی جھگڑوں والے کاموں کے بجائے مذہبی معاملات اور دوسرے ایسے معاملات جس میں فلاحی اُمور تعلیم صحت عامہ اور دوسرے ایسے مسائل جس کا روزمرہ زندگی میں انسان کو سامنا ہوتا ہے۔ اُس کے حل کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہیں گے کہ "حقوق العباد" بلا تفریق جس کا عملی مظاہرہ ہم اپنے اردگرد میمن فلاحی اداروں کی خدمات سے لگا سکتے ہیں۔

☆ "میمنا سے میمن"

میمنا سے میمن کے بارے میں بات بھی اوپر دیئے دلائل سے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اگر یہ قوم افغانستان سے ہجرت کر کے یا عرب نسل سے بنوتمیم یا فوج کے دائیں حصے والی بات بھی یہاں پر صادق نہیں آتی ہم سب جانتے ہیں کہ افغانستان اپنے جغرافیہ محل وقوع کے لحاظ سے سخت پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں پر بسنے والے لوگوں پر اُس کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہم اپنے اردگرد افغانستان اور اُس سے متعلقہ علاقوں کے رہنے والوں کو دیکھیں تو اُن کی کئی پشتیں کراچی میں رہتے ہوئے بھی ان کی شناخت واضح ہو جاتی ہے۔

دوسری بڑی چیز اُن کے معاشرتی، سماجی اور خاندانی نظام سے بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ میمن قوم اور اُن کے رہن سہن اور ثقافتی ورثے میں زمین آسمان کا فرق ہے اور کسی صورت آپس میں مطابقت نہیں رکھتے۔ جب کہ اُس کے برعکس آج بھی میمن قوم مکمل طور پر سندھ کی ثقافت کے قریب تر ہے اور چار سے پانچ سو سال تک کاٹھیاواڑ، گجرات، کچھ اور اوکھا میں رہنے کے بعد کراچی میں ہجرت کی۔ آج بھی بہت سے خاندانوں اور انفرادی ناموں میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ اور اسی طرح ثقافتی طور پر بھی نہ وہ عرب یا افغان دونوں سے بہت مختلف اور سندھی تہذیب کے

قریب تر ہیں۔جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ میمن قوم کا تعلق سندھ کے "لوہانوں" قوم سے ہے۔

☆ "مومنا" سے "میمن" یا کسی بزرگ کی طرف سے ہندو یاتریوں اور ان کے قافلوں کا کسی مُعجزے کی وجہ سے مسلمان ہونا"

ہم نے اوپر تفصیل سے بیان کیا ہے کہ میمن قوم جنگ وجدال کے بجائے مذہب، امن شانتی اور بزرگان دین سے محبت کرنے والی قوم ہے۔لہٰذا اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آیا میمن قوم کسی بزرگ کے معجزے کی وجہ سے مسلمان ہوئی یا نہیں۔اس سلسلے میں تاریخ میں ہمیں تین ایسے قصے یا واقعات ملتے ہیں جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔جس میں سب سے پہلا قصہ 1762ء میں فارسی میں شائع ہونے والی کتاب "میراث احمدی" سے ہے جس میں پیر امام الدین کے ہاتھوں قافلے والے کا مسلمان ہونا اور اُسے "مومنا" کا خطاب دینا۔جو بعد میں میمن بن گیا۔یاد رہے کہ اس کی سن تاریخ 815ھ کے قریب قریب ہے۔اور یہ واقعہ مقام پیرانا کا ہے۔

دوسرے واقعہ کا تعلق نگر ٹھٹھ سے اور سن تاریخ 600ھ کے قریب قریب ہے اور اس میں جس بزرگ ہستی کا ذکر ہے اُن کا نام پیر پٹھ ہے۔اس قصہ کے سلسلے میں ایک قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس قصہ میں قافلہ پنجاب سے کاشی جارہا تھا اس کا سیدھا راستہ پنجاب سے سیدھے اتر پردیش کا تھا جہاں کاشی واقع ہے۔پھر وہ پنجاب سے نگر ٹھٹھ کیوں گئے۔جب کہ یہ سفر پیدل اور راستہ طویل تھا۔اس طرح ان کو سندھ اور راجستھان کے رن (ریگستان) سے گزرنا پڑتا اگر ان کو دوارکا جانا ہوتا تو بات کچھ سمجھ میں آتی لیکن یہاں تو گنگا کا بھی صاف ذکر ہے جو کاشی (موجودہ بنارس) کے قریب ہے تو پھر پنجاب سے کاشی جاتے ہوئے نگر ٹھٹھ راستے میں کہاں سے آگیا؟ جغرافیہ کے صرف اس نکتہ پر اس پورے قصے کی سچائی خطرے میں پڑجاتی ہے۔

تیسرا قصہ کتاب "تحفۃ الزائرین" میں بھی تقریباً اس سے ملتی جلتی بات ہے اور یہاں پر جس بزرگ ہستی کا ذکر ہے وہ ہیں سید حضرت عبداللہ شاہ اصحابی (مکلی شریف) اور اس میں بھی وہی تاریخی غلطیاں ہیں جس کا اوپر ذکر ہوچکا ہے۔جس کی وجہ سے اس قصے کی صحت کے بارے میں ابہام پیدا ہوتا ہے۔

☆ کیا "ابراز الحق" کے مطابق میمن قوم کا پیر یوسف الدین کے ہاتھوں اسلام قبول کرنا میمنوں کی اساس ہے؟

مندرجہ بالا کتب اور حوالہ جات کے مصنفین نے میمن قوم کے آغاز سے متعلق جو رائے زنی کی ہے۔اس کے برعکس سید امیر الدین نزہت کی تصنیف "ابراز الحق" کی رائے زیادہ وزنی اور حقیقت سے زیادہ قریب تر معلوم ہوتی ہے۔گوکہ "ابراز الحق" میں بھی کچھ غلطیاں موجود ہیں۔لیکن میمنوں کی ابتداء کے واقعہ پر ان غلطیوں کا کوئی براہ راست اثر نہیں پڑتا وہ ثانوی حیثیت کی ہیں۔

اس کتاب کو برطانوی حکومت ہند کے بمبئی گزیٹر کے مولف جیمس کیمبل نے اتنا مشہور کردیا کہ آج تک میمن قوم کے بارے میں جو کتابیں لکھی گئیں ان میں "ابراز الحق" کا حوالہ ضرور ملتا ہے۔

ٹی ڈبلیو آرنلڈ کی مشہور کتاب "دی پریچنگ آف اسلام" THE PREACHING OF ISLAM "میں آرنلڈ نے "" بمبئی گیزیٹر مولفہ جیمس کیمبل کے حوالہ سے یہ بیان نقل کیا ہے جو "ابرازالحق" سے نقل کیا گیا ہے۔

ONE OF THE MOST FAMOUS WAS THE CELEBRATED SAINT SYED YOUSUF -AL-DIN, ADEDCEDENT OF ABDUL QADIR JILANI , WHO WAS BIDDEN IN A DREAM TO LEAVE BAGHDAD FOR INDIA AND CONVERT ITS INHABITANTS ISLAM. HE CAME TO SIND IN 1422 A.D AND AFTER LABOURING THEREFORE TEN YEARS, HE SUCCDED IN WINNING OVER TO ISLAM 700 FAMILIES OF LOHANA CAST ETC .

ترجمہ "ان مبلغوں میں سید یوسف الدین ایک مشہور بزرگ تھے جو حضرت عبدالقادر جیلانی کی نسل سے تھے۔آپکو خواب میں بشارت ہوئی کہ بغداد سے ہندوستان جا کر وہاں کے لوگوں کو دین اسلام سے مشرف کریں۔چنانچہ آپ 1422ء میں سندھ میں تشریف لائے اور دس سال کی محنت وکوشش کے بعد ہندو لوہانہ ذات کے سات سو خاندانوں کو شرف با اسلام کرنے میں کامیاب ہو گئے۔"

ان تمام حقائق ودلائل کے بعد میمن قوم کی اساس "ابرازالحق" کے مطابق سید یوسف الدین کے ہاتھوں 700 لوہانہ خاندان کا اسلام قبول کرنا ہے اس کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ 1913ء میں اسماعیل امریلی والا کی کتاب "میمن تواریخ کولمبیا یونیورسٹی کی 1962ء میں شائع شدہ جناب اشتیاق حسین قریشی کی کتاب "دی مسلم کمیونٹی آف انڈو پاک سب کانٹی نینٹ" THE MUSLIM OF HINDI PAK SUB CONTINENT "سید قاسم محمود کی "اسلامی انسائیکلوپیڈیا" اور ہاشم زکریا کی کتاب "تذکرہ میمن قوم" کے علاوہ دیگر کتابوں میں "ابرازالحق" میں تحریر کیا ہوا واقعہ کو میمن قوم کی اساس قرار دیا گیا ہے۔

www.memonbooks.com

1.5

سندھ سے میمن قوم کی ہجرت

میمن قوم کی ہجرت کے سیاسی و معاشی اسباب:۔

824ھ میں جب میمن قوم نے دین اسلام قبول کیا، جنوبی سندھ کا حاکم جام تغلق بن سکندر تھا اسی سمہ عہد حکومت میں امیر تیمور ہندوستان پر حملہ آور ہوا، امیر تیمور کے حملے کی وجہ سے دہلی کی سلطنت کا نظام درہم برہم ہوگیا اور سلطان محمود کے امراء اور سرداروں میں سے جس نے جہاں قدم جمالیئے اپنے آپ کو ہندوستان کا شہنشاہ تصور کرنے لگے۔

ابرازالحق کے مصنف سید امیر الدین نزہت کے مطابق 824ء میں سندھ کا گورنر مرکب خان تھا جو سلطان محمود تغلق کا باج گزار تھا۔ سمہ خاندان کا حکمران جام تغلق بن سکندر جنوبی سندھ اس کے زیر اقتدار تھا۔ اس کے بعد جام سکندر بن فتح خان نے ڈیڑھ سال تک حکومت کی جس کے بعد تخت کا کوئی وارث نہ دیکھ کر جام رائے ڈلہ جو جام تغلق بن سکندر کے زمانے میں کچھ میں رہتا تھا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ گہرے تعلقات رکھتا تھا۔ کچھ سے لشکر جمع کرکے جنوبی سندھ آپہنچا، سمہ قوم کے سرداروں نے متفقہ طور پر اسے جنوبی سندھ کا حاکم تسلیم کرلیا، جام رائے ڈلہ نے آٹھ سال تک حکومت کی، بالآخر اسے اس کے ایک معتمد سردار جام سنجر نے شراب میں زہر دے کر ہلاک کردیا اور خود جنوبی سندھ کا حاکم بن گیا۔

جام سنجر 858ھ میں تخت نشین ہوا، اس کے آخری دور میں جنوبی سندھ کی سلطنت انتہائی کمزور ہوگئی اور پورے جنوبی سندھ میں افراتفری پھیل گئی۔ ٹھٹھہ جو جنوبی سندھ کی تجارت کا سب سے بڑا مرکز تھا تباہ و برباد ہوچکا تھا اور گجرات کے ساتھ تجارت بند ہوجانے کی وجہ سے جنوبی سندھ کی تجارت قریب قریب ختم ہوگئی اور اقتصادی حالات تباہ ہوگئے۔

جام سنجر کا آٹھ سال حکومت کرنے کے بعد انتقال ہوا، جس کے بعد جام نظام الدین عرف جام نندا سندھ پر قابض ہوا، وہ ایک متقی اور پرہیزگار انسان تھا، اس کے بعد 914ھ میں اس کا بیٹا جام فیروز تخت نشین ہوا، 926ھ میں مرزا شاہ بیگ ارغون نے جنوبی سندھ پر حملہ کردیا اور سندھ فتح کرلیا، 928ھ میں مرزا شاہ بیگ کا انتقال ہوگیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا مرزا شاہ حُسین تخت نشین ہوا، اُس وقت دہلی کے مغل بادشاہ بابر کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا جس کے ذریعے اس نے بابر کی ماتحتی کا اعلان کیا تھا، چنانچہ 947ھ میں شہنشاہ ہمایوں شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر سندھ میں 28 رمضان، 947ھ میں بھکر (موجودہ سکھر) پہنچا، ہمایوں کے ساتھ دو لاکھ کا لشکر تھا، چنانچہ اس کے قیام کی وجہ سے سندھ میں بے انتہا گرانی ہوئی اور اشیائے خورونوش کی سخت قلت اور لوٹ مار کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سندھ کے اقتصادی اور معاشی حالات جام سنجر کے دور میں ہی مخدوش ہوگئے تھے اس کے بعد حالات اور ہمایوں کی دو لاکھ فوج کے ساتھ سندھ میں آمد وہاں کے زیادہ تر علاقوں کا اُجڑ کر ویران ہوجانے کا باعث بنی، اسی دور میں میمن قوم کی بڑی تعداد سندھ سے ہجرت کرکے کچھ کاٹھیاواڑ اور گجرات میں جاکر مستقل آباد ہوئی۔ (1)

میمن قوم کی سندھ سے ہجرت کے سماجی اسباب

لوہانہ قوم کے سات سو خاندان کی پیر یوسف الدین کے ہاتھوں مسلمان ہونے کے بعد ہندو لوہانہ قوم کو زبر دست تشویش لاحق ہوئی بہت سے سردار اس وقت کے مذہبی پیشواؤں کے پاس پہنچے اور صورتحال سے آگاہ کیا، اُس وقت ان کے چار بڑے پیشوا، جوشی ٹیک مل، جوشی اودھول، جوشی ننڈمل، اور جوشی مال مل، کی قیادت میں ایک زبردست اجتماع کیا گیا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ لوہانہ اپنی بہو، بیٹیوں کو جو نو مسلموں سے تعلق رکھتی تھیں اور اس قرابت کی وجہ سے ہندوؤں کی تحویل میں تھیں نو مسلموں کے حوالہ نہ کریں تاکہ وہ مسلمان نہ ہوجائیں، اس سلسلے میں ان چاروں نے سمندر کے کنارے پوجا اور ہوم کرکے اطمینان دلایا کہ اب پیر صاحب زیادہ دن یہاں نہیں رہ سکیں گے، کیونکہ لوہانہ قوم دریا دیو پر عقیدہ رکھتی تھی۔

دین اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے ہندو لوہانہ قوم ہی نہیں بلکہ ٹھٹھہ کی تمام ہندو قوموں کے افراد کے دلوں میں نو مسلموں کے خلاف نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا ہوا اور مذہبی حیثیت کی بناء پر انہیں اپنا دشمن تصور کرنے لگے، اس کے ساتھ ساتھ بہت سے رشتے ٹوٹ گئے اور قدیم آبائی رشتوں، ناتوں اور تعلقات کے اس آنا فانا ٹوٹ جانے کی وجہ سے نو مسلموں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، چنانچہ انہوں نے پیر سید یوسف الدین سے مشورہ طلب کیا، پیر صاحب نے انہیں ٹھٹھہ سے ہجرت کر جانے کا مشورہ دیا، اس مشورہ پر عمل پیرا ہو کر نو مسلم میمن افراد ٹھٹھہ سے ہجرت کر کے قریب قصبہ وریا میں جا کر آباد ہوئے۔(1)

نو مسلم میمن قوم نے کچھ عرصے قصبہ وریاہ میں قیام کیا لیکن سندھ کے سیاسی حالات جس کا تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے، اس زمانے میں ٹھٹھہ اور اس کے گرد نواح کا انتظام درہم برہم ہو چکا تھا. اس زمانے میں کشمیر کے سلطان علی شیر کے حملہ کی وجہ سے ٹھٹھہ اُجڑ کر ویران و برباد ہو گیا ہر طرف سیاسی ابتری اور معاشی بدحالی اور دوسری طرف ہندوؤں کی طرف سے سوشل بائیکاٹ جیسے مسائل نے میمن قوم کو کچھ، کاٹھیاوار اور گجرات کی طرف ہجرت پر مجبور کیا۔

سندھ کچھ تعلقات :۔

1540ء میں ریاست کچھ پر جام ہمیر جی حکمران تھے جام راول دھوکے سے جام ہمیر جی کو قتل کر کے خود کچھ کا حکمران بن گیا، ہمیر جی کا بیٹا کھینگار نے سلطان محمود بیگڑا سے مدد مانگی اُن دنوں میں سلطان جوناگڑھ اور کاٹھیاوار میں مسلمانوں کو ہراساں کرنے والا حکمران استحصال کرنے نکلا ہوا تھا۔ اُس سے فارغ ہو کر اُس نے کچھ میں جام راول کی حکومت ختم کر کے راؤ کھینگار کی حکومت قائم کر دی ۔ اُس نے ریاست کچھ میں سلطان محمود بیگڑا کی حاکمیت تسلیم کر کے وہاں کا والی بن گیا، اور اپنے نام کے ساتھ راؤ کا لقب لگانے لگا۔(1)

راؤ کھینگار نے ریاست کچھ پر اپنا مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے بعد اُس کی ترقی کے اقدامات پر توجہ دی، تجارتی اور معاشی بہتری کے لئے سندھ میں اُسے اپنے خاندان (سمہ) کی حکمرانی میں میمن قوم کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا اور اُس میں سے کچھ کے ساتھ اُس کے گہرے

www.memonbooks.com

تعلقات تھے، اُسے معلوم تھا کہ یہ قوم انتہائی محنتی، ایماندار، شریف اور تجارت و زراعت میں مہارت رکھتی ہے جس کی وجہ سے یہ جہاں بھی آباد ہوتے ہیں وہ علاقے معاشی طور پر خوشحال ہوجاتے ہیں، اور جو حکمرانوں کی بھی وسیع آمدنی کا ذریعہ بنتے ہیں، اس کے علاوہ اُس وقت سندھ کے سیاسی و معاشی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے راؤ کھینگار نے میمن قوم کو ریاست کچھ میں آباد ہونے کی دعوت دی۔

راؤ کھینگار کی طرف سے آئی ہوئی اس دعوت پر کہ میمن قوم ریاست کچھ میں آکر آباد ہوئی "کنا سیٹھ" کی سربراہی میں (6,178) چھ ہزار ایک سو اٹھتر افراد ہجرت کر کے کچھ کے مختلف علاقوں میں آباد ہوئے۔ راؤ کھینگار نے اپنے دربار میں "کنا" کو انتہائی عزت دی اُسے "سیٹھ" کے خطاب سے نوازا اور وہاں کی روائتی پوشاک دی، اور اپنی حکمرانی میں ہمیشہ اپنے قریبی ساتھیوں میں رکھا۔ (2)

جیسا پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ پیر یوسف الدین کے ہاتھوں لوہانہ قوم کے 700 خاندان اپنے پٹیل (سردار) "مانک جی" اور ان کے بیٹے "ریوجی" جس کا اسلامی نام "احمد" رکھا احمد کے تین بیٹوں میں سے دو نے اسلام قبول کیا، جس میں "سندر جی" حضرت صاحب نے جس کا نام "آدم" رکھا اور "ہنسراج" جس کا نام "تاج محمد" رکھا تیسرا بیٹا "مرگن" جو دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوا تھا ان کا نام "رکن الدین" رکھا تھا، رکن الدین کا ایک بیٹا جس کا نام "کنا" تھا اور جس کی سربراہی میں میمن قوم کی بڑی تعداد ریاست کچھ میں ہجرت کر کے آباد ہوئے جبکہ میمن قوم کے پہلے امیر آدم سیٹھ اور ان کے تینوں بیٹوں نے اپنی پوری زندگی ٹھٹھہ کے قریب دریا قصبہ میں جو ٹھٹھہ سے ہجرت کے بعد مکان تعمیر کرایا تھا اُس میں گزار دی، آپ وہاں پر گھی کی تجارت سے وابستہ تھے۔

ابرار الحق کے مطابق کچھ میں "کنا سیٹھ" کی بہت تعظیم کی جاتی تھی۔ انہوں نے وہاں پر مسجد تعمیر کرائی کنا سیٹھ کے بیٹے میمن نے بھی ایک مسجد تعمیر کرائی اور وہ جہاں پر مقیم تھا اس علاقے کا نام میمن محلہ مشہور رہا میمن کے بیٹے کا نام کانجی تھا اس نے بھی ایک مسجد تعمیر کرائی حضرت یوسف الدین کی نسل سے ایک بزرگ جب کچھ تشریف لائے تو اسی مسجد میں انہوں نے قیام فرمایا تھا چنانچہ اس مسجد کا نام پیر والی مسجد مشہور رہا۔ میمن قوم کی سب سے بڑی خاصیت ہے کہ جہاں بھی وہ قیام کرتے ہیں وہاں سب سے پہلے "اللہ کا گھر" یعنی مسجد تعمیر کرواتے ہیں اور یہ قوم اسلام قبول کرنے سے لے کر آج تک اُس پر عمل پیرا ہے۔ میمن قوم ہمیشہ بزرگان دین سے عقیدت اور لگاؤ رکھتی رہی ہے بھج میں بھروالے پیر صاحب کی آمد ہوئی تو اس وقت کے راجہ راؤ نے ان کا خیر مقدم کیا اور خود ان کے یہاں حاضری دی اور ان سے بہت متاثر ہوئے آپ نے وہاں پر اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ وہاں کے لوگوں کے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے میں نمایاں کام کیا جس کی وجہ سے میمن قوم کے ساتھ ساتھ وہاں کی دوسری قوموں اور مذاہب کے لوگ بھی آپ کے معتقد ہوئے اور پیر کی خدمت کرنا انہوں نے اپنے اوپر لازم کرلیا بھیروالے پیر صاحب کا مزار بھج میں واقع ہے ان کے جانشینوں میں سے ایک نے میمنوں کو یہ تلقین کی تھی کہ وہ تجارت کی غرض سے بمبئی، کلکتہ، مدراس، ملیبار کی طرف روانہ ہوں کیونکہ سفر کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے اس ہدایت کے مطابق انیسویں صدی کے اوائل میں اپنی تجارت میں توسیع کے مقصد سے میمن قوم رفتہ رفتہ بمبئی، کلکتہ، مدراس اور ملیبار میں ڈیرے ڈالنے لگے جو اس وقت برطانوی حکومت کی اہم بندرگاہیں اور تجارتی مراکز تھے۔

اسماعیل کے بیٹے کا نام زکریا تھا اور زکریا کے بیٹے کا نام سراوین جس نے مانڈوی کے راستے پر ایک مسافر خانہ تعمیر کرایا سراوین کے دو

بیٹے تھے جس میں ایک کا نام ہیرانوں اور دوسرے بیٹے کا نام شکر دین تھا انہوں نے زری اور تومبری کے نزدیک ایک مسجد تعمیر کرائی شکر دین کے بیٹے سلیمان نے بھج میں ایک مدرسہ اور ایک مسافر خانہ تعمیر کرایا۔(1)

سلیمان بعد میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ بمبئی میں آباد ہوئے اور وہاں پر اپنا کاروبار شروع کیا اس کے دو بیٹے تھے جس میں بڑا جعفر اور کریم محمد چھوٹا بیٹا تھا جعفر نے ابتداء میں چھوٹا موٹا کاروبار شروع کیا اور ترقی کرتے ہوئے بمبئی میں فرنیچر کا کارخانہ قائم کیا جس میں جانوروں کو کھینچنے والی گاڑیاں بنائی جاتی تھی جو اس وقت بڑے کاروبار میں شمار ہوتا تھا۔

جعفر کے انتقال کے بعد اس کی کوئی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے پورا کاروبار اس کے چھوٹے بھائی کریم محمد نے سنبھالا کریم محمد نے اپنی محنت وایمانداری کی وجہ سے بہت جلد کاروبار میں اس حد تک ترقی کرلی کہ آپ کا شمار بمبئی کے امیر ترین تاجروں میں ہونے لگا اس کے ساتھ ساتھ آپ کی سماجی خدمات کی وجہ سے آپ "کمو سیٹھ" کے نام سے مشہور ہوگئے آپ نے سب سے پہلے اپنے بھائی سیٹھ جعفر سلیمان کی یاد میں بمبئی میں عورتوں اور بچوں کے لئے ایک خیراتی شفاء خانہ قائم کیا اور اس میں انگلستان سے ایک لیڈی ڈاکٹر بلوا کر اس کا تقرر کیا جو ہندوستان بھر میں پہلی انگریز لیڈی ڈاکٹر تھی جس نے ہندوستانی عورتوں اور بچوں کے لئے خدمات سرانجام دیں اس کے علاوہ بھج میں آپ نے جماعت خانہ تعمیر کرایا ماﻧﮉوی بندر میں ایک مسافر خانہ اور اسی قسم کا ایک اور مسافر خانہ آپ نے ماﻧﮉوی بندر میں کنٹھاوالا ناکہ کے قریب میمن مسافروں کے لئے تعمیر کرایا۔کمو جعفر کچھی میمن جماعت خانہ بمبئی میں غرباء اور ناداروں کو روزانہ اشیاء خوردونوش مفت تقسیم کرتے رہے بمبئی میں عازمین حج کی تکالیف کے مدنظر آپ نے اپنے ذاتی خرچ پر حاجیوں کے لئے مسافر خانہ تعمیر کرایا بمبئی میں محتاجوں اور اپاہجوں کے لئے پچاس لاکھ روپے کی رقم سے ایک کارخانہ اور محتاج گھر قائم کرنے کا منصوبہ بنایا آپ کی اسکیم کو عملی جامعہ پہنانے کی غرض سے بمبئی کے ممتاز اور سرکردہ افراد نے چندہ جمع کرنے کی غرض سے 24 مئی 1886ء کو ایک جلسہ منعقد کیا۔لیکن جلسہ سے پہلے آپ کے اچانک انتقال کی خبر نے پورے بمبئی شہر کو سوگوار کر دیا اس عظیم انسان کی آخری رسومات میں ہزاروں سوگواروں نے شرکت کی۔(1)

میمن قوم کی برادریوں میں تقسیم

ابتداء میں میمن قوم تین علاقائی برادریوں میں وجود میں آئی۔

(1) سندھی میمن

(2) "کچھی میمن"

(3) "ہالائی میمن"

لیکن بہت جلد کاٹھیاواڑ اور گجرات کی ہالائی میمن برادری کی مزید تقسیم عمل میں آئی جس کی وجہ سے یہ قوم بہت سی چھوٹی چھوٹی میمن برادریوں میں منقسم ہوگئی۔

سندھی میمن:۔

ٹھٹھہ اوراس کے بعدوریاہ سے میمن قوم کی اکثریت ریاست کچھ، کاٹھیاواڑاور گجرات میں ہجرت کرگئی ماسوائے چندمیمن خاندانوں کے جوسندھ کےمختلف علاقوں میں آبادرہے، غالباً زراعت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اپنی زمینوں کو نہ چھوڑ سکے اورچندمیمن خاندان جنوبی سندھ کے دیگردور دراز علاقوں میں آباد ہوگئے۔سندھ میں مقیم میمن افراداپنے آپ کوسندھی میمن نہ کہتے تھےاورصرف میمن کہتے تھےاوراسی نام سے مشہور تھے۔لیکن میمن قوم کی دیگر برادریوں کےافراد انہیں ''سندھی میمن'' کے نام سے یاد کرنے لگے۔چنانچہ یہ میمن افراد ''سندھی میمن'' مشہور ہوئے۔

کچھی میمن:۔

سندھ سے میمن قوم کی ریاست کچھ میں ہجرت اور''کناسیٹھ'' کا بھج میں مستقل آبادہونا (جس کاذکر تفصیل سے پہلے ہوچکا ہے)اور راجہ کی سرپرستی میں وہاں کے تمام معاشی وتجارتی امورمیمن قوم کی انجام دہی سے ریاست کچھ میں خوشحالی کا دورشروع ہوا لیکن اکثرخشک سالی اورقحط کی وجہ سے حالات خراب ہوجاتے تھے اور یہ وجہ تھی کہ کچھی میمن نے دنیا کے تمام حصوں میں ہجرت کی اورتجارت وکاروبار میں اپنا ایک مقام بنایا۔1762ء میں میاں غلام شاہ کلہوڑہ نے ریاست کچھ پرحملہ کردیااوربستا،لکھپت کی بندرگاہوں پر قبضہ کرلیاغلام شاہ نے ریاست کچھ کے راجہ راؤ گوڈجی کی لڑکی کے ساتھ شادی کرلی اوراس موقع پراس نے ''بستا'' اورلکھپت کی بندرگاہیں کچھ کے راجہ کے حوالے کردیں،اس واقعہ کے بعد جنوبی سندھ کے ساتھ کچھ کے تجارتی تعلقات مستحکم ہوگئےاوروسیع پیمانے پرتجارت ہونے لگی،اسی دورمیں ریاست کچھ سے میمن قوم کےافراد آکر کراچی میں اپنی تجارتی سرگرمیوں کا آغاز کیااوریہاں پرآباد ہوئے،

1750ء میں ریاست کچھ میں ایک واقعہ کی وجہ سے میمن برادری کی ایک کثیرتعدادریاست کچھ سے ہجرت کرکے پاس میں ہالار(جام نگر) میں جاکرآباد ہوئی اورکچھ عرصے بعد گجرات اورکاٹھیاواڑ میں تھوڑے تھوڑے خاندانوں کے ساتھ مختلف علاقوں میں آباد ہوگئی۔لیکن اُس واقعہ کے بعدمیمن قوم کے جوخاندان ریاست کچھ میں آبادرہے وہ'' کچھی میمن'' سے مشہورہوئے۔

ہالائی میمن:۔

1751ء میں ریاست کچھ کے علاقے میں راجہ راؤ پر لاکھاجی حکمران تھااوروہ ریاست کچھ کی تاریخ میں چند ظالم اورعیاش ترین حکمرانوں میں سےگزرا ہے یہاں تک کہ اس نے اپنی ماں تک کے ساتھ ظلم اورزیادتیاں کی تھیں۔(1) ان کارویہ وہاں کےمیمن قوم کے خاندانوں سے ناروا تھاخصوصاً ''لاکھاجی'' کی حرکتوں کی وجہ سے وہاں کی میمن قوم بہت پریشانیوں اورمصائب کاشکار رہتی تھی میمن قوم کے بزرگوں اورمعززین نےاس کی شکایت بھی کی۔لیکن اُن کی اس شکایت پرکوئی توجہ نہ دی گئی جس کی وجہ سے''لاکھاجی'' کے مظالم انتہا کوپہنچنے لگے۔

جیسا پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ جام راؤل نے جام حمیر جی کو قتل کر کے خود ریاست کچھ کا حکمران بن گیا تھا جیسے حمیر جی کے بیٹے راؤ کھینگار نے سلطان محمود بیگڑا کی مدد سے جام راول کی حکومت ختم کر کے راؤ حکومت قائم کی، جام راول کچھ سے ہالار میں 1540ء میں "نوانگر" کی بنیاد رکھی جو بعد میں جام نگر کے نام سے مشہور ہوا. ریاست کچھ سے ان حکمرانوں کے تعلقات ہمیشہ کشیدہ رہے اور اُن کی اکثر یہ کوشش ہوتی تھی کہ ان کی معاشی اور تجارتی ترقی کے لئے میمن قوم ان کے یہاں آ کر آباد ہو جائیں اس سلسلے میں جام حکمرانوں نے کئی بار میمن قوم کے بزرگوں کو جام نگر میں آباد ہونے کی پیشکش کی تھی۔ جب انہیں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی کہ ریاست کچھ میں میمن خاندان کے ساتھ وہاں کے حکمران ظالمانہ رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں تو انہوں نے فوراً وہاں پر میمن قوم کے بزرگوں اور معززین کا ایک بار پھر یہاں آ کر آباد ہونے کی پیشکش کی۔

میمن قوم کے بزرگوں اور معززین کی طرف سے راؤ حکمران کی طرف سے کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملنے اور "لاکھاجی" کی طرف سے انتہائی زیادتیوں کی وجہ سے میمن قوم کے نوجوانوں نے "لاکھاجی" کا خاتمہ کر دیا اور ریاست کچھ کے حکمرانوں کی طرف سے کسی بھی قسم کی انتقامی کاروائی سے بچنے کے لیے میمن قوم کی ایک بڑی تعداد نے ریاست کچھ سے "ستار" نامی بزرگ کی سربراہی میں ہجرت کر کے ہالار (موجودہ جام نگر) کے ارد گرد کے علاقوں میں آباد ہو گئے لیکن کچھ مانڈوی اور ریاست کچھ کے دور دراز علاقوں میں میمن خاندان وہاں ہی آباد رہے اور وہ آج بھی "کچھی میمن" سے پہچانے جاتے ہیں۔

ریاست کچھ سے ہالار جام نگر کے آس پاس آباد ہونے والے یہ میمن خاندان بعد میں "ہالائی میمن" کے نام سے مشہور ہوئے ان میں وہ میمن خاندان بھی شامل ہو گئے جو سندھ سے ہجرت کر کے ہالار اور سورٹھ کے علاقوں میں آ کر آباد ہو گئے تھے جن کی تعداد کم تھی جو بعد میں ریاست کچھ سے میمن خاندانوں کی آمد کی وجہ سے ایک اچھی خاصی تعداد میں تبدیل ہو گئی اور اس کے بعد یہاں سے میمن قوم مختلف چھوٹی چھوٹی برادریوں میں تقسیم ہو گئی ان میں اکثر خاندانوں نے جام نگر میں "روزی واڑہ" "ROSIWADA" میں سکونت اختیار کی. اس کے علاوہ چند خاندان بمبئی، کلکتہ، ملبار، اور مدراس میں جا کر آباد ہوئے۔

دھوراجی میمن برادری:۔

عبدالکریم نوی والا نے "دھوراجی نا میمنوں اتحاس نی آرسی ما (دھوراجی میمن تاریخ کے آئینے میں) میں لکھا ہے کہ میمن قوم کی ریاست کچھ کے علاقے ویزان اسمبیا (VIZAN ASAMBIA) روزی واڑہ" (ROSIWADA) جام نگر ہجرت کرنے والوں میں" سومار" اپنے خاندان کے ساتھ آباد ہوئے اس کے ساتھ اس کا بھائی جیوا اور اس کا بیٹا عبدالرحمٰن اور تین بیٹیاں خدیجہ بائی، ڈھن بھائی، اور حنیفہ بھائی بھی ساتھ تھیں، عبدالرحمٰن کچھ عرصہ "روزی واڑہ" میں مقیم رہے لیکن اُس نے محسوس کیا کہ یہاں پر مستقل آباد نہیں ہوا جا سکتا، لہذا وہ اپنے خاندان جس میں ان کے تین بیٹے احمد، عبدالعزیز (آجو) اور جمال اور تین بیٹیاں حور بائی، حوا بھائی، اور فاطمہ بائی اور اپنے خاندان کے کچھ اور لوگوں کے ساتھ اپنے تمام سامان اور نوکر چاکر کے ساتھ دھوراجی کی طرف آ گئے۔ دھوراجی کے حکمران ہالوجی (HALOJI) کے علم میں جب یہ بات آئی کہ میمن سیٹھ اپنے خاندان کے لوگوں کے ساتھ دھوراجی میں آئے ہوئے ہیں، اُس نے دھوراجی کی معاشی اور سماجی ترقی کے لئے یہ خوش آئیند موقع

www.memonbooks.com

جانتے ہوئے عبدالرحمٰن سے رابطہ کر کے پیشکش کی کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ دھوراجی میں مستقل سکونت اختیار کرلیں اس سلسلے میں انہیں تحریر طور پر تمام مذہبی، سماجی اور معاشی تحفظ کی یقین دہانی کرائی اور ان کی رہائش کا مناسب انتظام بھی کیا، ان تمام چیزوں کی یقین دہانیوں کے بعد عبدالرحمٰن نے اپنے خاندان کے ساتھ دھوراجی میں مستقل آباد ہوئے، جوناگڑھ میں سب سے پہلے میمن قوم دھوراجی میں آباد ہوئی۔ برادری یا علاقوں کی بنیاد پر قائم سب سے پہلی جماعت 1754ء میں دھوراجی میمن جماعت عمل میں آئی اور جس کے پہلے "پٹیل یا موکھی" سیٹھ آدم نوی والا تھے۔(1) اس کے بعد میمن قوم کے مختلف خاندان بانٹو، کتیانہ، جیت پور، وٹھلی، ویلیا، اور مختلف علاقوں میں جاکر آباد ہوئے جماعتی نظام کے تحت زندگی بسر کرنا میمن قوم کے افراد اس خصوصیت کے حامل نظر آتے ہیں، چنانچہ مختلف مقامات پر میمن قوم کی علیحدہ علیحدہ جماعتیں قائم ہوئیں اور متعلقہ علاقوں کے میمن افراد ان جماعتوں سے وابستہ ہوکر جماعتی نظام کے تحت زندگی بسر کرنے لگے۔

www.memonbooks.com

باب2

اوکھائی میمن برادری کی ابتداء

2.1 اوکھائی میمن برادری

اوکھامنڈل:۔

اوکھامنڈل ہندوستان کے شمالی ساحل کے انتہائی مغرب 22.05 سے 22.35 تک شمالی طول البلد اور 69.5 تا 69.20 مشرقی عرض البلد کے درمیان واقع ہے۔امپریل گیزیٹر کے مطابق 1901ء میں اوکھامنڈل تعلقہ (268) دوسواڑسٹھ مربع میل پر مشتمل تھا اور جس کی آبادی (22.690) بائیس ہزار چھ سونوے افراد پر مشتمل تھی جو اُس کے (41) گاؤں اور ایک شہر ''دوارکا'' پر مشتمل تھی، اور اُس وقت دوارکا شہر کی آبادی (7,535) افراد پر مشتمل تھی۔باقی 41 گاؤں مندرجہ ذیل تھے۔(1)

(1) اوکھا	(2) بیٹ	(3) وڑواڑہ	(4) میٹھاپور
(5) ٹوپڑ	(6) گوریج	(7) واچھو	(8) بہ ڈیا
(9) ڈینگی	(10) مٹرواسر	(11) انیاڑی	(12) میرپچر
(13) گرنچی	(14) باوڑا بڑا	(15) باوڑا چھوٹا	(16) چرکلو
(17) ڈرانسویل	(18) کلامپر	(19) بائیسو	(20) اڑامٹرو
(21) گرگٹ	(22) لال پر	(23) کھٹوبو	(24) سورج گڑاڑی
(25) چھوٹی تریواڑ	(26) بڑی تریوار	(27) لاڈوہ	(28) گورنگو Guragho
(29) گاگو	(30) رانگیر	(31) سوراج پور	(32) مکھن پور
(33) ٹوپری	(34) موس	(35) موجب	(36) پوسیٹرو
(37) بھمرانوں	(38) گچوگورنجا	(39) وئی	(40) ناگیسر
(41) پاڈلی			

www.memonbooks.com

تاریخ:۔

اوکھامنڈل قدیم تاریخی مذہبی، تہذیبی اور ہندو مذہب کے انتہائی مقدس چار اہم ترین مقامات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔جس کا تفصیلی ذکر ''مہابھارت'' میں ملتا ہے برصغیر کے مشرق میں ''جگن ناتھ JagaNath جو اوریسہ میں واقع ہے جنوب میں ''شرینگری Sringeri ''میسور میں واقع ہے شمال میں ''بدری ناتھ Badrinath جو ہمالیہ میں واقع ہے اور مغرب میں ''دوارکا۔''Dwarka'' جو اوکھا منڈل میں واقع ہے۔ہندو روایات کے مطابق اوکھا منڈل کا پہلا فاتح شری کرشنا تھا، جس نے دوارکا کو اپنا دارالحکومت بنایا، ہندو مذہب کے مطابق غیبی قوتوں نے دوارکا میں 150 فٹ بلند پانچ منزل مندر تعمیر کیا جس کے 60 پلر تھے اور یہ کام ایک رات میں مکمل ہوا جس کو ہندو مذہب میں شری کرشنا سے منسوب کیا جاتا ہے۔(1)

شری کرشنا کے انتقال کے بعد 2ء میں کالاش قوم نے اوکھامنڈل کو فتح کیا، جس کے ساتھ ہی دوارکا کا پورا شہر سمندر کے زیر آب آ گیا موجودہ دوارکا شہر بعد میں تعمیر کیا گیا ہے اس بات کی تصدیق 1990ء تا 1983ء میں انڈین نیشنل انسٹیٹیوٹ آف اوشنوگرافی نے سمندر میں غرق ہو جانے والے دوارکا شہر کا کھوج لگا کر کیا ہے۔اس سلسلے میں ہندوستان کی حکومت سمندر کی تہہ میں ایک سمندری عجائب گھر (میرین میوزیم) قائم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔جس میں چھوٹی آبدوز کے ذریعہ زائرین کو وہاں پر ''یاترا'' کروائی جائے گی۔

دوارکا سے 30 کلو میٹر شمال میں اوکھا کے قریب بیٹ دوارکا کے جزیرے کو بھی مذہبی اہمیت حاصل ہے اور وہاں پر بھی بہت سے قدیم تاریخی مندر و رمثالیں موجود ہیں بیٹ سے متعلق اوکھائی میمن برادری کی دلچسپی اور ریکارڈ کے لئے کہ بیٹ میں ایک حادثے میں جل جانے کی وجہ سے وہاں پر میمن برادری کی ایک بہن کا انتقال ہو گیا تھا اور کچھ حالات کی وجہ سے اُسے وہاں ہی پر دفن کیا گیا جو برادری کی واحد مرحومین میں سے ہے کہ اوکھامنڈل کے بیٹ کے جزیرے میں مدفون ہے۔اس کے علاوہ دوارکا کے پاس ہی دو اور مذہبی مقامات ہیں جن میں 17 کلو میٹر کے فاصلے پر ناگیشور (Nageshwar) اور 23 کلو میٹر پر گوپی تلاؤ (Gopitalau) واقع ہے 1908ء کے امپریل گیزیٹر کے مطابق اُس وقت دوارکا کی زیارت کے لئے (10,000) دس ہزار افراد آتے تھے۔(2)

دوسری صدی عیسوی میں کالاش قوم کی اوکھامنڈل پر حکومت قائم ہونے کے بعد شنکر بلیم نامی سردار نے آ کر اوکھامنڈل کو فتح کیا۔چھٹی صدی میں چاوڑا راجپوتوں کا دور ملتا ہے۔گیارہویں صدی عیسوی میں اس کے ایک حصے پر ہیرول راجپوت اور دوسرے حصے پر چاوڑا حکمرانوں میں باہمی اختلاف اور جنگ وجدال نے ان کی حکومتوں کو کمزور کر دیا تھا اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مارواڑ کے راٹھور راجپوتوں نے یاترا کے بہانے سے آ کر اوکھامنڈل پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے چاوڑاؤں کا وہاں پر جینا حرام کر دیا۔جس کی وجہ سے اس علاقے کو چھوڑ کر چلے گئے، مگر ہیرول راٹھور اور قدیم کالاش قوم کی اولاد جو بعد میں واگیل یا واڈیل کے نام سے مشہور ہوئی ان میں باہمی شادی بیاہ اور رشتے قائم ہونے کے باعث ایک مدت کے بعد تمام نام مٹ کر سب کے لئے ایک ہی نام واگیر ہو گیا لیکن جو افراد اعلیٰ حیثیتوں کے مالک تھے انھوں نے اپنے ناموں کے ساتھ لفظ ''مانیک'' بڑھا دیا۔(3)

www.memonbooks.com

1817ءمیں اوکھا منڈل پر برطانوی اور مراٹھ گائیکو اڈ نے اپنے کنٹرول میں لے لیا اُسی وقت سیاجی راؤ دوئم (Sayajiraoll) گائیکواڈ کی حکمرانی تھی ۔بروڈہ 1723ء سے پہلے گجرات احمد آباد کے مسلم حکمران کے ماتحت تھا۔لیکن کمزور مسلمان حکمرانی کی وجہ سے اور مراٹھوں کے دور میں پیلاجی گائیکواڈ نے بروڈہ پر قبضہ کرلیا۔1732ء میں ڈاماجی گائیکواڈ حکمران بنا جس کو 1768ء میں پیشوا گائیکواڈ (Peshwa) نے پورے گجرات پر قبضہ کرلیا: 1802ء میں انگریزوں نے ان کو اپنے ماتحت کردیا اور اس طرح تقسیم ہندو پاک تک گائیکواڈ حکمران انگریزوں کے ماتحت رہے تھے۔

اوکھا منڈل کو 1817ء میں سیاجی راؤ گائیکواڈ انگریزوں کی مدد سے اپنے کنٹرول میں کیا۔1847ء میں اُس کے انتقال کے بعد اُس کا بڑا بیٹا گنپت راؤ گائیکواڈ حکمران بنا 1856ء میں اُس کے انتقال کے بعد اُس کا بھائی کھانڈر راؤ (Khanderao) گائیکواڈ حکمران بنا اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بہت مضبوط کردار اور اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک تھا اور اُس دور میں بہت ترقیاتی کام ہوئے 1870ء میں کھانڈ راؤ کے انتقال کے بعد اس کا چھوٹا بھائی مالاہار راؤ گائیکواڈ (Malharrao) 19اپریل 1875ء تک حکمران رہا۔مالا راؤ گائیکواڈ کے انتقال کے بعد انگریزوں نے مکمل طور پر گائیکواڈ حکمرانوں کے علاقوں پر اپنا قبضہ کرلیا جس پر کھانڈر راؤ گائیکواڈ (Khanderao) کی بیوہ مہارانی جمنا بائی نے دعویٰ دائر کیا جسے منظور کرلیا گیا اور اُس کے بیٹے گوپال راؤ جو سیاجی راؤ گائیکواڈ کے نام سے 27 مئی 1875ء سے 1939ء 64سال تک حکمران رہاان کے دور میں حکومت کے تمام انتظامی امور زیادہ تر انگریزوں کے ہاتھ میں تھے اور لیکن انگریز حکمران نے گائیکواڈ کے علاقوں کی ترقی میں نمایاں کام کیا جس میں تعلیمی معاملات اور ریلوے کے نظام کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔1939ء میں سیاجی راؤ گائیکواڈ حکمران بنا جو تقسیم ہندو پاک کے وقت بھی یہ ہی گائیکواڈ ریاست کا حکمران تھا۔(1)

اوکھا منڈل کو 1868ء میں امیر یلی (ڈسٹرکٹ) ضلع میں شامل کرلیا گیا تقسیم ہند سے پہلے اسے بروڈہ اور پھر بمبئی ڈسٹرکٹ سے منسلک کیا گیا اور آج کل اُسے جام نگر سے منسلک کردیا گیا ہے۔

پیداوار معیشت وتجارت:۔

اوکھا منڈل جو پانی کی کمی کی وجہ سے عموماً خشک سالی کا شکار رہتا تھا۔وہاں پر زراعت کا سارا دارومدار بارش پر ہوتا تھا اور بارش کی کمی بنجر اور پتھریلی زمین کی وجہ سے وہاں پر رہنے والوں کو اکثر معاشی اور اقتصادی مسائل کا سامنا رہتا تھا وہاں پر جو تھوڑی بہت پیداوار ہوتی تھی اُن میں باجرہ،جوار،تل اور گھی نمایاں تھے۔اس کے علاوہ وہاں پر نمک بڑی مقدار میں ہوتا ہے اُس وقت تجارتی لحاظ سے اُس کا زیادہ تر انحصار دوار کا کے زائرین (یاترہ پر آنے والوں) کے سامان کی خرید فروخت اور بیوپار پر ہوتا تھا اس وقت اوکھا منڈل کی تجارت میں گندم،چاول،چینی اور کپڑا درآمد کیا جاتا تھا اور باجرہ،تل،گھی اور نمک برآمد کیا جاتا تھا ان کی تجارتی تعلقات کراچی،بمبئی سورت اور افریقہ کے شہر زنزبار سے تھے۔

اوکھا پورٹ:۔

اوکھا جو دوارکا سے 30 کلومیٹر مغرب میں واقع ہے اُس وقت یہ صرف ماہی گیری اور فیشری کا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس کے نام کی مناسبت سے اس علاقے کو اوکھا منڈل سے موسوم ہے آج 2005ء میں ہندوستان کے ساڑھے پانچ لاکھ گاؤں میں مثالی (Model) گاؤں ہے اور پورے ہندوستان میں اُسے نمایاں مقام حاصل ہے آج کل وہاں پر 90 فیصد سیمنٹ کے بنے ہوئے روڈ ہیں، ہر گھر میں پانی کے کنکشن موجود ہیں کیونکہ پانی وہاں کا بنیادی مسئلہ رہا ہے کرکٹ اسٹیڈیم اور سوڈیم لائٹ سے جگمگاتے روڈ اور گلیاں جس کی وجہ سے اُسے ممتاز مقام حاصل ہے یہ سب وہاں پر قائم اوکھا گرام پنچائت کی وجہ سے ممکن ہوا (1) اوکھا پورٹ کراچی سے صرف (50) پچاس نوٹیکل میل پر واقع ہے اور ہندوستان کے تمام پورٹوں میں کراچی سے نزدیک ترین ہے 14 فروری 1926ء میں مہاراجہ گائیکواڈ نے اس کا افتتاح کیا تھا اور اُس وقت سے یہ اوکھا منڈل اور اس کے آس پاس کے علاقوں کی معاشی ترقی میں اہم کردار ادا کررہا ہے۔ اپریل 2005ء میں ذاتی طور پر اوکھا منڈل انڈیا کے سروے کے بعد فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر کہ اس وقت پورے اوکھا منڈل میں میمن برادری اب صرف چار علاقوں میں آباد ہیں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ۔

(1) اوکھا پورٹ میں	15 خاندان
(2) میٹھا پور میں	70 خاندان
(3) وڑواڑہ میں	40 خاندان
(4) دوارکا میں	45 خاندان
کل	170 خاندان

اس طرح پورے اوکھا منڈل میں 170 میمن برادری کے خاندان آباد ہیں جس میں سے آج بھی تقریباً 20٪ خاندان معاشی طور پر خوشحال اور 80٪ فیصد غربت کا شکار ہیں اور یہ خاندان آج بھی اتنی تکلیفوں کے باوجود اپنا آبائی علاقہ چھوڑنے کے لیئے تیار نہیں ہیں۔

اوکھا منڈل میں میمن قوم کی آمد:۔

سندھ سے کچھ میں 600 میمن خاندانوں کی ہجرت کے 35 سال بعد ضلع وریا میں بقایا 100 میمن خاندانوں نے بھی وہاں کے نامساعد حالات کی وجہ سے ہجرت کرکے ریاست کچھ مانڈوی میں ہجرت کی اُن میں کچھ خاندان مانڈوی کی بندرگاہ سے کام کاج کے سلسلے میں اوکھا کی بندرگاہ پر آمد ہوئی لیکن اُن میمن خاندانوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے وہ چھوٹے چھوٹے جتھوں میں اوکھا منڈل کے مختلف گاؤں میں آباد

ہو گئے. (1) اس کے بعد ریاست کچھ سے وہاں کے راجہ لاکھاجی کی زیادتیوں کی وجہ سے میمن قوم کی ہجرت جس کا تفصیلی ذکر پچھلے باب میں کیا چکا ہے۔

جیسا پچھلے باب "میمن قوم کی ہجرت" میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح سندھ سے ریاست کچھ اور پھر جام نگر میں میمن قوم نے ہجرت کی مزید یہ کہ 1750ء میں "ویزان اسمبیا" Vizan Asambia" ریاست کچھ سے ہجرت کر کے میمن قوم کی بڑی تعداد میں خاندان "روزی واڑہ (Rosiwada) اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں آباد ہو گئے اس سے پہلے سندھ سے ہجرت کر کے چند خاندان چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں جام نگر اوکھا منڈل، سورت اور جوناگڑھ کے مختلف علاقوں میں آباد ہو گئے تھے لیکن ان کی تعداد بہت ہی کم تھی لیکن ریاست کچھ سے میمن قوم کی بڑی تعداد میں خاندانوں کی ہجرت کی وجہ سے اس میں کافی اضافہ ہو گیا۔

میمن قوم بنیادی طور پر تجارت پیشہ رہی ہے اور اکثر تجارت کے سلسلے میں اپنا تجارتی سامان بیل گاڑیوں پر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں اور علاقوں میں لے جاتے اور وہاں سے لے آتے تھے اسی سلسلے میں چند میمن تاجر اوکھا منڈل کے مختلف گاؤں اور خصوصاً "دوارکا" جو ہندو مذہب میں مقدس مقام ہونے کی وجہ سے وہ تجارت کے سامان کی خرید و فروخت کا مرکز ہے اُس وقت وہاں پر تمام کاروبار اور تجارت پر "ہندو لوہانہ" قوم کے ہاتھ میں تھی اور اُن کا طرزِ عمل اور کاروبار میں اجارہ داری کی وجہ سے وہاں کے لوگ اور حکمران بہت پریشان تھے اور میمن قوم کے تاجر جب اوکھا منڈل میں تجارت کے سلسلے میں گئے اور ان کے طرزِ عمل ایمانداری و دیانتداری سے وہاں کے عوام اور واگھیر حکمران بہت متاثر ہوئے انہوں نے اُن تاجروں کو اپنے یہاں آباد ہونے کی پیشکش کی۔

اُن دنوں اوکھا منڈل "بیٹ" (Beit) میں انتہائی اعلیٰ پایہ کے بزرگ مولوی دادا عبدالرحمٰن تبلیغ اسلام کے سلسلے میں آ کر آباد ہوئے تھے اور وہاں پر ان کو انتہائی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور تمام مذاہب کے لوگ ان کے علم سے فیضیاب ہو رہے تھے۔

میمن قوم کے تاجر اُن کے مشورہ پر اوکھا منڈل میں آ کر آباد ہوئے اوکھائی میمن برادری کے کچھ بزرگوں کے بقول اور عزیز کایاں کی تاریخی کتاب "تاریخ بانٹوا" کے صفحہ نمبر 86,87,88 کے مطابق ناتھا ولد ساجن، حاجی ہاشم ولد ناتھا، اگا ولد جمعہ، کریم ولد سلیمان یہ چند ابتدائی نام تاریخ کے اوراق میں ملتے ہیں جو اوکھا منڈل میں آ کر آباد ہوئے (1) میمن قوم کے چند اور خاندان بھی دوسرے علاقوں کی طرح اوکھا منڈل کے مختلف گاؤں میں آ کر آباد ہو گئے تھے اور مزید میمن خاندانوں کی اوکھا منڈل کے مختلف گاؤں میں آباد ہونے کی وجہ سے یہاں پر میمن خاندانوں کی آبادی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ یہ ایک برادری کی شکل بن گئی اور اس طرح اوکھائی میمن برادری کا وجود عمل میں آیا۔

ذکریا ہاشم نے اپنی کتاب "تذکرہ میمن قوم" میں اوکھائی میمن برادری کو ہالائی میمن سے الگ بتایا ہے جب کہ اس سلسلے میں تحقیق کے بعد حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ اس برادری کا تعلق بنیادی طور پر "ہالائی میمن" سے ہے کیونکہ کاٹھیاواڑ قدیم زمانے سے دس حصوں میں تقسیم تھا جس میں سے ایک "اوکھا منڈل" بھی تھا۔

اوکھا منڈل میں ابتدائی آباد ہونے والے چند میمن خاندان:-

www.memonbooks.com

اوکھامنڈل میں میمن قوم کے مختلف خاندان جام نگر روزی واڑہ (Rosiwada) سے آ کر آباد ہوئے اُن میں سے کچھ خاندانوں کا شجرہ نسب بزرگوں اور تاریخی کتب سے حاصل ہوا ہے کچھ اس طرح ہے۔ 1751,52ء میں ساجن اپنے خاندان کے ساتھ جام نگر "روزی واڑہ" میں عارضی قیام کے بعد "میرانا" (merana) جو "کھیردر" (Khirder) کے پاس ہی میں واقع تھا وہاں پر مستقل آباد ہو گئے 1757-58ء میں ساجن کا بیٹا ناتھا اپنے بیٹوں کے ساتھ اوکھامنڈل میں "کوخ" گاؤں میں آ کر آباد ہوئے ناتھا کے بیٹوں میں ایک حاجی ہاشم اپنے آٹھ (8) بیٹوں جن میں (1) حاجی نور محمد (2) حسین (3) یعقوب (4) عاربی (5) عثمان (6) جمال کے ساتھ باوڑا گاؤں میں آباد ہوئے۔

جمال کے چار بیٹے تھے جن (1) ابراہیم جمال (2) عبداللہ (3) طیب جمال (4) عیسٰی جمال۔

"روزی واڑہ" سے ہجرت کرنے والے ایک خاندان جس کا تاریخ کے اوراق سے جو معلومات حاصل ہوئی وہ اس طرح ہے جمعہ جو "روزی واڑہ" سے ہجرت کر کے جام نگر میں "شنکھلا" (Shankhala) گاؤں میں آباد ہوئے جمعہ کے بیٹے کا نام "لگا" (Lagha) تھا اور "لگا" کے چار بیٹے تھے جن میں (1) سلیمان (2) عمر (3) کریم (4) تارتھا (1)

(1) لگا کے بیٹے سلیمان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ (2) عمر ولد لگا شنکھلا Shankhala بانواڈ جام نگر رہائش پذیر تھے اس کا بیٹا قاسم بانواڈ سے اپنے خاندان کے ساتھ اوکھا میں سکونت اختیار کی قاسم کا بیٹا حاجی غنی کراچی تشریف لے آئے اور (76) سال کی عمر میں وفات پائی آپ کا بیٹا حاجی احمد اور سلیمان اور حاجی احمد کا بیٹا حاجی محمد احمد ویانی جو کراچی اوکھائی میمن جماعت کے (8) سال 1959-67ء تک صدر رہے۔ لگا کا تیسرا بیٹا کریم گرنجی میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں پر زندگی گزار دی۔ لگا کا چوتھا بیٹا تارجو بانواڈ میں ہی انتقال کر گئے اور پھر اُن کی اولاد افریقہ میں جا کر رہائش پذیر ہوئی اور یہ تمام بھائیوں کی اولاد ویانی خاندان سے مشہور ہوئی۔

مرکٹیا، کاٹھ، اور کررار کا تعلق بنیادی طور پر مڑواسر سے تھا اور کاٹھ، خصوصاً سندھ میں عمر کوٹ کے پاس کاٹھ نامی گاؤں تھا جہاں سے ہجرت کر کے اوکھامنڈل میں آنے والے خاندان کاٹھ سے مشہور ہوئے اور اس خاندان میں اوکھائی میمن برادری کی بڑی شخصیت جناب عثمان حاجی ہاشم کاٹھ کی تھی جنھوں نے برادری کی سوچوں کے دھاروں کو تبدیل کر دیا اور آج اوکھائی میمن برادری میمن قوم کی چند ترقی یافتہ برادریوں میں سے ایک ہے اس کا سہرا کافی حد تک مرحوم عثمان اور اُن کے عظیم رفقاء کو دیں گے کہ جن کی کوششوں سے یہ چیز ممکن ہوئی جس کا مکمل ذکر اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے باب میں کیا جائے گا۔

سمست اوکھامنڈل میمن جماعت کا قیام:۔

میمن قوم ہمیشہ کنبہ خاندان اور برادری کے پنچائتی و جماعتی نظام کے تحت زندگی بسر کرتی ہے اور اپنی معاشرتی نظام کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہوئے ہر معاملے میں اس سے رہنمائی حاصل کرتی ہے۔

www.memonbooks.com

1757-58ء میں میمن قوم کی جام نگر سے اوکھا منڈل ہجرت سے پہلے سندھ سے کچھ میمن خاندان اوکھا منڈل کے مختلف گاؤں میں آکر آباد ہو گئے تھے لیکن کیونکہ وہ تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے اہمیت اختیار نہ کر سکے تھے لیکن دادا مولوی عبدالرحمٰن کے مشورے پر میمن تاجر اپنے خاندانوں کے ساتھ یہاں پر آباد ہوتے ہی یہاں پہلے سے آباد میمن خاندان ان کے ساتھ شامل ہو گئے اس طرح اوکھا منڈل میں اس وقت (12) بارہ گاؤں میں آباد میمن خاندانوں نے اپنی ایک مرکزی حیثیت قائم کرنے کے لئے "مسست اوکھا منڈل میمن جماعت" قائم کی۔

(1) ابتدائی دور میں بارہ گاؤں جس میں

(1) اوکھا	(2) دوارکا	(3) وروارہ	(4) انیاڑی
(5) واچھو	(6) بڑیو	(7) ڈینگی	(8) گڑھچی
(9) ڈرانسویل	(10) کلامپر	(11) وِسی	(12) بائیسو

میں برادری کے خاندان آباد ہوئے۔ مختلف بزرگوں کے مطابق 1810ء سے 1815ء کے درمیان میں "جماعت" کا قیام عمل میں آیا اور اس کا مرکز "ورواڑہ" میں قائم کیا گیا اُس وقت برادری کے خاندان جن علاقوں میں آباد تھے "ورواڑہ" مختلف گاؤں کے درمیان میں واقع ہونے کی وجہ سے مرکزی حیثیت رکھنے کے ساتھ اُس وقت برادری کے خاندان کی تعداد "ورواڑہ" میں دوسرے علاقوں سے زیادہ تھی تقسیم ہند کے وقت ورواڑہ میں برادری کے 450 / 400 خاندان آباد تھے جو 2005ء میں صرف 40 خاندان وہاں پر رہائش پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ معاشی طور پر خوشحال بھی تھے اور جو تجارتی اہمیت کے حامل "دوارکا" سے بھی قریب تر ہے اس کے علاوہ وہاں پر مختلف بازار جس میں سونا چاندی کپڑے اور اجناس کی اہم مارکیٹ بھی تھی۔

اوکھا میں برادری کے پہلے پٹیل جناب نور محمد ویانی:۔

اوکھا پورٹ سے سامان خرید فروخت کے لئے وڑواڑہ اس کی مارکیٹ تھی جہاں سے پورے اوکھا منڈل میں سامان کی ترسیل ہوتی تھی اور اس کے پہلے "پٹیل" نور محمد ویانی بنے اُس وقت وہ برادری میں سب سے زیادہ صاحب حیثیت تھے۔ ان کا اچھے کاروبار کے ساتھ بڑی تعداد میں زمینیں بھی تھی اُس وقت اُن کے خاندان کے پاس نوانگر اور بڑودہ کی ریاستوں میں موتی نکالنے کے ٹھیکے تھے اُن کے خاندان میں جناب حاجی اسحاق ویانی ان کے بیٹے جناب عبدالکریم ویانی اور کنیا کے "روز کنگ" کے نام سے مشہور جناب ابراہیم ویانی کی برادری کے لئے بے پناہ خدمات ہیں اور کئی سالوں تک برادری کی سربراہی "گام" میں آپ کے خاندان کے پاس رہی۔(1)

1934ء میں ویانی فیملی کے بعد جناب ہاشم موسیٰ سوریا اوکھا منڈل میمن جماعت کے "پٹیل" منتخب ہوئے اُن دنوں میں آپ کا کاروبار بصرے میں ہاشم موسیٰ سوریا جن کی اولاد آج بھی میٹھاپور میں ٹاٹا کمپنی کے قیام سے 2005ء میں بھی اُن کا کنٹریکٹ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُن کا چونے کا کاروبار ہے اِن کے بعد جناب عثمان جمعہ مادانی باغیچہ والا پٹیل بنے اور ان کے بعد ان کا بیٹا نور محمد اور اب عبدالرشید نور محمد وہاں کے صدر ہیں مرکزیت اس وقت بھی وڑواڑہ میں ہے۔

www.memonbooks.com

جناب عثمان جمعہ مامدانی باغیچہ والا:۔

جناب عثمان جمعہ مامدنی باغیچہ والا 1937ء سے 1950ء اوکھا منڈل میں قائم اوکھا میمن سمست جماعت وڑواڑہ کے پٹیل کے عہدے پر فائز رہے۔آپ 1895ء میں وڑواڑہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے پانچ جماعتیں گجراتی کی پڑھیں تھیں جو اُس وقت بہت بڑی سمجھی جاتی تھی ۔آپ 13 سال تک کلکتہ، میسور، مدارس، ناگپور اور کئی ہندوستان کے بڑے شہروں میں اُس وقت کی داوا لمیٹڈ کمپنی کے نمائندے کی حیثیت سے خرید فروخت کا کام انجام دیتے رہے۔

جناب عثمان جمعہ مامدانی باغیچہ والا کے نام سے مشہور ہوئے اس کی وجہ وڑواڑہ میں آپ کا 13 ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا باغیچہ جو پورے اوکھا منڈل میں مشہور تھا۔اور آپ کا شمار اوکھا منڈل کے صاحب حیثیت لوگوں میں ہوتا تھا اُس وقت بحیثیت جماعت کے پٹیل ہونے کے ناطے آپ دوارکا بورڈنگ ہاؤس، وڑواڑہ، اوکھا، اور دوارکا مساجد و جماعت خانوں کے انتظام کی دیکھ بھال کرتے تھے،اس کے علاوہ آپ خلوص و محبت سے اوکھائی میمن اور دوسری جماعتوں کے میمن مسلم اور غیر مسلم برادری کے بھی مسائل حل کرنے میں پیش پیش رہے۔

1947ء میں قیام پاکستان کے وقت آپ کی خدمات میں پاکستان جانے والوں کی نگرانی میں اوکھا پورٹ پر خصوصی انتظام کیا گیا تھا اس سلسلے میں بڑے بڑے شامیانے لگا کر اوراُن کے کھانے پینے اور سفر کا انتظام کیا گیا تھا آپ کی خدمات اُن دنوں میں قابل تحسین تھی آپ نے 1951ء میں وڑواڑہ اوکھا منڈل میں وفات پائی ۔آپ کے انتقال کے بعد آپ کے بیٹے جناب نور محمد مامدانی باغیچہ والا اوکھا منڈل میں جماعت کے پٹیل (صدر) بنے۔(2)

اوکھامنڈل میں جماعت کے کام کرنے کا طریقہ کار:۔

''سمست اوکھا منڈل میمن جماعت'' کے صدر یعنی ''پٹیل'' صدر کا انتخاب اُن تمام گاوں کے ''موکھیا'' یا پٹیل' جن کو چھوٹا پٹیل کہا جاتا تھا اور اُن کے اجلاس میں برادری کا ''بڑا پٹیل'' صدر کا انتخاب عمل میں آتا تھا۔اور باقی چھوٹے پٹیل اُس وقت مینجنگ بورڈ کا درجہ رکھتے تھے کھنڈی (خاندان) میں پٹیل سسٹم آج بھی اوکھائی میمن برادری میں رائج ہے۔ جو اس برادری کے مضبوط خاندانی (کھنڈی) نظام کی بنیاد ہے اُس وقت برادری کے ''بڑے پٹیل'' (صدر) کے عہدے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا تھا وہ کئی کئی سالوں تک ایک ہی ''بڑا پٹیل'' اپنے عہدے پر فرائض انجام دیتے رہتے تھے تبدیلی یا تو بڑے پٹیل کے انتقال پر یا برادری میں کسی بڑے واقعہ کی وجہ سے عمل میں آتی تھی ۔جماعت کی میٹنگ ''گام'' میں کوئی بڑا مسئلہ یا کہیں کوئی بڑا گھریلو مسئلہ ہونے کی صورت میں بلائی جاتی تھی کوئی مسئلہ نہ ہونے کی صورت میں میٹنگ سالوں میں ہوتی تھی اُس وقت برادری میں گھریلو مسائل اور جھگڑوں کا رجحان بہت کم تھا اور اسے انتہائی برا سمجھا جاتا تھا عموماً برادری میں آمنے سامنے رشتے دینے کا زیادہ رجحان

www.memonbooks.com

تھا جس سے خاندانوں میں باہمی محبت کا جذبہ زیادہ پایا جاتا تھا اور اختلافات کا عنصر بہت کم ہوتا تھا اس کی وجہ سے برادری میں پانچ دس سال میں کوئی ایک گھریلو جھگڑا یا طلاق والی بات ہوتی تھی۔

برادری کی کھنڈیاں یا خاندان:۔

اوکھامنڈل میں آباد میمن برادری اُن گاؤں اور خاندان کے بزرگوں کے نام سے چھوٹے چھوٹے خاندانوں میں تقسیم تھی اور ان خاندان کے بزرگوں کے ناموں یا اُن سے منسوب کوئی ایسے واقعات یا کوئی ایسی بات جو اُن خاندانوں کی شناخت بن گئی جو آگے چل کر کھنڈیوں (خاندانوں کا مجموعہ) کی شکل اختیار کر گئی، اوکھائی میمن برادری میں اس وقت جو کھنڈیاں موجود ہیں اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

(1) اسوانی Aswani
(2) بارائی Barai
(3) دادوالا Dadwala
(4) دربار Darbar
(5) دریائی Daryai
(6) عیسانی Essani
(7) گابا Gaba
(8) گابرانی Gabrani
(9) غازیانی Gaziani
(10) گناترا Ganatra
(11) گاگائی Gagai
(12) گتا Gatta
(13) جیوانی Jiwani
(14) جعفرانی Jafrani
(15) جھکوڑا Jakhura
(16) کاٹھ Kath
(17) کالانی Kalani
(18) کرار Karar
(19) کھوسہ Khosa
(20) لدھانی Ladhani
(21) محمدی Muhammadi
(22) مامدانی Mamdani
(23) مراد Moorad
(24) مرکٹیا Markatia
(25) ملاڑا Mulara
(26) مانگروریا Mangroria
(27) موسانی Musani
(28) پوپٹ پوترا Popat-Potra
(29) پاستا Pasta
(30) پنجوانی Panjwani
(31) پٹیل Patel
(32) سوریا Suriya
(33) توبڑیا Toberia
(34) ویانی Vayani

www.memonbooks.com

وڑواڑا میں "سمست اوکھامنڈل میمن جماعت" کو انتہائی عزت اور وقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا جس کا اندازہ ہم ان باتوں سے لگا سکتے ہیں کہ دوسری قوم کے لوگ جب اپنے کام کاج کے سلسلے میں اپنے گاؤں سے باہر جاتے تھے تو اپنے گھر کی عورتوں کو میمن برادری کی عورتوں کے یہاں چھوڑ جاتے تھے کہ یہاں پر ہماری عورتیں محفوظ ہونگی اگر کسی گاؤں کی آبادی سو (100) گھروں پر مشتمل ہوتی تھی تو اُس میں (10) دس گھر میمن برادری کے ہوتے تھے وہاں پر زراعت سے وابستہ میمن افراد کو "کھیڑو" یعنی کھیتی باڑی کرنے والا کہتے تھے اور ان کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

اوکھائی میمن برادری میں ابتداء سے ہی نظم وضبط اور اتفاق واتحاد کا زبردست جذبہ پایا جاتا ہے اور برادری کے افراد مذہب کی طرف زیادہ مائل تھے جس کا عملی مظاہرہ اوکھامنڈل میں مستقل سکونت مولوی داداعبدالرحمٰن کے مشورے سے اختیار کی جنہوں نے اُس وقت وہاں پر اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں سکونت اختیار کی تھی۔ اس برادری کی یہ خصوصیات ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی جا کر آباد ہوئی، وہاں "اوکھائی" میمن ہی کہلائے اور کسی دوسرے مقام نام اپنے ساتھ موسوم نہیں کیا مذہب سے بے پناہ لگاؤ کی وجہ اپنے روزمرہ زندگی اور کاروبار میں غیر اخلاقی سرگرمیوں سے پرہیز کرتے تھے اور "گام" میں مذہبی تہواروں کے موقعوں پر اکثر اوقات "دھام" کا اہتمام کیا جاتا تھا جس میں پوری برادری کے طعام کا انتظام ہوتا تھا جس سے برادری میں محبت اور اخوت کو تقویت ملتی تھی۔

اوکھائی میمن برادری اور زکریا ہاشم کی کتاب تذکرہ میمن قوم :۔

زکریا ہاشم کی کتاب "تذکرہ میمن قوم" میں مصنف نے میمن برادری کی تاریخ مرتب کرنے میں شاندار کام کیا ہے لیکن اوکھائی میمن برادری سے متعلق اُن کی طرف سے لکھی گئی باتوں کو مزید تحقیق کی ضرورت تھی جو میں یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں، لیکن میری اس مزید تحقیقی کام کو زکریا ہاشم مرحوم کی میمن قوم کے لئے تاریخ لکھنے کی شاندار کوشش سے اختلافی پہلو نہ سمجھا جائے کیونکہ میں اُن کے تحقیقی کام کو میمن قوم کے لیے ایک اہم ترین کام سمجھتا ہوں۔

تذکرہ میمن قوم اور اوکھائی میمن برادری :۔

تذکرہ میمن قوم کے مطابق "اوکھائی میمن برادری کے تاجر متحد اور منظم ہو کر تجارتی منڈیوں پر بلہ بول دیتے تھے اور بیک وقت خرید یا فروخت کے ذریعہ منڈی کے نرخوں کو اپنے قابو میں کر لیتے تھے جس کی وجہ سے انہیں بہت فائدہ حاصل ہوتا تھا لیکن اس طریقۂ کار میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ غیر متوقع حالات و وجوہات کی بناء پر نرخوں کے قابو میں نہ آنے یا داموں کے اچانک گر جانے کی صورت میں برادری کے تمام تاجروں کو بیک وقت بہت نقصان پہنچتا تھا اور اس طرح پوری برادری بری طرح متاثر ہوتی تھی چنانچہ برطانیہ کے عہد حکومت میں اس برادری کے تاجروں نے شاندار کامیابی حاصل کر لینے کے فوراً بعد (1918ء میں جنگ عظیم اول کے بعد) جب ہندوستان میں تجارتی بحران پیدا ہوا اور غیر

www.memonbooks.com

متوقع طور پر داموں میں اچانک بہت زیادہ کمی واقع ہوئی تو اس برادری کے تمام تاجروں کو بیک وقت نا قابل برداشت نقصان پہنچا اور اس زمانہ میں اس برادری کی تجارت قریب قریب ختم ہوگئی" (1)

مصنف کا مذکورہ بالا بیان حقیقت پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس کی اصل صورت حال کچھ یوں ہے کہ کاٹھیاوار کے دس حصوں میں معاشی طور پر انتہائی کمزور علاقوں میں اوکھامنڈل اور ہالار (جام نگر) تھے جس کی وجہ سے وہاں پر پانی کی کمی اور بارشوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اکثر خشک سالی (ڈوکار) کا سامنا کرنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے وہاں پر معاشی سرگرمیاں بھی انتہائی محدود تھی ۔اور تجارتی معاملات بھی محدود تھے اور ان علاقوں میں اُس وقت مشکل سے ایک یا دو سیٹھ تھے مالی طور پر مستحکم خاندانوں کی تعداد انتہائی محدود تھی ۔اور زیادہ تر برادری زراعت اور محنت مشقت سے اپنا گزر اوقات کرتی تھی اور روزگار کے سلسلے میں بعد میں کراچی میں آباد ہوئی ۔

جب کہ اس کے برعکس کاٹھیاواڑ کے دوسرے علاقوں اور خصوصاً جونا گڑھ کے علاقے جس میں بانٹوا،کتیانہ،ونتھلی،جیتپور،اور دھوراجی وغیرہ پانی کی فروانی اور وافر زراعت اور معاشی سرگرمیوں کی وجہ سے قدیم زمانے سے خوشحال ترین علاقوں میں شمار ہوتے تھے اس کے بعد جب میمن قوم ان علاقوں میں آکر آباد ہوئی اور ان کے تجارتی اور کاروباری طرز عمل نے ان علاقوں کو زبردست معاشی اور تجارتی سرگرمیوں کے مرکز کی حیثیت دے دی اور ان علاقوں کو "دھن نگریاں" کہا جانے لگا انگریزوں کے دور سے لے کر قیام پاکستان تک کاٹھیاواڑ معاشی طور پر ہندوستان کے خوشحال ترین علاقوں میں شمار ہوتا تھا، جب کہ اس کے برعکس اوکھامنڈل اور ہالار نسبت معاشی طور پر کمزور علاقوں میں شمار ہوتے تھے لہذا زکریا ہاشم کی تجارت سے متعلق یہ باتیں ٹھیک نظر نہیں آتی ۔میں یہاں پر اُن کاروباری خاندانوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ ہاشم صاحب کی ان باتوں کی وضاعت بہتر انداز میں کی جاسکے ۔

قیام پاکستان سے پہلے اوکھائی میمن برادری کے چند خوشحال خاندان:-

(1) اوکھامنڈل "وڑواڑہ" میں جناب نور محمد ویانی جو اوکھائی میمن برادری کے پہلے "پٹیل" بھی تھے ان کے خاندان کے پاس نوانگر اور بڑودہ کی ریاستوں میں موتی نکالنے کے ٹھیکے تھے ۔اُن کی اولاد میں جناب اسحاق ویانی اور ان کے بیٹے جناب عبدالکریم ویانی اور جناب حاجی ابراہیم ویانی بھی معاشی طور پر خوشحال تھے ۔

(2) اوکھامنڈل "وڑواڑہ" ہی میں دوسرا خاندان عثمان جمعہ مامدانی باغیچہ والا کا ہے ۔ان کے فروٹ کے باغات اور زمینوں کی وجہ سے ان کے خاندان کو "باغیچہ والا" کہا جاتا ہے اس خاندان کو بھی گذشتہ کئی دہائیوں سے اوکھامنڈل میں جماعت کے "پٹیل" ہونے کا شرف حاصل ہے ان کے بیٹے جناب نور محمد باغیچہ والا اور اب جناب رشید نور محمد باغیچہ والا وہاں پر "پٹیل" کے عہدے پر فائز ہیں ۔

دوارکا میں :۔

(1) دوارکا میں جناب حاجی قاسم حسن جھگوڑا جو وہاں پر ''نگر سیٹھ'' کے نام سے مشہور تھے اور اجناس وراشن کے کاروبار سے وابستہ تھے۔

(2) دوارکا ہی میں طیب جمال اور ان کے بھائی عیسٰی جمال کا کاروبار افریقہ میں ڈرائی فروٹ ''کاجو'' وغیرہ کا تھا اور اس سلسلے میں آپ کے خاندان کا بمبئی میں بھی کاروباری سلسلہ تھا اور وہ اُس وقت ''کاجو کے بادشاہ'' سے مشہور تھے۔اور یہ فیملی بھی دوارکا میں معاشی طور پر خوشحال تھی۔

(3) دوارکا ہی میں علی محمد خمیسہ وکیل کو بھی خوشحال لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا اور وہ اوکھائی میمن برادری کی اہم سماجی شخصیتوں میں سے ایک تھے۔وکالت کے ساتھ ساتھ آپ کپڑے کے کاروبار سے بھی وابستہ تھے۔

اوکھا میں :۔

(1) اوکھا میں جناب لطیف پاستا اور جناب موسیٰ پاستا جن کا خاندان شپنگ اور ٹرانسپورٹ کے کام سے وابستہ ہے اور وہاں پر خوشحال خاندان ہے اور موجودہ اوکھا منڈل میں وہاں پر آباد میمن خاندانوں میں سب سے خوشحال خاندان ہے اور موجودہ اوکھا منڈل میں وہاں پر آباد میمن خاندانوں میں سے خوشحال ترین خاندان ہے۔

(2) میٹھاپور میں عثمان نور محمد گابا کی فیلی معاشی طور پر خوشحال ہے ان کا ''ٹاٹا'' "Tata" کمپنی میں مختلف سامان کی سپلائی کا کام ہے۔

(3) جناب ہاشم موسیٰ سوریا اور ان کا خاندان ''میٹھاپور میں چونے کے پتھر، بھٹی کے پتھر اور دیگر تعمیراتی سامان کے کاروبار سے وابستہ ہیں۔

بمبئی میں :۔

بمبئی میں موسیٰ قاسم گناترا کے خاندان جو وہاں پر ڈرائی فروٹ کے کاروبار سے وابستہ اور برادری کے خوشحال خاندانوں میں سے ایک تھا۔

(2) بمبئی ہی میں جناب عثمان قاسم کانڈاوالا (جھگوڑا) کا خاندان جو وہاں پر آلو پیاز کے کاروبار سے وابستہ تھے اور اسی وجہ سے ان کا نام ''کانڈا'' پڑا کیونکہ ہندی میں پیاز کو ''کانڈا'' کہا جاتا ہے یہ خاندان بھی برادری میں خوشحال خاندان کہلاتا تھا اُن کے بیٹے قاسم عثمان کانڈاوالا کا شمار برادری کی اہم ترین شخصیتوں میں ہوتا ہے جس کا ذکر آگے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

کراچی میں:۔

(1) کراچی میں جناب حاجی سائنا محمد غازیانی جن کا آلو پیاز کا وسیع کاروبار تھا اور ان کا برادری میں معاشی طور پر خوشحال ترین خاندان میں شمار ہوتا تھا آپ کراچی میں اوکھائی میمن جماعت کے کئی سال تک ''پٹیل'' بھی رہے۔قیام پاکستان سے قبل کراچی میں جن خاندانوں کو معاشی طور پر خوشحال تصور کیا جاتا تھا اُن میں سرفہرست آپ کا خاندان تھا۔

(2) حاجی حسن نور محمد ٹوبڑیا برادری کے خوشحال اور معاشی طور پر صاحب حیثیت شمار ہوتے تھے آپ بھی کراچی میں جماعت کے ''پٹیل'' کے عہدے پر فائز رہے آپ کا بیڑی پتے اور بعد میں سگریٹ اور پان کا ہول سیل کا بڑے پیمانے پر کام تھا۔

(3) طیب عمر مرکٹیا کو قوم نے 1929ء میں پہلے میمن کونسلر منتخب ہونے پر ''طیب آغا'' کا خطاب دیا تھا (تفصیل کراچی کے باب میں بیان کی گئی) ہے ان کے خاندان کو معاشی طور پر خوشحال خاندان سمجھا جاتا تھا آپ اُس وقت (B.I Steamship Company) بی آئی شپنگ کمپنی میں کارگو سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر فائز تھے۔

(4) قاسم ٹوبڑیا اور اُن کے بھائی عالی احمد ٹوبڑیا کا ہوٹل کا کاروبار تھا اور اُن کے خاندان کو بھی برادری میں ممتاز مقام حاصل تھا اور وہ بھی کراچی کے خوشحال خاندانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔

افریقہ میں:۔

افریقہ میں جناب طیب جمال اور عیسٰی جمال کا ڈرائی فروٹ کا کاروبار تھا۔جناب حاجی ابراہیم حاجی اسحاق ویانی تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے آپ کے کاروبار کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ تھوڑے عرصے میں ہی حاجی ابراہیم حاجی اسحاق لمیٹڈ، ایکسپریس ٹریڈنگ کمپنی انٹرنیشنل سروس اسٹیشنلمیٹڈ ، انٹرنیشنل سیکورٹی سروس وغیرہ جیسے ادارے قائم کر لیئے ان کے علاوہ عبدالغنی پنجوانی جو 1954ء میں کراچی میں جماعت کے صدر بنے اُن کا بھی جنرل اسٹور افریقہ میں تھا، جناب سلیمان پنجوانی اور ڈاکٹر عیسٰی پنجوانی آپ کے فرزند تھے۔

اوکھائی میمن برادری تحقیق کے بعد:۔

اوکھا منڈل میں آباد ہونے سے لے کر قیام پاکستان تک اوکھائی میمن برادری میں تجارت سے وابستہ اور معاشی طور پر خوشحال خاندانوں کے تجزیہ سے یہ بات کہیں بھی ثابت نہیں ہوتی کہ اوکھائی میمن برادری کے تاجر تجارتی منڈیوں پر بیک وقت ہلہ بول دیتے تھے یا کسی مخصوص تجارت و مارکیٹ سے وابستہ ہو جاتے تھے بلکہ تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اوکھائی میمن برادری معاشی طور پر کمزور اور اس میں تجارت سے وابستہ خوشحال خاندان چند گنتی کے تھے وہ بھی مختلف علاقوں اور مختلف کاروبار سے وابستہ تھے جس کا ہم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ان تمام تحقیقی حقائق کو

www.memonbooks.com

سامنے رکھتے ہوئے جناب زکریا ہاشم کی اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ اوکھائی میمن برادری کے لوگ کاروباری منڈیوں پر بلہ بول دیتے تھے اور زیادہ منافع یا نقصان کا سامنا کرتے تھے۔

جب کہ اس کے برعکس تاریخی حقائق کا جائزہ لیں تو صورت حال کچھ یوں ہے کہ جنگ عظیم اول تک ''ریاست کچھ'' ''بمبئی'' اور ''سورت'' کی طرح تجارت کا ایک بہت بڑا مرکز بن گیا تھا۔اور اُس زمانے میں ہندوستان میں ریاست کچھ کی بندرگاہیں ایک فری پورٹ کی حیثیت رکھتی تھی وہاں پر درآمد و برآمد کی تجارت پر نہ کوئی پابندی تھی اور نہ کوئی ٹیکس لگتا تھا جس کی وجہ سے وہاں پر پورے ہندوستان سے سستے داموں مال ملتا تھا اور تاجر وہاں پر سستے داموں مال خریدنے آتے تھے۔جنگ کے زمانے میں تجارت قماربازی کی شکل اختیار کر گئی تھی 1918ء میں جنگ بند ہوتے ہی ایک دن لاتعداد ہندوستانی تاجر دیوالیہ ہو گئے اس زمانے میں نئے کارخانے جو یورپین مصنوعات کی کمیابی کی وجہ سے چل پڑے تھے وہ بند ہو گئے 1919ء میں حکومت برطانیہ نے روپے کی شرح مبادلہ میں بڑی کمی کر دی جس کی وجہ سے تاجروں کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا اور میمن قوم اور خصوصاً کچھی میمن برادری کے تاجروں کو زبردست نقصان اُٹھانا پڑا اُس زمانہ میں پوری دنیا تجارتی بحران اور کساد بازاری کا شکار تھی ہندوستان میں تو تجارت کا یہ حال ہوا کہ تجارتی شہروں بمبئی، کلکتہ، مدراس اور کراچی میں گلی گلی نیلام گھر کھل گئے جہاں پر قسم قسم کا انگریزی اور دیسی مال واسباب اونے پونے داموں فروخت کیا جانے لگا اس طرح جنگ عظیم اول کی وجہ سے میمن قوم اور خصوصاً کچھی میمن برادری کے تاجروں کو غیر ملکی تجارت میں زبردست نقصان اٹھانا پڑا اور اس برادری کے تاجروں کی تجارت محدود ہو کر رہ گئی یہ حقیقت کچھی میمن برادری کے محقق جناب عبدالقادر موسیٰ دادانی نے ''کچھی میمن قوم کا تاریخی پس منظر'' میگزین ورلڈ کانفرنس 1993ء آل انڈیا کچھی میمن فیڈریشن میں شائع ہوئی ہے۔(1)

اوکھامنڈل تعلیمی میدان میں:۔

پورے ہندوستان میں اُسی وقت تمام ریاستوں میں گائیکواڈ حکمران کی ریاست بڑودہ تعلیمی میدان میں سب سے آگے تھی اس کی وجہ 19 اپریل 1875ء میں مالاراؤ گائیکواڈ کے انتقال کے بعد انگریزوں نے گائیکواڈ ریاست کو مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں لے لیا، لیکن کھانڈ راراؤ (Khanderado) کی بیوہ مہارانی جمنابائی نے ریاست پر اپنے 12 سالہ بیٹے کی حکمران بنا، اور 64 سال تک 1939ء تک حکمران رہا ان کا دور گائیکواڈ ریاست کا شاندارترین دور تھا اس کے بعد تقسیم ہند تک پرتاب سنگھ راؤ گائیکواڈ حکمران رہے۔

مہاراجہ سیاجی راؤ III گائیکواڈ کی تعلیمی خدمات:۔

مہاراجہ سیاجی III گائیکواڑ کی تعلیم وتربیت ایک انگریز ٹیچر نے کی اور ریاست کے تمام امور اُس وقت کے دیوان سرٹی مداوا راؤ چلاتے تھے آپ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلینڈ تشریف لے گئے اور وہاں سے اعلیٰ تعلیم کے ساتھ برطانیہ حکومت کی طرف سے

www.memonbooks.com

بہت اعزازات کے ساتھ واپس انڈیا لوٹے سیاجی راؤ III نے اعلیٰ تعلیم کے حاصل کرنے کے بعد ریاست کے امور میں دلچسپی لینا شروع کی اس سلسلے میں انہوں نے بہت سے اقدامات کیئے جس میں تعلیم کو عام کرنے کے لیئے اسکول اور کالج عوام کی صحت عامہ کے لیئے ہسپتال اور معاشی تجارتی اور آمدرفت کے لئے ریلوے کا نظام قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

1893ء میں انہوں نے لڑکوں میں سات سال سے بارہ سال اور لڑکیوں میں دس سال تک کے لئے تعلیم لازمی قرار دیا تھا ان کے اس اقدامات سے گائیکوارڈ ریاست کو پورے ہندوستان میں تعلیم کے میدان میں اعلیٰ مقام حاصل تھا اس کے ساتھ ساتھ ریاست میں فنی تعلیمی اسکول کالا بھون (Kala Bhauan) قائم کیا گیا تھا جس میں فنی تعلیم میں کارپینٹری (Carpentry) رنگائی (Dyeing) سلائی کڑائی (Weaveing) اور زراعت (Agriculture) کے امور سے متعلق تعلیم دی جاتی تھی اس کے ساتھ ساتھ ریاست میں ایک لائبریری بھی قائم کی گئی تھی۔ بڑودہ شہر میں اعلیٰ تعلیم کے لئے کئی اسکول اور کالج بھی قائم کیئے گئے تھے جہاں پر ہندوستان بھر سے بہت سے طالب علم اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیئے آتے تھے طبی سہولت کے لیئے وہاں پر ایک بڑا ہسپتال بھی قائم کیا گیا تھا اور پوری ریاست سے لوگ علاج معالجے کے لیئے آتے تھے سیاجی راؤ III گائیکوارڈ نے اوکھامنڈل میں بھی تعلیم عام کرنے کے لیئے مختلف اسکول اور خصوصاً کنڈرگارڈن اسکول کا انتظام کیا تھا جہاں تمام مذاہب اور ذاتوں کے بچوں جس میں مسلمان اور ہریجن کے بچوں کو بھی داخلہ دیا جاتا تھا دوارکا، اوکھا اور روڑواڑہ میں اس سلسلے میں اسکول قائم کئے گئے تھے اور وہاں پر بچے اور بچیوں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا۔(1)

اوکھائی میمن برادری تعلیمی میدان میں:۔

میمن قوم میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے 1930ء سے پہلے جناب عبدالغنی بیگ محمد، بیرسٹر عبدالستار رولی، عثمان عیسیٰ بھائی میمن، ماسٹر علی محمد خمیسہ وکیل اور دوسرے بزرگوں کی کوشش سے میمن قوم میں تعلیمی بیداری نے جنم لیا اور اُن دنوں راجکوٹ میں پہلی مسلم ایجوکیشن کانفرنس کا کامیاب انعقاد کیا گیا۔ جس کی کامیابی کے بعد 10 اکتوبر 1931ء میں سر آدمجی حاجی داؤد کی صدارت میں پہلی آل انڈیا میمن کانفرنس کا انقلابی اجلاس ہوا جس کے بعد میمن قوم میں تعلیم کے امور میں مالی پریشانی دور کرنے کے لیئے 28 مئی 1933ء کلکتہ میں میمن ایجوکیشنل سوسائٹی کی بنیاد رکھی گئی اوکھامنڈل سے ماسٹر علی محمد خمیسہ وکیل اور جناب عبدالکریم ویانی اس کے فاؤنڈر ممبر بنے۔

دوارکا بورڈنگ ہاؤس کا قیام:۔

1933ء میں میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کلکتہ کے قیام کے ساتھ اوکھائی میمن برادری کی طرف سے اس کے دو فاؤنڈر ممبروں میں جناب علی محمد خمیسہ وکیل اور جناب عبدالکریم اسحاق ویانی کی ذاتی کوششوں سے دوارکا میں بورڈنگ ہاؤس کا قیام عمل میں آیا اس بورڈنگ ہاؤس کو قائم کرنے کے لئے اوکھامنڈل میں میمن برادری سے چندہ جمع کیا گیا اور اُن دنوں میں ان بزرگوں نے قوم سے (2000) دو ہزار روپے جمع

www.memonbooks.com

کئے خصوصاً جناب علی محمد خمیسہ وکیل برادری میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ تھے اور اس کے ساتھ وہ میمن قوم کے سماجی کاموں اور اُس وقت سیاست میں بھی بہت فعال تھے۔ کلکتہ میں کام کاج کی وجہ سے آپ سر آدمجی حاجی داؤد کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ اور آپ کی نمایاں خدمات کی وجہ سے اوکھا منڈل جیسے پسماندہ علاقے میں بورڈنگ ہاؤس کا قیام ممکن ہوا ان کی اس شاندار کارکردگی کو سر آدمجی حاجی داؤد نے بھی سراہا تھا اور ان کے جذبے کی بہت تعریف کی تھی اس طرح میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے تعاون سے 1935ء میں دوارکا میں میمن بورڈنگ ہاؤس کا قیام عمل میں آیا اور اس کی پہلی انتظامی کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھی۔

(1) جناب علی محمد خمیسہ وکیل

(2) جناب عبدالکریم اسحاق ویانی

(3) حاجی حسن شریف

(4) جناب ہاشم خمیسہ

(5) جناب ابراہیم جمال

(6) جناب طیب جمال

(7) جناب قاسم ہاشم مامدانی

ابتداء میں اس میں صرف پانچ بورڈوں نے داخلہ لیا بعد میں یہ بورڈنگ ہاؤس پورے کاٹھیاواڑ بلکہ افریقہ اور دوسرے علاقوں سے بھی طلباء یہاں تعلیم کے حصول کے لیے آتے تھے قیام پاکستان سے قبل اسے پوری میمن قوم میں تعلیمی اعتبار سے ایک اہم ترین مقام حاصل تھا اور اس کے بورڈوں کی تعداد 100 سے بھی تجاوز کر گئی تھی جو اُس وقت بہت سمجھی جاتی تھی۔

دوارکا بورڈنگ ہاؤس سے پہلے:۔

ابتداء میں وڑواڑہ میں باڑواڑی اسکول Kidden Garden School قائم کیا گیا جس میں ویانی برادران نے اہم کردار ادا کیا اور اس کے قیام کے تمام اخراجات حاجی ابراہیم حاجی اسحاق ویانی نے دیئے تھے۔ جب کہ دوارکا میں ایک ہی اسکول این۔ڈی۔ایچ اسکول N.D.H High School جو میٹرک تک تھا۔ اُس وقت برادری کے تمام بچے وہاں ہی سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اوکھا منڈل میں تعلیمی امور میں ویانی برادران نے بہت کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ ان میں جناب حاجی ابراہیم حاجی اسحاق ویانی جو افریقہ میں رہتے تھے لیکن وہ اوکھا میں کافی امداد فراہم کرتے تھے۔

علی محمد خمیسہ وکیل (گاگائی):۔

اوکھائی میمن برادری کی بڑی اور اہم ترین شخصیت جس نے اوکھامنڈل میں تعلیم عام کرنے میں "قائد" کا کردار ادا کیا۔

1894ء علی محمد دوارکا میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی اور میٹرک کی تعلیم این ڈی ایچ (N.D.H) ہائی اسکول سے حاصل کی ۔انٹر آرٹس کرنے کے بعد مرحوم نے جیت پور کے مسلم ہائی اسکول میں ایک استاد کی حیثیت سے شمولیت اختیار کی اور اپنی محنت اور خداداد قابلیت سے بہت جلد اسکول کے پرنسپل بنادیئے گئے ۔

جیت پور کے ایک بیوپاری جناب صوبہ شاہ جن کو برادری میں ایک باعزت مقام حاصل تھا.آپ کی کارکردگی اور طور طریقوں سے متاثر ہوکر کلکتہ میں اپنی آفس کا منیجر آپ کو منتخب کرلیا۔بعد میں آپ نے کلکتہ میں اپنا ریڈی میڈ گارمنٹ کا کاروبار شروع کیا۔

1931ء میں راجکوٹ میں پہلی آل انڈیا میمن کانفرنس جو سر آدمجی حاجی داؤد کی صدارت میں منعقد ہوئی آپ نے اس میں بھرپور کردار ادا کیا اور اُس کانفرنس میں آپ نے میمن قوم میں تعلیمی انقلاب لانے کا جو مشورہ دیا وہ متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا اور اسی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے 1933ء میں میمن ایجوکیشنل سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔آپ اس سوسائٹی کے بانی ممبروں میں سے تھے۔

1934ء میں آپ دوبارہ دوارکا تشریف لائے اور کپڑے کی تجارت شروع کی ۔دوارکا میں آپ کی اور دوسرے بزرگوں کی کوششوں سے ایک بورڈنگ ہاؤس کی بنیاد ڈالی اور وہاں کے پہلے سیکریٹری مقرر ہوئے ۔اوکھامنڈل میں برادری میں تعلیم کو عام کرنے میں آپ نے گاؤں گاؤں جاکر لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے اور بورڈنگ میں داخل کرنے کے لیے بڑی جدوجہد کی ۔اور کچھ ہی عرصے میں ویلفیئر کے تحت چلنے والے تمام بورڈنگ ہاؤسوں میں ایک ممتاز مقام حاصل کرلیا۔

1937ء میں مرحوم علی محمد وکیل نے وکالت کی ڈگری حاصل کی اور دوارکا میں پریکٹس شروع کی ۔آپ ساتھ ساتھ سیاست میں بھی دلچسپی لیتے تھے بڑودہ مسلم کانفرنس کی صدارت کی ۔اسی زمانے میں جوائنٹ الیکٹریٹ کی پالیسی کے خلاف مسلم کانفرنس نے جناب علی محمد خمیسہ وکیل اور جناب رسول خاں پٹھان کی سرپرستی میں ایک مہم شروع کی اور آخر کار آپ کی کوششوں سے مسلمانوں کے حصے میں پانچ سیٹیں آئیں ۔ان پانچ نشستوں کے لیے جو ممبران منتخب ہوئے ان میں آپ بھی شامل تھے اور آپ کو قانون ساز اسمبلی میں پارٹی کا نائب صدر منتخب کیا گیا۔آپ بڑودہ کی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔آپ کو تعلیم سے بہت لگاؤ تھا۔اور تعلیم کے فروغ میں آپ نے اوکھامنڈل میں اہم ترین کردار ادا کیا۔

تقسیم ہند کے بعد علی محمد وکیل اپنے خاندان کے ساتھ کراچی میں حسین ابراہیم جمال کے ساتھ مل کر کاروبار شروع کیا۔اور بعد میں مشرقی پاکستان میں شفٹ ہوگئے وہاں آپ ایسٹ بنگال چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر کی حیثیت سے کئی سالوں تک خدمات انجام دیتے رہے مشرقی پاکستان میں آپ نے حسین ابراہیم جمال کی سرپرستی میں بہت سے تعلیمی اداروں میں حصہ لیا۔آپ 71 سال کی عمر میں 26 اگست 1965ء کو اس دنیا فانی

سے کوچ کیا۔آپ کا شمار اوکھائی میمن برادری کی ممتاز شخصیتوں میں ہوتا ہے خصوصاً تعلیمی میدان میں برادری کے لیے ان کی گراں قدر خدمات ہمیشہ یادرکھی جائیں گی۔(1)

جناب حاجی عبدالکریم اسحاق ویانی:۔

جناب عبدالکریم حاجی اسحاق ویانی اوکھائی میمن برادری کی ممتاز سماجی اور فلاحی خدمات انجام دینے والی شخصیت تھے آپ 12 مارچ 1905ء میں وروارہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے اپنی فلاحی اور سماجی زندگی کا آغاز 27-1926ء میں وڑواڑہ میں ''میمن ایجوکیشنل بورڈ'' کے قیام سے کیا تھا.اس ادارے کی کوششوں کے سبب لڑکوں کے اسکول کے ساتھ ساتھ ایک لڑکیوں کے لیے بھی اسکول کی بنیاد رکھی.اُس دور میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے اسکول کا قیام انتہائی کٹھن کام تھا۔

آپ نے 1931ء میں راجکوٹ میں منعقد کی گئی سب سے پہلی میمن کانفرنس میں شرکت کی تھی۔اس بعد 1933ء میں میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کی کلکتہ میں بنیاد رکھی گئی۔اس وقت آپ اس سوسائٹی کی مجلس انتظامیہ کے ممبر مقرر ہوئے پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے بانی کے علاوہ پہلے لائف ممبر ہونے کا بھی آپ کو شرف حاصل تھا علاوہ ازیں آپ کو سوسائٹی کی مجلس انتظامیہ کا سب سے سینئر ممبر ہونے کا شرف بھی حاصل رہا۔اوکھا منڈل کے علاقے کے طلبا و طالبات کے لیے تعلیمی وظائف کی رقم آپ کی معرفت تقسیم کی جاتی تھی 1935ء میں جب سوسائٹی نے دوارکا میں بورڈنگ ہاؤس قائم کیا اُس کے قیام میں آپ اور جناب ماسٹر علی محمد خمیسہ وکیل نے بنیادی کردار ادا کیا۔آپ نے 1931 تا 1938ء کے عرصے کے دوران منعقد کی گئی چاروں آل انڈیا میمن کانفرنسوں میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا تھا۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کراچی تشریف لے آئے اور یہاں پر برادری کی سماجی خدمات میں بھرپور کردار ادا کیا۔اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کی پہلی تقریب حلف وفاداری میں آپ ملک سے باہر تھے اور وہاں سے اُس وقت دو ہزار روپے کے عطیہ کا اعلان کیا تھا جس کے بعد جلسے میں شریک دوسرے شرکاء نے بھی اُس کی تقلید کی۔

1988ء میں میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کی گولڈن جوبلی کے موقع پر آپ کو ادارے کے سب سے سینئر ممبر کی حیثیت سے عزت افزائی کی گئی اور صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کے دست مبارک سے شیلڈ پیش کی گئی۔ 1988ء میں ہی آپ نے چیری ٹیبل ٹرسٹ قائم کیا۔1990ء میں آل میمن میرج بیورو کا قیام عمل میں آیا آپ اُس کے بانی تھے۔آپ 30 دسمبر 1996ء کو طویل علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔مرحوم ہمیشہ خدمت خلق اور سماجی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے تھے۔

اوکھا منڈل میں برادری میں تعلیم کے فروغ کے لیے قیام پاکستان سے قبل دیگر بزرگوں میں جناب عیسیٰ جمال کی بھی گراں قدر خدمات ہیں۔

www.memonbooks.com

جناب عیسیٰ جمال:-

جناب عیسیٰ جمال کی شخصیت برادری کے اہم ترین ستونوں میں سے ایک ہے اور اُن کی سماجی اور تعلیمی خدمات ہم سب کے لیئے مشعل راہ ہیں جناب عیسیٰ جمال 1901ء میں باوڑا میں پیدا ہوئے اور انھوں نے برادری میں سماجی تعلیم کے فروغ میں جانی مالی اور عملی خدمات انجام دی جس میں بورڈنگ ہاؤس کے ساتھ ساتھ 1942ء میں دوارکا میں اوکھائی میمن انجمن کا قیام جس کے ذریعہ برادری میں اہم خدمات انجام دی گئی اُس وقت عیسیٰ جمال کا شمار برادری کے صاحب حیثیت لوگوں میں سرفہرست تھا آپ اپنے بھائی طیب جمال کے ساتھ افریقہ میں ڈرائی فروٹ کے کاروبار سے منسلک تھے آپ کو افریقہ میں" کاجو کا بادشاہ" Cashew Nut King کہا جاتا تھا عیسیٰ جمال کاروبار کے سلسلے میں افریقہ سے دوارکا آتے جاتے تھے اُن دنوں جناب عیسیٰ جمال بہت خوش لباس اور سوٹ وسگار کے شوقین تھے اُن دنوں دوارکا میں قائم جامع مسجد کے پیش امام مولانا حبیب خان سے اُن کی ملاقات ہوئی انہوں نے عیسیٰ جمال کو مذہب کی اہمیت اور اسلامی تعلیمات کی طرف راغب کیا۔ آپ اُس سے اتنے متاثر ہوئے کہ آپ نے اپنی طرز زندگی کو ہی تبدیل کرلیا اور سادگی دین اور انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنالیا اسی جذبے کے تحت دوارکا میں اوکھائی میمن انجمن کا قیام 1942ء میں ہوا جس کے ذریعہ اوکھامنڈل میں غریب اور مالی طور پر کمزور خاندانوں کی مدد کی جاتی تھی آپ نے دوارکا میں قبرستان کے لیئے زمین خریدی تھی لیکن وہاں پر برادری کے لوگ اپنے مرحومین کی تدفین اُس قبرستان میں نہیں کرتے تھے لہذا آپ نے اپنی والدہ کے انتقال پر اُس کی تدفین وہاں کی جس کے بعد برادری کے لوگوں نے اپنے مرحومین کی تدفین کا سلسلہ بھی اس قبرستان میں شروع کیا۔

اکتوبر 1948ء میں دوارکا بورڈنگ ہاؤس میں پڑھنے والے تمام بورڈرز جس میں جناب عیسیٰ جمال خود بھی ان کے ساتھ کراچی آئے۔ اس دوران اس لانچ جس کا نام "ایم ایل مجیٹھیا" "M.LMajeethia" تھا کے بارے میں کراچی میں مشہور ہوگیا کہ وہ لانچ دریا میں ڈوب گئی ہے جس سے یہاں پر برادری میں افراتفری مچ گئی۔ جب کہ بعد میں یہ بات غلط ثابت ہوئی، کیونکہ وہ موٹر مشین لانچ تھی اور اُن دنوں بادبانی لانچوں کی نسبت زیادہ محفوظ اور سیف سمجھی جاتی تھی۔ (1)

دوارکا سے آئے ہوئے اُن تمام بورڈروں کے رہنے کا انتظام موجودہ آدمجی سائنس کالج جو اُس وقت میمن ایجوکیشنل سوسائٹی کے لئے جناب حسین ابراہیم جمال نے رقم کی ادائیگی کے بعد خریدلیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ یہ انتظام اُن کی طرف سے ہو لیکن سر آدمجی حاجی داؤد نے اُس عمارت کی رقم جناب حسین ابراہیم جمال کو واپس لوٹا دی تھی کہ یہ انتظام اُن کی طرف سے ہے یہ معاملہ میمن ایجوکیشنل سوسائٹی کا ہے اور آپ کو یہ رقم واپس لینی ہوگی (2) کراچی میں آئے ہوئے تمام بورڈروں کو پہلے R.P.Rabary اسکول صدر میں داخل کیا گیا بعد میں اسکول کے تعلیمی معیار مناسب نہ ہونے کی وجہ سے اُن کو مدرسہ اسلامیہ اسکول کھارادر میں منتقل کردیا گیا اس کے علاوہ ان بورڈروں کے خاندانوں کو کراچی میں آباد کرنے اور اُن کے مالی اور دوسرے مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کیا۔

www.memonbooks.com

قیام پاکستان اور مسائل پاکستان:۔

14 اگست 1947ء میں برصغیر کی تقسیم کے بعد سب سے بڑا مسئلہ ہندوستان سے ہجرت کر کے کسمپرسی کی حالت میں مہاجروں کی پاکستان آمد تھی کیونکہ اُس وقت پورے ہندوستان میں ہندو مسلمان اقوام میں شدید تناؤ کی سی صورت حال تھی۔ سقوط جوناگڑھ اور خصوصاً میمن قوم کی دو بستیاں بانٹوا اور کتیانہ کی لوٹ مار (تفصیل میمن قوم تاریخ کے آئینے میں دیکھیے) کے بعد میمن قوم کی اکثریت کے ساتھ ہی کاٹھیاواڑ کے دیگر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے پاکستان ہجرت کی۔ کاٹھیاواڑ کے مسلمانوں کو یقین تھا کہ اگر جوناگڑھ نے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تو جام نگر اور پوربندر بھی پاکستان میں شامل ہو جائیں گے کیونکہ جام نگر اور جوناگڑھ کے درمیان گذشتہ کئی نسلوں سے گہرے مراسم تھے لیکن جام نگر کے جام صاحب کو بھارت کے وزیر دفاع بنانے کی یقین دہانی کرانے کے بعد ان کے رویئے میں بتدریج تبدیلیاں محسوس کی جانے لگی تھی۔

اُن دنوں چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی بڑے فساد کو جنم دے رہا تھا۔ ہالار میں بھی کچھ ایسی ہی صورت حال تھی اُس وقت علیہ بارہ سے باہر حاجی یعقوب کی واڑی کے نام سے ایک باغیچہ تھا جس میں ایک چھوٹا سا مندر تھا جس کے دروازے پر پتھر کا بنا ہوا گائے کا ایک پتلا نصب تھا جسے "پوٹھیار" کہا جاتا تھا ایک رات سخت آندھی اور طوفان کی وجہ سے "کھولی کی واڑی" کے کسانوں نے اپنے سامان کو محفوظ کرنے کے لئے مندر میں رکھنا شروع کر دیا اسی افراتفری میں کوئی وزنی چیز اس گائے کے پتلے سے ٹکرائی اور یہ ازک پتلا ٹوٹ گیا اُس وقت تقسیم ہند کی وجہ سے سیاسی حالات ویسے ہی کشیدہ تھے اور اس واقعہ کی وجہ سے شر پسند عناصر کو موقع مل گیا اور اس کا الزام مسلمانوں پر ڈالا گیا (1) اسی طرح راجکوٹ میں کانگریس کے انتہائی معمر کارکن کی طرف سے فراہم کردہ اس انکشاف کے بعد کے وہاں کے تمام میمن لیڈروں پر حملہ کا منصوبہ بنایا گیا۔ ان حالات اور پھر بانٹوا اور کتیانہ میں ہندوؤں کی طرف سے لوٹ مار جو وہاں سے میمن قوم کی بڑی تعداد میں ہجرت کا سبب بنا۔ (تفصیل میمن قوم تاریخ کے آئینے میں)

اوکھائی میمن برادری تاریخ ایثار وقربانیاں:۔

اُس وقت کاٹھیاواڑ سے باہر جانے کے لیے صرف دو محفوظ راستے تھے ان میں سے ایک راستہ نزدیکی ریاست پوربندر سے تھا اور دوسرا راستہ کاٹھیاواڑ کے شمال مغرب میں واقع ریاست گائیکواڑ کے ماتحت اوکھا کا علاقہ تھا کاٹھیاواڑ کے متحد مہاجرین نے کراچی پہنچنے کے لئے اوکھا منتخب کیا تھا جن میں دوسرے صوبوں سے آنے والے مہاجرین بھی کافی تعداد میں شامل تھے۔

اُن دنوں صوبہ گجرات کے شہر گودھرا میں خونریز فسادات ہوئے جس کے نتیجے میں وہاں کے ہزاروں مسلمان نزدیکی شہر بڑودہ میں ہجرت کیا۔ وہاں ان کی امداد کے لیے ایک ریلیف کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے چیرمین بڑودہ اسٹیٹ مسلم لیگ کے صدر جناب رسول خان پٹھان اور اعزازی سیکریٹری بڑودہ میمن بورڈنگ ہاؤس کے سپریٹنڈنٹ جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی تھے انہوں نے ان کو اوکھا اور بمبئی کے راستے بذریعہ سمندری جہاز کراچی پہنچانے کا انتظام کیا۔

اوکھا میں ان مہاجرین کے لیے امدادی کاروائی اوکھائی میمن جماعت نے سنبھالی ہوئی تھی وہاں پر وسیع شامیانے وغیرہ لگائے تھے اور ان مہاجرین کے کھانے پینے اور سفر کے انتظامات میں اوکھائی میمن برادری کا جذبہ ایثار قابل دید تھا ان میں باغیچہ والا فیملی جناب لطیف پاستا اور موسیٰ پاستا فیملی، جناب عیسی جمال فیملی اور وہاں پر آباد پوری برادری نے مہاجروں کی دیکھ بھال میں نمایاں خدمات انجام دی آج بھی بہت سے ایسے بزرگ حیات ہیں جو اکثر میمن برادریوں کے جلسوں میں اس بات کا اظہار کرتے ہیں ۔اوکھا بنیادی طور پر معاشی طور پر کمزور علاقہ تھا اور ایسے میں اتنی بڑی تعداد مہاجروں کی آمد اور اُن کی دیکھ بھال کرنا جس کی وجہ سے اُن دنوں اشیاء خوردنی کی شدید قلت پیدا ہوگئی جو کراچی سے بذریعہ اسپیشل لانچوں سے اشیائے خوردنی اوکھا پہنچائی گئی ۔اسی طرح بمبئی میں آنے والے ان مہاجرین کی امداد وہاں پر قائم راحت کمیٹی نے کی جس میں بمبئی میں نومبر 1947ء سے لے کر مارچ 1948ء تک صرف پانچ ماہ کے دوران ان مہاجرین کے لیے بیس (20) بحری جہاز چارٹرڈ کرائے گئے تھے اس کے علاوہ کراچی جاتے ہوئے ہر بحری جہاز میں ڈیڑھ دو سو مہاجرین روانہ کر دیے جاتے تھے ۔

بحری جہاز کے ذریعہ جانے والے مہاجروں کے لیے ریلیف کمیٹی باقاعدہ ٹکٹیں خریدتی تھی اس کے باوجود بھی کافی تعداد میں مہاجرین بغیر ٹکٹ کے بحری جہازوں میں سوار ہو جاتے تھے جس کی شکایت جہازوں کے افسران نے جہازوں کے مالکان سے کی حاجی حبیب پیر محمد کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے جہاز راں کمپنی کے عہدیداروں سے دریافت کیا کہ بحری جہاز میں کتنے مسافروں کی گنجائش ہوتی ہے انہیں بتایا گیا کہ ایک جہاز میں تقریباً ڈیڑھ ہزار مسافر سفر کر سکتے ہیں اس پر حاجی حبیب نے کہا کہ ڈیڑھ ہزار سے زیادہ جتنے مسافر جہاز میں سفر کریں ان سے کسی قسم کی بازپرس نہ کی جائے اور ان تمام آدمیوں کے کرایہ کی رقم مجھ سے وصول کی جائے ۔(1)

جناب عیسیٰ جمال کی برادری کے لئے تاریخی خدمت :۔

اوکھا منڈل میں برادری معاشی طور پر غریب، پسماندہ اور مختلف مسائل کا شکار تھی ۔اس کے برعکس کراچی میں معاشی طور پر خوشحال تھی جس کی وجہ سے اوکھا سے برادری کے لوگ کراچی آ کر آباد ہونا چاہتے تھے لیکن مالی حیثیت ایسی نہ تھی کہ وہ وہاں سے سفر کر کے کراچی آ کر آباد ہوں ،اس وقت "موسیٰ نا کھوا" کے (وارنع) لانچ چلتے تھے اور اس کا کرایہ =/10 روپے ہوتا تھا جو اس وقت بہت سے خاندانوں کی استعداد سے باہر تھا اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے قیام پاکستان کے وقت جناب عیسیٰ جمال نے پورے اوکھا منڈل میں اعلان کروایا کہ جو لوگ بھی پاکستان جانا چاہتے ہیں وہ مجھ سے رابطہ قائم کریں وہ ان کے پاکستان جانے کا انتظام اور ایک ہفتہ کے راشن مہیا کریں گے ۔

جناب عیسیٰ جمال کے اس اعلان کے ساتھ ہی برادری کے بہت سے خاندانوں نے پاکستان ہجرت کی اور برادری کی یہاں آمد میں اس اعلان نے اہم کردار ادا کیا آپ کے اس اعلان کا علم وہاں پر حکومتی حلقوں کو ہوا تو وہاں کے کمشنر نے بذریعہ سمن جناب عیسیٰ جمال کو اپنے یہاں طلب کیا اور الزام عائد کیا کہ آپ لوگوں کو بہکا رہے ہیں کہ وہ یہاں سے ہجرت کر کے پاکستان جائیں اس پر جناب عیسیٰ جمال نے کمشنر کو بتایا کہ اوکھا میں بہت بے روزگاری ہے اور یہ غریب لوگ معاشی طور پر بہت پریشان ہیں اور وہ اپنی پریشانی سے نجات اور روزگار کے لیے پاکستان جانا چاہتے

www.memonbooks.com

ہیں میں ان کی اس پریشانی کو دور کرنے میں مدد کر رہا ہوں تا کہ ان غریبوں کے مسائل حل ہوں آپ ان کو روزگار اوران کے مسائل حل کر سکتے ہیں تو میں یہ اعلان واپس لے لیتا ہوں لیکن اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو مہربانی فرما کر ان کو پاکستان جانے دیں تا کہ یہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں جس پر حکومتی اہلکار خاموش ہو گئے ۔

حاجی موسیٰ عارب ویانی :۔

حاجی موسی عاربی ویانی 1870ء میں اوکھا میں پیدا ہوئے ان دنوں آپ کا شمار اوکھا منڈل میں دین سے زیادہ رغبت اور اس کی معلومات اور خدمات کی وجہ سے پورے علاقے میں آپکو عزت اور منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور آپ نے ان دنوں اوکھا پورٹ میں مسجد اور مدرسہ تعمیر کروایا اور اس کے علاوہ دورا کا کی مسجد میں مدرسہ قائم کیا۔

آپ تجارت کے میدان میں اپنے والد صاحب کے ساتھ 1910ء میں حاجی موسیٰ اسحاق طیب کمپنی اوکھا میں قائم کی تھی اور آپ سیٹھ موتی والا کے نام سے مشہور ہوئے ۔(1)

www.memonbooks.com

2.2

اوکھائی میمن برادری افریقہ میں

میمن قوم دنیا میں ہندوستان پاکستان کے بعد افریقہ میں بڑی تعداد میں آباد ہیں اور وہاں کی تجارت و معیشت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں افریقہ میں آباد مختلف قوموں کے بارے میں شہرہ آفاق "THROUGH THE DOOR"A View of Asian Culture in Keynia کی مصنف "CYNTHIA SALVADORI" نے کتاب میں میمن قوم کی افریقہ میں آمد 1845,50ء کی بتائی ہے اور سب سے پہلے یہاں پر آباد ہونے والی برادری میں نصرپور یا کچھی میمن برادری کو کچھ مانڈوی سے کاروباری سلسلے میں زینزیبر ZANZIBAR میں آکر آباد ہوئے (تفصیل کے لئے میمن قوم تاریخ کے آئینہ میں)

ہالائی اور اوکھائی میمن برادریوں کی افریقہ میں آمد کا سلسلہ پہلی جنگ عظیم 1914ء سے 1918ء کے بعد شروع ہوا ابتداء میں ان برادریوں کی آمد کینیا کے شمال شرقی علاقوں میرو "Meru" آئیسلو (Isiolo) گاریسا (Garissa) واجیر (Wajir) اور دیگر علاقوں میں ہوئی بعد میں وہ افریقہ کے کئی علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے ۔اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کے اوراق میں افریقہ میں آباد جن بڑی شخصیتوں کا ذکر ملتا ہے اس میں جناب حاجی ابراہیم ویانی فیملی، جناب عیسیٰ جمال وطیب جمال فیملی، جناب عبدالغنی پنجوانی فیملی، جناب حاجی نورمحمد حاجی احمد ٹوبریا فیملی اور دیگر فیملیاں جن کو افریقہ میں آباد میمن قوم بڑی عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ان میں سے کچھ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔

جناب حاجی ابراہیم حاجی اسحاق ویانی:

جناب حاجی ابراہیم حاجی اسحاق ویانی قیام پاکستان سے قبل دیار غیر میں یعنی افریقہ میں اوکھائی میمن برادری کو اپنی شناخت دی ۔آپ نے خدمت خلق کے امور میں بھرپور دلچسپی اور مختلف ویلفیر سوسائٹیوں سے وابستگی انسانیت کی خدمت کے ساتھ برادری کا نام بھی روشن کیا۔آپ یکم اگست 1911ء میں دوارکا میں پیدا ہوئے ۔ابتدائی تعلیم چارور جے تک وڑواڑہ سے حاصل کی پھر اپنے دادا جو اُس وقت وہاں پر برادری کے پٹیل تھے اور کاروباری لحاظ سے وہاں کے بڑے گھرانے میں شمار کیے جاتے تھے آپ کے والد کا جام نگر میں موتی نکالنے کا ٹھیکہ تھا۔

حاجی ابراہیم ویانی 1927ء کینیا اور پھر 1931ء میں ممباسا میں اپنا کاروبار شروع کیا ۔محنت ایمانداری اور قابلیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کاروبار میں کافی ترقی دی اور مختلف کمپنیاں قائم کی جس میں حاجی ابراہیم حاجی اسحاق لمیٹڈ، ایکسپریس ٹریڈنگ، انٹرنیشنل سروس اسٹیشن لمیٹڈ ،انٹرنیشنل سیکوریٹی سروس وغیرہ قائم کیے ۔کینیا میں 28 سال کے قیام کے دوران انہوں نے کینیا میں مستقل سکونت اختیار کی ۔آپ نے وہاں پر

بہت سے خدمت خلق کے کام کیلیے اور کئی اداروں سے وابستہ رہے 1944 میں آپ ممباسا میونسل کے رکن بنے ۔اس سے پہلے اس کونسل کا ممبر کوئی بھی غیر افریقی ممبر نہیں بن سکتا تھا صرف انگریز ہی ممبر ہوتے تھے ۔یہ حاجی صاحب کی کوششوں سے ممکن ہوا آپ اوکھا منڈل میں تعلیمی اور سماجی امور میں کمزور خاندانوں کی خاموشی سے امداد کرتے تھے ۔

حاجی صاحب اُن دنوں خوش لباس اور لندن کے سلے ہوئے سوٹ پہنتے تھے ۔لیکن جب تبلیغ دین کی طرف مائل ہوئے تو پگڑی اور مچلہ (عربی لباس) کو اپنا پسندیدہ لباس بنالیا آپ ممباسا کے ٹیوڈرے علاقے میں عالیشان بنگلہ میں دنیا سے آئے ہوئے مہمانوں کی مہمان نوازی کی جاتی تھی ۔آپ کا بنگلہ خصوصاً گلاب کے وسیع باغ کی وجہ سے کافی شہرت حاصل تھی ۔آپ کو ''گل گلاب'' سے کافی رغبت تھی ۔اسی نسبت سے 1964ء میں آپ کو ''روز کنگ'' (بادشاہ گلاب) کا خطاب ملا تھا ۔آپ کا اپریل 1974ء میں شام کے شہر دمشق میں انتقال ہوا ۔(1)

جناب عیسیٰ جمال:

اوکھائی میمن برادری کی اس عظیم شخصیت کا تفصیلی ذکر پچھلے صفحوں میں کیا گیا ہے ۔مزید یہاں ان کے بارے میں لکھنا کچھ مناسب نہیں لگتا ۔

جناب عبدالغنی پنجوانی:

جناب عبدالغنی پنجوانی کے بارے میں بھی ان کے کراچی میں جماعت کے صدارتی دور میں تفصیل سے درج ہے اس کے علاوہ ان کے فرزند جناب سلیمان پنجوانی اور جناب ڈاکٹر عیسیٰ پنجوانی کا بھی تفصیل سے ذکر اوکھائی میمن انجمن کے باب میں ہو چکا ہے ۔

جناب حاجی یوسف عبدالغنی پنجوانی:

1947ء تقسیم برصغیر پاک و ہند کے بعد افریقہ میں آباد میمن قوم نے تمام برادریوں سے ہٹ کر ایک جماعت ''کچھی سنی مسلم یونین'' کے نام سے قائم کی جس کا بنیادی مقصد افریقہ میں آباد اوکھائی، کچھی، ہالائی میمن کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ان سماجی و معاشرتی مسائل کے حل کے ساتھ ساتھ معاشی طور پر بھی ایک دوسرے کی معاونت کی جائے ۔اس پلیٹ فارم کی بدولت آج بھی افریقہ میں نصر پوری میمن جماعت کے علاوہ میمن قوم کی صرف ایک ہی جماعت قائم ہے ۔

اس جماعت کے قیام میں جناب حاجی یوسف عبدالغنی پنجوانی نے اہم کردار ادا کیا ہے اور وہاں پر مختلف میمن برادریوں کے بزرگوں کے ساتھ مل کر اس پلیٹ فارم کو تشکیل دیا اور اسی وجہ سے اس کے قیام کے ساتھ ہی اس کے بانی صدر کے طور پر

www.memonbooks.com

منتخب ہوئے جو بعد میں کئی سالوں تک آپ کی اولاد اس پر فائز رہی ۔آپ کے صدارتی دور میں کینیا میں ایک پلاٹ لیا گیا اور جس پر ایک سارا ں بائی ہال تعمیر کیا گیا جو آج میں برادری کی خوشی غمی کی تقریبات کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے ۔یہ ہال نیروبی میں سنگانی کے علاقے میں واقع ہے ۔اس کے علاوہ آپ کے دور میں مسجد اور مدارس کے قیام اور اس میں دینی سرگرمیوں کے لیئے بھی گراں قدر خدمات انجام دی۔

جناب حاجی نور محمد حاجی احمد ٹوبڑیا:

جناب حاجی نور محمد حاجی احمد ٹوبڑیا نیروبی کنیا میں ''کچھی سنی مسلم یونین'' کے مسلسل (6) سال تک صدر رہے ۔آپ کے دور میں افریقہ میں قائم میمن قوم کے اس پلیٹ فارم میں نمایاں کام اور پروگرام ہوئے آپ کے صدارتی دور کے اہم کاموں میں ایک کام وہاں پر ''شعبہ خواتین'' کا قیام تھا جس کی وجہ سے سماجی ومعاشرتی کاموں میں خواتین کے پروگرام بھی ہونے لگے جس کی وجہ سے جماعت کے امور میں اور بہتری اور میمن قوم جو افریقہ میں آباد ہیں ان میں تعاون میں اضافہ رونماں ہوا ۔جس سے جماعت کی جڑیں بہت مضبوط ہوئیں ۔

2006ء موجودہ دور ہے میں افریقہ میں جماعت کے صدر جناب اور ایک اندازے کے مطابق (1000) اوکھائی میمن برادری کے افراد افریقہ میں رہائش پذیر ہیں ۔گذشتہ چند سالوں میں وہاں سے کچھ خاندان انگلینڈ لیسٹر LIUSTER کے مقام پر رہائش پذیر ہو گئے ہیں ۔

www.memonbooks.com

باب 3

اوکھائی میمن برادری کراچی میں

کراچی تاریخ کے پس منظر میں

کراچی دنیا کے چند اہم ترین اور جدید معاشی وتجارتی نظام کے تحت ترقی کی طرف گامزن شہر ہے جیسے "Glory of the east" یعنی ''فخرِ مشرق'' کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کراچی دنیا کا واحد شہر ہے جسے ماضی میں 30 تمیں سے زیادہ ناموں سے پکارا گیا ہے یہ نام زیادہ تر تاریخی پس منظر رکھتے ہیں اور کراچی کی عکاسی کرتے ہیں یہ نام اس طرح ہیں ـ'' کروکالا ،سکندری جنت،مورون ٹوبالا، دربو، خورالدبیل، خورعلی، دیبل، قلاچی جو گوٹھ، کلاچی جو کن، قلاچی جو کنڈ ،کراچی ،کنکرالہ، کراشیر ،قلاتی بندر ،کروکل ،کروکالی ،کرنجی ، کورہ، کروکانا ،دھاریجہ، کراشی، کھوراجی ،کراچ، کورنجی ،کاؤمارا، گھراچ ،داراجا، کراچو جو گوٹھ ،کراچے ٹاؤن، کولاچی اور کراچی ۔

کراچی کی تاریخ قدامت کے تعین کے لئے اب تک تاریخ دان 325 ق م (قبل مسیح) میں سکندر اعظم کی فوجوں کے کراچی کے قریب سے گزرنے کو نہ صرف ایک انتہائی اہم تاریخی واقعہ قرار دیتے آرہے ہیں بلکہ اس کو کراچی کی تاریخ کا نقطہ آغاز قرار دیتے رہے ہیں اس وقت کراچی کو'' کروکالا'' کے نام سے پکارا جاتا تھا چونکہ کراچی ایک قدرتی بندرگاہ ہے اور قدیم زمانہ میں بادبانی جہاز ایسی بندرگاہوں پر باآسانی لنگر انداز ہوسکتے تھے چنانچہ اس طرح کراچی بندرگاہ کا قدیم زمانہ میں وجود ثابت ہوتا ہے۔

کراچی کا ایک پرانا نام قلاچو جو کراچی میں آباد مچھیروں کا جد اعلیٰ تھا۔ قلاچی جو گوٹھ، قلاچی جو کن ،اور قلاچی جو کنڈ بھی کراچی کے پرانے نام ہیں جہاں تک کراچی کے کراچو نام کا تعلق ہے کراچی کے ساحلی علاقے میں کراچو نام کا ایک قدیم مچھیرا قبیلہ آج بھی آباد ہے کراچی کے قلاچی نام کے سلسلے میں مختلف محققین سے روایت ہے کہ ان دنوں کراچی کی سرزمین پر صرف مچھیرے آباد تھے اور ان کا مچھلی کے شکار پر گزر بسر ہوتا تھا ان مچھیروں میں ایک خاتون جس کا نام قلاچی تھا جو دانا اور معزز عورت تھی وہ عموماً مچھیروں کے روزمرہ خاندانی و گھریلو جھگڑوں کا تصفیہ کرتی تھی اسی خاتون کے نام پر اس جگہ کا نام قلاچی پڑا اور جو بگڑتا ہوا آج کراچی ہوگیا ہے۔(۱)

کراچی شہر کی بنیاد:ـ

1729ء کلہوڑہ عہد میں کراچی سے متعلق اہم تاریخی واقعہ پیش آیا ،سندھ کا ایک مشہور ہندو تاجر'' بھوجومل'' کھارک بندر میں ریت جم جانے کے باعث اسے چھوڑ کر پہلے شاہ بندر پہنچا مگر جب یہ بندرگاہ بھی ریت جم جانے کی وجہ سے جہازرانی کے قابل نہ رہی تو وہ کراچی میں مستقل رہائش پذیر ہوگیا بھوجومل کے ہمراہ وہاں کے دوسرے تاجر بھی کراچی میں آکر آباد ہوگئے یہاں پر انہوں نے جام آف جوکھیا کے آدمیوں کو اپنی

حفاظت کے لئے مقرر کیا مگر جام آف جوکھیا کے آدمی جب قافلوں کو لوٹنے لگے تو بھوجومل نے کراچی شہر کے چاروں طرف فصیل تعمیر کروائی اس بات کا مشورہ یہاں پہلے سے مقیم بزرگ خاتون "بی بی مرادن" نے دیا تھا اور فصیل شہر کی تعمیر میں نئے اور پرانے باشندوں نے مل جل کر حصہ لیا تھا فصیل شہر کل (35) پینتیس ایکڑ کے علاقے پر محیط تھی اس فصیل شہر کے دو دروازے تھے ایک دروازہ "کھارادر" کہلاتا تھا جو سمندر کی جانب کھلتا تھا اور دوسرا دروازہ جو لیاری ندی کی جانب کھلتا تھا وہ "میٹھادر" کہلاتا تھا۔(۱)

1794ء میں تالپور سندھ پر حکمران ہوئے اور آتے ہی کراچی بندرگاہ کو کسی بھی ممکنہ سمندری حملے سے بچانے کے لئے منوڑہ میں ایک قلعہ تعمیر کروایا یہ قلعہ منوڑہ میں ایک ایسی اونچی پہاڑی پر تعمیر کروایا گیا تھا جہاں سے کراچی بندرگاہ کی جانب آنے والے کسی بھی جہاز کو نشانہ بنا کر تباہ کیا جا سکتا تھا۔ اس قلعہ پر عرب ماہرین جنگ کے مشورے سے اعلیٰ اقسام کی گیارہ توپیں نصب کرائی گئی تھیں جو سمندر میں دور دور تک مار کر سکتی تھیں اس قلعے کی تعمیر 1797ء میں مکمل ہوئی ان انتظامات کی وجہ سے کراچی بندرگاہ ہر طرح کے خطرے سے محفوظ ہو گئی جس کی وجہ سے 1830ء تک تقریباً سو تجارتی جہاز کراچی کی بندرگاہ سے وابستہ تھے یہ جہاز کراچی سے تجارتی سامان، بمبئی، کاٹھیاوار، اوکھا، کچھ، مانڈوی، گوادر، مسقط، اور بندر عباس سے سامان لاتے اور لے جاتے تھے۔

کراچی میں میمن قوم کی آمد:۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میمن قوم کی کراچی آمد کب اور کس طرح ہوئی تحقیق سے جو بات سامنے آئی ہے کہ 1762ء میں میاں غلام شاہ کلہوڑہ نے ریاست کچھ پر حملہ کر کے بستا اور لکھپت کی بندرگاہوں پر قبضہ کر لیا یہ جنگ تاریخ کے اوراق میں جنگ جارا سے موسوم ہے جس کی وجہ سے ریاست کچھ کے راجہ راؤ گوڈجی نے اپنی لڑکی کی شادی غلام شاہ کلہوڑہ سے کر دی (تفصیل پہلے باب میں بیان کی گئی) جس کے بعد سندھ اور ریاست کچھ کے تعلقات بہت اچھے ہو گئے جس کی وجہ سے وسیع پیمانے پر تجارتی تعلقات قائم ہو گئے میمن قوم کے افراد تجارت کے سلسلے میں ریاست کچھ سے کراچی میں اپنی تجارتی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔

اس زمانے میں ریاست کچھ کی تجارت زیادہ تر میمن قوم کے ہاتھوں میں تھی کراچی مچھلی کی تجارت کی ایک چھوٹی سی منڈی سے زیادہ کچھ نہ تھی شہر میں مسقط، بندر عباس، مانڈوی اور بمبئی کے تاجر اور ان کے گماشتے کراچی میں مقیم تھے اُن کا تعلق کچھی میمن برادری سے تھا اس برادری کے بعض خاندان مچھلی کی تجارت کی وجہ سے آج بھی "مچھیارے" کہلاتے ہیں۔

1839ء میں کراچی بندرگاہ کے بڑے تجارتی جہازوں میں سے 8 جہازوں کے مالک میں سے 4 کے مالک میمن تھے جن میں سے تین کے نام اس طرح تھے ۔(1) حاجی میمن (2) گلو میمن اور (3) نیکا میمن چوتھے کا نام معلوم نہیں ہو سکا اس سے پتہ چلتا ہے کہ تالپور دور میں بھی میمن برادری کراچی میں موجود تھی۔

موجودہ کراچی سے تقریباً پندرہ میل کے فاصلے پر واقع "میمن گوٹھ" مراد نامی ایک بزرگ جو سندھی میمن برادری کی ایک مقامی جماعت

کے وڈیرہ (امیر) نے تقریباً آڑھائی سو سال پہلے آباد کی تھی اسی بناء پر یہ بستی مراد میمن گوٹھ کے نام سے مشہور ہوئی سندھی میمن برادری کے بہت سے افراد کراچی میں مستقل طور پر آباد ہو گئے تھے ان میں بعض تجارت کے پیشے جس میں تازہ پھلوں، سبزیوں اور گھی کی تجارت سے وابستہ تھے لیکن جیسے جیسے کراچی کی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا سندھ کے ہندو تاجر کراچی میں آ کر آباد ہوئے اور وہ تجارت پر قابض ہو گئے جس کے نتیجے میں سندھی میمن برادری کے تاجر تجارت سے محروم ہو گئے۔(1)

اوکھائی میمن برادری کی تالپوڑوں کے دور میں آمد:۔

اوکھائی میمن برادری کی کراچی میں آمد کے بارے میں مختلف رائے اور قیاس پر مبنی باتیں کی جاتی ہیں. جس کو میں نے کوشش کی ہے کہ مختلف تاریخی کتب اور دوسرا طریقہ جو ریسرچ میتھوڈولوجی "Reasarch Methodology' کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے حقیقت کو جاننے کی کوشش کروں. اوکھائی میمن برادری کی کراچی میں آمد جنگ آزادی 1857ء سے پہلے کی ہے۔جس کا ثبوت 1850ء میں قائم ہونے والی اوکھائی میمن مسجد کی تعمیر سے ہوتا ہے جو آج تک کھارادر میں قائم ہے۔انتہائی محترم بزرگوں کی زبانی برادری کی کراچی آمد سے متعلق حقائق اس طرح سے ہیں کہ اوکھامنڈل جہاں ہمیشہ پانی کی کمی کی وجہ سے شدید مسائل کا سامنا رہتا تھا غربت بے روزگاری جیسے مسائل وہاں پر عام تھے اوپر سے ستم یہ کہ وہ علاقہ اکثر خشک سالی کی زد میں رہتا تھا وہاں پر روزگار کا ذریعہ زراعت، باغات، اور چھوٹے موٹے کاروبار کے علاوہ اوکھا سے کراچی لانچوں اور چھوٹے جہازوں کے ذریعہ سامان کی تجارت ہوتی تھی کیونکہ اوکھا کی بندرگاہ کراچی سے قریب ترین واقع ہے اور ان چھوٹے جہازوں پر کام کرنے اور سامان کو اوکھا سے کراچی لانے اور لے جانے کے کام کی انجام دہی کے لئے کراچی میں برادری کے لوگوں کا آنا جانا رہتا تھا اس طرح کچھ بزرگوں نے روزگار کے سلسلے میں کراچی میں اپنا مستقل قیام شروع کیا کراچی میں وافر مقدار میں روزگار کی سہولت اور خصوصاً بندرگاہ پر جس کا برادری کے کافی لوگوں کو تجربہ بھی تھا تو وہ کراچی میں آ کر آباد ہوئے قیاس ہے کہ زمانے میں سندھ پر تالپور حکمران تھے اور 1818 تا 1825ء کا دور تھا۔

کیا برادری کی کراچی آمد سے متعلق جناب حاجی اسحاق کھوسہ کا بیان حقیقت پر مبنی ہے؟:۔

اوکھائی میمن برادری کے واجب الاحترام بزرگ جناب حاجی اسحاق کھوسہ نے کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی آمد کا ذریعہ انگریزوں کی فوج میں جناب سیلمان بلیوچجوانی نامی کسی کی آمد کو اوکھائی میمن برادری کی کراچی میں آمد قرار دیتے ہیں. جو کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے. سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اوکھا تجارتی معاشی اور سیاسی و فوجی اعتبار سے اتنی اہم جگہ نہیں تھی کہ وہاں پر انگریزوں کی فوجی نقل و حمل پر توجہ دیتے یا وہاں سے فوجی بھرتی کرتے تو وہاں پر یہ دو صاحبان کس طرح اتنے خفیہ مشن کراچی پر فوجی حملے میں شامل ہو گئے۔
دوسرے نمبر پر اگر ہم غور کریں تو بچوں میں اُن کے خاندانوں اور بزرگوں کے "geneticaly" موروثی اثرات کئی نسلوں تک چلتے

ہیں اور ختم نہیں ہوتے جس کی مثال میں یہاں پر پاکستان کے مایہ ناز کرکٹر شاہد خان آفریدی کی دوں گا کہ اُس کے آباؤ اجداد کا تعلق صوبہ سرحد کے علاقے سے ہے جب کہ وہ یہاں کراچی میں پیدا ہوا ہے۔لیکن جب وہ کرکٹ کے میدان میں کھیلنے جاتا ہے تو وہ کھیل کے دوران وہ اپنے جذباتی طرزِ عمل اپنے موروثی عادات کا مظاہرہ کرتا ہے اسی طرح اگر ہماری برادری کے کچھ بزرگ انگریزوں کی فوج میں تھے تو آج بھی فوج یا پولیس میں ہماری برادری کے لوگوں کا ہونا یقینی ہوتا لیکن ہم پوری اوکھائی میمن برادری میں نظر دوڑائیں تو ہمیں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی بلکہ ہماری برادری کی اکثریت کراچی کی بندرگاہ سبزی کے کاروبار اور اب جدید تقاضوں کے مطابق موجودہ حالات میں مختلف کاروبار سے وابستہ ہوگئے ہیں۔ان تمام دلائل اور حقائق کی روشنی میں یہ بات کے اوکھائی میمن برادری کی آمد سیلمان بلیو چجوانی سے ہوئی غلط ثابت ہوتی ہے۔

تالپوروں کے دور میں اوکھائی میمن برادری کی کراچی میں آمد:

اوکھائی میمن برادری کی کراچی آمد کا حقیقی پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ "اے وائس آف دی انڈس "A VOICE OF THE INDUS" نامی کتاب کے مصنف الیگزینڈر برناس "Alexander Barnas" نے صفحہ نمبر 310,314 میں لکھا ہے کہ

"1818ء میں ریاست کچھ اور اس سے متعلقہ علاقوں میں شدید زلزلے کی وجہ سے کافی تباہی ہوئی ہے اور بہت سے لوگ ہجرت کرکے کراچی میں روزگار کے سلسلے میں آئے"

اسی بات کو حبیب لاکھانی نے اپنی کتاب "میمن قوم کی روپ ریکھا" (گجراتی میں) نامی کتاب میں بھی حوالہ دیا ہے۔

ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اوکھا منڈل ریاست کچھ کاٹھیاوار میں معاشی طور پر کمزور علاقہ ہونے کی وجہ سے اور وہاں پر خشک سالی (قحط) سے بڑی پریشانی کی صورت حال ہوتی تھی ان حالات میں وہاں پر زلزلے اور دوسری قدرتی آفات کی وجہ سے اوکھا منڈل سے روزگار کے سلسلے میں برادری کے بزرگ کراچی بندرگاہ پہنچے اور یہاں پر کام کاج کی وافر فراوانی کی وجہ سے وہ اوکھا اور کراچی جو ایک دوسرے سے قریب ترین بندرگاہ ہیں اور اس وقت ان کے درمیان چھوٹے چھوٹے بادبانی جہازوں کے ذریعے تجارت کی جاتی تھی آمدورفت کا سلسلہ شروع ہوا اور جو بعد میں اوکھائی میمن برادری کی کراچی میں آمد کا سبب بنی۔بزرگوں کی زبانی ابتدائی برادری کی جن شخصیات کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے وہ ہیں کھلی اسماعیل ٹوپریا، ایوب خمیسہ گابا، اور کھلی اسحٰق اوکھا سے کراچی پہنچے اور کراچی کی بندرگاہ پر محنت مزدوری کے کام پر لگ گئے کچھ عرصے بعد ان کی اچھی خاصی آمدنی ہوگئی اور انہوں نے مستقل بنیاد پر کراچی میں آباد ہونے کا فیصلہ کیا اس سلسلے میں انہوں نے کھارادر میں کرائے کا مکان لے لیا کیونکہ کھارادر میں بندرگاہ پر کام کرنے والے جمع ہوتے تھے اور وہاں سے لوگوں کو بندرگاہ پر کام کے لئے بھیجا جاتا تھا جسے حرفِ عام میں "وردی" کہا جاتا تھا کچھ عرصے بعد ایوب گابا اپنے اہل وعیال اور خاندان کے دوسرے افراد کو کراچی لانے کے لئے اوکھا پہنچ گئے اور اوکھا میں تمام برادری کو کراچی کے حالات اور وہاں پر روزگار اور دوسرے ذریعہ معاش اور آمدنی سے متعلق معلومات فراہم کیں جس کے بعد برادری کے لوگوں میں کراچی سے متعلق دلچسپی میں اضافہ ہوا اور اس طرح بہت سے افراد کا روزگار کے سلسلے میں کراچی میں آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔(۱)

کھارادراور میٹھادر:۔

کھارادراور میٹھادر یہ دراصل کراچی کی فصیل شہر کے دو دروازوں کے نام تھے۔سمندر کی جانب سے کھلنے والا دروازہ "کھارادر" اور لیاری ندی کی جانب سے کھلنے والا دروازہ "میٹھادر" کہلاتا تھا کراچی کی اس فصیل شہر کو 1729ء میں ایک ہندو تاجر بھوجومل نے تعمیر کروایا تھا کراچی کی پرانی فصیلوں کے درمیان جو شہر آباد تھا تاریخی حوالوں سے ہمیں اس کے دو محلوں کا ذکر ملتا ہے۔یہ محلے کھارادر اور میٹھادر کہلاتے ہیں۔مختلف علاقوں کے لوگوں کے یہاں آکر مسلسل آباد ہونے کی وجہ سے جب شہر کی آبادی اتنی بڑھ گئی کہ شہر کے باہر آبادی کا سلسلہ شروع ہوگیا اور پھر آبادی میں بھی اس تیز رفتاری سے اضافہ ہوا کہ کراچی پر انگریزوں کے قابض ہونے تک یہاں کی آبادی فصیل شہر کے اندر کی آبادی کے برابر ہوچکی تھی چنانچہ 1860ء میں فصیل شہر کو توڑ کر ساری آبادی کو یکجا کردیا گیا اس وقت کراچی شہر کئی محلوں پر مشتمل ہوچکا تھا۔(2)

کراچی کی آبادی:۔

ہنری پوٹنجر کے مطابق کراچی میں سب سے پہلی مردم شماری تالپور دور میں 1809ء میں منعقد ہوئی تھی اس مردم شماری کے مطابق اس وقت کراچی کی کل آبادی 6,500 نفوس پر مشتمل تھی اس کے بعد تالپور حکمرانوں کی طرف سے کراچی کی حفاظت کے لئے منوڑہ پر قلعے کی تعمیر سے اس کی آبادی دوگنی ہوگئی۔1813ء میں دوسری مردم شماری میں 13,000 نفوس تک پہنچ گئی۔

1839ء میں کراچی کی کل آبادی 13,830 تھی جس میں ہندوؤں کی آبادی 9,000 اور مسلمانوں کی 4,850 نفوس پر مشتمل تھی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆	مہاجن	6,750
☆	سندھا اور کچھ کے بھاٹیا	600
☆	حلوائی۔تہار۔برتن ساز	500
☆	برہمن وغیرہ	900
☆	عارضی رہائش پذیر	250
☆	کل تعداد	9,000

	مسلمان	**تعداد**
☆	خوجہ اور میمن (شہر کے اندر رہائش پذیر)	350

☆	شہر کے اندر دوسرے لوگ	500
☆	میٹھادر کے باہر رہنے والے دوسرے لوگ	2,500
☆	مچھیرے کشتی ران (رہائش پذیر بیرون کھارادر)	1,500
☆	کل تعداد	4,850

(1)

www.memonbooks.com

3.2

کراچی پر انگریزوں کا قبضہ

کراچی پرانگریزوں کے قبضے کے اسباب:۔

انگریزوں کا گجرات، کاٹھیاواڑ اور کچھ پر قبضہ کے بعد ان کی نظر کراچی اور سندھ پر قبضہ کرنے کی تھی برطانوی حکومت کو ابتداء میں کراچی کی اہمیت کا اندازہ نہ تھا مگر جب برطانوی انجینئروں فوجی ماہرین اور سیاحوں نے کراچی کی اہمیت اور افادیت کا اپنی کتابوں اور رپورٹوں میں تذکرہ کیا تو برطانوی حکومت نے کراچی پر قبضہ کرنے کو فوقیت دی (Tharanton) تھارنٹن نے کراچی کی اہمیت اس طرح بیان کی تھی۔

''کراچی اپنے محل وقوع کے لحاظ سے عظیم الشان اہمیت کا حامل ہے تجارتی لحاظ سے بھی اور تجارتی نقطہ نظر سے وسطی ایشیاء کا دروازہ کہا جاسکتا ہے۔''قوی امکان ہے کہ یہ ہندوستان کے لئے وہی حیثیت اختیار کرلے گا جو اس وقت انگلستان کے لئے''لیورپول liver pool''نے اختیار کرلی ہے۔''(1)

انگریز سندھ اور کراچی پر قبضہ کرنے کے لئے موقع کی تلاش میں تھے اس سلسلے میں افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے اختتام نومبر 1838ء میں برطانوی افواج کھرک بندر (گھوڑے باڑی نزد ٹھٹھہ) پہنچ گئیں مگر یہ افواج کھانے پینے کی ضروری اشیاء اور باربرداری کے جانوروں کی قلت کی وجہ سے آگے پیش قدمی کرنے سے قاصر تھیں جب کہ تالپور حکمران انگریزوں کے ساتھ بالکل تعاون نہیں کر رہے تھے۔

ایسے میں کرنل ہنری پوٹنجر رنے میران (تالپور) کو حیدرآباد کو انگریز دشمنی کا مزہ چکھانے کے لئے ایک سازشی منصوبہ تیار کیا جس کے تحت اس نے ایک جانب بمبئی حکومت کو کراچی پر فوراً حملہ کرنے کا مشورہ دیا اور دوسری جانب میران حیدرآباد کی توجہ اس طرف سے ہٹانے کے لئے انہیں ایک نئے نام نہاد دوستی کے معاہدے کی پیشکش کی۔

کراچی پرانگریزوں کا حملہ اور بغیر کسی مزاحمت قبضہ:۔

یکم فروری 1839ء کی شام برطانوی حملہ آور بحری جہاز کراچی پہنچ کر منوڑہ کے قلعے سے کچھ فاصلے پر لنگر انداز ہوئے 2فروری 1839ء کی صبح کو جنگی جہاز''ویلزلی''اور بار بردار جہاز''حنا''قلعہ منوڑہ کے مقابل لنگر انداز ہوئے، لیفٹیننٹ جین کس (LT.Jenkis) نے قلعے سے دست برداری کے لئے قلعے دار کو پیغام بھیجا جسے اس نے مسترد کردیا اور کہا کہ وہ کراچی کے گورنر کے احکامات کے بغیر قلعے کو انگریزوں کے حوالے نہیں کرسکتا پھر کیا تھا جنگی جہازوں نے قلعے پر بمباری شروع کردی اس کے ساتھ چالیسویں رجمنٹ کی چار کمپنیوں کو

اپنے اسلحہ کے ساتھ "الجیرائن" اور "کوئینس" جہازوں پر سوار ہو کر قلعہ کے مغربی کنارے پر اترنے کی ہدایت کی اس طرح بغیر ایک قطرہ خون بہائے صرف پانچ چھ سو پونڈ بارود کے 32 گولے پھینک کر فتح حاصل کر لی قبضے کے بعد وہاں سے 30 سپاہیوں کو گرفتار کیا گیا۔

گو کہ تالپور حکمران کی آمدنی کا بڑا ذریعہ کراچی کی بندرگاہ تھی مگر افسوس کہ انہوں نے اس کی حفاظت کے لئے مناسب انتظامات نہیں کئے تھے اگرچہ بندرگاہ کی حفاظت کے لئے انہوں نے منوڑہ پر ایک قلعہ تعمیر کرایا تھا مگر بد قسمتی سے یہ قلعہ ضروری فوجی ساز و سامان سے خالی تھا اس قلعہ میں بلاشبہ چند محافظ متعین تھے اور بندوقوں سے مسلح تھے مگر ضرورت کے مطابق نہ تو بندوقوں کیلئے بارود موجود تھا اور نہ ہی قلعہ پر نصب توپوں کے لئے گولے دستیاب تھے کیپٹن نیل نے قلعہ منوڑہ سے برطانوی حملہ آوروں پر جوابی حملے کی تفصیل کچھ یوں لکھی ہے۔

"قلعے پر نصب توپوں میں سے ایک بھی توپ صحیح حالت میں نہ تھی ایک توپ میں سرے سے گولہ ہی نہیں تھا ایک توپ سے حملہ آور جہاز "ویلزلی" پر گولے پھینکنے کی کوشش کی گئی مگر وہ توپ کوشش کے باوجود نہ چل سکی ایک اور توپ سے گولہ داغا گیا مگر وہ نشانے پر لگنے کے بجائے توپ سے اچھل کر کچھ فاصلے پر ہی پھٹ گیا بلوچ سپاہیوں نے انگریز فوجیوں پر چند گولیاں تو ضرور چلائی مگر یہ فائر غیر موثر ثابت ہوئے اس کے برعکس حملہ آور جنگی جہاز "ویلزلی" نے قلعے پر ایسی زبردست بمباری کی کہ قلعے کو بھاری نقصان پہنچا اور وہ اس قدر ٹوٹ پھوٹ گیا کہ بعد میں اسے مکمل طور پر مسمار کرنا پڑا۔"(۱)

تالپور حکمران کا کراچی سے دست برداری کا معاہدہ:۔

منوڑہ کا قلعہ سر ہوتے ہی کراچی بندرگاہ پر دوپہر تک انگریزوں کی فوج نے قبضہ کر لیا اس طرح 3 فروری 1839ء کو کراچی سے دست برداری کے معاہدے پر دونوں فریقوں نے دستخط کر دیئے انگریز افواج شہر میں داخل ہو کر شہر سے دو میل دور (موجودہ سول ہسپتال کے قریب) اپنا پڑاؤ ڈالا اور ساتھ ہی کراچی کے شہریوں کو برطانوی قبضے سے مطلع کرنے کے لئے شہر میں جگہ جگہ نوٹس آویزاں کر دیئے۔

کراچی شہر کی باضابطہ دست برداری 7 فروری 1839ء کو ہوئی اس معاہدہ پر کراچی کے فوجی گورنر علی رکھانے دستخط کئے انگریزوں کی طرف سے چالیسویں رجمنٹ کے مسٹر جے چیو (MR.J.CHAV) اور شاہی افواج کے ترجمان لیفٹنٹ پورسٹانس نے دستخط کئے معاہدے کے بعد کراچی کے فوجی گورنر خیر محمد نے باقاعدہ طور پر کراچی شہر کی کنجیاں انگریزوں کے حوالے کر دیں مگر شہر کا انتظام معاہدے کے مطابق بدستور تالپور اہلکار چلاتے رہے۔(۱)

کراچی برطانوی نظم و نسق میں:۔

کراچی پر قبضہ کرنے کے بعد انگریزوں کو افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے اپنی افواج اور فوجی رسد کو سندھ سے گزار کر افغانستان لے جانے میں بہت آسانی ہوگئی اس طرح انگریزوں نے چالاکی اور سفاکی سے سندھ کے تالپور حکمرانوں کو 24 مارچ 1843ء میں حیدرآباد سے چار

www.memonbooks.com

میل شرق میں واقع دوآبہ کے میانی مقام پر شکست دے کر پورے سندھ پر قبضہ کرلیا۔

سندھ پر مکمل برطانوی قبضے کے بعد انگریزوں نے تالپور اہلکاروں کو ہٹا کر کراچی کا نظم ونسق خود سنبھال لیا اور برطانوی فوج کے جنرل چارلیس نیپر کو "سر" کے خطاب کے ساتھ سندھ کا گورنر مقرر کردیا، حیدرآباد جو پہلے سندھ کا دارالخلافہ تھا۔ 1843ء میں کمیشن کی سفارش پر کراچی منتقل کردیا گیا۔(2)

برطانوی دور میں کراچی کی ترقی:۔

سر چارلیس نیپر نے اپنے چار سالہ دور میں کراچی کو دنیا کے بڑے شہروں کی صف میں لانے کے لئے انتہائی اہم اقدامات کئے اس ضمن میں انتظامی سہولت کے لئے سندھ کو تین اضلاع میں منقسم کیا گیا یہ تین اضلاع کراچی، حیدرآباد اور شکارپور تھے ہر ضلع کا انتظام چلانے کے لئے ایک کلکٹر مقرر کیا گیا اس کے علاوہ سندھ میں ایک باقاعدہ پولیس کا محکمہ قائم کیا پولیس کے عہدیداروں کو رسالدار، صوبیدار، حوالدار، نائیک، سپاہی سوار اور فوجدار کے ناموں سے پکارا جاتا تھا جس کو تبدیل کر کے سپرینٹنڈنٹ آف پولیس، ایس ایچ او، انسپیکٹر، سب انسپیکٹر، ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبل کے ناموں سے پکارا جانے لگا جو آج تک رائج ہے۔

چارلیس نیپئر نے 1847ء میں کراچی میں ایک جیل تعمیر کرائی یہ جیل اس وقت شہر کے باہر فوجی کیمپ (موجودہ بلدیہ عمارت میں واقع تھی) کے قریب تعمیر کی گئی تھی موجودہ سینٹرل جیل 1899ء میں تعمیر ہوئی لیکن سندھ گزیٹر میں اس کی تعمیر 1906ء بتائی گئی ہے۔(1)

کراچی کی بندرگاہ کی ترقی:۔

کراچی ایک قدرتی بندرگاہ ہونے کی وجہ سے برطانوی قبضے سے قبل ہی دور دراز ممالک تک مشہور تھی لیکن کئی مسائل سے دوچار تھی سر چارلیس نیپئر کراچی کو ایک فری پورٹ بنانا چاہتا تھا اس ضمن میں اس نے کراچی بندرگاہ کی ترقی کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کیا جس کے تحت بندرگاہ کے دہانے کو چوڑا کرنے، برتھیں تعمیر کرنے، کیماڑی شہر تک راستہ تعمیر کرنے اور چھوٹے جہازوں کو لنگر انداز کرنے کے لئے نیٹیو جیٹی جو آج بھی نیٹی جیٹی کے نام سے مشہور ہے کے کاموں کا فوراً آغاز کیا کیماڑی سے شہر تک منوڑہ میں ایک اونچی پہاڑی پر طاقتور لائٹ ہاوس کی تعمیر نیپئر کے بہت اہم کارنامے تھے۔(2)

کراچی کی بندرگاہ اور اوکھائی میمن برادری:۔

چارلس نیپئر اور ان کے بعد سر بارٹلے فریئر نے کراچی بندرگاہ کو ترقی دینے میں جو کام شروع کیا تھا اس کی تکمیل اور اس کے بعد اسے

مستقل بنیاد پر چلانے کے لئے محنتی اور جفاکش افرادی قوت کی ضرورت تھی اس دور میں مشینی آلات اور جدید ساز و سامان نہیں ہوتا تھا اور تمام کام ہاتھوں سے افرادی قوت کے ذریعے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جاتا تھا اس لئے محنتی اور ہنرمند افرادی قوت کے بغیر کسی کام کی تکمیل مشکل ترین مرحلہ ہوتی تھی برطانوی حکمرانوں اور فوجی افسروں نے گجرات اور کچھ میں میمن افراد کی محنت اور جفاکشی کے کاموں کو دیکھ چکے تھے اور وہ کراچی بندرگاہ کے امور میں بھی ان ہی لوگوں سے استفادہ حاصل کرنا چاہتے تھے لہذا بندرگاہ کی تعمیر جہازوں کی نقل وحمل وہاں سے سامان کی ترسیل اور اتارنے اور چڑھانے کے امور میں اوکھائی میمن برادری کے افراد کو فوقیت دی۔

اوکھائی میمن برادری جو اس وقت تک کافی تعداد میں اوکھا منڈل سے کراچی میں آباد ہو چکی تھی روزگار کے حصول کے اس بھرپور موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ کراچی بندرگاہ سے وابستہ ہوگئی آج بھی آپ کو بندرگاہ کے امور میں اوکھائی میمن برادری کے افراد زیادہ ملیں گے۔دوسرے نمبر پر کچھی میمن برادری کے افراد بندرگاہ کے امور کے ساتھ ساتھ ٹرانسپورٹ، جہازوں پر ملاح (SEAMEN) کشتیوں اور لانچوں کی تیاری کے کام سے وابستہ ہوئے کشتیوں اور لانچوں کی تیاری میں لکڑی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ریاست کچھ میں اس شعبے سے وابستگی کی وجہ سے کچھی میمن برادری کے افراد آپ کو ٹمبر لکڑی کے کاروبار میں نمایاں طور پر نظر آئیں گے۔

موہانے:۔

کراچو اور موہانے کراچی کے سب سے خستہ حال مسلمان تھے۔وہ عام طور پر ماہی گیری، کشتی رانی، بہشتی گیری کے علاوہ چمڑے کے کارخانے میں مزدوری کرتے تھے موہانے اپنے آپ کو حضرت سلیمانؑ کی اولاد کہتے ہیں۔تالپور کے دور میں موہانے کراچی کی فصیل کے باہر نہایت کسمپرسی کی حالت میں رہائش پذیر تھے۔وہ سمندر سے موتی نکالنے میں بھی ماہر سمجھے جاتے تھے۔

مچھی میانی اور کھڈہ:۔

کراچی شہر کا پرانا محلّہ ہے جہاں پر ''موہانے'' مچھیرے بڑی تعداد میں آباد تھے جو سمندر سے مچھلیاں پکڑ کر اسی علاقے میں لاکر فروخت کرتے تھے اس طرح علاقہ مچھلی کی ایک مارکیٹ کے طور پر پہچانا جاتا ہے اور مچھلی کے کاروبار کی مناسبت سے مچھی میانی کے نام سے مشہور ہے اور آج تک قائم ہے۔

انگریزوں نے بندرگاہ کو ترقی دینے اور اس کے توسیع کے پروگرام کے تحت اس علاقے کے ماہی گیروں اور بندرگاہ کے مزدوروں کے لئے ایک رہائشی پروجیکٹ کی پلاننگ کی جس کے تحت یہاں ماہی گیروں اور مزدوروں کو آرزاں قیمت پر جھونپڑیاں فراہم کی اور ساتھ ہی انہیں ان جھونپڑیوں کو مکانات میں تبدیل کرنے کی اجازت بھی دی 1870ء میں اس علاقے کو کھڈہ کے علاقے میں ضم کردیا گیا۔

www.memonbooks.com

کھڈہ:۔

یہ بھی کراچی کا پرانا محلّہ ہے چونکہ یہ علاقہ نشیب میں واقع ہے اور یہاں پہلے اکثر سمندر کا پانی بھرا رہتا تھا اس لئے اس کا نام "کھڈہ" پڑ گیا اس علاقے میں 1884ء میں مشہور "مدرسہ مظہر العلوم" قائم ہوا جس نے اس علاقے کے غریب مچھیروں کے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔(1)

www.memonbooks.com

3.3

کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی مذہبی اور سماجی خدمات

اوکھائی میمن مسجد کا قیام:۔

تالپور دور میں کراچی میں روزگار کے حصول کے لئے آنے والے اوکھائی میمن برادری کے افراد انگریزوں کی کراچی میں آمد تک بڑی تعداد میں آباد ہو چکے تھے 1850ء میں انگریزوں نے بندرگاہ کی ترقی کے سلسلے میں موہانے ماہی گیروں کو موجودہ مچھی میانی روڈ کھارادر جو ساحل سمندر سے نزدیک تھا ان کو وہاں سے مچھی میانی اور کھڈہ بستی میں آباد کیا۔ جب یہ مسلمان ماہی گیر کھارادر سے کھڈہ منتقل ہوئے تو وہاں پر قائم چھوٹی سی مسجد ویران ہو گئی۔

اوکھائی میمن برادری کے بزرگوں نے اسے آباد کیا اور اسے نئے سرے سے تعمیر کروایا کیونکہ مذہبی معاملات میں برادری ہمیشہ پیش پیش رہی ہے اور اس کا ہر فرد کنبہ مذہبی اعتبار سے دین کی قریب تر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس برادری کے لوگ جہاں کہیں بھی گئے انہوں نے اپنی استعداد کے مطابق مسجدیں اور مذہبی ادارے قائم کئے۔

یہ پاکستان کی تاریخ کے اوراقوں میں تحریر ہے کہ 1882ء میں قائداعظم محمد علی جناح اپنے گھر سے نزدیک (وزیر مینشن) کے پاس واقع اوکھائی میمن مسجد میں چھ سال کی عمر سے ابتدائی قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی تھی۔

چھاچھی مسجد کا قیام:۔

1880ء میں کھڈہ میں ماہی گیروں کی مکان کی سہولیات جو اس وقت انگریزوں کی طرف سے مہیا کی گئی تھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسٹم ہاؤس کے سامنے کچھ ماہی گیر اس وقت تک آباد تھے وہ بھی کھڈہ میں منتقل ہو گئے جس کی وجہ سے وہاں پر ایک مسجد موجود تھی وہ غیر آباد ہو گئی اور وہاں پر آباد ہندو وہاں پر مندر بنانے کا منصوبہ بنانے لگے اوکھائی میمن برادری کے بزرگوں کے علم میں جب یہ بات آئی تو انہوں نے فوراً اس مسجد کو آباد کر کے اور وہاں پر پانچ وقت کی نماز کا اہتمام کر کے ہندوؤں کے مندر بنانے کے منصوبے کو ناکام بنا دیا اور "چھاچھی مسجد" کی بنیاد رکھی جو آج بھی نادیہ اسکوائر کے پیچھے واقع ہے (جی الانہ روڈ کے ساتھ)۔(1)

اوکھائی میمن مسجد کی برادری میں تاریخی اہمیت:۔

1880ء میں اوکھائی میمن جماعت کا قیام عمل میں آ چکا تھا اور برادری میں مذہبی اور سماجی امور میں بہت جوش و خروش پایا جاتا تھا اور ان

دنوں میں اوکھا منڈل اپنی تاریخی خشک سالی جو تاریخ میں "چھپیا ڈوکار" سے دوچار تھا اور برادری کے بہت سے خاندان اوکھا سے ہجرت کرکے کراچی میں مستقل آباد ہورہے تھے جس کی وجہ سے یہاں پر مذہبی اور سماجی سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوتا جارہا تھا۔

ان حالات میں 1900ء میں اوکھائی میمن مسجد کو نئے سرے تعمیر کیا گیا اور اس میں مدرسہ اور مہمان خانہ تعمیر کروایا گیا جس کے بعد وہاں پر محرم کی چاندرات سے دسویں محرم تک برادری کی ہر کھنڈی (خاندان) کی طرف سے واعظ کا انتظام کیا جانے لگا ابتداء میں مسجد کے پیش امام کے طور پر جناب باپو عبدالرحمٰن ان کے بعد جناب سلیمان ملا اور بعد میں حافظ سید جلال الدین اور اس وقت مفتی محمد یعقوب پیش امام کے طور پر اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

2001,2ء میں اوکھائی میمن مسجد کی سب سے زیادہ خدمت کرنے والے موسیٰ محمد پٹیل گنا ترا حاجی یوسف کلیانی والے اور عثمان گابا اور صالح محمد گابا فیملی اور ان کے رفقاء کار نے کثیر رقم سے اسے جدید تعمیرات اور تمام سہولیات کو فراہم کرکے کھارادر کی پرشکوہ مسجدوں میں سے ایک بنا دیا ہے اور جہاں پاکستان کی مصروف ترین کپڑا مارکیٹ اور کمپیوٹر مارکیٹ کے کثیر تعداد میں نمازی حضرات بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہوتے ہیں۔

برادری میں ابتدائی مذہبی اور سماجی تنظیمیں:۔

اوکھائی میمن برادری کراچی میں آباد ہونے کے بعد اپنے مذہبی اور سماجی امور کی انجام دہی نوجوانوں کے گروپس انجام دیتے تھے اور بعد میں برادری اُن علاقوں کے حساب سے کمیٹیوں اور والنٹیر کورپس مختلف ناموں سے قائم کی گئیں۔

1920ء کھارادر میں اس قسم کے اجتماعات کے انعقاد کے سلسلے میں "انجمن محفل میلاد رسول ﷺ" کا قیام عمل میں آیا۔ 1929ء میں اسی طرح اجتماعات کے پروگرام کے لیے "نوا آباد سبیل کمیٹی" نوا آباد کے علاقے میں قائم کی گئی۔ اور 1944ء میں میمن سوسائٹی جو اس وقت "نئی نگری" اور "حاتم آباد" کے نام سے موسوم تھی وہاں پر "انجمن عاشقان رسول ﷺ" بنائی گئی جس میں جناب عثمان غنی سوریا اس کے قیام میں اہم ترین کردار ادا کیا جو بعد میں 1954ء میں "شاہین اسپورٹس کلب" کے نام سے مشہور ہوئی اور آجکل یہ "اوکھائی میمن والنٹیر کورپس" اور اوکھائی میمن مجلس کمیٹی کے نام سے قائم ہے اور آج بھی میمن سوسائٹی میں مذہبی اجتماعات کا انعقاد کرنے میں بھرپور کردار ادا کر رہی ہے اسی طرح 1964ء میں حسین آباد میں بڑھتی ہوئی برادری کی آبادی کے پیش نظر وہاں پر مذہبی اور سماجی سرگرمیوں کے لیے "حسین آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن" قائم کی گئی تھی۔

اوکھائی میمن برادری میں "دہام" کا اہتمام:۔

اوکھا منڈل میں برادری کے صاحب حیثیت بزرگ جماعت کے پلیٹ فارم پر اور اپنی ذاتی حیثیت میں وہاں پر آباد پوری میمن برادری

www.memonbooks.com

کے کھانے کا اہتمام کرتے تھے جسے حرف عام میں ''وہام'' کہا جاتا تھا، جس میں برادری کے تمام افراد جوش وخروش سے شرکت کرتے تھے قارئین کی دلچسپی کے لیئے بتادوں کہ اُس وقت برادری میں خوشی غمی کے موقع پر اعلانات اور دعوتیں جماعت کے مقرر کردہ افراد کرتے تھے جو''ڈامیا''اور ''معیلیاں'' کہلاتے تھے۔

1900ء میں ''چھپیا ڈوکار'' کے بعد کراچی میں برادری کی آبادی میں اضافے کے ساتھ ہی یہاں پر اجتماعی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا اوراوکھامنڈل میں قائم روایت کو یہاں پر بھی شروع کیا گیا اور ''عید میلاد النبی ﷺ'' کے موقع پر پوری برادری کے ''وہام'' کا اہتمام شروع کیا گیا جو آج تک جاری ہے ابتداء میں ''وہام'' کا اہتمام اوکھائی میمن مسجد کے سامنے موجودہ چھاگلا اسٹریٹ کے پاس ایک بڑا سا میدان ہوتا تھا اور وہاں پر اہتمام کیا جاتا تھا بعد میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے موجودہ مچھی میانی مارکیٹ جو اُس وقت کھلی جگہ ہوتی تھی وہاں اس پر انعقاد ہونے لگا اور پھر اوکھائی میمن مدرسہ کھارادر کے قیام کے بعد وہاں پر ایسے پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ 1938ء میں میمن سوسائٹی میں میمن جماعت خانہ کی تعمیر کے بعد ''وہام'' کا انعقاد وہاں پر ہونے لگا اور آجکل اس کا انتظام حسین آباد میں ''حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس میں ہوتا ہے۔

کراچی میں ''عید میلاد النبی ﷺ'' کے جلوس کی ابتداء:۔

کراچی میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جس شایان شان تقریبات کا اہتمام اور خصوصاً اس دن نکالے جانے والے عظیم الشان جلوس کا اہتمام حضور پاک ﷺ کے ساتھ عقیدت اور احترام کا بے مثال مظاہرہ ہوتا ہے اس جلوس اور عید میلاد النبی کے خصوصی اہتمام کی ابتداء 1900ء میں اوکھائی میمن برادری نے کی اُس وقت اوکھائی میمن مسجد پولس چوکی کھارادر کی نئے سرے سے تعمیر کے بعد شروع ہوا ابتداء میں یہ جلوس اوکھائی میمن مسجد سے شروع ہو کر پاریہ اسٹریٹ، ککری گراونڈ، لی مارکیٹ سے ہوتا ہوا آرام باغ پر ختم ہوتا تھا یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا بعد میں اس کا راستہ تبدیل کر کے نا ور سے قائداعظم کے مزار کے پاس نشتر پارک تک کر دیا گیا جو آج بھی اس روٹ پر قائم ہے۔(1)

برادری میں باہمی اتحاد، یکجہتی اور اخلاقی بلندی:۔

اوکھائی میمن برادری کی کھارادر اور نوآباد کے بعد میمن سوسائٹی میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی اور اُن کا اپنے کام کاج اور کاروبار میں دل جمعی سے وابستگی کی وجہ سے وہ اُس وقت علاقے میں دوسری اقوام سے خوش حال نظر آنے لگی اس چیز کو دیکھتے ہوئے کچھ غنڈہ اور بدمعاش عناصر اکثر میمن سوسائٹی کے علاقے میں لوٹ مار اور خوف وہراس پیدا کرنے آتے تھے جس کی وجہ سے برادری کے لوگ اُس وقت بڑے پریشان رہتے تھے، اس صورت حال سے نمٹنے کے لیئے برادری میں نوجوانوں اور بزرگوں کا ایک گروپ تشکیل دیا گیا جو کسی صورت حال سے نمٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا بقول پروفیسر سلیمان گناترا ''اُس گروپ کی تشکیل میں جناب عمر (سورا) مرکٹیا جسے اس وقت برادری میں استاد کہا جاتا تھا دو چار بار غنڈہ عناصر کو وہاں سے مار بھگایا جس کے بعد بدمعاشوں کا میمن سوسائٹی کی طرف آنا ختم ہو گیا اور اس کا اچھا تاثر ارد گرد کے ماحول پر بھی پڑا اور

اوکھائی میمن برادری کے ساتھ الجھنے کی بجائے عزت ووقار سے رہنے لگے۔جس کا اثر ہم آج تک اُس علاقے میں محسوس کر سکتے ہیں۔

آریہ سماج اور اوکھائی میمن برادری:۔

آریہ سماج ہندوؤں کی ایک پرانی تنظیم تھی اس کا بانی "منشی رام" نامی ایک انتہا پسند ہندو تھا اس جماعت کا پس پردہ انگریز حکومت سے گہرا رابطہ قائم تھا انگریزوں کی شہ پر ہی ہندو مسلم اتحاد کو فنا کرنے کے لیئے اس جماعت نے پورے ہندوستان میں اپنی شاخیں قائم کی ہوئی تھیں آریہ سماج کی وجہ سے کراچی میں بھی اکثر ہندو اور مسلمانوں میں مذہبی چپقلش رہتی تھی۔اُن دنوں کھارادر میں آریہ سماج کے بلوائیوں نے مسلمانوں کے خلاف جلوس نکالا اور کھارادر مچھی میانی روڈ موجودہ باکڑہ ہوٹل والے روڈ پر واقع بارکوٹ بلڈنگ پر جس میں اوکھائی میمن برادری کی فیملیاں رہتی تھی حملہ کردیا اُس وقت مرد اپنے کام کاج پر گئے ہوئے تھے اور وہاں پر اکثریت عورتوں کی تھی جنہوں نے اُن بلوائیوں کو مار بگایا اس واقعہ سے پورے علاقے میں طوفان کھڑا ہوگیا اور روزانہ دنگا فساد ہونے لگا پولیس برادری ایک انتہائی شریف النفس برادر عبدالغنی کو پکڑ کر لے گئی اس موقع پر پوری اوکھائی میمن برادری نے بھر پور یکجہتی اور اتحاد کا مظاہرہ پیش کیا اور بیرسٹر عبدالرحمٰن کو جماعت کی طرف سے وکیل مقرر کیا اور عدالت میں تاریخ کے وقت پوری برادری کی عدالت میں حاضری اور اُن کا اتحاد اور یگانگت کے اس شاندار مظاہرہ کی وجہ سے وہ بھائی عدالت سے باعزت طور پر بری ہوئے۔(1)

غازی عبدالقیوم کی شہادت کا واقعہ:۔

1933ء کے اوائل میں پورے ہندوستان میں آریہ سماج کا بڑا زور تھا اُن دنوں آریہ سماج حیدرآباد سندھ کے سیکریٹری نتھو رام نے ایک کتابچہ بعنوان "تاریخ اسلام" شائع کیا جس میں اُس نے رسول پاک ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کیئے تھے جیسے ہی یہ ناپاک کتابچہ بازار میں آیا مسلمانوں میں شدید ردعمل پیدا ہوا اور وہ اس مذموم حرکت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جناب عبدالمجید سندھی، جناب حاتم علی علوی اور سندھ کے دوسرے مسلم اکابرین نے نتھوں رام کے خلاف مقدمہ دائر کردیا اور اسے سزا دینے کی درخواست کی عدالت نے ملزم کو صرف ایک سال قید با مشقت اور جرمانے کی سزا دی، جسے نتھو رام نے کراچی کی جوڈیشیل کورٹ میں اپیل کردیا۔

غازی عبدالقیوم جو نماز کی پابندی کرتے تھے ایک جمعہ جونا مارکیٹ کی مسجد میں دوگانہ ادا کرنے گئے وہاں پر پیش امام صاحب نے نتھو رام کے کتابچہ کے مندرجات سے نمازیوں کو آگاہ کیا اور نتھو رام کی اس ناپاک جسارت پر اس کے خلاف ایک ولولہ انگیز تقریر کی آنحضرت ﷺ سے محبت غازی صاحب کی گھٹی میں سماہی ہوئی تھی وہ پیغمبر اسلام کے خلاف نتھو رام کی اس گستاخی پر اس قدر مشتعل ہوئے کہ اسے کیفر کردار تک پہنچانے کا عزم کرلیا اگلے دن عدالت میں نتھو رام کی اپیل کی سماعت شروع ہونا تھی غازی عبدالقیوم عدالت میں پہنچ گئے اور نتھو رام کی شناخت کرنے کے بعد اپنے خنجر سے وار کرکے اُسے قتل کردیا۔عدالت کے کمرے میں بھگدڑ مچ گئی اور دونوں انگریز جج پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتے رہے

www.memonbooks.com

گئے۔

کراچی کے اُس وقت کے مشہور بیرسٹر محمد اسلم جو خود بھی آنحضرت ﷺ کے سچے شیدائیوں میں سے تھے اُس وقت عدالت میں موجود تھے اور انھوں نے بغیر معاوضہ کے اس کیس کی پیروی کی قتل کے دوسرے مقدموں کے برعکس اس مقدمے اور کام بہت مختصر اور سیدھا سادہ تھا صفائی کا تو کوئی گواہ تھا ہی نہیں سارا دار و مدار قانونی بحث پر تھا جس کے لئے بیرسٹر محمد اسلم نے قانون سے زیادہ نفسیات انسانی اور تاریخ سے بحث کی جیوری اور جج کے سامنے جو بحث کی گئی وہ شاید برطانوی عہد میں اپنی نوعیت کی واحد اور منفرد بحث تھی جو ان کے مزاجوں کے لیئے قابل قبول نہ تھی لہٰذا انہوں نے غازی عبدالقیوم کو موت کی سزا سنائی۔(1)

کراچی کی تاریخ کا بدترین دن:۔

فیصلے کے ٹھیک تین دن بعد غازی عبدالقیوم کو پھانسی دے دی گئی اور ان کی نماز جنازہ جیل میں مولانا غلام رسول قادری نے پڑھائی اور میت کو پولیس کی گاڑی میں رکھ کر میوہ شاہ قبرستان لایا گیا مگر یہ خبر آناً فاناً پورے شہر میں پھیل گئی اور میوہ شاہ قبرستان میں مسلمانوں کا جم غفیر پہنچ گیا اور اُس نے میت پر مٹی نہیں ڈالنے دی ایک جوشیلا کارکن قلندر خان قبر میں کود گیا اور میت کو قبر سے نکال لیا چارپائی اور کفن وغیرہ کا بندوبست پہلے سے ہو چکا تھا چنانچہ فوراً میت کو کفنایا گیا اور مسلمانوں کا ہجوم جنازے کو لے کر شہر کی جانب روانہ ہوا انتظامیہ نے لوگوں کا بڑھتا ہوا ہجوم دیکھ کر دفعہ 144 نافذ کردی مگر اس کے باوجود بھی دس بارہ ہزار مسلمان جمع ہو گئے رجب علی کمپاؤنڈ کے قریب جنگیاں ہوٹل چاکیواڑہ پر انگریز فوج نے جلوس پر اندھا دھند فائرنگ شروع کردی وہ دن کراچی کی تاریخ کا بدترین دن تھا اس واقعہ میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد (120) اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔کراچی میں انگریزوں کے ظلم و بربریت کے خلاف پورے ہندوستان میں آواز بلند ہوئی بلکہ برطانوی ایوانوں میں اس پر سخت بحث ہوئی اور چرچل تک نے اس واقع پر اظہار تاسف کیا اس واقعہ کی وجہ سے عبدالمجید سندھی اور محمد ہاشم گزدر نے احتجاجاً بمبئی لجسلیٹیو اسمبلی سے نہ صرف استعفاء دے دیا بلکہ دونوں نے اسمبلی میں ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔(2)

غازی عبدالقیوم کی شہادت کا واقعہ اور اوکھائی میمن برادری:۔

اوکھائی میمن برادری اور آریہ سماج سے کھارادر والے واقعہ کی وجہ سے پہلے ہی زبردست اختلاف چل رہا تھا اور اُن دنوں کراچی کی آبادی میں اوکھائی میمن برادری کو ایک مضبوط اور بااثر اقوام میں شمار کیا جاتا تھا "نتھورام" کیس میں کراچی کے عوام میں جوش وخروش اور ولولہ پیدا کرنے میں برادری کے بزرگوں نے اہم کردار ادا کیا اور تاریخوں پر عدالت میں بڑے جوش وخروش سے پہنچتے تھے غازی عبدالقیوم کی شہادت اور اُس پر برٹش فوج کی فائرنگ سے برادری کے عثمان ویانی شہید ہوئے عمر کاتھا اور عارب غازیانی کے علاوہ بڑی تعداد میں برادر زخمی ہوئے اس جلوس میں سب سے آگے ہراول دستے کے فرائض برادری کے نوجوان اور بزرگ انجام دے رہے تھے غازی عبدالقیوم شہید کا مزار میوہ شاہ قبرستان میں آج

بھی مسلمانوں کو دعوت عشق رسول ﷺ دے رہا ہے۔

کراچی کی قدیم مساجد:۔

1838ء میں کراچی میں مسلمانوں کی کل تعداد 4850 تھی جب کہ ہندوؤں کی تعداد (9000) نو ہزار تھی اور ان کی اکثریت غریب ہیں اور مزدور پیشہ تھی کراچی میں اس وقت مسلمان تاجروں میں جمعدار علی رکھا، نیکا میمن، حاجی میمن اور گلو ممتاز مقام رکھتے تھے۔

تالپور دور میں کراچی میں مساجد کی کل تعداد 21 تھی اس کے علاوہ 13 پیروں اور بزرگوں کی درگاہیں تھیں مساجد میں دو نہایت اہمیت کی حامل تھیں دونوں مساجد کراچی کے مسلمانوں کے لیے مرکزی حیثیت رکھتی تھیں منگھوپیر کے مقام پر حضرت سخی سلطان منگھوپیر کے مزار واقع مسجد کراچی کی سب سے پرانی مسجد ہے یہ مسجد سینکڑوں سال پرانی ہے جو تقریباً تیرہویں صدی عیسوی میں حضرت منگھوپیرؒ کے دور میں تعمیر ہوئی۔

کراچی کی ایک اور پرانی مسجد بندرگاہ کے علاقے میں محل چبوترہ کی عمارت کے قریب واقع تھی اسے کراچی کی دوسری پرانی مسجد کہا جا سکتا ہے محل چبوترہ دراصل کسٹم کی عمارت کو کہا جاتا تھا یہ عمارت موجودہ جونا بندر اور کے پی ٹی (K.P.T) کی عمارت کے درمیان واقع تھی یہ مسجد پکی تھی اور اسے اندر اور باہر سے چونے سے پوتا گیا تھا اس مسجد کی تعمیر کے بارے میں قیاس ہے کہ اسے کلہوڑہ دور میں تعمیر کرایا گیا ہوگا کیونکہ اسی دور میں محل چبوترہ تعمیر کرایا گیا تھا واضح ہو کہ کلہوڑہ نے 1699ء میں کراچی پر قبضہ کیا تھا۔(1)

www.memonbooks.com

3.4

اوکھائی میمن برادری کی سماجی خدمات کی ابتداء

کراچی میں اوکھائی میمن جماعت کا قیام:۔

جیسا پچھلے باب میں تفصیل سے ذکر ہوا کہ میمن قوم ہمیشہ کنبہ خاندان اور برادری کے پنچائتی و جماعتی نظام کے تحت زندگی بسر کرتی ہے اور اپنی معاشرتی نظام کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہوئے ہر معاملات میں اس سے رہنمائی حاصل کرتی ہے۔

اوکھائی میمن برادری کے بزرگوں کے قیاس کے مطابق 1815ء سے 1810ء کے درمیان اُس وقت اوکھامنڈل کے 42 گاؤں میں سے (12) گاؤں میں آباد برادری کے بزرگوں نے ''سمست اوکھامنڈل میمن جماعت'' قائم کی جو آج تک وہاں پر قائم ہے اُس وقت جماعت کا انتظامی ڈھانچہ اوکھا منڈل کے مختلف گاؤں اور خاندانوں کے ''پٹیل'' یا موکھیا'' مینجنگ بورڈ ہوتی تھی اور اُن میں سے کسی کو ''بڑا پٹیل'' منتخب کیا جاتا جو جماعت کا ''صدر'' ہوتا تھا اسی طرز پر کراچی میں بھی 1880ء میں برادری کے بزرگوں نے ''اوکھائی میمن جماعت کی بنیاد رکھی اور اس کی باضابطہ رجسٹریشن 7 مئی 1906ء میں ہوئی اور اُس وقت جناب سلیمان مراد کو ان کی برادری کے بے پناہ خدمات کو سامنے رکھتے ہوئے کراچی کی جماعت کا پہلا پٹیل صدر بنایا گیا(1) اُس وقت تک کراچی میں اوکھامنڈل سے (100) سو خاندانوں سے زیادہ کراچی میں آکر آباد ہو گئے تھے اُس وقت برادری کو ایک مرکز پر لانے اور جماعت کے قیام میں جناب عیسیٰ اسماعیل ٹوبڑیا، جناب عالی سومار کرار، جناب محمد آڑہٹ، جناب سلیمان مراد، جناب جانو نور محمد ٹوبڑیا، احمد تھاریا گبا، جناب محمد عارب غازیانی اور ولی محمد کھوسہ نے اہم کردار ادا کیا ابتداء میں برادری صرف کھارادر میں آباد تھی اور اُس زمانے میں مشہور بلڈنگیں اور جگہیں جہاں پر برادری کے خاندان آباد تھے اُن میں میگزی پھریا کھوسہ پھریا، آربوٹ مالا، نئی چالی، وانیاں چالی، منوڑا چالی، میر پیریا، بیپرا چالی، لوہاراں پھریا، وانیاں گٹی وغیرہ میں رہتے تھے 1920-22ء میں جناب اسماعیل پونجا ٹوبڑیا اور ناتھا ایوب ویانی نے سب سے پہلے کھارادر میں اپنی ذاتی بلڈنگیں تعمیر کراویں ابتداء میں اوکھائی میمن برادری صرف کھارادر میں ہی رہتی تھی اور اُس وقت جماعت کے تمام امور کھارادر میں مچھی میانی روڈ (موجودہ باکڑہ ہوٹل) اوکھائی میمن اسکول کے پاس میں وہاں برادری کے بزرگ کے قائم ہوٹل میں نمٹائے جاتے تھے اس کے علاوہ اوکھائی میمن مسجد کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ بنایا گیا تھا جو جماعت کے امور کی انجام دہی اور اس کے متعلق سامان جو خوشی اور غمی کے موقع پر استعمال ہوتا تھا وہاں پر مہیا کیا جاتا تھا۔(2)

جناب سلیمان مراد:۔

جناب سلیمان مراد برادری کے بزرگوں کو مستقل کراچی میں آباد ہونے پر آمادہ کیا اور ان کے رہنے کا پروگرام مرتب کیا آپ اوکھائی

میمنوں کے آبائی ذریعہ معاش پورٹ پر کام کرتے تھے۔آپ کا بھی ذریعہ معاش کراچی کی بندرگاہ سے وابستہ تھا۔

آپ کو تعلیم کو فروغ دینے کا بہت شوق تھا اُس وقت آپ بندرگاہ پر کام کرتے تھے اور وہاں سامان کو ٹھیک طرح سے جہازوں میں لگانے کے لیے لکڑی رکھی جاتی تھی جیسے بندرگاہ کی زبان میں ''ڈالڈیس'' کہا جاتا تھا وہ وہاں سے لے کر آتے تھے اور موجودہ اوکھائی اسکول میں مدرسہ اور ابتدائی تعلیمی سرگرمیوں کو شروع کرنے کے لئے اُس لکڑی سے کلاس روم بنوائے جہاں پر 1910ء میں بچوں کو تعلیم دینے کی ابتداء کی گئی۔آپ کی سماجی خدمات کی وجہ سے پوری برادری میں آپکی شخصیت کو انتہائی عزت ووقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور آپ ابتداء میں کئی سالوں تک جماعت کے پٹیل یعنی صدر کے عہدے پر فائز رہے۔اوکھائی میمن جماعت جس کا قیام 1880ء میں ہوا تھا مگر اُس کی باضابطہ رجسٹریشن 7 مئی 1906ء میں کراچی میں ہوئی اور جماعت کے پٹیل آپ تھے۔آپ 1924ء میں اس دارفانی سے رخصت ہوئے۔(1)

کراچی میں اوکھائی میمن جماعت کی طرف سے غمی وخوشی میں ڈیکوریشن سروس کی ابتداء

اوکھائی میمن جماعت کے قیام کے ساتھ ہی برادری میں اجتماعی سرگرمیوں میں اضافہ ہوگیا اور برادریوں میں ایک دوسرے کے غمی یا خوشی کے موقع پر رشتے دار اُس وقت مٹی کے برتن جس کو ''سوالے'' کہتے تھے۔اس کے علاوہ تھال اور دیگچا اپنے گھروں سے لاتے تھے،اُس وقت اُس سامان کا جماعت یا کسی اور سطح پر انتظام نہیں ہوتا تھا۔

اس زمانے میں حج بیت اللہ کے لئے کراچی سے جدہ جانے کے لئے جہازوں کا انتظام نہیں ہوتا تھا اور حجاج کرام بمبئی سے بحری جہاز سے حج بیت اللہ پر جاتے تھے کراچی میں سب سے پہلے 1938ء میں حاجیوں کا پہلا جہاز المدینہ روانہ ہوا تھا۔1890ء میں بمبئی جانے والے اوکھائی میمن برادری کے حج کے قافلے میں سلیمان مکڑ کی والدہ فاطمہ بائی شامل تھیں بمبئی میں برادری نے اُن حجاج کرام کی بھرپور مہمان نوازی کی اور ہر طرح سے ان کی مدد کی اس سلسلے میں حجاج کرام کو میمن جماعت خانہ میں انتہائی عزت واحترام سے رکھا گیا تھا اتنے شاندار انتظامات پر برادری کے بزرگ سلیمان ان سے بہت متاثر ہوئے اور خصوصاً وہاں پر ڈیکوریشن سروس سے بہت زیادہ متاثر تھے آپ کراچی واپس آکر جماعت میں بزرگوں کو اُس نظام کو رائج کرنے کی تجویز دی اس طرح 1890ء میں کراچی میں پہلی بار اس طرح کی ڈیکوریشن سروس کی ابتدا ہوئی۔(2)

چھپنیا ڈوکار (خشک سالی):۔1899ء تا 1900ء

''چھپنیا ڈوکار'' کو اوکھائی میمن برادری کی تاریخ میں بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس زبردست ''ڈوکار'' خشک سالی کی وجہ سے اوکھامنڈل سے برادری نے بڑی تعداد میں ہجرت کی اس سے پہلے 69-1868ء میں بھی گجرات،کاٹھیاواڑ اور اوکھامنڈل کے علاقوں میں ''ڈوکار'' آیا تھا لیکن 1899ء تا 1900ء میں چھپنیا ڈوکار'' زیادہ شدید تھا یہ ڈوکار'' بکرمی سمیت 1956ء کی مناسبت سے ''چھپنیا''یعنی چھپنویں سال کا ''ڈوکار'' مشہور ہوا اس خطرناک ''ڈوکار'' کی وجہ سے اوکھائی میمن برادری کے بہت سے خاندان کراچی میں مستقل آباد ہوئے۔

www.memonbooks.com

نوا آباد میں برادری کی آباد کاری :۔

"چھپنا ڈوکار" کی وجہ سے اوکھامنڈل سے بڑی تیزی سے اوکھائی میمن برادری کے خاندان ہجرت کر کے کراچی میں مستقل بنیاد پر آباد ہوئے جس کی وجہ سے کھارادر جہاں پر پوری برادری آباد تھی وہ پہلی بار یہاں سے نکل کر نوا آباد میں آباد ہونے لگے بزرگوں کا قیاس ہے کہ 1917ء میں برادری کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر کچھ برادر نوا آباد میں رہائش پذیر ہوئے رفتہ رفتہ وہاں پر برادری کی کثیر تعداد آباد ہوئی اور آج بھی کچھ خاندان وہاں پر آباد ہیں ۔(1)

کراچی میں میمن قوم کی تعلیمی خدمات:۔

سندھ مدرسۃ الاسلام کا قیام :۔

میمن قوم اور سندھ کے عظیم رہنما جناب حسن علی آفندی کی کوششوں سے سندھ مدرسۃ الاسلام نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی طرز پر مسلمانان سندھ میں تعلیمی اور سیاسی فکر کی وہ شمع روشن کی جس کی بدولت مجاہدین آزادی کی ایک ایسی ٹیم ابھر کر سامنے آئی جس کی جدوجہد نے قیام پاکستان میں کلیدی کردار ادا کیا۔

1857ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد مسلمان زعماء نے کافی غور وفکر کے بعد مسلمانوں میں یہ تحریک چلائی کہ ہندوستان کو آزاد کرانے کے لیے انگریزوں سے جنگ وجدل کرنے کے بجائے صبر وتحمل اور دوراندیشی سے کام لیا جائے اور پہلے قدم کے طور پر مسلمانوں کی معاشی حالت کو سدھارنے کے لیئے انگریزی تعلیم حاصل کی جائے کیونکہ اس کے بغیر نہ تو مسلمان سرکاری ملازمتیں حاصل کرسکتے ہیں اور نہ ہی دوسرے شعبوں میں کامیاب ہوسکتے ہیں سرسید احمد خان اس تحریک کے زبردست خیر خواہ تھے 1884ء میں جسٹس سید امیر علی جو نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کے سیکریٹری تھے کلکتے سے ایک مقدمے کی پیروی کے سلسلے میں سہون آئے انہیں سندھ کے مسلمانوں کی تعلیمی بدحالی دیکھکر سخت صدمہ ہوا جناب حسن علی آفندی ان دنوں سندھ کے مسلمانوں کی تعلیمی پستی کو دور کرنے کے لیئے منصوبہ بنا رہے تھے جسٹس امیر علی کے مشورے پر انہوں نے 1884ء نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کلکتہ کی شاخ کراچی میں قائم کی ۔

1885ء میں جناب حسن علی آفندی علیگڑھ جا کر سرسید احمد خان سے ملاقات کی اور اُن کے مشورے پر اسی سال نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کراچی شاخ کے پلیٹ فارم پر مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کے فروغ کے لیئے ایک مدرسہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور سب سے پہلے اس مدرسے کے قیام کے لئے ایک تنظیمی بورڈ "سندھ مدرسہ بورڈ" کے نام سے قائم کیا بولٹن مارکیٹ کے قریب مدرسہ کے لیئے ایک مختصر عمارت کرائے پر حاصل کر کے 30 اگست 1885ء کے مبارک دن کراچی میں "سندھ مدرسۃ الاسلام" کی شاندار افتتاحی تقریب منعقد ہوئی ۔

ابتداء میں اس مدرسہ کا قیام بولٹن مارکیٹ کے قریب ایک عمارت میں جس کی ساخت گرمی اور سردی دنوں موسموں کے لئے تکلیف دہ تھی

اس کے بازار میں واقع ہونے کے باعث ہر وقت شور وغل رہتا جس کی وجہ سے استادوں کو اپنی آواز بچوں تک پہنچانے کے لیئے بڑی دشواری ہوتی تھی جو تعلیم میں ہرج کا باعث بن رہی تھی بعد میں موجودہ جگہ جو پہلے قافلہ سرائے تھا مدرسہ کی عمارت تعمیر کرنے کے لیئے کراچی میونسپلٹی سے 75 روپے ماہانہ کرائے پر حاصل کی گئی۔(1)

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم کھڈہ:۔

اس مدرسہ کو 1885ء میں مولوی عبداللہ میمن نے کراچی کے پرانے محلے کھڈہ میں قائم کیا اس مدرسہ کو سندھ میں دارالعلوم دیوبند کی ایک شاخ بھی کہا جاسکتا ہے۔آپ ایک عرصہ تک اس مدرسہ کے ذریعہ دینی خدمات انجام دیتے رہے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے لائق صاحبزادے مولانا محمد صادق نے اس مدرسے کی باگ دوڑ سنبھالی۔آپ ایک زبردست عالم دین اور قومی رہنما تھے آپ کی سرپرستی میں مدرسے نے زبردست ترقی کی مولانا صادق نے اس مدرسے کے ذریعہ مسلمانان کراچی وسندھ کی زبردست خدمات انجام دی جس میں انگریزوں کے خلاف چلنے والی تحریکیں جس میں ریشمی رومال تحریک،خلافت تحریک اور قیام پاکستان میں نمایاں خدمات انجام دی۔(2)

مدرسہ جامعہ اسلامیہ:۔(سرحاجی عبداللہ ہارون اسکول ویتیم خانہ)

سرحاجی عبداللہ ہارون تحریک پاکستان کی عظیم شخصیت قائداعظم محمد علی جناح کے دست راہ میمن قوم کے عظیم فرزند جہاں سیاسی میدان میں اپنی قائدانہ صلاحیتوں کی بدولت تاریخی اہمیت حاصل کی اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں تعلیمی بیداری کے لیئے بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں جس میں 1927ء میں کھڈہ میں آپ کا قائم کردہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ آج بھی (سرحاجی عبداللہ ہارون کے نام سے موسوم) کراچی کا ایک مشہور اسکول اور یتیم خانہ ہے آپ نے قیام پاکستان کی عملی تحریک میں دل کھول کر مالی معاونت فرمائی تھی (1)

کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی تعلیمی سرگرمیاں:۔

اوکھائی میمن برادری میں تعلیمی امور کے سلسلے میں اوکھا منڈل میں ہونے والی سرگرمیوں کا ذکر پچھلے باب میں تفصیل سے ہوا ہے کراچی میں اوکھائی میمن برادری کے تعلیمی امور پر خصوصی توجہ دینے کا سہرا محترم عبدالرحمٰن باپو کے سر ہے۔

کراچی میں اوکھائی میمن برادری میں 1907ء میں باپو عبدالرحمٰن برادری میں علم میں عدم توجہی اور اسے مکمل نظرانداز کرنے کی وجہ سے درپیش مسائل کی وجہ سے کھارادر میں بارکوٹ بلڈنگ کے کمرے میں دینی تعلیم دینے کا ابتداء کی جو 1910ء میں طلباء کی تعداد میں اضافے کے ساتھ موجودہ اوکھائی میمن اسکول جو اُس وقت بندرگاہ کے ویئر ہاؤس کا گراؤنڈ تھا برادری کے بزرگوں کی طرف سے جہازوں پر سے لکڑی جو سامان کے رکھنے میں استعمال ہوتی تھی اُس کے ذریعہ مدرسہ کے کمرے بنائے گئے اور پھر اُسے وسعت دے کر ایک کمرہ لڑکوں کے لیئے اور دوسرا کمرہ

لڑکیوں کے لئے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ گجراتی انگریزی اور دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی تھی باپو عبدالرحمٰن کے ساتھ موسیٰ میاں باپو بھی تھے اور دنیاوی تعلیم کے لئے ایک ہندو ماسٹر مقرر کیا گیا تھا۔

لڑکیوں کی تعلیم کے لیئے "عائشہ اُستاد" ہوتی تھی 1920ء میں لڑکیوں کی تین کلاسیں کر دی گئیں اور اس کے بعد 1920ء میں دو استانیاں جس میں مدرسہ ذلیخہ استاد اور حور بائی استاد بھی بھرتی کی گئی اُس وقت اس کے قیام میں عبدالرحمٰن باپو کے ساتھ ساتا محمد غازیانی، جناب محمد الیاس ٹوبڑیا جناب طیب عمر مرکٹیا (طیب آغا) جناب حُسن یوسف گٹا، جناب حاجی حسن ٹوبڑیا جناب عالی محمد سومار کرار اور دیگر بزرگوں نے اہم کردار ادا کیا تھا. 19 جون 1935ء میں برادری میں تعلیم عام کرنے میں کردار ادا کرنے والے باپو عبدالرحمٰن کا انتقال ہو گیا ان کی خدمات کو آج بھی یاد کیا جاتا ہے ان کے انتقال کے بعد آپ کی تمام ذمہ داریاں اوکھائی میمن مسجد کھارادر کے پیش امام جناب سلیمان مُلا نے سنبھال لی۔(1)

اوکھائی میمن مدرسہ اسکول کا قیام:۔

اوکھائی میمن برادری کے بزرگ اُس وقت محسوس کر رہے تھے کہ برادری کے سماجی امور کی انجام دہی میں اوکھائی میمن جماعت کو اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔ جس میں گھریلو تنازعوں کے حل خوشی غمی کے امور کی انجام دہی، مختلف کھنڈیوں اور خاندانوں میں باہمی رابطے اور معاملات کی انجام دہی کر رہی تھی مگر حکومتی اور دوسرے مختلف اداروں میں اور خصوصاً تعلیمی معاملات میں پس ماندگی کو دور کرنے کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو ان مسائل کے حل میں معاون ثابت ہو۔

17 جون 1928ء میں برادری کے بزرگوں نے اوکھائی میمن مدرسہ کھارادر جو اُس وقت تک ایک مدرسہ کے طور پر کام کر رہا تھا اُس کو باضابطہ ایک ادارے کی صورت دینے کا فیصلہ کیا اور "دی اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن" قائم کرنے کا فیصلہ کیا اس ادارے کی باضابطہ رجسٹریشن 21 اگست 1928ء بمبئی پذیریڈینسی سے کی گئی۔ اوکھائی میمن برادری اس وقت تک صرف اوکھائی میمن جماعت کا ادارہ تھا اور اُس میں صرف پٹیل (صدر) کا عہدہ ہوتا تھا جب کہ دی اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن اور اس برادری کا پہلا ادارہ تھا جہاں پر مکمل کابینہ تشکیل ہوئی پہلی کابینہ کے عہدیدار اور مینجنگ بورڈ کے ارکان مندرجہ ذیل تھے۔

(1)	جناب ساتا محمد غازیانی	صدر	(7)	حاجی حسن نور محمد ٹوبڑیا	ممبر
(2)	صالح محمد الیاس ٹوبڑیا	جنرل سیکرٹری	(8)	طیب حاجی عثمان ٹوبڑیا	ممبر
(3)	جناب طیب عمر مرکٹیا	جوائنٹ سیکرٹری	(9)	ہاشم ساتا ٹوبڑیا	ممبر
(4)	حسین یوسف گٹا	خازن	(10)	محمد یوسف گابا	ممبر
(5)	عالی محمد سومار کرار	ممبر	(11)	تار محمد الیاس گابا	ممبر
(6)	قاسم احمد ٹوبڑیا	ممبر	(12)	عیسیٰ اسماعیل ٹوبڑیا	ممبر

اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی کے قیام کے ساتھ ہی اُس جگہ کو جہاں پر مدرسہ قائم ہے۔(موجودہ اوکھائی میمن اسکول) اُس وقت مونسپلٹی میں باضابطہ درخواست کے ذریعہ حاصل کیا گیا اور اُس سالانہ =/60 روپے کرایہ مقرر ہوا جو مدرسہ ہر سال باقاعدگی سے ادا کرتا تھا یہ اوکھائی میمن برادری کا حکومتی سطح پر باضابطہ پہلا رابطہ تھا اُس وقت جناب طیب عمر مرکٹیا (طیب آغا) ان امور کی انجام دہی کرتے تھے جو بعد میں اُن کے اوکھائی میمن برادری کے پہلے کونسلر (کمشنر) بننے کی بنیاد بنا ابتدا میں اوکھائی میمن اسکول پرائمری تک تھی 1948ء میں اُس کو حکومت کی طرف سے سیکنڈری تک کا درجہ دیا گیا۔ اُس وقت اوکھائی میمن مدرسہ، مسجد اور جماعت کے تعمیراتی کام اور انتظامی امور میں جناب حاجی عبدالشکور حاجی عبدالقادر جو کچھی میمن جماعت سے تعلق رکھتے تھے اور جناب قادر بھائی اعظم بھائی جونی وہرہ جماعت سے تھے اس سلسلے میں اپنی آنریری خدمات اور تعاون کرتے تھے جناب سائنا محمد غازیانی 1928ء سے 1963ء تک اوکھائی میمن مدرسہ میں صدر کے عہدے پر فائز رہے آپ کے بعد جناب حسین ابراہیم جمال صدر بنے پھر اُن کے انتقال کے بعد جناب قاسم عثمان کا نڈاوالا اور بعد میں جناب لطیف ابراہیم جمال اور نومبر 2004ء میں ان کے انتقال کے بعد آج کل جناب عبدالکریم آدم گناتڑا اوکھائی میمن مدرسہ کے صدر ہیں۔

جناب سائنا محمد غازیانی:۔

قیام پاکستان سے قبل کراچی میں آباد اوکھائی میمن برادری کی سب سے اہم ترین اور صاحب حیثیت شخصیت جو معاشی طور پر کراچی میں مستحکم تھے وہ تھے جناب سائنا غازیانی آپ برادری کے سماجی اور فلاحی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے آپ 1884ء میں کراچی میں پیدا ہوئے آپ کے والد سبزی کے کام کاج سے وابستہ تھے بعد میں آپ بھی اس سے منسلک ہوگئے کاروبار میں ترقی کرتے ہوئے کراچی میں سبزی کے کاروبار میں نام کمایا اور اس سلسلے میں برادری کے لوگوں کو بھی اس میں بڑی مدد کی۔

جناب سائنا محمد غازیانی کی زندگی کے بڑے کاموں میں اوکھائی میمن اسکول کھارادر کا 17 جون 1928ء میں برادری کے بزرگوں کے ساتھ قیام اہم ترین ہے اس کے علاوہ برادری کے اُس وقت جتنے بھی بڑے مسائل پیش آئے اُن تمام میں آپ کا اہم ترین کردار رہتا تھا اور آپ کئی سالوں تک اوکھائی میمن جماعت کراچی کے صدر رہے آپ کے بعد عالی کھملائی مرکٹیا جماعت کے صدر بنے اور پھر 1946ء میں آئین کی تشکیل کے بعد جناب آدم سلیمان غازیانی جماعت کے پہلے آئینی صدر بنے آپ اوکھائی اسکول کے صدر کے عہدے پر 1928ء سے 1963ء تک رہے آپ کے بعد جناب حسین ابراہیم جمال اس عہدے پر فائز ہوئے۔

آپ کراچی میں صاحب حیثیت ہونے کی وجہ سے برادری میں مالی امداد اور مسائل حل کرنے میں پیش پیش رہتے تھے 1948ء میں میمن سوسائٹی کے سیکریٹریٹ پہلی منزل کی تعمیر کے لیئے آپ نے عطیہ دیا تھا یہ جگہ آج بھی جماعت خانہ میں قائم ہے برادری میں اُس وقت کوئی بھی مسئلہ کے حل میں آپ کو ہمیشہ اہمیت دی جاتی تھی۔ قیام پاکستان کے وقت ہندوستان سے آنے والے مہاجرین خاندانوں کے لئے اس وقت انہوں

www.memonbooks.com

نے اپنی بلڈنگ کے وہ تمام گھر ان مہاجرین کو دے دئے تھے تا کہ وہ رہاں پر عارضی طور پر پناہ لے سکیں۔آپ نے 82 سال کی عمر میں 1966ء میں انتقال فرمایا۔(1)

اوکھائی میمن ایجوکیشنل سوسائٹی کا قیام:۔

سرآدمجی حاجی داود کی سربراہی میں راجکوٹ میں پہلی مسلم ایجوکیشن کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے بعد 10 اکتوبر 1931 میں آپ کی صدارت میں پہلی آل انڈیا میمن کانفرنس کا تاریخی اجلاس ہوا۔جس کے بعد میمن قوم میں تعلیم کے امور میں مالی پریشانی دور کرنے کے لئے 28 مئی 1933ء کو کلکتہ میں ''میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔

1935-36ء میں اس سلسلے میں کراچی میں مخیّر حضرات کے تعاون سے میمن قوم کے طلباء کو اسکول میں داخلہ دلانے ،فیس اور کتابوں کے حصول اور مالی تعاون کے لئے اوکھائی میمن برادری کی طرف سے ''اوکھائی میمن ایجوکیشنل سوسائٹی'' قائم کی گئی جس کے پہلے صدر جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا تھے انہوں نے اس میں اہم کردار ادا کیا تھا اس سوسائٹی کے تحت منعقد ہونے والے جلسوں میں سرآدمجی حاجی داود نے دو مرتبہ شرکت کی اور کراچی میں اس کے قیام کی بڑی تعریف کی اس ادارے کی سرآدمجی سے گہری وابستگی کی وجہ سے اس سوسائٹی کی طرف سے کھارادر میں اُن کی یاد میں ایک لائبریری اور فری ریڈنگ روم قائم کیا گیا جس کا افتتاح 1948ء میں محترمہ فاطمہ جناح نے کیا تھا۔یہ لائبریری مچھی میانی روڈ اوکھائی میمن مسجد کے پاس میں قائم تھی۔(ا)

اوکھائی میمن برادری کے ابتدائی تعلیم یافتہ افراد:

اوکھائی میمن برادری کے ابتدائی تعلیم یافتہ افراد میں 1939ء میں برادری کے پہلے میٹرک پاس کرنے والے اوکھائی میمن جناب سلیمان عبدالغنی گناترا (پروفیسر) تھے اس کے بعد 1941ء میں جناب حاجی داؤد حاجی طیب مراد، جناب نور محمد عیسیٰ ویانی نے میٹرک پاس کیا۔

پروفیسر سلیمان عبدالغنی گناترا:

اوکھائی میمن برادری میں قیام پاکستان سے قبل تعلیمی میدان میں اتنی حوصلہ افزا صورت حال نہ تھی بلکہ اُس وقت صرف دو تین افراد نے میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا اُس میں سب سے پہلے 1939 میں اوکھائی میمن برادری میں جناب سلیمان عبدالغنی گناترا نے میٹرک پاس کیا اور اس کے بعد آپ نے ڈی جے سائنس کالج میں داخلہ لیا۔

www.memonbooks.com

1941ء میں انٹر سائنس پاس کرنے کے بعد این ای ڈی N.E.D انجینئرنگ کالج میں داخلہ لیا
اور 1945ء میں انہوں نے بمبئی یونیورسٹی سے بی ای B.E کی ڈگری حاصل کی۔ اُن
دنوں N.E.D انجینئرنگ جو کالج تھا اور سندھ میں کوئی انجینئرنگ یونیورسٹی نہیں تھی لہٰذا اعلیٰ تعلیمی ڈگری بمبئی یونیورسٹی سے جاری ہوتی تھی۔

پروفیسر گناترا 15 دسمبر 1920ء کو کراچی میں پیدا ہوئے تھے آپ کے والد صاحب بندرگاہ پر K.P.T میں کرین آپریٹر تھے اور اُن کی خواہش تھی کہ اُن کا بیٹا انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کر کے K.P.T میں بطور انجینئر کام کریں۔ اسی لیئے انہوں نے اپنے بیٹے کو شروع ہی سے تعلیم پر زور دیا اور ابتدائی تعلیم کے لئے کراچی اکیڈمی ہائی اسکول سٹی کورٹ کے سامنے ہوتی تھی وہاں سے میٹرک پاس کیا آپ 1947ء میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لندن گئے وہاں پر آپ نے 1949ء میں ٹاؤن پلاننگ کا ڈپلومہ کیا اسی دوران ہالینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں شارٹ کورسیز کیئے۔ 1949ء میں غیر ممالک سے تعلیم حاصل کر کے آپ وطن واپس لوٹے اور بعد میں این ای ڈی N.E.D کالج میں لیکچرار کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ 1952ء میں آپ کا پروفیسر آف اسٹرکچرل انجینئرنگ کی حیثیت سے تقرر کیا گیا 64-1963ء میں آپ کولمبو منصوبہ کے تحت کینیڈا کے مشہور معروف البرٹ یونیورسٹی میں اسٹرکچرل انجینئرنگ کے شعبے کے علاوہ سماجی خدمات کے شعبے میں بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ،گذشتہ تین دہائیوں سے اوکھائی میمن انجمن کی مینیجنگ کمیٹی کے رکن رہے آپ اوکھائی میمن کوآپریٹو سوسائٹی کراچی میمن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، آدمجی سائنس کالج، پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر سوسائٹی کی گولڈن جوبلی کے موقع پر صدر مملکت جنرل محمد ضیاالحق کے ہاتھوں آپ کو گولڈ میڈل سے نوازہ گیا، آپ ہمیشہ نوجوانوں کو ٹیکنیکل تعلیم کے حصول پر زور دیتے تھے۔

پروفیسر سلیمان گناترا سیر و سیاحت کے بہت شوقین تھے۔ آپ نے عراق ،اردن ،شام ،لبنان، سعودی عرب ،مصر، اٹلی، سوئزرلینڈ ،فرانس ،بلجیم ،لکسمبرگ ،مغربی جرمنی ،برطانیہ ،ڈنمارک ،ناروے ،سویڈن کینیڈا اور امریکہ کا سفر کیا۔ آپ انگریزی، گجراتی ،اردو اور سندھی کے علاوہ عربی بھی جانتے تھے آپ کی شادی 15 مئی 1941ء کو کراچی کے جناب یوسف ویانی کی دختر مریم بائی کے ساتھ ہوئی آپ کے چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں آپ کا انتقال 21 ستمبر 2003ء کو طویل علالت کے بعد کراچی میں ہوا۔ (1)

برادری میں تعلیمی میدان میں کراچی کی نمایاں شخصیات

کراچی میں برادری کے پہلے گریجویٹ، پہلے انجینئر اور پروفیسر ہونے کا اعزاز جناب سلیمان عبدالغنی گناترا کو حاصل ہے جو انہوں نے گریجویشن 1945ء میں انجینئرنگ 1952ء میں کی، جناب عیسیٰ عبدالغنی پنجوانی کو برادری کے پہلے ڈاکٹر، جناب سلیمان عبداللہ گابا کو پہلا وکیل اور جناب حاجی عبدالستار حاجی یوسف پنجوانی (کلیانی والے) کو پہلے حافظِ قرآن ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور جناب عبدالعزیز یوسف سوریا کو پہلے کمرشل پائلٹ ہونے کا اعزاز حاصل ہے (2)

www.memonbooks.com

ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن (لائبریری) کا قیام:۔

1931ء میں نوآباد میں ایک فٹ بال ٹیم میمن اسپورٹس کلب نوآباد کا قیام عمل میں آیا جس کے پہلے کپتان یوسف طیب کرار تھے یہ فٹ بال کلب آگے چل کر برادری کے ایک بڑے ادارے میں تبدیل ہوگیا۔ 1939ء میں "ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن" کے نام سے موسوم ہوا جس کے پہلے صدر جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا بنے اس ادارے کے قیام میں جناب ولی محمد حاجی یعقوب گنا ترا نے بھی اہم کردار ادا کیا 1939ء میں ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کی جانب سے اوکھائی میمن جماعت خانہ میں لائبریری قائم کی گئی جو بعد میں 1945ء میں اسے موجودجگہ پر منتقل کردیا گیا تفصیل ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کے باب میں۔

اوکھائی میمن برادری میں انقلابی موڑ:۔

1929ء کو اوکھائی میمن برادری میں ایک انقلابی سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے جب طیب عمر مرکٹیا اُس وقت میونسپلٹی کے کیمشنر (Councilor K.M.C) کے انتخاب میں اپنے مدمقابل اے بی الانہ کو شکست دی اس کی تفصیل بیان کرنے سے قبل ہم کراچی میں بلدیاتی نظام کی ابتداء اوراس کے ارتقائی منازل کا جائزہ لینگے کیونکہ اُن دنوں میں کراچی میں اس نظام ہی کو حکومت کا اعلیٰ ایوان تصور کیا جاتا تھا۔

کراچی میں بلدیاتی نظام کی ابتداء:۔

انگریزوں کی حکمرانی کے بعد کراچی اکثر طاعون اور ہیضے کی وباؤں کا شکار رہتا تھا۔ 1946ء میں ہیضے کی وباء سے سات ہزار سے زائد شہری لقمہ اجل بن گئے اس آفت سے بچنے کے لئے کراچی کے باشندے شہر چھوڑ کر مضافات کے کھلے میدانوں میں منتقل ہوگئے اور کراچی شہر خموشاں کا منظر پیش کرنے لگا کراچی میں ان وبائی امراض کے پھیلنے کی اصل وجہ شہر کی گندگی تھی اس کے علاوہ شہر میں پینے کے لیئے صاف پانی کی بھی سخت قلت تھی اور شام میں شہر تاریکی میں ڈوب جاتا تھا، چنانچہ ان تمام مسائل سے نمٹنے کے لئے چارلیس نیپیئر نے 1946ء میں ایک "کنزرونسی بورڈ" (Conservancy) قائم کیا اس بورڈ کے قیام کے مقاصد میں

(1) شہر کی صفائی کے لئے انتظامات کرنا۔

(2) شہریوں کو پینے کے لئے صاف پانی مہیا کرنا۔

(3) رات کے وقت شہر میں روشنی کا انتظام کرنا۔

بورڈ کی بھرپور کوششوں کے نتیجے میں چند ہی دنوں میں شہر کو گندگی سے تو کسی حدتک نجات مل گئی مگر دوسرے مسائل کے حل میں خاص پیش رفت نہیں ہوئی لہٰذا 8 ستمبر 1852ء میں کراچی کے بااثر شہریوں کے مطالبے پر کراچی میں بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے لیئے باقاعدہ

میونسپل سسٹم کو رائج کیا اور کراچی میں میونسپل کمیشن کا قیام عمل میں آیا اس کمیشن کا دفتر میکلورڈ روڈ پر قائم کیا گیا ہے اس کے اراکین "کمیشنر" کہلاتے تھے جن کی کل تعداد (24) چوبیس ہوتی تھی ان میں (9) انگریز اور باقی (15) ممتاز شہری ہوتے تھے اس کمیشن کے پہلے صدر کمیشنر سندھ مسٹر فریئر تھے۔

1984ء میں حکومت نے کراچی میونسپلٹی کے نصف ممبران کو عوام کے ووٹوں کے ذریعہ منتخب کرنے کا طریقہ متعارف کرایا۔ جس کے بعد میونسپلٹی کے کل ممبران کی تعداد (32) بتیس مقرر کی گئی۔ جو (8) آٹھ یورپین اور (24) چوبیس مقامی باشندوں پر مشتمل تھی (16) سولہ ممبران کا انتخاب ٹیکس دہندگان۔ رائے بہادریا۔۔ کے خطابات کے حامل شخصیات یا پندرہ روپے ماہانہ پینشن پانے والے ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے ووٹوں سے ہوتا تھا۔ جب کہ بقیہ (16) سولہ ممبران کو نامزد کرنے کا اختیار حکومت کو حاصل تھا۔

1884ء میں کراچی کی کل آبادی 68,332 افراد پر مشتمل تھی مگر ووٹرز کی کل تعداد صرف 1666 تھی اس نظام کے تحت کراچی کی تاریخ کے سب سے پہلے بلدیاتی انتخابات یکم نومبر 1884ء کو منعقد ہوئے ان انتخابات کے لئے کراچی کو 16 وارڈوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر وارڈ سے ایک میونسپلٹی کے لئے ایک ممبر منتخب کیا گیا۔ یہاں یہ بات قابل غور کہ اس وقت جب کہ کراچی میں مسلمانوں کی اکثریت تھی میونسپلٹی کے (16) منتخب ممبران میں بھی مسلمانوں کی تعداد صرف (3) تین اور 16 نامزد ممبران میں بھی مسلمانوں کی تعداد صرف (3) تھی گویا کہ (32) ممبران میں مسلمان ممبران کی تعداد صرف (6) چھ تھی جس میں صالح محمد عمر ڈوسل میمن قوم کے پہلے منتخب کمیشنر ہوئے ان کا تعلق کچھی میمن جماعت سے تھا ان کے بعد 1917ء میں سر حاجی عبداللہ ہارون دوسرے اور طیب عمر مرکنٹیا (طیب آغا) کاٹھیاواری ہالائی میمن میں سے پہلے کمیشنر تھے۔ اکتوبر 1910ء میں کراچی میونسپلٹی کو اپنا صدر منتخب کرنے کا اختیار مل گیا اس سے پہلے حکومت کی طرف سے اُس کا صدر کسی انگریز کو نامزد کیا جاتا تھا۔ 1921ء میں میونسپلٹی قوانین میں مزید ترمیم کی گئی اور برصغیر کے بڑے شہروں کی میونسپلٹیوں کو بجٹ اور آبادی کی بنیاد پر کارپوریشنوں کا درجہ دے دیا گیا۔ اس وقت تک برصغیر میں صرف 3 شہروں بمبئی، کلکتہ اور مدراس میں میونسپل کارپوریشن قائم ہو چکی تھیں یکم نومبر 1933ء کو بجٹ اور آبادی کی بنیاد پر کراچی میونسپلٹی کو بھی کارپوریشن بننے کا اعزاز حاصل ہو گیا۔

مختلف ادوار میں کراچی بلدیہ کو جن ناموں سے پکارا گیا تھا وہ اس طرح تھے۔

1846ء میں	کنزرویٹسی بورڈ
1851-52ء	میونسپلٹی
1878ء	سٹی میونسپلٹی
1933ء	میونسپل کارپوریشن (1)

کراچی میں بجلی کی ابتداء:۔

1847ء سے قبل کراچی کی سڑکوں اور گلیوں میں روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا چنانچہ شام ہوتے ہی پورا شہر تاریکی میں ڈوب جاتا تھا سندھ پر برطانوی تسلط کے بعد چارلیس نیپیئر نے سب سے پہلے اس شہر میں روشنی کا انتظام کرنے کے لئے اقدامات کیے اس کے قائم کردہ کنزرویٹنسی بورڈ نے 1847ء میں شہر کی سڑکوں کے کنارے لیمپ نصب کروائے ان لیمپوں کو روشن کرنے کے لیئے ناریل کا تیل استعمال کیا جاتا تھا جسے استعمال کرنے کا مقصد شہر کی فضا کو آلودگی سے پاک رکھنا تھا 1883ء میں کھوپرے کے تیل کے بجائے مٹی کے تیل سے لیمپ جلائے جانے لگے۔اس وقت تک شہر کی ساٹھ میل طویل سڑکوں پر ایک ہزار لیمپ لگائے جاچکے تھے۔

1878ء میں کراچی میونسپل کمیشن کو میونسپلٹی کا درجہ ملنے کے بعد شہر کے بڑے چوراہوں اور سڑکوں پر گیس لیمپ لگادیے گئے جن کی روشنی سے دوفرلانگ تک کا علاقہ روشن ہوجاتا تھا روزانہ شام کے وقت کراچی میونسپلٹی کا کارندہ ان گیس لیمپوں کو روشن کرنے کے لئے آتا۔

1913ء میں میسرز فاربس اینڈ فاربس (Farbes&Farbes Camberl) کیمبل کمپنی نے کراچی میں الیکٹرک کارپوریشن قائم کی اور کراچی میں بجلی کا آغاز 1913ء میں ہوا اور اس کا پہلا کنکشن جہانگیر کوٹھاری بلڈنگ کو ملا تھا۔لی مارکیٹ کے علاقے میں بجلی 1923ء میں آئی اور پہلا کنکشن پریس والی بلڈنگ کو دیا گیا تھا، اگرچہ کراچی میں بجلی 1913ء میں آچکی تھی مگر کافی عرصے بعد تک شہر کے کئی علاقوں میں گیس اور پیٹرول لیمپ ہی استعمال کیے جاتے رہے۔

اوکھائی میمن برادری حکومتی ایوان میں:۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ اوکھائی میمن برادری تعلیمی معاملات حکومتی اور دوسرے اداروں میں برادری کو درپیش مسائل کے حل کے لئے 1928ء میں اوکھائی میمن مدرسہ ایسوی ایشن' قائم کی گئی اس ادارے کے تمام معاملات کے حل کے لئے جناب طیب عمر مرکٹیا کا اکثر میونسپلٹی اور دوسرے اداروں میں جانا ہوتا تھا اور اکثر اسکول کے امور نمٹانے کے سلسلے میں بلدیہ کے کمشنر (کونسلر) کی معاونت کی ضرورت پڑتی رہتی تھی ان امور کی انجام دہی کے دوران وہ اس بات کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے تھے کہ اگر اوکھائی میمن برادری سے بھی کوئی کمشنر بلدیہ (کونسلر) ہوتو برادری کے لوگوں کے بہت سے مسائل حل کیے جاسکتے ہیں لہذا انہوں نے بلدیہ کے کمشنر (کونسلر) کے الیکشن میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔

1929ء اوکھائی میمن برادری میں تاریخی اہمیت کا عامل بنا جب جناب طیب عمر مرکٹیا بلدیہ کراچی میں پہلے (ہالائی میمن) اوکھائی میمن کمشنر منتخب ہونے کا اعزاز حاصل کیا اور اپنے مدمقابل اے بی الانہ کو شکست دی اس انتخابی مہم جو اوکھائی میمن برادری کی سیاست میں پہلی پیش رفت تھی اور پوری قوم نے اپنے اتحاد اور یکجہتی کا بھرپور مظاہرہ کیا اور اس دن پوری برادری نے طیب عمر مرکٹیا کو "طیب آغا" کا خطاب دیا یعنی "قائد ورہبر" اس معرکہ میں برادری کے بزرگوں کے ساتھ ساتھ بہت سے اُس وقت کے نوجوانوں نے اپنے زندگی کے سوشل کیریر کا آغاز کیا جس میں جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناتڑا، جناب حاجی قاسم شریف غازیانی، جناب طاہر محمد الیاس گابا، احمد ٹوپڑیا اور دیگر بزرگوں نے اس کامیابی کے بعد

www.memonbooks.com

اپنی صلاحیتوں اور محنتوں کے ساتھ برادری میں کئی کامیاب ادارے قائم کیے جو برادری کی معاشرتی زندگی میں انقلابی تبدیلیوں کا باعث بنے ۔(1)

جناب طیب عمر مرکٹیا (طیب آغا):۔

جناب طیب عمر مرکٹیا اپنے والد جناب حاجی عمر اسحاق مرکٹیا کے ہمراہ 1889-1900ء میں اوکھائی منڈل میں وڑواڑہ سے ہجرت کر کے کراچی آئے آپ کے والد اور خاندان کے دوسرے بزرگوں کی طرح آپ بھی بندرگاہ سے وابستہ ہوئے اور تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے آپ بندرگاہ پر ابتدائی ٹالی کلرک سے چیکر اور پھر ترقی کرتے ہوئے کارگو سپروائزر کے عہدے پر فائز ہوئے اُس وقت اس عہدے پر زیادہ تر پارسی حضرات فائز ہوتے تھے آپ کی صلاحتوں اور کارکردگی کو دیکھتے ہوئے برٹش انڈیا اسٹیم شپ نیوی گیشن کمپنی (B.I) نے آپ کو پہلے اسٹنٹ کارگو سپر نٹنڈنٹ اور پھر کچھ ہی عرصے میں آپ کو ترقی دے کر کارگو سپر نٹنڈنٹ بنا دیا (B.I) برٹش انڈیا اسٹیم شپ نیوی گیشن کی تاریخ میں وہ واحد مسلمان اور برصغیر پاک وہند کی پہلی شخصیت تھی جو اس عہدے پر فائز ہوئی ۔اس سے پہلے اس عہدے پر صرف انگریز افسران ہی مقرر ہوتے تھے جنہیں کمپنی اپنے ہیڈ کوارٹر لندن سے مقرر کرتی تھی ۔

جناب طیب عمر مرکٹیا (طیب آغا) کے بقول ''کسی قوم کو ترقی کرنا ہے تو اسے معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ضروری ہے' اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے کراچی کی بندرگاہ پر اوکھائی میمن برادری کو روزگار فراہم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا آپ کی ان خدمات کی وجہ سے برادری میں آپ کو انتہائی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل رہا ہے کہ آپ کے کونسلری کے دور میں اولڈ ٹی ایریا میں سب سے پہلے اسٹریٹ لائٹ کی ابتداء کھارادر سے ہوئی اس طرح وہاں کے گھروں میں بھی بجلی کی ابتداء ہوئی ۔آپ کی سماجی خدمات کے ساتھ آپ کی شخصیت بھی متاثر کن تھی اور اُس زمانے میں بھی آپ سوٹ پہن کر ڈیوٹی پر جانا اور خوبصورت گھوڑا گاڑی جو اُس وقت عام طور پر چلتی تھی اُس میں جانا آپ کی شخصیت کو متاثر کن بناتی تھی ۔

1934-35ء میں پوربندر میں آل انڈیا میمن کانفرنس قرارداد منظور کی گئی کہ پورے ہندوستان میں جہاں کہیں میمن آباد ہیں وہاں وہ خود جائیں اور وہاں کے لوگوں کے حالات معلوم کریں اس سلسلے میں کراچی سے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اُس کے سیکریٹری جناب طیب عمر مرکٹیا اور ان کے معاون کے طور پر یوسف محمدی کو رکھا گیا تھا آپ کا انتقال 8 اگست 1944ء میں دل کا دورہ پڑنے سے ہوا آپ کے انتقال کی خبر پہنچتے ہی بندرگاہ اور کھارادر کا پورا علاقہ آپ کے سوگ میں بند رکھا گیا اور پوری برادری نے ان کے انتقال کے سوگ میں اپنا کاروبار بند رکھا۔

اوکھائی میمن برادری میں پہلی ہاؤسنگ اسکیم کی ابتداء:۔

1899-1900ء میں اوکھا منڈل میں شدید خشک سالی 'چھپنا ڈوکار'' کی وجہ سے برادری کی بڑی کثیر تعداد نے کراچی میں آ کر آباد

ہوئے اور اُس وقت پوری برادری کھارادر میں آباد تھی اور وقت کے ساتھ ساتھ آبادی میں اضافے کی وجہ سے نو آباد میں آباد ہونا شروع ہوئی جناب طیب عمر مرکٹیا کے میونسپلٹی میں کمشنر (کونسلر) کے دور میں برادری کے لیے سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت محسوس کی گئی وہ ہاؤسنگ کے لیے میونسپلٹی سے زمین کے حصول کی کوشش کرنا تھی۔

1930ء میں اُس وقت میونسپلٹی کے صدر جناب جمشید نسروانجی اور سنیئر ممبر جناب حاتم علی علوی اور جناب محمد ہاشم گزدر کے تعاون سے پہلے کھارادر میں موجود پنجابی کلب کے مقام پر زمین دی گئی تھی لیکن سمندر کے کھارے پانی، کیچڑ اور زمین کی ناقص حالت کی وجہ سے برادری نے اس میں دلچسپی نہیں لی جس کے بعد لیاری موجودہ میمن سوسائٹی میں زمین حاصل کی گئی۔ اس کام میں برادری کے بزرگوں اور خاص کر جناب حاتم علی علوی اور محمد ہاشم گزدر نے اہم کردار ادا کیا اور ان کوششوں سے اس زمین کا حصول ممکن ہوا۔ اسی لئے اس کا نام ابتداء میں حاتم آباد رکھا گیا تھا۔(1)

لیاری:۔

''میمن سوسائٹی'' جہاں برادری کے لئے زمین حاصل کی گئی وہ دراصل لیاری کا علاقہ کہلاتا ہے۔ لہٰذا لیاری کے بارے میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ لیاری کا علاقہ پرانی کراچی کی فیصل شہر سے باہر سب سے پہلے آباد ہوا تھا۔ کچھ ہی عرصے بعد اس مضافاتی بستی کی آبادی ہزاروں تک پہنچ گئی اُس وقت اس علاقے میں پیلو کے درختوں کی بہتات تھی۔ چونکہ پیلو ''ملاپ'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ اس مناسبت سے اس علاقے کو ''لے ہاری'' کہا جانے لگا جو بعد میں لیاری بن گیا اس علاقے کا نام یہاں سے گزرنے والی لیاری ندی کے نام سے ماخوذ ہوسکتا ہے ایک وقت آیا کہ یہاں کی آبادی فیصل شہر کے اندر کی آبادی سے تجاوز کرگئی جس کی وجہ سے 1860ء میں فصیل شہر کو توڑ کر تمام آبادی کو یکجا کردیا۔

چاکیواڑہ:۔

''چاکی'' کے معنی تیلی کے ہیں ابتداء میں اس علاقے میں صرف تیلی آباد تھے چنانچہ تیلیوں کی مناسبت سے یہ علاقہ ''چاکیواڑہ'' کے نام سے مشہور ہوگیا۔

رانگی واڑہ:۔

یہ پرانی کراچی کا صنعتی علاقہ تھا یہاں چمڑا رنگنے کے کئی کارخانے قائم تھے ان کارخانوں میں کام کرنے والے مزدور بھی بڑی تعداد میں اس علاقے میں رہائش پذیر تھے چمڑے کی رنگائی کی مناسبت سے یہ علاقہ ''رانگی واڑہ'' کہلاتا ہے۔

حاتم آباد (میمن سوسائٹی) کا قیام:۔

اوکھائی میمن برادری کی پہلی ہاؤسنگ اسکیم ''حاتم آباد'' کی زمین کے حصول اور سوسائٹی کے قیام میں برادری کے جن بزرگوں نے اس میں نمایاں خدمات انجام دی اُن میں جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناتڑا، جناب ولی محمد عثمان ملاڑا، جناب علی احمد ٹوبڑیا، جناب طاہر محمد الیاس گابا،

جناب قاسم کریم ٹوبریا، جناب محمد یوسف گابا، حاجی یوسف مٹھو مرکٹیا، قاسم شریف غازیانی ہاشم عمر مرکٹیا اور جناب طیب عمر مرکٹیا نے اہم کردار ادا کیا۔

اوکھائی میمن ہاؤسنگ سوسائٹی کی پانچ ایکڑ زمین جو (52) باون پلاٹوں پر مشتمل ہے اور یہ کراچی میں تمام میمن برادریوں میں پہلی رجسٹرڈ سوسائٹی ہے۔ 1933ء میں (حاتم آباد) موجودہ میمن سوسائٹی برادری کے لوگ شروع میں اسے ''نئی نگری'' کے نام سے بھی پکارتے تھے یہاں پر سب سے پہلا مکان یوسف مٹھو (مولائی) نے تعمیر کروایا جس کے بعد جناب حاجی عثمان نور محمد غازیانی (سرنگ) نے اپنے پلاٹ کو تعمیر کروایا اور کے بعد برادری کے دیگر بزرگوں نے اپنے مکانات کی تعمیر شروع کی حاتم آباد سوسائٹی میں برادری کے خاندانوں کے اضافے کے ساتھ وہاں پر ایک رفاہی پلاٹ بھی تعمیر کروایا جو اُس وقت بزرگوں نے جماعت کے ہال اور اسٹور کے لئے رکھا تھا جہاں پر بعد میں اوکھائی میمن جماعت خانہ تعمیر کیا گیا۔(1)

میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی کا قیام:۔

اوکھائی میمن برادری میں پہلی ہاؤسنگ اسکیم میں پلاٹ کی خریداری اور اُس پر مکان کی تعمیر کے لئے برادری میں مالی پریشانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ساتھ ساتھ دوسری میمن برادری کے افراد کو روزگار اور کاروبار کے لئے مالی امداد کی ضرورت تھی ان تمام معاملات کو نظر میں رکھتے ہوئے جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناتڑا اور کچھ اور بزرگوں نے مل کر ''میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی قائم کی جس میں میں کچھی میمن برادری کے بزرگ اور اوکھائی میمن برادری کے بزرگ شامل تھے۔

1900ء میں جناب جمشید نسر وانجی کی کوششوں سے کراچی میں پہلے کوآپریٹیو بینک کا قیام عمل میں آیا۔ 1933ء ولی محمد حاجی یعقوب گناتڑا کونسلر منتخب ہوئے تھے اور اُن کے جمشید نسر وانجی سے گہرے مراسم تھے اور ان کی کوششوں اور تعاون کی وجہ سے ''میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔

جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناتڑا:۔

جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناتڑا اوکھائی میمن برادری کی تاریخ ساز شخصیت جنہوں نے اپنے سوشل کیریر کا آغاز 1929ء جناب طیب عمر مرکٹیا کے کونسلر کے انتخاب سے کیا ابتداء میں آپ بندرگاہ پر بی آئی کمپنی (B.I.Company) میں اپنے استاد طیب عمر مرکٹیا جو اُس وقت وہاں پر سپروائزر کے عہدے پر فائز تھے اُن کے پاس ٹالی کلرک کا کام شروع کیا۔

ولی محمد حاجی یعقوب گناتڑا کے والد بہت دین دار شخصیت تھے آپ کے چار بھائی تھے جس میں عبدالغنی گناتڑا اوکھائی میمن برادری کی اہم شخصیت پروفیسر سلیمان گناتڑا کے والد تھے ان کے علاوہ حاجی صالح محمد کاروبار سے وابستہ تھے جب کہ

www.memonbooks.com

ولی محمد اور ایوب آپ دونوں بھائی شپنگ سے وابستہ رہے بعد میں پاکستان شپنگ کمپنی قائم کی جس میں آپ کے پارٹنر جناب سلیمان پنجوانی صاحب تھے اور 1933ء سے 1954ء تک مسلسل کونسلر کے عہدے کے لئے منتخب ہوتے رہے 1940ء میں آپ کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ٹرسٹی منتخب ہوئے 1940ء سے 1950ء تک آپ اوکھائی میمن مدرسہ ایسوی ایشن کے اعزازی سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے۔

1937ء میں میمن برادری کو اقتصادی روزگار اور ہاؤسنگ میں مالی معاونت فراہم کرنے کے لئے میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی قائم کی اور آپ 1963ء تک اُس کے مسلسل صدر منتخب ہوتے رہے 1960ء میں جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے پاکستان کی اسمبلی میں پہنچنے والی وہ پہلی اوکھائی میمن شخصیت تھی اس کے علاوہ آپ مدرسۃ الاسلام اور لیڈی ڈیفرین ہسپتال کے بورڈ آف گورنر کے ممبر بھی رہنے کے ساتھ ساتھ 1964ء میں اُس وقت کے کمشنر جناب روئیداد خان نے کراچی میں سو(100) ممتاز شخصیتوں پر مشتمل کراچی میں ایک جرگہ قائم کیا تھا آپ اُس تین اوکھائی میمن برادری کی شخصیات میں سے ایک تھے آپ کے علاوہ جناب قاسم عثمان کانڈا والا اور جناب محمد خمیسہ غازیانی اُس جرگہ میں شامل تھے۔(1)

کوئٹہ زلزلہ کے متاثرین اور اوکھائی میمن برادری:۔

1935ء میں کوئٹہ میں شدید ترین زلزلہ کی وجہ سے قیامت صغریٰ برپا ہوئی جس کی وجہ سے وہاں پر ہزاروں انسان لقمہ اجل بن گئے اور کئی ہزار لوگ زخمی و بے گھر ہوئے اس سلسلے میں پورے ہندوستان سے امدادی سرگرمیاں انجام دی گئی اور خصوصاً میمن قوم نے اس ناگہانی آفت میں مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد میں کوئی کسر باقی نہ رکھی حکومت نے اُس وقت کوئٹہ کے زلزلہ سے متاثرین اور زخمی افراد کی بڑی تعداد کو علاج معالجہ کے لئے کراچی میں موجودہ اولڈ حاجی کیمپ کے علاقے اور سول ہسپتال کے سامنے اسکولوں کو خالی کروا کر بے گھر افراد کی علاج معالجے اور رہائش کا انتظام کیا۔ اور شدید ترین زخمیوں کو ہسپتال میں منتقل کیا سانحہ کوئٹہ کے متاثرین کی کراچی میں امداد اور دیکھ بھال میں اوکھائی میمن برادری کے نوجوان اور والنٹیر نے جناب عالی خمیسہ مرکٹیا، جناب یوسف نور محمد کاٹھا اور جناب عبداللطیف علی محمد کرار کی رہنمائی میں بھرپور خدمات انجام دیں اس سلسلے میں کھارادر اوکھائی میمن مدرسہ میں اُن کے لیئے کھانے پینے کی اشیاء جمع کرکے اُن تک پہنچائی جاتی تھیں اس کے علاوہ ان کے معالجے دوائیاں، اشیاء خوردونوش اور کپڑے وغیرہ کے انتظامات میں نمایاں خدمات انجام دیں۔(2)

اوکھائی میمن جماعت خانہ (میمن سوسائٹی) کا قیام:۔

میمن سوسائٹی (حاتم آباد) بڑھتی ہوئی برادری کی آبادی کی وجہ سے بزرگوں نے وہاں پر رفاہی پلاٹ پر خوشی غمی کی تقریبات کے سلسلے میں کمیونٹی سینٹر کے قیام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے سر حاجی عبداللہ ہارون جو اُن دنوں میں کراچی میں سیاسی سماجی اور مالی طور پر بڑی شخصیتوں میں سے ایک تھے اور جن کے اوکھائی میمن برادری سے بہت ہی گہرے تعلقات تھے اور وہ ان کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے اوکھائی میمن برادری اُن کی

www.memonbooks.com

طرف سے ہر تحریک میں پیش پیش اور سب سے آگے رہتی تھی چاہے وہ ریشمی رومال تحریک ہو یا خلافت تحریک ہو یا پھر تحریک پاکستان کے جدوجہد ہو برادری اُس میں ہمیشہ آگے رہی اور یہی وجہ تھی کہ سر حاجی عبداللہ ہارون اس برادری کو اپنی فورس سے تعبیر کرتے تھے جس کی زندہ مثال اُن کے انتقال کے بعد تدفین میمن سوسائٹی کے علاقے میں اُن کے قائم کردہ یتیم خانہ و مدرسہ کے احاطے میں کی گئی ہے جو میمن سوسائٹی میں واقع ہے۔

اوکھائی میمن برادری اُس وقت معاشی طور پر انتہائی کمزور ہوا کرتی تھی اور کچھ خاندان مالی طور پر بہتر پوزیشن میں تھے لیکن اُن کی تعداد بہت کم تھی اوکھائی میمن جماعت خانے کی تعمیر کے کام کے لئے مالی پریشانی کا جب سر حاجی عبداللہ ہارون کے علم میں یہ بات آئی تو انہوں نے اس کی تعمیر میں اوکھائی میمن برادری کے مخیّر افراد کے ساتھ بھرپور مالی تعاون کرتے ہوئے اس کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا۔

3 جولائی 1938ء بروز اتوار اوکھائی میمن برادری ایک یادگار دن اُس دن میمن سوسائٹی میں اوکھائی میمن جماعت خانے کا سنگِ بنیاد سر حاجی عبداللہ ہارون کے دست مبارک سے رکھا گیا اُس دن پوری سوسائٹی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور پوری سوسائٹی میں اسکول کی بینڈ نے مارچ پاسٹ کیا جو اُس وقت بہت اہم سمجھا جاتا تھا سر حاجی عبداللہ ہارون جو اس پروگرام میں مہمان خصوصی تھے اُن کے ساتھ خاص مہمانوں میں جناب حاتم علی علوی، محمد ہاشم گزدر، طیب علی علوی اور دیگر معززین شریک تھے اوکھائی میمن جماعت اور سوسائٹی کی طرف سے جناب سائنا محمد غازیانی، جناب طیب عمر مرکٹیا، جناب حاجی حسن ٹوبڑیا، جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا، جناب ولی محمد عثمان ملاڑا، جناب حاجی محمد یوسف مٹھو مرکٹیا، جناب حاجی عثمان نور محمد غازیانی (سرنگ) جناب قاسم شریف غازیانی، جناب یوسف محمدی، جناب علی احمد ٹوبڑیا، جناب محمد یوسف صالح محمد گابا، جناب طاہر محمد الیاس گابا اور دیگر معزز بزرگوں نے اہم کردار ادا کیا۔(1)

اوکھائی میمن جماعت کا انتظامی مرکز جماعت کی ہیڈ آفس:-

1880ء میں اوکھائی میمن جماعت کے قیام کے وقت اس کا کوئی مرکزی دفتر نہ تھا بلکہ اُس وقت برادری صرف کھارادر میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے باکڑا ہوٹل مچھی میانی روڈ پر برادری کے بزرگوں کی ہوٹل پر فیصلے کیا کرتے تھے بعد میں اوکھائی میمن مسجد کے ساتھ ایک کمرہ بنایا گیا جہاں پر جماعت کا خوشی غمی میں استعمال ہونے والا سامان رہتا تھا اوکھائی میمن اسکول کے قیام کے بعد جماعت کے امور وہاں پر نمٹائے جاتے تھے 1934ء سے 1938ء تک جماعت کے آفس کے امور کی انجام دہی سر حاجی عبداللہ ہارون بورڈنگ ہاؤس کھڈہ میں بھی ہوتی رہی اور 3 جولائی 1938 میں جماعت خانے کی تعمیر کے بعد تمام انتظامی امور میمن سوسائٹی جماعت خانے میں انجام ہوتے رہے، کیونکہ اُس وقت میمن سوسائٹی سینٹر میں تھی اور برادری کھارادر نوا آباد اور میمن سوسائٹی میں آباد تھی لہذا برادری کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں پر مرکزی دفتر قائم کیا گیا۔

2003ء میں برادری کی اکثریت حسین آباد و گلزاری ہجری کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا کی صدارتی دور میں جماعت کا مرکزی دفتر اور انتظامی معاملات حسین آباد میں منتقل کیا گیا تاکہ برادری کو بہتر سہولیات بہم پہنچائی جا سکے۔

کراچی میں فلاح و بہبود کے اداروں کا قیام:-

کسی بھی معاشرے میں فلاحی ادارے وہاں کی سماجی اور معاشرتی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف عوام کے دکھ درد میں

www.memonbooks.com

کام آنے کے ساتھ ساتھ وہاں پر تعلیمی اور طبی سہولتیں پہنچانے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں ایسے کئی سماجی ادارے تعلیمی ادارے اور ہسپتال مخیّر حضرات اور حکومت کی طرف سے قائم ہوئے جس سے عوام براہ راست مستفید ہوتے تھے اور ایسے اداروں کے قیام میں میمن قوم کا کردار ہمیشہ سے شاندار رہا ہے ۔پچھلے باب میں تعلیمی اداروں کی تفصیل بیان کی ہے یہاں پر کراچی میں ہسپتال اور دوسرے سماجی اداروں کا تفصیل بیان کرتے ہیں ۔

کراچی میں ہسپتالوں کی ابتداء:۔

کراچی کا موسم اگر چہ معتدل ہے مگر سمندری ہواؤں میں نمی کی زیادتی کی وجہ اور صفائی کے ناقص انتظام کے سبب شہر ماضی میں متعدد مہلک بیماریوں کی آماجگاہ بنا رہا ہے کراچی انیسویں صدی کی چوتھی، پانچویں اور نویں دہائیوں میں ہیضے اور طاعون کا شکار رہ چکا ہے ۔

کراچی میونسپل کمیشن کے قیام کے بعد شہریوں کے علاج معالجے کے لئے شہر میں دواخانے قائم کرنے کی جانب توجہ مبذول کی گئی اس وقت کراچی کے کچھ مخیّر حضرات نے بھی اس کارخیر میں ہاتھ بٹاتے ہوئے اپنی طرف سے شہر کے مختلف علاقوں میں ڈسپنسریاں قائم کیں اُس وقت کراچی میں ملیریا، قے، دست، پیٹ کا درد، ٹی بی، دمہ، کان کا درد، آشوب چشم اور جلدی بیماریاں عام تھیں ۔88-1881ء کے دوران کراچی کی ایک مخیّر شخصیت جناب ایڈلجی ڈنشا نے صدر بازار، لیاری کوارٹرز اور بندر روڈ پر ڈسپنسریاں قائم کی ۔

صدر بازار ڈنشا ڈسپنسری:۔

یہ ڈسپنسری صدر میں جہانگیر پارک کے بالمقابل بوہری بازار کے پاس آج بھی قائم ہے اس ڈسپنسری کو 1881ء میں ایڈلجی ڈنشا نے تعمیر کرایا تھا اس ڈسپنسری میں سالانہ تیرہ ہزار مریضوں کا علاج کیا جاتا تھا ۔

لیاری کوارٹرز کی ڈسپنسری:۔

یہ دواخانہ اب بھی قائم ہے ۔یہ کراچی کا ایک بڑا دواخانہ جو ایڈلجی ڈنشا کے مالی تعاون سے تعمیر ہوا تھا اس کا آغاز 1882ء میں ہوا اور یہاں پر غریب عوام کو مفت علاج کی سہولت فراہم کی جاتی ہے ۔

بندر روڈ ڈسپنسری:۔

یہ ڈسپنسری کراچی میونسپلٹی نے 1885ء میں تعمیر کروائی تھی یہ لکشمی بلڈنگ کے بالمقابل موجودہ ایجوکیشن انسپکٹر یٹ کی جگہ پر واقع تھی ۔

سول ہسپتال:۔

یہ کراچی میں قائم ہونے والا سب سے پہلا ہسپتال ہے 1839ء میں کراچی پر جن برطانوی فوجیوں نے قبضہ کیا تھا انھوں نے شہر کے باہر موجودہ عیدگاہ میدان کے قریب عارضی پڑاؤ کیا تھا ان فوجیوں کو کراچی کا موسم راس نہ آیا اور وہ قے، دست اور ہیضے کی بیماریوں کا شکار ہونے لگے چنانچہ

ان کے علاج کے لئے یہاں پر ایک عارضی ڈسپنسری قائم کی گئی کچھ عرصے بعد ان فوجیوں کو یہاں سے منتقل ہونے کے بعد بھی یہ ڈسپنسری قائم رہی بلکہ اسے ہسپتال کی شکل دے دی گئی 1854ء میں اس چھوٹے سے ہسپتال کی جگہ ایک کشادہ ہسپتال تعمیر کیا گیا اور اسے کراچی کے عوام کے لئے وقف کر دیا گیا۔ چونکہ اب یہ غیر فوجی ہسپتال تھا اس لیئے اس کا نام "سول ہسپتال" رکھ دیا گیا۔ اُس وقت اس عمارت کی تعمیر پر 6,878 روپے خرچ ہوئے تھے۔ 1946ء میں اس سے ملحق ڈاؤ میڈیکل کالج قائم کیا گیا۔ اس کالج کا نام سندھ کے اس وقت کے گورنر "مسٹر ڈو" "Mr. Dow" کے نام پر رکھا گیا۔ یہ ہسپتال اب بھی کراچی کا ایک بڑا ہسپتال ہے مگر اب اس کا نمبر جناح ہسپتال کے بعد آتا ہے۔ (1)

جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سینٹر (جناح ہسپتال)

1938ء میں فوجیوں کے علاج کے لیئے قائم کیا جانے والا "میڈیکل کاریس ہسپتال" جواب جناح ہسپتال کے نام سے مشہور ہے۔ 1942ء میں رائل ایئر فورس نے اس کا انتظام کر کے یہاں کئی وارڈ تعمیر کروائے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران اس ہسپتال نے زخمی فوجیوں کے علاج کے سلسلے میں نہایت اہم کردار ادا کیا تھا یہ ابتداء ہی سے ایک بڑا ہسپتال بنایا گیا تھا اس کے (18) اٹھارہ وارڈ تھے جن مریضوں کے لئے 250 بستر موجود تھے۔

قیام پاکستان کے بعد اسے پاکستان بھر میں مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی۔ یہ اب ملک بھر میں سب سے زیادہ وارڈوں اور بستروں والا ہسپتال ہے، اب اس ہسپتال سے ملحق ایک میڈیکل کالج بچوں کا اور دل کی بیماریوں کے بڑے ہسپتال بھی قائم کیے گئے ہیں۔

لیڈی ڈفرن ہسپتال:۔

اس ہسپتال کا آغاز 5 نومبر 1898ء کو ہوا تھا۔ اس کے قیام کے سلسلے میں میونسپلٹی، لوکل ڈسٹرکٹ بورڈ اور حکومت نے مالی اعانت کی تھی۔ کراچی کے مشہور سماجی رہنما مسٹر ایڈلجی ڈنشا نے اس کے لیئے ایک کشادہ عمارت پیش کی تھی جس کی اُس وقت ایک لاکھ پانچ ہزار روپے تھی۔ یہ ہسپتال کراچی کے غریب عوام کے لیئے مخصوص تھا یہ بنیادی طور پر ایک زچہ خانہ ہے۔ بعد میں اس میں نرسوں کی کمی کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کیا گیا تھا۔ (1)

اسپنسر آئی ہسپتال:۔

اس ہسپتال کے قیام میں ڈاکٹر کے این اسپنسر (K.N.Spencer) نے کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ اس ہسپتال سے قبل کراچی میں آنکھوں کا کوئی ہسپتال موجود نہ تھا اس کی ابتداء بیسویں صدی کے آغاز میں کراچی میں آنکھوں کی بیماریوں کی ایسی وبا پھیلی کہ پورا شہر اس کی لپیٹ میں آگیا۔ چنانچہ اس آفت ناگہانی سے نمٹنے کے لئے لیاری کے علاقے میں ٹمبر مارکیٹ کے قریب آنکھوں کے علاج کے لئے ایک ڈسپنسری کھولی گئی مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر شہر کے چند مخیر حضرات کے مالی تعاون سے اسے 30 بستروں کے ہسپتال میں تبدیل کر دیا

گیا۔چنانچہ اس وقت کے میئر کراچی جناب حاتم علی علوی نے اس ہسپتال کی عمارت کا سنگ بنیا د رکھا اور 14 مارچ 1940ء میں اس کا افتتاح ہوا۔ڈاکٹر انکل سریا اس کے پہلے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے اس ہسپتال نے کراچی کے عوام کی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔

سوبھراج چیتومل میٹرنٹی ہوم :۔

یہ ہسپتال برنس روڈ کے علاقے میں واقع ہے یہاں ایک زچہ خانہ ہے جو قیام پاکستان سے قبل صرف ہندو عورتوں کے لئے مخصوص تھا اس میٹرنٹی ہوم کا 21 جولائی 1928ء کو اس وقت کے کمشنر سندھ مسٹر تھامس نے افتتاح کیا تھا(ا)

کراچی میں طبی سہولیات کی فراہمی میں میمن قوم کا کردار:۔

میمن قوم کے بارے میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ جہاں بھی آباد ہوتے ہیں وہاں پر سب سے پہلے مسجد تعمیر کرواتے ہیں اس کے بعد جماعتی نظام کے تحت قیام اور وہاں پر برادری کی سہولیات کے لئے کمیونٹی سینٹر اور پھر مدرسہ،اسکول اور ہسپتال دواخانے کی تعمیر پر توجہ دیتے ہیں تا کہ اس سے ''حقوق العباد'' اور انسانیت کی خدمت کی جا سکے۔

قیام پاکستان سے قبل میمن قوم کراچی میں 175 سالوں سے آباد تھی اور جس میں کچھی میمن برادری 75-1770ء میں کلہوڑوں کے دور میں اوکھائی میمن برادری 25-1818ء تالپوروں کے دور میں آباد ہوئی۔اور یہ برادریاں اپنے سماجی ڈھانچے میں رہتے ہوئے مسجد، جماعت کمیونٹی سینٹر اور تعلیمی ادارے قائم کئے لیکن قیام پاکستان سے قبل طبی شعبے میں کوئی خاص کام نہیں کر سکے تھے ایک دو چھوٹے موٹے دواخانے تو تعمیر کئے تھے لیکن وہ کوئی قابل ذکر نہیں ہیں اور اُن دنوں طبی سہولیات کے لئے حکومت اور پارسی صاحب حیثیت لوگوں کی طرف سے قائم طبی اداروں اور ہسپتال علاج معالجے کی سہولیات حاصل کی جاتی تھی۔برادری نے قیام پاکستان کے بعد اس شعبے میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں جس کا تفصیلی ذکر میمن قوم تاریخ کے آئینے میں باب پاکستان میں سماجی خدمات میں دیکھیں یہاں پر ہم اُن اداروں اور ہسپتالوں کے ناموں کو درج کرتے ہیں جو لاکھوں انسانوں کو طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں ان میں

(1)	میمن جنرل ہسپتال	(11)	عزیز ٹباڈ ایلاسز ہسپتال
(2)	عثمان میموریل ہسپتال	(12)	بالاری میمن جنرل ہسپتال
(3)	بانٹوا خدمت کمیٹی ہسپتال	(13)	حاجی احمد میموریل ہسپتال
(4)	کتیانہ میمن ہسپتال	(14)	اوکھائی میمن ہسپتال حسین آباد
(5)	کاٹھیاواڑ ہسپتال	(15)	راجکوٹ میمن ایسوسی ایشن ہسپتال
(6)	حسینی ہسپتال	(16)	ماں عائشہ میموریل سینٹر

(7) فاطمہ بائی ہسپتال

(8) بانٹوا انیس ہسپتال

(9) پٹیل ہسپتال

(10) جمال نور ہسپتال

(17) کھارادر جنرل ہسپتال

(18) ٹبا کارڈیو ہارٹ ڈیسیس ہسپتال

(19) پاکستان میمن جماعت ہسپتال

(20) میمن چیری ٹیبل ہسپتال

www.memonbooks.com

3.5

کراچی میں تجارتی اور معاشی ترقی (قیام پاکستان)

آج ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو ہمیں زندگی کی تمام امور میں معاشی اور تجارتی سرگرمیاں بھرپور انداز میں نظر آئینگی کراچی جو دنیا کے چند اہم ترین اور جدید معاشی و تجارتی نظام کے تحت ترقی کی طرف گامزن ہے۔ کراچی کو یہاں تک پہنچنے میں جن ادوار سے گزرنا پڑا اس کے لیئے ہمیں اُس کی تجارتی اور معاشی تاریخ پر نظر دوڑانا ہوگی۔

کراچی ایک قدرتی بندرگاہ ہے جسے قدرت نے جزیرے منوڑہ کے ذریعہ سمندر کی سرکش موجوں سے محفوظ کردیا ہے۔ 1699ء میں سندھ میں کلہوڑا دور کا آغاز ہوا کراچی ایک قصبہ سے ترقی کر کے ایک شہر کی حیثیت سے ابھرا کراچی کی تجارتی اہمیت کی وجہ سے کھرکی بندر کے ناقابل استعمال ہونے کے بعد وہاں کے تاجر کراچی میں مستقل آباد ہوگئے اور شاہ بندر کے ناکارہ ہونے کے بعد وہاں کے تاجر بھی کراچی میں آبسے تھے اس دور سے کراچی کا تاریخ عالم میں تسلسل ملتا ہے تالپور دور میں نہ صرف کراچی کی معاشی اور صنعتی ترقی پر پہلی مرتبہ توجہ مرکوز کی ساری اہمیت اس کی بندرگاہ کی وجہ سے تھی جو پورے شمال مغربی ہندوستان کے علاوہ وسطی ایشیائی ممالک جیسے دور دراز علاقوں کی تجارت میں اہم کردار ادا کررہی تھی۔

برآمدات:۔

38-1837ء میں کراچی بندرگاہ سے برآمد کی جانے والی اشیاء میں خشک مچھلی، ہڈیاں، چمڑا، گوار، رنگ اور کپڑا کراچی کی مقامی صنعت سے تھا، گندم، تیل، گھی، سندھ کے بالائی اضلاع سے کراچی لائے جاتے تھے قلمی شورہ سندھ میں بہ افراط پایا جاتا تھا اس کا استعمال بارود بنانے کے لئے ناگزیر تھا سندھ میں پایا جانے والا قلمی شورہ کوالٹی کے اعتبار سے دنیا بھر میں سب سے اعلیٰ تھا چنانچہ یورپی ممالک اسلحہ سازی کی صنعت کے لئے بڑی مقدار میں اسے سندھ سے درآمد کرتے تھے سترہویں صدی کے آخر میں سندھ کے قلمی شورے کی پوری یورپ میں دھوم مچی ہوئی تھی۔

درآمدات:۔

اُس وقت درآمدی اشیاء برآمدی اشیاء کے مقابلے میں زیادہ تھیں درآمدی اشیاء زیادہ تر انڈونیشیا، چین، برطانیہ فرانس، مسقط، بمبئی گجرات کاٹھیاوار بنگال وغیرہ سے درآمدی اشیاء میں لوہا، تانبا، مخمل، ریشمی کپڑے، کھوپرا، گرم مصالحہ، کھجور، بادام، ہاتھی دانت کی اشیاء کھانڈ، ٹین اور دوائیاں شامل تھیں۔

تجارتی راستے:۔

www.memonbooks.com

تالپور دور میں کراچی بندرگاہ کی تجارتی اہمیت کے پیشِ نظر اُسے سڑکوں کے ذریعہ دور دراز علاقوں سے ملا دیا گیا۔ اگر چہ یہ تمام سڑکیں کچی تھیں تاہم ان پر سال بھر تجارتی قافلے رواں دواں رہتے تھے یہ تجارتی قافلے برآمدی مال تجارت کو اونٹوں پہ لاد کر شمال مغربی علاقوں سے کراچی بندرگاہ تک لاتے اور یہاں سے درآمد شدہ اشیاء کو اندرون ملک لے جاتے تھے سڑکوں میں سب سے اہم سڑک کراچی ٹھٹھہ سڑک تھی یہ سڑک لانڈھی، دھابیجی گھارو، اور گجو سے ہوتی ہوئی ٹھٹھہ پہنچتی تھی ٹھٹھہ سے یہ سڑک کوٹری تک جاتی تھی اور کوٹری سے دریائے سندھ کے مغربی کنارے سے گزر کر سہون، سکھر اور دادو سے ہوتی ہوئی لاڑکانہ پہنچتی تھی سکھر سے اس سڑک کی ایک شاخ ملتان اور جھنگ تک جاتی تھی لاڑکانہ اس سڑک کی ایک شاخ شکارپور ہوتی ہوئی افغانستان تک جاتی تھی زیادہ تر تجارتی قافلے کوٹری سے دریائے سندھ کو پار کر کے حیدرآباد سے ہوتے ہوئے آگے جاتے تھے۔

کراچی کی صنعتیں:۔

تالپور دور میں کراچی جہاں ایک مشہور تجارتی شہر کی حیثیت سے ابھر رہا تھا وہاں یہ صنعتی طور پر بھی کافی اہمیت اختیار کرتا جا رہا تھا اُس وقت کراچی میں قائم صنعتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کپڑے کی صنعت:۔

یہ کراچی کی سب سے ترقی یافتہ اور مشہور صنعت کے لئے خام ریشم چین سے درآمد کیا جاتا تھا جب کہ سوتی دھاگہ سندھ سے ہی دستیاب ہو جاتا تھا اُس وقت بھی کراچی میں اس صنعت سے خاصی تعداد میں لوگ وابستہ تھے ان میں میمن قوم کے افراد کثیر تعداد میں وابستہ تھے کراچی کی کھڈیاں جس ریشمی کپڑے کو زیادہ تیار کرتی تھیں اسے "گل بدن" کہا جاتا تھا اس کے علاوہ ریشمی اور سوتی دھاگوں کی آمیزش سے ایک خاص قسم کا کپڑا تیار کیا جاتا تھا جیسے "مشروع" کہا جاتا تھا اور وہ بڑی تعداد میں برآمد بھی کیا جاتا تھا۔ 1839ء میں کراچی میں کپڑا تیار کرنے کے تقریباً 30 کارخانے تھے کراچی ریشمی کپڑے کے ساتھ ساتھ سوتی کپڑے کی تیاری کے لئے بھی کافی شہرت رکھتا تھا کراچی کے کورے لٹھے کی تیاری کے لئے بھی کافی مانگ تھی اس وقت کراچی میں روئی صاف کرنے کے بھی کئی کارخانے موجود تھے۔

چمڑے کی صنعت:۔

چمڑا تیار کرنے اور اسے رنگنے کا کارخانے کراچی میں چاکیواڑہ اور رانگی واڑہ میں قائم تھے یہ دونوں علاقے کراچی کی فصیل کے باہر واقع تھے چمڑے کی صنعت کراچی کی سب سے پرانی اور اہم صنعت تھی اس صنعت سے کراچی کے مکرانی اور سندھی مسلمان وابستہ تھے کراچی کے چمڑے کی نہ صرف مقامی طور پر بڑی مانگ تھی بلکہ بیرونی ممالک میں مسقط، یمن اور دیگر ریاستوں کے بیوپاری بھی اسے بڑی مقدار میں درآمد

کرتے تھے۔

مچھلیوں اور موتیوں کی صنعت:۔

کراچی کے ساحل سے نہ صرف بڑی مقدار میں مچھلیاں پکڑی جاتی تھیں بلکہ سچے موتی بھی نکالے جاتے تھے۔ 1837ء میں کراچی بندرگاہ کے قریب سمندر سے اور پٹی کے مقام پر دریا سندھ کے ڈیلٹا سے 1500 سچے موتی نکالے گئے تھے اس وقت تقریباً سو(100) کشتیاں کراچی اور اس کے قرب وجوار کے سمندر سے مچھلیاں پکڑنے کا کام کرتی تھیں۔کراچی کے مچھیرے موہانے کہلاتے تھے یہ تمام مسلمان تھے۔

شراب کی صنعت:۔

کراچی میں گڑ سے شراب تیار کرنے کی کئی بھٹیاں قائم تھیں اس شراب کو"گڑ جودارو" کہتے تھے اس شراب کو گڑ، کھجور، ببول کے چھلکوں، دال چینی، سونف اور لونگ کی آمیزش سے تیار کیا جاتا تھا۔یہ شراب حکومت کی اجازت سے ٹھیکیدار تیار کراتے تھے۔

لنگیوں کی صنعت:۔

یہ صنعت کراچی میں بہت ترقی یافتہ تھی کراچی میں دو قسم کی لنگیاں تیار کی جاتی تھی شروع اور گلبدن، یہ دونوں قسم کی لنگیاں ریشمی دھاگہ سے تیار کی جاتی تھیں جنہیں بمبئی اور مسقط برآمد کیا جاتا تھا۔1838ء میں کراچی میں سات سے آٹھ ہزار روپے کی لنگیاں تیار کی گئی تھیں جس میں دو تہائی لنگیاں برآمد کردی گئی۔

دیگر صنعتیں:۔

تالپور دور میں کراچی میں کپڑے، چمڑ، خشک مچھلی اور شراب کی صنعتوں کے علاوہ اُس وقت برتن، ٹوپیاں، ہاتھی دانت کی چوڑیاں اور کھلونے بھی تیار کیے جاتے تھے کراچی میں ٹوپیاں انتہائی خوبصورت بنائی جاتی تھیں کراچی میں تیار کردہ ٹوپیاں اور کھلونے خلیجی ریاستوں کو بھی برآمد کیے جاتے تھے۔

کراچی میں مارکیٹوں کی ابتداء:۔

قیام پاکستان تک کراچی میں بہت سی مارکیٹیں اور بازار قائم ہو چکے تھے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

جوڑیا بازار:۔

تالپور دور میں کراچی کے جن بازاروں کا ذکر ملتا ہے وہ جوڑیا بازار اور صدر ہیں جوڑیا بازار پرانی کراچی کا تجارتی علاقہ تھا اُس دور میں

www.memonbooks.com

اس علاقے کی بہت اہمیت حاصل تھی مگر انگریزوں نے اس علاقے کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے صدر بازار کو عروج دیا۔

برطانوی قبضے کے بعد کراچی میں کئی مارکیٹیں تعمیر ہوئیں کراچی میں سب سے پہلے 1855ء میں مچھی میانی مارکیٹ کھارادر میں تعمیر ہوئی جہاں اس علاقے کے مچھیرے سمندر سے پکڑی ہوئی مچھلیاں فروخت کرتے ہیں۔

صدر بازار:۔

یہ بھی کراچی کا ایک پرانا تجارتی علاقہ ہے اور یہ انگریزوں کے کراچی پر قبضہ کرنے سے قبل ہی آباد تھا اور تجارتی سرگرمیوں کا مرکز تھا کراچی پر برطانوی قبضے کے بعد یہاں انگریز فوجیوں کے کیمپ قائم کئے گئے تھے ان فوجیوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیئے یہاں ایک باقاعدہ بازار کا آغاز ہوا ابتداء میں یہ بازار صرف انگریزوں کے لیئے مخصوص تھا مگر بعد میں مقامی لوگوں کو بھی یہاں خرید وفروخت کی اجازت دے دی گئی تھی کچھ عرصے بعد یہ شہر کا سب سے بڑا بازار بن گیا اور صدر بازار کہلانے لگا۔اس علاقے کی تجارتی سرگرمیوں کی وجہ سے یہاں کی آبادی میں زبردست اضافہ ہوا مگر یہاں زیادہ تر تجارت پیشہ لوگ ہی آباد ہوئے۔

بولٹن مارکیٹ:۔

تالپور دور میں بولٹن مارکیٹ کے قریب ایک بازار کا پتہ چلتا ہے مگر اس دور میں کسی کی مارکیٹ کا کوئی ذکر نہیں ملتا 1885ء میں اس جگہ ایک عالی شان مارکیٹ تعمیر کی گئی جس کا نام اس وقت کے کلکٹر کراچی مسٹر سی ایف بولٹن (MR C.F.BOULTON) کے نام پر بولٹن مارکیٹ رکھا گیا اس مارکیٹ کی لمبائی 100 فٹ اور چوڑائی 80 فٹ تھی (1886-87) میں اس میں توسیع کی گئی۔

ایمپریس مارکیٹ:۔

1889ء سے قبل صدر کوارٹر کا علاقہ فوجی چھاونی میں شامل تھا اس علاقے میں تالپور دور سے ہی تجارتی سرگرمیاں شروع ہو گئی تھیں انگریز فوجیوں کے یہاں قیام کے بعد اس علاقے نے ایک بازار کی شکل اختیار کرلی تھے اور اسے کیمپ بازار کہا جاتا تھا ابتداء میں یہ بازار صرف فوجیوں کے لئے مخصوص تھا مگر بعد میں عام شہریوں کو بھی یہاں خرید وفروخت کی اجازت دے دی گئی تھی اور دیکھتے دیکھتے یہ بازار کراچی کا سب سے بڑا بازار بن گیا۔

حکومت نے اس بازار کی شہرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہاں ایک جدید مارکیٹ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا 10 نومبر 1884ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور 21 مارچ 1889ء کو اس کا افتتاح کیا گیا اُس سال چونکہ ملکہ وکٹوریہ کی سلور جوبلی تقریبات منائی جارہی تھی چنانچہ موقع کی

مناسبت سے اس کا نام "ایمپریس مارکیٹ" رکھا گیا ابتداء میں یہاں صرف یورپین باشندے خریداری کر سکتے تھے اور مقامی لوگوں کا اس میں داخلہ ممنوع تھا۔

لیمارکیٹ:۔

لی مارکیٹ کراچی کی ایک عظیم الشان مارکیٹ شمار کی جاتی تھی اس علاقے میں میٹھے پانی کے دو بڑے حوض تھے جن کی مناسبت سے یہ علاقہ میٹھا واڑہ کے نام سے مشہور تھا۔میونسپلٹی نے یہاں پر یہ مارکیٹ تعمیر کروائی اور ایک انگریز میونسپل کمشنر مسٹر لی (MR-LEA) کے نام پر اس کا نام "لی مارکیٹ" رکھا اس کی تعمیر سے قبل اس جگہ کراچی کی پرانی سبزی منڈی واقع تھی اس مارکیٹ کی تعمیر نے اس پورے علاقے کی کایا پلٹ دی اور یہ علاقہ تجارتی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا قیام پاکستان سے قبل اس علاقے میں زیادہ تر تجارت پیشہ لوگ آباد تھے اوکھائی میمن برادری بندرگاہ کے کام کے بعد اس مارکیٹ میں کاروبار سے وابستہ تھی۔

سولجر بازار:۔

انگریزوں کی آمد سے قبل "ڈولی کھاتہ" کا علاقہ کراچی کے پرانے محلے میں شمار ہوتا تھا اور یہاں پر اُس وقت ڈولی اٹھانے والے کہار آباد تھے برطانوی دور کے آغاز میں یہاں انگریز فوجیوں کے کیمپ لگائے گئے تھے ان فوجیوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے یہاں ایک بازار کا آغاز کیا گیا اور یہ بازار اور پورا علاقہ یہاں آباد فوجیوں کی مناسبت سے "سولجر بازار" مشہور ہوگیا۔

اس کے علاوہ برطانوی دور میں کراچی میں کچھ بازار اور مارکیٹوں کے نام درج ذیل ہیں جس میں بمبئی بازار، صرافہ بازار، کھجور بازار مارکیٹوں میں: گوبردھن داس مارکیٹ، ہوتی مارکیٹ، جونا مارکیٹ وغیرہ۔

انگریزوں کے دور میں کراچی کی معاشی اور تجارتی سرگرمیاں:۔

انگریزوں نے کراچی کی تجارتی سرگرمیوں میں اضافے کے لیے کئی اقدامات کئے ان میں بندرگاہ پر جدید سہولتوں کی فراہمی محصولات و چنگی میں کمی پولیس کے محکمے کا قیام اور سڑکوں کی تعمیر جیسے اقدامات کئے۔

بندرگاہ کی ترقی:۔

اس سلسلے میں کراچی کی بندرگاہ کو ایک بین الاقوامی بندرگاہ بنانے کے لیے کئی اقدامات کئے گئے بندرگاہ میں کئی نئی گودیاں تعمیر کی گئی مگر بعد میں ایک آہنی پل کے ذریعہ بندرگاہ کو شہر سے ملا دیا گیا سمندر میں رات کے وقت جہازوں کو راستہ دکھانے کے لئے منوڑا پر ایک طاقتور لائٹ ہاؤس تعمیر کیا گیا۔دریائے سندھ میں باقاعدہ جہاز رانی کی ابتداء کی گئی اس سلسلے میں ابتداء میں اسنیک (Snake) نامی ایک جہاز چلایا گیا بعد میں مزید (9) نو جہاز چلائے گئے ان جہازوں کے چلنے سے تجارتی مال کو کراچی تک پہنچانے اور کراچی بندرگاہ سے درآمد شدہ مال کو شمالی علاقوں

تک لے جانے میں کافی آسانی ہوگئی۔

1849ء میں 1044 جہاز کراچی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوئے ان میں سے 291 جہاز بمبئی سے آئے تھے 1856ء میں ایم پی ٹو بیک نے کراچی میں اپنا دفتر قائم کیا تھا اس کمپنی نے کراچی میں پہلی مرتبہ شپنگ ایجنٹ کے طور پر کام شروع کیا نومبر 1826ء میں نہر سوئز کی تعمیر کے بعد کراچی کی تجارتی سرگرمیوں کو مزید تقویت ملی جس کے نتیجے میں کراچی بندرگاہ میں درآمدی اور برآمدی مال کی مقدار میں مزید اضافہ ہوا

کراچی 1905ء تک گندم کی برآمد کا ایک بین الاقوامی مرکز بن چکا تھا کراچی سے اس وقت یورپ کے کئی ممالک کو گندم برآمد کی جاتی تھی 1947ء تک کراچی ایک اہم بین الاقوامی تجارتی مرکز بن چکا تھا اور کراچی بندرگاہ دنیا کی چند مصروف ترین بندرگاہوں میں سے ایک تھی۔

قیام پاکستان سے قبل اہم تجارتی مراکز:۔

کراچی میں 1947ء تک جو تجارتی علاقہ قائم ہو چکے تھے اُن کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔

تجارتی وکاروبار اور ادارے	علاقے
☆ غیر ملکی کمپنیوں کے دفاتر، بینک، امپورٹرز، ایکسپورٹرز کمپنیاں	☆ میکلوڈ روڈ (موجودہ آئی آئی چندریگر روڈ)
☆ جنرل مرچنٹ، بساط خانہ، تھوک کپڑا فروش اور مل اسٹور	☆ میریٹ روڈ
☆ تھوک کٹ پیس اور پرانے کوٹ و کپڑے	☆ نیپیئر روڈ
☆ نئے اور پرانے لوہے کی دکانیں، عمارتی فرنیچر وغیرہ	☆ حاجی کیمپ جوتا مارکیٹ بندر روڈ
☆ کاغذ گتہ وغیرہ	☆ فریئر روڈ اور کیمبل اسٹریٹ
☆ کراکری اور روزمرہ استعمال کی اشیاء کی دکانیں	☆ بوہری بازار اور جوڑیا بازار
☆ بجلی کا سامان	☆ بندر روڈ
☆ تاجران کتب	☆ موجودہ بندر روڈ، الفنسٹن اسٹریٹ (صدر)
☆ چھاپہ خانے	☆ فریئر روڈ اور میکلو روڈ (آئی آئی چندریگر روڈ)
☆ زیورات کی دکانیں	☆ صرافہ بازار اور میٹھادر
☆ انگریزی دوا فروش	☆ بندر روڈ، الفنسٹن اسٹریٹ (موجودہ زیب النساء اسٹریٹ صدر)

صنعتی ترقی:۔

برطانوی دور میں تجارتی سرگرمیوں میں اضافے کے نتیجے میں کراچی میں نہ صرف پہلے سے قائم شدہ صنعتوں کو فروغ حاصل ہوا بلکہ

www.memonbooks.com

یہاں کئی نئی صنعتیں قائم ہوئیں۔ 1947ء تک ہونے والی صنعتوں کو پیتھاوالا نے اپنی کتاب (AN Inroduction to Karachi) میں تین گروپس میں تقسیم کیا ہے۔

اجناس سے متعلق صنعتیں:۔

آٹے اور دیگر اجناس کی ملیں، تیل کے کارخانے، بیکریاں اور دیگر کھانے پینے کی چیزیں تیار کرنے والے کارخانے، روئی کو صاف کرنے اور دھننے کے کارخانے۔

جانوروں سے متعلق صنعتیں:۔

ڈیری فارمز، چمڑا اور چمڑے کی مصنوعات کے کارخانے، شہد کی صنعت ہڈیوں کو پیسنے کے کارخانے مچھلیوں سے متعلق صنعت وغیرہ

بنیادی صنعتیں:۔

نمک، سمنٹ، ٹین، لوہا، فولاد، ربر، ٹائل، بجلی، برف، کشتیاں، کاربن اور روشنائی تیار کرنے کی فیکٹریاں۔

ڈالمیا سیمنٹ فیکٹری:۔

آج پاکستان جن شہروں پر مشتمل ہے، ان تمام میں کراچی کو یہ اعزاز حاصل کہ یہاں سب سے پہلے سیمنٹ فیکٹری قائم ہوئی یہ سمنٹ فیکٹری برصغیر کے معروف صنعت کار ڈالمیا نے 1924ء میں شہر سے دور قائم کیا، جو سینکڑوں ٹن سیمنٹ تیار کرتی تھی اس فیکٹری کے قیام کے بعد کراچی میں نہ صرف مٹی کے پرانے طرز کے مکانوں کی جگہ جدید طرز کے مکان تعمیر ہونا شروع ہوئے قیام پاکستان کے وقت کا واحد سیمنٹ کا کارخانہ تھا جس پر مغربی پاکستان کے ابتدائی تعمیراتی منصوبوں کا دارومدار تھا۔

کراچی کی اونٹ چکیاں:۔

پہلی جنگ عظیم سے قبل کراچی میں گندم کو پیس کر آٹا تیار کرنے کی کئی اونٹ چکیاں موجود تھیں ان چکیوں کو 'اونٹ چکیاں' اس لیئے کہا جاتا تھا کیونکہ انہیں چلانے کے لیئے اونٹ استعمال کیئے جاتے تھے کراچی میں 1890ء میں ایسی 30 چکیاں موجود تھیں جو شہر کے مختلف علاقوں میں نصب تھیں ہر چکی میں روزانہ 6 من یا 140 تھیلے آٹا پیسا جاتا تھا کراچی میں بجلی متعارف ہونے کے بعد یہ چکیاں اونٹوں کے بجائے بجلی سے چلائی جانے لگی تھیں۔

www.memonbooks.com

متفرق صنعتی سرگرمیاں:۔

1846ء میں "ڈینشا جی ہرمزجی" نامی کمپنی نے پہلی بار سوڈا واٹر تیار کرنا شروع کیا اس وقت کراچی میں کپڑے سینے کی مشینیں بھی متعارف ہوئیں اور مشینوں کے ذریعہ کپڑے سینا شروع کیے رانگی واڑہ میں چمڑے کے کئی کارخانے قائم ہوئے اور اس وقت تک جدید ٹیکنک کے ذریعہ یہاں جوتے بنائے جانے لگے چمڑے کو بھی جدید طریقے سے تیار کرکے اس پر اعلیٰ قسم کا رنگ کیا جانے لگا 1858ء تک میکلوڈ روڈ (آئی آئی چندریگر روڈ) پر روئی صاف کرنے کی کئی فیکٹریاں قائم ہو چکی تھیں اسی زمانے میں کراچی بندرگاہ پر پرزے جوڑ کر اسٹیمر (بحری جہاز) تیار کرنے کا بھی کارخانہ قائم ہوا اس کارخانے میں سب سے پہلے استعمال ہونے والے اسٹیمر (بحری جہاز) کا نام (Fhere Bartie) تھا کراچی میں نمک بنانے کی ابتداء برطانوی دور میں ہوئی اس وقت ماری پور کے قریب ساحل پر سمندر کے پانی سے نمک تیار کیا جاتا تھا اس سے پہلے کراچی میں سونمیانی سے نمک لایا جاتا تھا 1854ء میں کراچی میں بڑے پیمانے پر نمک تیار کرنے کے لیے "کراچی سالٹ کمپنی" قائم ہوئی پھر سالٹ ڈپارٹمنٹ کے تحت "ماری پور مواج ورکس" کے نام سے نمک سازی کا ایک بڑا ادارہ قائم ہوا۔

1913ء میں بجلی کے متعارف ہونے کے بعد کراچی کی صنعتی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوگیا اور یہاں نہ صرف صنعتوں کی تعداد میں اضافہ ہوا بلکہ کئی بڑی صنعتیں بھی قائم ہوئیں۔ بجلی کی آمد کے ساتھ ہی کراچی میں آٹے کی ملیں، برف، بلب اور صابن تیار کرنے کی فیکٹریاں قائم ہوئیں۔

کراچی میں سب سے پہلے ڈیری فارم موجودہ گلشن اقبال کے علاقے میں ایک انگریز نے قائم کیا تھا جس میں جانوروں کو رکھنے کے لئے مخصوص کمرے بنائے گئے تھے یہاں اچھی نسل کی گائیں، بھینس، بکروں کے علاوہ مرغیاں بطخیں اور تیتر وغیرہ بھی پائے جاتے تھے یہاں سے دودھ مکھن، پنیر کے علاوہ گوشت بھی شہریوں کو سپلائی کیا جاتا تھا یہ ڈیری فارم قیام پاکستان سے بہت پہلے ختم ہوگیا تھا مگر اس کی عمارت کے آثار گلشن اقبال کے بلاک 17 میں اب بھی موجود ہیں۔

چیمبر آف کامرس کی ابتداء:۔

کراچی میں تجارتی اور صنعتی سرگرمیوں کے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے 1860ء میں یورپین تاجروں کی کوششوں سے چیمبر آف کامرس کا قیام عمل میں آیا دراصل اس وقت کراچی کی تجارت پر یورپین چھائے ہوئے تھے چیمبر آف کامرس کے قیام سے ان کے تجارتی مفادات کو مکمل تحفظ حاصل ہوگیا ابتداء میں کراچی چیمبر آف کامرس کی (7) سات بانی کمپنیاں تھیں جو تمام یورپین تھیں کراچی چیمبر کے پہلے صدر "مسٹر میک اولیور" (Mr.D.m.Olever) تھے چونکہ کراچی چیمبر آف کامرس میں یورپین کمپنیوں کو غلبہ حاصل تھا چنانچہ چیمبر آف کامرس صرف یورپین

www.memonbooks.com

تاجروں کے مفاد کے لئے کام کرتا تھا اس لئے چیمبر آف کامرس میں یورپین کمپنیوں کی اجارہ داری سے تنگ آکر 1902ء میں کراچی کے مقامی تاجروں نے ایک علیحدہ تنظیم "کراچی نیٹو مرچنٹس ایسوسی ایشن" (Karachi Native Marchants Association) کے نام سے قائم کی بعد میں اس کا نام تبدیل کر کے "انڈین مرچنٹس ایسوسی ایشن" رکھ دیا گیا 1934ء میں اس تنظیم نے اپنی علیحدہ عمارت تعمیر کروائی اور 8 جولائی 1934 کو "مہاتما گاندھی" نے اس کا سنگ بنیاد رکھا سیٹھ یوسف علی کریم جی اس کے پہلے چیرمین اور سیٹھ رام جی بیٹھا بھائی پہلے اعزازی سیکریٹری بنے اس تنظیم کے قیام سے کراچی کے مقامی تاجروں کو زبردست فائدہ ہوا اس تنظیم کے قیام سے مقامی تجارتی اداروں کو ان کے پیروں پر کھڑا ہونے کا موقع فراہم ہوا۔

1916ء میں کراچی میں "بائرس اینڈ شپرز چیمبر (Buyers& Shippers Chamber) کا قیام عمل میں آیا اس کے پہلے صدر سیٹھ صالح محمد عمر ڈوسل کمپنی کے مالک سیٹھ عبدالرحیم صالح محمد بنے (اُن کا تعلق کچھی میمن برادری سے تھا) اور لال جی اس کے اعزازی سیکریٹری بنے۔

کراچی کاٹن ایکسچینج کا قیام:۔

1927ء سے قبل روئی کی تمام تجارت کراچی چیمبر آف کامرس اور کراچی انڈین مرچنٹس ایسوسی ایشن کے تحت ہوئی تھی اس کے بعد انڈین سنٹرل کاٹن کمیٹی کی سفارش پر 1933ء میں کراچی کاٹن ایکسچینج قائم ہوا جو روئی کی تمام تجارت خود انجام دینے لگا۔

بینکوں کی ابتداء:۔

کراچی میں بینکوں کے قیام سے قبل تجارتی اور صنعتی مقاصد کے لیے ہندو مہاجن سود پر قرض فراہم کرتے تھے جب برطانوی دور میں تجارت اور صنعت کو فروغ حاصل ہوا تھا تاجروں اور صنعتکاروں کو کثیر سرمائے کی ضرورت پڑنے لگی مگر کراچی کے ہندو مہاجن اپنے محدود وسائل کی وجہ سے بڑی رقوم قرض پر فراہم کرنے سے قاصر تھے اس وقت کراچی میں دس ہزار روپے سے زائد رقم کا کوئی سودا نہیں ہوتا تھا قرضوں کے حصول میں اس مشکل کے پیش نظر حکومت برطانیہ نے کراچی میں بینکوں کے قیام کے لیئے (1858) میں کراچی میں ایک بینک کی پہلی برانچ قائم کی اس کا نام "آگار ہانڈ ماسٹر مین بینک" تھا اور 1861ء میں بینک آف کراچی قائم ہوا 1886ء تک کراچی میں کئی اور بینکوں کی برانچیں بھی کھل گئیں بینکوں کے قیام سے کراچی کے تاجروں اور صنعت کاروں کو سرمائے کے حصول میں زبردست آسانی ہوگئی اور معاشی استحکام پیدا ہوا۔

1920ء میں کراچی میں کوآپریٹو تحریک شروع ہوئی جس کے نتیجے میں کراچی میں کوآپریٹو بینک قائم ہونے لگے اس تحریک کے بانی جمشید سروانجی آر مہتا تھے انہوں نے ہی 1920ء میں کراچی کے سب سے پہلے کوآپریٹو بینک کا افتتاح کیا کراچی کی مشہور مسلم شخصیت جناب طیب علی علوی نے بھی کوآپریٹو تحریک میں اہم کردار ادا کیا تھا ان کی کوششوں سے کراچی میں جو کوآپریٹو بینک قائم ہوئے ان کی وجہ سے کراچی کے مسلمان

www.memonbooks.com

تاجراور صنعت کار ہندو مہاجنوں سے بھاری سود پر رقم قرض لینے کی لعنت سے بچ گئے تھے۔

کراچی میں ذرائع نقل وحمل کی ترقی:۔

کسی ملک یا شہر کی معاشی اور اقتصادی ترقی اس کے ذرائع نقل وحمل کی ترقی سے مربوط ہوتی ہے کراچی میں ان ذرائع ترقی میں انگریزوں نے نمایاں کام کیا۔

ریلوں کی ابتداء:۔

انگریزوں کے نزدیک کراچی کی تجارتی اور فوجی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ پورے برصغیر میں سب سے پہلے کراچی کی سرزمین پر ریلیں چلنا شروع ہوئیں 29 اپریل 1858ء میں کمشنر سندھ بارٹلے فریئر نے کراچی چھاونی سے کیماڑی تک ریلوے لائن بچھانے کے کام کا افتتاح کیا جنوری 1859ء تک کراچی چھاونی اسٹیشن (جیسے پہلے فریر اسٹریٹ اسٹیشن کہا جاتا تھا) سے کیماڑی تک ریلوے لائن بچھانے کا کام مکمل ہوا اور مال گاڑیاں کراچی کینٹ اسٹیشن سے بندرگاہ تک چلنے لگیں۔

1861ء میں کراچی سے کوٹری تک ریلیں چلنے لگیں اس سہولت کے ذریعہ بیرونی ممالک سے کراچی بندرگاہ آنے والے تجارتی مال کو شمالی علاقوں تک بھیجنے کے لئے اسے پہلے مال گاڑیوں کے ذریعہ کوٹری لایا جاتا اور پھر وہاں سے اسے کشتیوں میں لاد کر حیدرآباد پہنچایا جاتا تھا اس وقت کوٹری اور حیدرآباد کے درمیان دریائے سندھ پر پل تعمیر نہیں ہوا تھا چنانچہ کوٹری سے شمالی علاقوں تک تجارتی مال کو اونٹوں کے ذریعہ پہنچانے کا کام ایک زمانے تک جاری رہا بعد میں حیدرآباد سے ملتان تک ریلوے لائن بچھادی گئی،نومبر 1879 میں حیدرآباد سے ملتان تک ریلیں چلنے لگیں اور پھر 1887ء میں کوٹری کوئٹہ کے درمیان بھی ریلیں چلنا شروع ہوگئیں۔

ریلوں کے چلنے سے جہاں مقامی تاجر اپنے تجارتی مال کو کم وقت میں ایک مقام سے دوسرے مقام بھیج سکتے تھے وہاں خود برطانوی حکومت کو برصغیر کے دور دراز علاقوں تک اپنی افواج کو بروقت بھیجنے کی سہولت میسر آگئی تھی۔

کراچی میں سڑکوں کی تعمیر:۔

تجارت کے فروغ اور مسافروں کو آمدورفت کی سہولت بہم پہنچانے میں سڑکوں کی اہمیت مسلّم ہے انگریزوں نے سندھ پر قبضہ کرنے کے بعد سڑکوں کی اہمیت کے پیش نظر نہ صرف کراچی کو دوسرے شہروں سے ملانے والی پہلے سے تعمیر شدہ سڑکوں کی مرمت کروائی بلکہ نئی سڑکوں کی تعمیر پر فوری توجہ دی۔چارلیس نیپئر نے ایک کچی سڑک کراچی سے کوٹری تک تعمیر کروائی 1852ء میں اس سڑک کو سہون تک توسیع دی گئی۔

کراچی کی فصیل شہر جو انگریزوں کے کراچی پر قبضہ کے وقت تک نہایت بوسیدہ ہو چکی تھی توڑ دی گئی اور فصیل کی جگہ سڑک تعمیر کی گئی

www.memonbooks.com

چونکہ فصیل شہر دائرہ نما تھی چنانچہ فصیل کی جگہ تعمیر ہونے والی سڑک بھی دائرہ نما تعمیر ہوئی یہ پہلی سڑک بجا طور پر ہر چندرائے روڈ تھی جواب صدیق وہاب روڈ کہلاتی ہے اس کے بعد فیصل شہر کے باہر سب سے پہلے نیونہم روڈ تعمیر ہوئی چھاگلا اسٹریٹ اور مولجی اسٹریٹ تعمیر ہوئیں (1) جو آج بھی اہم تجارتی مراکز ہیں۔

نئی تعمیر شدہ سڑکیں بندر روڈ، میکلو روڈ، مشن روڈ اور نیپئر روڈ تھیں بندر روڈ 1851ء میں تعمیر ہوئی اس کے ذریعہ بندرگاہ کو شہر سے ملا دیا گیا تھا بندرگاہ کی مناسبت سے اس سڑک کو بندر روڈ کہا جانے لگا کراچی میں سب سے پہلے بندر روڈ کو تارکول والی سڑک بننے کا اعزاز حاصل ہوا اُس زمانے میں ہونے والی میکلو روڈ کراچی کی اہم سڑک ثابت ہوئی اور آج آئی آئی چندریگر روڈ سے پہچانی جاتی ہے جو کراچی بلکہ پورے پاکستان کا تجارتی ہیڈ کوارٹر ہے۔

کراچی میں بسوں اور کاروں کی ابتداء:۔

کراچی میں سب پہلے بسیں بندر روڈ، اسٹیشن، کلفٹن ویسٹ وہارف کے لئے چلتی تھیں کراچی میں 1926 میں کاروں کے چلنے کی ابتداء ہوئی سب پہلی کار قیمت 2,135 روپے 14 آنے کی تھی یہ ایک امریکی ساخت کی فورڈ کار تھی پیر علی محمد راشدی کے مطابق کراچی میں سب سے پہلے کار سیٹھ عبدالرحیم صالح ڈوسل نے خریدی تھی۔(2)

کراچی میں ٹراموں کی ابتداء:۔

تالپور دور میں کراچی میں اندرون شہر بیل، گدھا اور اونٹ گاڑیاں سامان کی ترسیل کے لئے استعمال کی جاتی تھیں جب کہ مسافروں کی آمدرفت کے لئے گھوڑے، اونٹ اور تانگے استعمال ہوتے تھے کراچی پر انگریزوں کے تسلط کے بعد کراچی کے شہریوں کو آمدورفت کی جدید سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے یورپ کے شہروں کی طرز پر کراچی میں بھی ٹرامیں چلانے کا منصوبہ بنایا گیا،

1883ء میں کراچی شہر میں ٹرامیں چلانے کی منظوری کے بعد اکتوبر 1884ھ میں ٹرام کی پٹری بچھانے کا کام شروع ہوا اور اپریل 1885ء کو کمشنر سندھ مسٹر ہنری ارکسن نے کراچی میں پہلی ٹرام کا باقاعدہ افتتاح کیا کراچی میں یہ ٹرامیں ایسٹ انڈیا ٹراموے کمپنی لمیٹیڈ نے چلائی تھیں ابتداء میں یہ اسٹیم انجمن سے چلائی جاتی تھی مگر ان انجنوں کی گھن گرج کی وجہ سے شہریوں کے احتجاج پر ٹراموں کو اسٹیم انجن کے بجائے گھوڑوں سے چلانے کو ترجیح دی گئی۔

اس وقت بندر روڈ پر موجودہ رمپا پلازہ کی جگہ ایسٹ انڈیا ٹراموے کمپنی کا ہیڈ کوارٹر واقع تھا یہ ایک بہت بڑے کمپاؤنڈ پر محیط تھا جس میں کمپنی کا دفتر ملازمین کے کوارٹرز اور گھوڑوں کے اصطبل واقع تھے ان میں 70 سے زائد گھوڑوں کے رکھنے کی گنجائش تھی کراچی میں ایک طویل عرصے تک گھوڑے ٹراموں کو کھینچتے رہے مگر چونکہ یہ ٹرامیں تانگوں سے زیادہ تیز رفتار نہیں تھیں چنانچہ گھوڑا ٹراموں کی جگہ پیٹرول ٹرامیں چلانے کا فیصلہ کیا گیا۔

www.memonbooks.com

1909ء میں پیٹرول ٹرامیں شہر میں چلنا شروع ہوئیں ان ٹراموں کا جنکشن بولٹن مارکیٹ پر تھا جہاں سے صدر، کینٹ اسٹیشن، گاندھی گارڈن، سولجر بازار چاکیواڑہ اور کیماڑی تک ٹرامیں چلتی رہیں اور بالآخر 1975ء میں سڑکوں پر ٹریفک کے رش کی وجہ سے بند کردی گئیں۔

کراچی میں ٹیلفون کی ابتداء:۔

1862ء میں کراچی اور لندن کے درمیان ٹیلیگراف کے رابطے کی ابتداء ہوئی مگر ابتداء میں یہ سہولت صرف حکومت تک محدود تھی بعد میں 1865ء میں یہ سہولت عوام کو بھی مہیا ہونے لگی جس کے نتیجے میں کراچی کی تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا اس رابطے کی وجہ سے کراچی میں بیٹھے لندن کی مارکیٹ میں مختلف اشیاء کی قیمتیں صرف 24 گھنٹے میں معلوم کی جاسکتی تھیں جن اشیاء کی قیمتیں لندن اور دیگر یورپی مارکیٹوں میں بڑھ جاتی تھیں انہیں فوراً کراچی کی بندرگاہ سے یورپ کے لئے روانہ کردیا جاتا تھا۔

اگست 1883ء میں بمبئی ٹیلیفون کمپنی نے کراچی میں اپنی شاخ میکلوڈ روڈ پر قائم کی 1936ء میں ٹیلیفون کمپنی سٹی پوسٹ آفس کے قریب اپنی نئی تعمیر شدہ عمارت میں منتقل ہوگئی اور 1937ء میں کراچی میں پہلا خودکار ٹیلیفون ایکسچینج لگایا گیا۔ 1939ء میں دوسری جنگ عظیم کے آغاز کے بعد کراچی ایک اہم فوجی مرکز میں تبدیل ہوگیا تھا جس کے نتیجے میں سرکاری ضروریات کے تحت ٹیلیفون کنکشنوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا۔

کراچی میں ہوائی اڈے کا قیام:۔

کراچی میں سب سے پہلا ہوائی اڈہ ماری پور میں 1918ء میں تعمیر ہوا اسے کراچی کی جنگی اہمیت کے پیش نظر تعمیر کیا گیا تھا اس پر سب سے پہلے یورپ سے آسٹریلیا جانے والے جہاز "Handley Paige" نے 10 دسمبر 1918ء کو لینڈ کیا جنگ عظیم دوئم کے دوران ہی جنگی ضروریات کے تحت ڈرگ روڈ کے علاقے میں ایک نئے فوجی اڈے کی توسیع کی گئی۔

سول ہوائی سروس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک سول ہوائی اڈے کی ضرورت کو محسوس کیا گیا چنانچہ ڈرگ روڈ (موجودہ ایئر پورٹ) کے علاقے میں 1923ء میں ایک سول ایئرپورٹ کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور 1928ء میں جسے مکمل کیا گیا اسی سال اسے برطانوی "امپیریل ایئرویز" جسے بعد میں "برٹش اوورسیز ایئر لائنز کارپوریشن" (BOAC) کا نام دیا گیا اس کمپنی کے جہازوں کی آمدورفت شروع ہوئی 1924ء میں کراچی ایئرپورٹ کی تعمیر کے بعد کراچی شہر سے ایئرپورٹ کو ملانے کے لئے روڈ تعمیر کیا گیا اور آج بھی شاہراہ فیصل کے نام سے قائم ہے۔

3.6

قیام پاکستان سے پہلے کراچی کی معاشی و تجارتی سرگرمیوں میں میمن قوم کا کردار:

جیسا کہ پچھلے باب میں بیان کیا جاچکا ہے کہ 1762ء میں میاں غلام شاہ کلہوڑہ نے ریاست کچھ پر حملہ کر کے بستا لکھپت کی بندرگاہوں پر قبضہ کرلیا تھا اور ریاست کچھ کے راجہ راؤ گوڈجی نے اپنی لڑکی کی شادی غلام شاہ سے کردی اس واقعہ کے بعد سندھ کے ساتھ کچھ کے تجارتی تعلقات مستحکم ہوگئے اور وسیع پیمانے پر تجارت ہونے لگی اسی دور میں ریاست کچھ سے میمن قوم کے افراد کراچی میں اپنی تجارتی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور یہاں پر آباد ہوئے۔

اس زمانے میں کراچی مچھلی کی تجارت کی ایک چھوٹی منڈی سے زیادہ کچھ نہ تھا شہر میں بصرہ، مسقط بندر عباس، لکھپت، ماںڈوی اور بمبئی کے تاجر اور اُن کے گماشتے مقیم تھے میمن تاجر بیرونی تجارت کے علاوہ مچھلی کی تجارت کرتے تھے چونکہ اس زمانے ریاست کچھ کی تجارت تمام تر میمن قوم کے ہاتھوں میں تھی اس لیئے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ لکھپت اور ماںڈوی کے جو تاجر اوران کے گماشتے کراچی میں مقیم تھے وہ کچھی میمن برادری سے تعلق رکھتے تھے اس برادری کے بعض خاندان مچھلی کی تجارت کرتے تھے اور وہ اب تک مچھیارے کہلاتے ہیں۔

ابتداء میں کچھی میمن برادری کے جو افراد کراچی آئے وہ اعلیٰ متوسط طبقے سے تعلق رکھتے تھے اوران میں بعض دولت مند تاجر تھے بعد میں متوسط اور غریب طبقے کے کچھی میمن افراد بکثرت کراچی میں آکر آباد ہوئے موجودہ سندھ مدرستہ الاسلام، حبیب بینک پلازہ کے ساتھ کی وسیع عمارت اور کھیل کا میدان کی جگہ ایک سرائے قائم تھی جہاں تاجر مقیم ہوتے تھے اور تجارتی قافلے اسی سرائے کے قریب ٹھہرتے تھے اور روزانہ منڈی لگتی تھی ہم آج بھی دیکھیں تو اس جگہ کو تجارتی بینکوں اور کاروباری ہیڈکواٹر کی حیثیت حاصل ہے۔

1939ء میں کراچی بندرگاہ کے بڑے تجارتی جہازوں میں سے (8) آٹھ جہازوں کے مالک میں سے چار (4) میمن تھے جن میں سے تین کے نام اس طرح تھے (1) حاجی میمن (2) گلو میمن اور (3) نیکا میمن چوتھے کا نام نہیں معلوم ہوسکا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ تالپور دور میں بھی میمن برادری کراچی میں مالدار تھی میمن برادری کپڑے اور مچھلی کی تجارت کے علاوہ مختلف بندرگاہوں سے مصالحہ جات، کھجور، کھوپرا، ریشمی کپڑے زیتون اور دوسری مصنوعات لاتے اور ضرورت کی کئی اشیاء یہاں سے لے جاتے تھے اس وقت زیادہ تر میمن تاجر کراچی میں وسیع پیمانے پر غیر ملکی تجارت سے وابستہ تھے۔

کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی معاشی سرگرمیاں:۔

تاریخ کے دریچوں میں اگر ہم میمن قوم کو دیکھیں تو ہمیں اس قوم میں دو چیزیں نمایاں طور پر نظر آئیں گی سب سے پہلے مذہبی معاملات حقوق العباد و سماجی خدمات اور دوسرے نمبر پر تجارت و کاروبار میں نمایاں حیثیت و مہارت۔ جب کہ اس کے برعکس قیام پاکستان سے قبل معاشی امور میں اوکھائی میمن برادری کراچی اور اوکھامنڈل دونوں جگہوں پر میمن قوم کی کمزور ترین برادری شمار کی جاتی تھی اُس کی وجہ اوکھامنڈل جہاں اس برادری کے بزرگ آباد تھے وہاں پانی کی کمی کی وجہ سے زراعت اور معاشی سرگرمیاں بہت کم ہوتی تھی اور اکثر اُسے خشک سالی (ڈوکار) کا سامنا رہتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ زیادہ تر اوکھا کی بندرگاہ پر اُس وقت چھوٹے لانچ اور بادبانی کشتیاں چلتی تھی اور کراچی، بندر عباس، بمبئی، مسقط وغیرہ کے لیے سامان لاتے اور لے جاتے تھے ان پر کام کر کے یا زراعت جو تھوڑی بہت ہوتی تھی اور باغات وغیرہ میں کام کر کے اپنا گزر اوقات کرتے تھے اسی معاشی پریشانی کے سدباب کے لئے وہ اوکھامنڈل سے ہجرت کر کے کراچی میں آباد ہوئے۔

برادری کراچی میں آباد ہوتے ہی یہاں کی بندرگاہ پر جہازوں سے سامان لادنے، اتارنے اور اس سے متعلق دیگر امور سے وابستہ ہوگی اس کے علاوہ کچھ خاندان اوکھامنڈل میں سبزیاں اور پھل فروٹ کے کام کاج سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس منسلک ہو گئے اور سبزی منڈیوں میں اپنا کام کاج شروع کیا ان تمام حالات میں قیام پاکستان سے قبل اوکھائی میمن برادری کراچی میں معاشی طور پر کمزور برادریوں میں سے تھی اور اس برادری میں اُس وقت دو چار فیملی مشکل سے صاحب حیثیت تھی جس میں سائنا محمد غازیانی جن کا سبزی کا کاروبار اور اس وقت برادری میں صاحب حیثیت کہلاتے تھے ان کے علاوہ حاجی حسن نور محمد ٹوبڑیا، جناب طیب عمر مرکٹیا (طیب آغا) اور عالی احمد ٹوبڑیا خاندان اُس وقت برادری میں معاشی طور پر بہتر سمجھے جاتے تھے۔

برادری کی بندرگاہ سے معاشی وابستگی:۔

اوکھائی میمن برادری کا قیام پاکستان سے قبل کراچی میں معاشی جائزہ لیں تو وہ ہمیں چار شعبوں میں مشغول نظر آئے گی ان میں سب سے پہلے بندرگاہ سے وابستگی، کیونکہ اوکھامنڈل میں بھی برادری کی اکثریت اس شعبے سے وابستہ تھی اور اس پر اپنا گزر بسر اسی پر کرتی تھی کراچی میں آمد بھی بندرگاہ پر کام کاج کے سلسلے میں ہوئی لہٰذا اس سے برادری کی زیادہ وابستگی ایک فطری عمل تھا اور آج بھی آپ کو کراچی کی بندرگاہ سے وابستہ اوکھائی میمن برادری بڑی تعداد میں ملے گی اس شعبے سے وابستہ برادری کے بڑے بڑے ناموں میں جناب طیب عمر مرکٹیا طیب آغا، جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا، جناب قاسم شریف غازیانی، جناب عالی احمد بارائی، جناب سلیمان مراد جناب سلیمان پنجوانی، جناب ایوب یعقوب گناترا، حاجی تار محمد گناترا اور سرنگ وغیرہ میں اتنے سارے بزرگوں کے نام ہیں کہ ایک بہت بڑی لسٹ بن جائے گی اور اگر اُس میں کسی بزرگ کا نام رہنے کی صورت میں اختلافات جنم لے سکتے ہیں لہٰذا اُن بزرگوں کے نام لکھیں ہیں جو بندرگاہ میں اہم ذمہ داریوں کے علاوہ برادری میں بھی

www.memonbooks.com

سماجی کاموں میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔

سبزی کے کاروبار سے وابستگی:۔

اوکھامنڈل سے کراچی آنے والے برادروں کا دوسرا شعبہ سبزیوں اور فروٹ کے کاروبار کی وجہ سے سبزی منڈی اور مقامی مارکیٹوں میں اس کاروبار سے منسلک ہوتا تھا اس کاروبار میں بمبئی میں جناب عثمان قاسم کانڈا والا اور کراچی میں جناب سائنا محمد غازیانی برادری جن کا سبزی کا کاروبار تھا اور اس وقت برادری میں صاحب حیثیت کہلاتے تھے۔

بیڑی پتہ و پان سگریٹ کے کاروبار سے وابستگی:۔

تیسرے نمبر پر برادری اُس وقت بیڑی پتے اور پان سگریٹ کے کام کاج سے وابستہ ہوئی اُن دنوں جناب حاجی حسن ٹوبڑیا برادری میں سماجی امور میں آگے تھے اور وہ برادری میں بھائیوں کو درپیش مسائل کے حل میں نمایاں کردار ادا کرتے تھے وہ جہاں بھی کسی برادر کو بیروزگار دیکھتے تو وہ اپنے یہاں سے پان سگریٹ کا سامان دے کر اُسے کام کاج پر لگادیتے تھے آپ کے اس طرز عمل کی وجہ سے برادری کے بہت سے بیروزگار بھائی کام کاج پر لگ گئے اگر ہم آج بھی برادری میں نظر دوڑائیں تو ہمیں اس شعبے سے بہت سے خاندان وابستہ نظر آئیں گے۔

جناب حاجی حسن نور محمد ٹوبڑیا:۔

قیام پاکستان سے قبل کراچی میں برادری کی مخیر اور قابل احترام شخصیتوں میں سے ایک حاجی حسن نور محمد ٹوبڑیا تھے اُن دنوں آپ کا شمار کراچی میں آباد اوکھائی میمن برادری میں اہم ترین کاروباری اور برادری کے بیروزگار بھائیوں کو کام کاج کے لئے معاونت فراہم کرنے میں ہوتا ہے آپ بیڑی پتے کی تجارت کے ساتھ ساتھ سگریٹ اور پان کے ہول سیل کے بیوپاری تھے اور آپ کی دوکان اُس وقت جوڑیا بازار میں تھی اور دوکان کے ساتھ ہی بیڑی بنانے کے لیئے بڑی سی جگہ تھی جہاں پر بڑی تعداد میں برادری کے لوگ اس کام سے منسلک تھے۔

ہم اگر آج بھی اوکھائی میمن برادری کو دیکھیں تو بندرگاہ کے بعد برادری کی بڑی تعداد آپ کو پان سگریٹ کے کاروبار یا دوکان پر نظر آئیگی اس میں حاجی حسن نور محمد ٹوبڑیا کا بڑا کردار رہا ہے کیونکہ اُن دنوں میں جو کوئی بھائی کام کاج پر نہیں ہوتا اور حاجی حسن ٹوبڑیا کو معلوم ہوتا یا وہ اُن سے ملتا تو وہ اپنے یہاں سے پان سگریٹ کا سامان اُسے دے دیتے اور کہتے کہ شام کو کام کے بعد پیسے دے کر دوسرے دن کا سامان لے جانا جس کی وجہ سے برادری کے بہت سے لوگ اس کام کاج سے منسلک ہوئے اور آج بھی اُن میں سے بہت بزرگوں کی اولادیں اس کاروبار سے وابستہ ہیں۔(1)

حاجی حسن نور محمد ٹوبڑیا کی اس کے علاوہ بھی بہت سی سماجی خدمات ہیں جس میں سب سے بڑی خدمت جو آج بھی قائم میمن سوسائٹی میں

www.memonbooks.com

شاندار خلفاء راشدین مسجد ہے جہاں روزانہ سینکڑوں نمازی بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوتے ہیں اس کے علاوہ نوآباد میں مریم مسجد، وغیرہ کے علاوہ تعلیمی میدان میں اوکھائی میمن مدرسہ اوکھائی اسکول کھارادر میں 1966ء میں ایک بلاک کا قیام اور میں نوآباد میں اوکھائی میمن مدرسہ کے تحت حاجیانی ذلیخابائی اسکول کا قیام اور وغیرہ بھی اہم خدمات ہیں اور آپ کا انتقال 19 ء میں ہوا۔

اجناس اور ہوٹل کا کاروبار:۔

چوتھے نمبر پر برادری میں کچھ بھائیوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی اجناس کی دکانیں کھول لی تھی اس کے علاوہ بندرگاہ پر برادری کی اکثریت جاتی تھی اور وہاں پر اُن کے کھانے پینے کے ٹھیلے پر کچھ بھائیوں نے اپنا کام کاج وابستہ کرلیا بعد میں ہوٹل سے وابستہ بزرگوں جس میں عالی احمد توبڑیا موجودہ V.I.P ہوٹل کے بزرگ اور موجودہ کوثر ہوٹل کے بزرگ (جو آج کل پوری کراچی میں باکڑا ہوٹلوں سے مشہور ہیں) نمایاں ہیں۔
اس مندرجہ ذیل بالا تجزیہ کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قیام پاکستان سے قبل اوکھائی میمن برادری معاشی طور پر کمزور تھی لیکن بلاشبہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اُس وقت بھی اخلاقی طور پر بہت امیر ترین تھی اور اخلاقی طور پر انسانیت اور انسانی ہمدردی سے سرشار تھی جس کی زندہ مثال ہم درج کردہ کچھ واقعات سے اندازہ کرسکتے ہیں۔

اوکھائی میمن برادری کی اعلیٰ اخلاقی وانسانی قدریں:۔

قیام پاکستان سے قبل کراچی میں گیس یا اُس قسم کی کوئی چیزیں نہیں ہوتی تھیں جس سے گھر میں کھانا پکانے اور دوسرے امور کے لیے چولہوں کا انتظام وغیرہ نہیں ہوتا تھا اُن دنوں میں جو برادری کے لوگ کام کاج پر نہیں ہوتے تھے یا وہ گھرانے جہاں پر کوئی کمانے والا نہیں ہوتا تھا یا اُس گھر میں مرد کا انتقال ہوگیا ہو تو بیوہ کسی کے یہاں سے پیسے مانگنے نہیں جاتی تھی بلکہ وہ اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے چھوٹے موٹے کام کاج کرکے اپنے بچوں کا گزر اوقات کرتی تھی جو ان کے کردار کی بلندی کی عکاسی کرتی ہے۔
ان دنوں برادری کی اکثریت بندرگاہ پر روزگار کے حصول کے لئے جاتی تھی اُن میں سے اکثر ایک دو دن کام نہ ملنے کی وجہ سے پریشانی کا شکار ہوجاتے تھے اور کام ملنے کے وقت وہ جب کام پر جاتے تو اُن دنوں کھارادر میں ایک مشہور زمانہ **"حبیو ڈوسی"(Hibo Dosi)** کھانے پینے کا ٹھیلہ لگاتی تھی جہاں پر زیادہ تر افراد بندرگاہ پر کام کرنے والے روٹی کھا کر کام پر جاتے تھے لیکن عموماً بہت سے برادر کے پاس روٹی کھانے کے لئے بھی پیسے نہیں ہوتے تھے حبیو ڈوسی کو یہ بات جب معلوم ہوتی تو وہ سب سے پہلے ایسے لوگوں کو کھانے پینے کی اشیاء دیتی اور کسی کو خالی پیٹ بھوکا کام پر نہیں جانے دیتی کہ اتنے سخت کام کو خالی پیٹ کیسے کروگے جب تمہارے پاس پیسے ہوں تو دے دینا۔
بظاہر حبیو ڈوسی کا کھانے پینے کا ٹھیلا کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا مگر اس وقت برادری کی اعلیٰ اخلاقی اور انسانی قدروں کی عکاسی کرتا ہے۔ کہ اُس وقت ہمارے بزرگوں کے کیا اخلاق تھے اور ہماری نئی نسل سے یہ سوال ہے کہ کیا آج ہم ان بزرگوں کی ان اعلیٰ اخلاقی اور انسانی قدروں کو

www.memonbooks.com

پورا کر رہے ہیں؟۔ "یہ ہمارے لیئے لمحۂ فکریہ ہے"

بندرگاہ پر مختلف حادثات اور برادری کا دوسرے شعبوں سے وابستہ ہونا:۔

آج جدید دور میں بھی دنیا میں بندرگاہ کے کام کو انسانی زندگی کے لیئے خطرناک ہائی رسک ورک تصور کیا جاتا ہے جب کہ اُس وقت سامان اتارنے اور چڑھانے کے لئے کوئی خاص مشینری بھی نہیں تھی اور زیادہ تر کام انسانی محنت و مشقت پر منحصر تھا۔ جہازوں سے سامان کا جیٹی پر لانا اور جہازوں کے (فالکے) Hold تک لے جانا جس میں انسانی جانوں کو حادثات سے دوچار ہونا ایک لازمی امر تھا۔

قیام پاکستان سے قبل کراچی کی بندرگاہ پر چند ایسے بڑے حادثات رونما ہوئے جس کی وجہ سے برادری کے کافی لوگ بندرگاہ کے کام کو خیر آباد کیا۔ ان حادثات میں پانچ حادثات تو بہت ہی دردناک ہوئے ان میں کچھ برادر تو زخمی ہوئے اور جناب اسحاق موسیٰ گنا، جناب داود یوسف کرار، جناب سلیمان علی محمد کھوسہ، جناب حسین خمیسہ غازیانی، جناب ہاشم رحمت اللہ گابا جاں بحق ہوئے ان حادثات کے بعد بہت سے برادروں نے اپنے کام کاج کو تبدیل کیا اور کچھ برادر شیر شاہ میں اسکریپ کے کام کچھ جوڑیا بازار میں برتنوں، کچھ کپڑے اور دوسری چھوٹی موٹی اشیاء کے کام کاج سے وابستہ ہو گئے ان کے علاوہ کچھ خاندان کتابوں اور پریس کے کام سے وابستہ ہو گئے۔ (1)

3.7

تحریک پاکستان

تحریک پاکستان سے متعلق یہاں پر میں مختصر بیان کروں گا اس سلسلے میں تفصیل میری زیر طبع تحقیقی تصنیف ”میمن قوم تاریخ کے آئینہ میں“ میں بیان کی ہے یہاں صرف اوکھائی میمن برادری سے متعلق واقعات کو قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔

پس منظر:۔

میمن قوم کو یہ فخر حاصل ہے کہ برصغیر میں چلنے والی ہر تحریک آزادی سے متاثر ہوئی ہے۔ 1857ء کی جنگ آزادی، ریشمی رومال تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں اس قوم کے بزرگوں نے بھرپور کردار ادا کیا۔

1857ء کی جنگ آزادی کی ابتدا اگرچہ شمالی ہندوستان کے شہر میرٹھ سے ہوئی تھی مگر یہ آگ آناً فاناً پورے ہندوستان میں پھیل گئی لیکن 1857ء سے پندرہ سال قبل 1843ء میں نگر ٹھٹھہ کے قریب گجو شہر میں چارلیس نیپیر کے فوجی دستے پر میمن اور جوکھیا بلوچوں نے مل کر چھاپہ مارا تھا اور اُن کا صفایا کردیا تھا اس طرح سندھ کے یہ مجاہدین آزادی نے انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کا آغاز کیا تھا یہ واقعہ سندھ کے جیالے سپوتوں کی تحریک آزادی ہند کا آغاز تھا۔(1)

ریشمی رومال تحریک:۔

برصغیر کو انگریزوں کے چنگل سے آزاد کرانے کے لیے 1911ء میں ”جمعیت الانصار“ نامی ادارہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے ذریعہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے 1914ء میں ایک خفیہ تحریک کی ابتداء کی اس تحریک کو ریشمی رومال تحریک کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے احکامات زرد رنگ کے ریشمی کپڑے کے ٹکڑوں پر تحریر کیے جاتے تھے جس کا مقصد فرنگی سپاہیوں کی نگاہوں سے بچا کر تحریک کے کارکنوں تک پہنچانا تھا۔

1915ء میں مولانا عبیداللہ سندھی کی رہنمائی میں سندھ اور بلوچستان میں انگریزوں کے خلاف محاذ آرائی شروع ہوئی کراچی اور لسبیلہ کے محاذ پر اس تحریک کی قیادت مولانا محمد صادق کھڈہ والا کو دی گئی تھی جو میمن قوم کے جانباز فرزند تھے اُن دنوں پہلی جنگ عظیم ہو رہی تھی۔ کراچی سے انگریزوں کی سپلائی لائن توڑنے کے لئے اس مرد مجاہد نے لسبیلہ کے مینگل قبائل کو مسلح بغاوت کرنے کا حکم دیا اس بغاوت سے انگریزوں کی سپلائی لائن میں شگاف پڑ گیا نتیجہ میں عراق میں ترک افواج کے ہاتھوں تیرہ ہزار انگریز فوجی مارے گئے اور انگریز کمانڈر جنرل ٹاؤ سینڈ کو سترہ ہزار فوجیوں سمیت گرفتار ہونا پڑا مولانا محمد صادق کو انگریز حکومت نے 8 مئی 1916ء کو گرفتار کرلیا اور انہیں تین سال کی سزا دی گئی اس تحریک میں مولانا محمد

www.memonbooks.com

صادق کے ساتھ جن دوسری میمن شخصیت نے اہم کردار ادا کیا تھا وہ تھے سر حاجی عبداللہ ہارون جنہوں نے اس تحریک کی مالی اعانت بھی کی اور اس میں بھرپور کردار ادا کیا تھا (1)

تحریک خلافت :-

1911ء میں طرابلس میں انگریزوں سے جنگ شروع ہوئی 1912ء میں جنگ بلقان کا آغاز ہوا اور 1914ء میں پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی اور جلد ہی اُس جنگ میں ترکی کو گھسیٹ لیا گیا جس کی وجہ سے برصغیر کے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہوا کیونکہ ترکی اس زمانے میں خلافت کا مرکز تھا اور مسلمان اسی وجہ سے اس کو تمام عالم اسلام کا نقطہ اتحاد تصور کرتے تھے ان حالات میں برصغیر کے مسلمانوں کا متاثر ہونا لازمی امر تھا چنانچہ ستمبر 1919ء میں بمبئی کے میمن تاجر میاں محمد حاجی جان محمد چھوٹانی کی صدارت میں خلافت کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ۔جسے بعد میں آل انڈیا سینٹرل خلافت کمیٹی کا نام دیا گیا ۔صدر سیٹھ میاں محمد چھوٹانی اور سیکریٹری جنرل احمد حاجی صدیق کھتری کو منتخب کیا گیا اس وقت مولانا محمد علی جوہر اور ان کے بڑے بھائی مولانا شوکت علی جیل میں تھے۔

خلافت تحریک کو سندھ اور خصوصاً کراچی میں کامیاب بنانے میں سر حاجی عبداللہ ہارون نے انتہائی اہم کردار ادا کیا انہوں نے اپریل 1920ء میں ترکی کے خلیفہ "وحید الدین" کے نام پر کراچی سے ایک اخبار روزنامہ "الوحید" جاری کیا ۔اس اخبار نے بہت جلد خلافت تحریک کو بام عروج تک پہنچا دیا ۔عوام میں خلافت تحریک کی بے پناہ مقبولیت سے انگریز بوکھلا اٹھے اور انہوں نے اس تحریک کو ختم کرنے کے لئے ہر شہر اور تحصیل میں خلافت کمیٹی کے مقابلے میں "امن سبھائیں" قائم کیں اور انگریز حکومت نے اپنے وفادار جاگیرداروں اور وڈیروں کی مدد سے اپنی اس تحریکلو کامیاب بنانے کی بھرپور کوششیں کیں ۔تحریک خلافت چلانے کی وجہ سے سندھ کے مسلمان انگریزوں کو پہلے سے زیادہ حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگے اور ان کے دلوں میں پہلے سے کہیں زیادہ آزادی کا جذبہ ٹھاٹھیں مارنے لگا کراچی میں حاجی عبداللہ ہارون ،حکیم فتح محمد سہوانی ،قاضی عبدالعزیز ،حکیم شمس الدین بلبل ،علامہ عبدالکریم درس اور مولوی محمد صادق کھڈہ والا نے خلافت تحریک کو کامیاب بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا تھا۔
خلافت تحریک کے سلسلے میں بغاوت کا تاریخی مقدمہ جو کراچی کے خالق دینا ہال میں چلایا گیا جس میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو دو سال قید کی سزا دی گئی تھی جس کی وجہ سے پورے ہندوستان میں ہر بچے اور بڑے کی زبان پر یہ نغمہ گونج رہا تھا" کہہ رہے ہیں کراچی کے قیدی ہم تو جاتے ہیں دو برس کو"

گاندھی جی کی سیاسی زندگی کا آغاز اور میمن برادری:۔

گاندھی جی 1894ء میں پوربندر اپنے آبائی علاقے میں وکالت پاس کرنے کے بعد کام نہ ہونے کی وجہ سے فرصت میں تھے اُس دوران ان کے دوست عبداللہ حاجی آدم جوہری (دادا عبداللہ) جنوبی افریقہ میں اچھے خاصے کاروبار سے وابستہ تھے اُن دنوں میں اُن کے پارٹنر میں کاروباری مسائل کی وجہ سے دیوانی مقدمہ قائم ہوا عبداللہ سیٹھ نے گاندھی جی کو فارغ پاکر اُسے جنوبی افریقہ میں اس مقدمے کے پیروی اور اپنے کاروبار کے قانونی معاملات کے حل کے لئے ان کو اپنے یہاں 105 اسٹرلنگ سالانہ پر ملازم رکھ لیا جہاں سے بعد میں گاندھی جی اپنے سیاسی کیریر کا آغاز کیا اور وہاں ہندوستانی تاجروں کے مفادات کے تحفظ کیلئے ناتال کانگریس قائم کی۔(1)

تحریک عدم تعاون اور کھدر تحریک:۔

1917-18ء میں گاندھی جی نے کھدر تحریک شروع کی اس تحریک میں ہندو اور مسلم دونوں اقوام نے شانہ بشانہ ہوکر کام کیا تھا گاندھی جی کھدر تحریک کی ابتداء میمن قوم کے عظیم سپوت سیٹھ عمر سوبانی کے تعاون سے شروع کیا تھا میمن رہنماؤں کی کوششوں کی بدولت میمن قوم نے کھدر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا دسمبر 1922ء جمعہ کے دن کراچی میں کھدر کے پرچار اور ولایتی سامان کا بائیکاٹ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا جو میمن آبادی والے علاقوں کھارادر میٹھا در میانی محلہ، ناخدا کھڈا، کچھی محلہ، چونا بھٹی اور بھانگری محلہ وغیرہ میں گھوم کر انہوں نے لوگوں کو کھدر کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی۔

اوکھائی میمن برادری اور کھدر تحریک:۔

بزرگوں کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی کہ اُن دنوں کھارادر میں کھدر تحریک کے سلسلے میں اوکھائی میمن کھارادر میں کھدر تحریک کے سلسلے میں اوکھائی میمن برادری کی خواتین میں لکڑی کی چھوٹی مشین جسے ایٹ (چرخہ) کہتے تھے فراہم کی گئیں تھی اس طرح تحریک میں مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی بھرپور کردار ادا کیا اور گھر میں چرخوں پر کھدر کے کپڑے بناتی تھیں

تحریک عدم تعاون:۔

28 مئی 1920ء میں تحریک عدم تعاون شروع ہوئی اس تحریک میں ہزاروں عزت دار میمن افراد جیل گئے اور اُس زمانے میں تحریک آزادی کے لئے جیل جانا عزت افزائی سمجھی جاتی تھی ہندوستان کی ان ملی تحریکوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحریک آزادی کی ہر کوشش میں مسلمان اور ہندو یکجہتی کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں مصروف عمل تھے لیکن بعض ہندو رہنما ظاہری طور پر ہندو مسلمان یکجہتی کی باتیں کرتے تھے لیکن

www.memonbooks.com

اندر سے مسلمانوں کے خلاف سخت تعصب رکھتے تھے جولائی 1928ء میں پنڈت جواہر لال نہرو کے والد موتی لال نہرو کی رپورٹ آل پارٹیز کانفرنس میں پیش کی گئی تو یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ ہندو ہندوستان کی آزادی کے سچے خواہاں نہیں ہیں اور نہ ہی یکجہتی چاہتے ہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف ہیں اس طرح نہرو رپورٹ کے ذریعہ ہندو رہنماؤں کی جانب سے علیحدگی کا آغاز ہوا اس طرح بعد کے واقعات سے ہندو رہنماؤں مسلمانوں کے خلاف جو تعصب تھا وہ کھل کر سامنے نظر آنے لگا جس کی بنا پر مسلمان رہنماؤں نے مسلمانوں کے حقوق کے لیئے آواز اٹھائی اور قائد اعظم کی رہنمائی میں چودہ نکات کے بعد رفتہ رفتہ تحریک پاکستان کا آغاز ہوا۔

مسلم لیگ کا قیام:۔

مسلم لیگ کا آغاز سر آغا خان کی سربراہی میں ڈھاکہ میں دسمبر 1906ء میں ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور سیاسی مرکزیت قائم کرنے اور اُن کے خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے لیئے ''آل انڈیا مسلم لیگ'' قائم کی گئی جس کے قیام میں مسلمانانِ ہند کے ساتھ میمن قوم نے بھی نمایاں کردار ادا کیا اُس وقت مسلم لیگ کے کل ارکان کی تعداد 400 مقرر کی گئی تھی۔

جناب شریف الدین پیرزادہ کی مرتب کردہ کتاب "Foundation of Pakstan All India Muslim League Docouments 1906-1947" کے صفحہ نمبر 355-366 پر تین پریسیڈنسیوں میں سے بمبئی پریسیڈنسی میں کاٹھیاواڑ سے جناب محمد منشی راجکوٹ، ھز ھائنس سر آغا خان اور نوابزادہ نصر اللہ خان، مدراس پریسڈنسی سے جناب یعقوب حسن (مسلم پیٹریوٹ کے مالک) اور جناب عبدالحمید حسن (مسلم پیٹریوٹ کے سیکریٹری) ان دونوں افراد کا تعلق میمن برادری سے تھا۔

مسلم لیگ کے امور میں میمن قوم کے جن رہنماؤں نے اہم کردار ادا کیا ان میں جناب یعقوب حسن، برما میں سیٹھ عبدالکریم عبدالشکور جمال، جناب حاجی احمد ملا داؤد مدنی سیٹھ، سر سلیمان قاسم میٹھا، عمر سوبانی، بائی حاجی ستار سیٹھ میاں محمد حاجی جان محمد چھوٹانی اور کراچی میں سر حاجی عبداللہ ہارون اور اُن کی فیملی کا کردار انتہائی اہم رہا کیونکہ اوکھائی میمن برادری تحریک پاکستان میں سر حاجی عبداللہ ہارون کی قیادت میں کراچی میں اُن کا ہراول دستے کا کردار ادا کرتی تھی۔

قرارداد پاکستان 1940ء:۔

سندھ مسلم لیگ کی شاخ کا قیام یکم نومبر 1917ء میں ہوا اور اس کے پہلے صدر جناب یوسف علی بھائی نائب صدر غلام محمد بھرگڑی، اعزازی جنرل سیکریٹری غلام علی چھاگلا اور جوائنٹ سیکریٹری حاجی عبداللہ ہارون تھے۔ بعد میں 1923ء سے 1942ء تک سر حاجی عبداللہ ہارون اس کے صدر کے عہدے پر فائز رہے ابتداء میں کراچی میں مسلم لیگ اتنی فعال نہ تھی لیکن 12 اکتوبر تا 18 اکتوبر 1938ء کو تاریخی سندھ صوبائی مسلم لیگ کانفرنس نے اس میں روح پھونک دی تھی وہ دن کراچی میں عید سے کم نہ تھا موجودہ مسلم جیم خانہ کی جگہ پر یہ اجلاس منعقد ہوا کراچی میں

منعقد ہونے والی اس تاریخی کانفرنس میں برصغیر میں پہلی مرتبہ مسلم اکثریت والے صوبوں کا ایک وفاق بنانے کے لئے قرارداد کے ذریعہ تجویز پیش کی گئی تھی جو بعد میں قرارداد پاکستان کی صورت میں 1940ء میں لاہور میں پیش کی گئی۔

قائداعظم کا کراچی کے عوام کی طرف سے شاندار استقبال:۔

اس سے پہلے جب قائداعظم محمد علی جناح کانفرنس کی صدارت کے لئے کراچی تشریف لائے تو قائداعظم کا پر جوش استقبال کیا گیا اور سارا شہر امنڈ آیا اور کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی جب قائداعظم کا جلوس مچھی میانی روڈ کھارادر پر پہنچا تو سر حاجی عبداللہ ہارون نے اپنے ہراول فورس یعنی اوکھائی میمن برادری کے بزرگوں جن میں جناب طیب عمر مرکٹیا، جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا، جناب حاجی سا ئنا محمد غازیانی، جناب حاجی حسن ٹوبڑیا، قاسم شریف غازیانی سے تعارف کرایا۔ بزرگوں کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی کہ قائد کے الفاظ جو تاریخ کا حصہ ہیں کہ "میرا تعلق اوکھائی میمن برادری سے بہت قریبی رہا ہے اور میں جب چھوٹا تھا تو قرآن شریف پڑھنے اوراوکھائی میمن مسجد میں جایا کرتا تھا" (اُس وقت آپ وزیر منشن کھارادر میں رہتے تھے)

قرادادِ پاکستان 1940ء دراصل 1938ء کی سندھ مسلم لیگ کی ہی قراداد

اکتوبر 1938ء کی سندھ مسلم لیگ کانفرنس کے اختتام کے بعد سر آغا خان کے نام اپنے ایک خط میں سر حاجی عبداللہ ہارون نے اس امر کی جانب اشارہ کیا کہ مسلم لیگی حلقے بڑی سنجیدگی کے ساتھ مسلم ریاستوں اور صوبوں کے ایک علیحدہ وفاق کے حصول کے امکانات پر غور کر رہے ہیں تا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم ہندوؤں کے ظلم وستم سے نجات حاصل کر لیں سندھ مسلم لیگ کانفرنس میں جو قرارداد منظور کی گئی تھی دراصل وہ 23 مارچ 1940ء میں لاہور میں منظور ہونے والی قرارداد پاکستان کا پیش خیمہ تھی اور اس کا سہرا سر حاجی عبداللہ ہارون کے سر جاتا ہے پاکستان کے ممتاز تاریخ نویس شریف الدین پیرزادہ نے اپنی کتاب "الوویشن آف پاکستان" میں لکھتے ہیں "سر حاجی عبداللہ ہارون کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے قائد اعظم کو قرارداد کا جو تحریری خاکہ یاددہانی کے لئے بھیجا تھا اسی کی روشنی میں لیگ کی انتظامیہ نے قرارداد لاہور تیار کی تھی۔"

سر حاجی عبداللہ ہارون:۔

سر حاجی عبداللہ ہارون میمن قوم کی اُن چند عظیم شخصیتوں میں سے ایک ہیں جس پر بلا شبہ فخر کیا جا سکتا ہے تاریخ ساز شخصیت 1872ء میں کراچی میں پیدا ہوئی آپ کا بچپن نہایت کسمپرسی میں گزرا اور غربت کی وجہ سے ہوش سنبھالتے ہی آپ کو بازار میں چھوٹا موٹا سامان فروخت کرنا پڑا آپ بازار میں روزانہ سامان بیچ کو جو رقم کماتے اسے ماں کے حوالے کر دیتے آپ کی والدہ اس حالت میں بھی آپ کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور سندھ مدرستہ الاسلام میں داخل کرا دیا۔ آپ بچپن سے ہی نہایت بااخلاق، محنتی، اور سادگی پسند تھے آپ نے (14) چودہ برس کی عمر میں چار

www.memonbooks.com

روپے ماہوار پر نوکری کر لی اس کے بعد آپ نے نوکری چھوڑ کر جوڑیا بازار میں ایک دوکان کھولی ۔1890ء میں آسام سے چینی کی اس قدر کامیاب تجارت کی کہ آپ ''چینی کے بادشاہ'' کے نام سے مشہور ہوگئے 1913ء میں آپ نے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا اسی سال آپ کراچی میں میونسپلٹی کے ممبر منتخب ہوئے 1917ء میں کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی ۔آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت بہت قلیل عرصے میں پورے ہندوستان میں مشہور ہو گئے ۔

آپ کو مسلمانان ہند کی سیاسی اور معاشی بدحالی کا بے حد احساس تھا آپ نے ریشمی رومال تحریک میں آزادی کے لئے اپنی دولت کو پانی کی طرح بہایا آپ نے ریشمی رومال تحریک، خلافت تحریک، اور تحریک پاکستان میں نہ صرف مثالی کردار ادا کیا بلکہ ہر قدم پر مالی تعاون فرمایا۔ آپ نے ''الوحید'' اخبار جاری کر کے تحریک خلافت اور تحریک پاکستان کی بے مثال خدمت انجام دی۔ آپ 1919ء میں خلافت تحریک سندھ کے صدر مقرر ہوئے ۔1924 تا 1926ء بمبئی لیجلیٹو کونسل کے ممبر رہے اسی زمانے میں آپ اوٹاوا (OTTAWA) کینیڈا میں منعقد ہونے والی ایک عالمی کانفرنس میں ہندوستان کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے اور واپسی پر آپ کو ''سر'' کے خطاب سے نوازہ گیا ۔

سر حاجی عبداللہ ہارون نے کراچی کی سماجی اور ثقافتی زندگی میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا آپ نہایت فیاض اور مخیّر واقع ہوئے تھے آپ کی مالی اعانت سے کراچی میں نہ صرف کئی اسکول اور یتیم خانے قائم ہوئے تھے بلکہ وہ کامیابی سے چل رہے ہیں 1927ء میں کھڈہ میں آپ کا قائم کردہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ آج بھی کراچی کا ایک مشہور اسکول اور یتیم خانہ ہے اس کے علاوہ مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کی خاص مدد کی ۔

آپ کا اوکھائی میمن برادری سے بہت گہرا تعلق تھا اور وہ اس برادری کو اپنا ہراول دستہ قرار دیتے تھے اور اُس کے ہر امور میں پیش پیش رہتے تھے جس میں جماعت خانے کے قیام میں تعاون، مالی طور پر کمزور بچوں کی تعلیم میں وظیفے دینا، بے روزگار لوگوں کو روزگار کے انتظام کرنا یہاں تک کہ اگر برادری کے بڑے لوگوں اور جماعت کے امور کی انجام دہی میں بڑے مسائل کے تصفیے کے لئے سر حاجی عبداللہ ہارون کو مقرر کیا جاتا اور اُن فیصلہ تمام فریق بخوشی تسلیم کر لیتے تھے ۔

دسمبر 1941ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح کو کراچی کے شہروں اور خصوصاً میمن قوم کی طرف سے استقبالیہ کے لئے سر حاجی عبداللہ ہارون نے اوکھائی میمن جماعت خانے میں یہ استقبالیہ دینے کا فیصلہ کیا جو اُن کی اس برادری سے لگاؤ کی عکاسی کرتا ہے ۔ان کو اس بات کا احساس تھا کہ یہ برادری معاشی طور پر میمن قوم میں کمزور برادری تھی مگر عملی اقدامات اور کسی کام کی تکمیل میں اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر اس کو پایہ تکمیل تک پہنچاتی ہے جس کا عملی مظاہرہ وہ کئی مواقعوں پر دیکھ چکے تھے آپ کا انتقال 27 اپریل 1942ء میں ہوا اس کے بعد آپ کی جسدِ خاکی میمن سوسائٹی کھڈہ میں قائم ''مدرسہ جامیہ اسلامیہ'' کے احاطے میں سپردِ خاک کی گئی جس کے اردگرد اوکھائی میمن برادری کی بڑی آبادی رہائش پذیر تھی جو اُن کی اس سے روحانی تعلق کی عکاسی کرتا ہے ۔(1)

قائداعظم کو کراچی میں اوکھائی میمن جماعت خانہ میں استقبالیہ:۔

قائداعظم کا شاندار دورہ کاٹھیاواڑ بمبئی اور کلکتہ اور دوسرے علاقوں سے میمن قوم کی طرف سے شاندار پذیرائی اور 23 مارچ 1940ء

میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد قیام پاکستان کی جدوجہد میں مزید تیزی آگئی اور مسلمانوں کا جوش اور ولولہ اپنے عروج پر تھا اُن دنوں سر حاجی عبداللہ ہارون کراچی میں آباد میمن قوم کی طرف سے قائداعظم کو استقبالیہ اوکھائی میمن جماعت خانہ میمن سوسائٹی میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس طرح 22 دسمبر 1941ء کو قرارداد پاکستان کی حمایت میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو اوکھائی میمن جماعت خانہ سوسائٹی کھڈہ میں ایک شاندار استقبالیہ دیا گیا اُس وقت علاقے کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اس استقبالیہ میں اُس وقت کراچی میں مقیم تمام میمن برادریوں کو مدعو کیا گیا تھا اس استقبالیہ کی صدارت کے فرائض جناب جان محمد داؤد کررہے تھے اور اوکھائی میمن برادری کے تمام سرکردہ بزرگ اور لیڈران اُس میں سرگرم عمل تھے اس استقبالیہ میں دیگر مہمانوں میں جناب ہاشم گزدر، جناب کھتری ابراہیم اور دیگر تمام مسلم جماعتوں کے عہدیداران شریک ہوئے تھے اس موقع پر پوری میمن برادری کی طرف سے تحریک پاکستان کی حمایت میں ایک تاریخی سپاسنامہ جناب جان محمد داود نے پیش کیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

بخدمت جناب محمد علی جناح

صدر آل انڈیا مسلم لیگ،

محترم قائداعظم!

ہم اراکین میمن برادری اس چھوٹی سی کالونی میں آپ جیسی عظیم الشان ہستی کا استقبال کرتے ہوئے دلی فخر و مسرت محسوس کررہے ہیں اس وقت ساری دنیا ایک نامعلوم انقلاب کے لئے بے چین اور شدید افراتفری میں مبتلا ہے نیز انسانی قسمت کی راہ میں سنگ گراں حائل ہے اس کی پرچھائیاں حال آئینے میں صاف دیکھی جاسکتی ہے۔

جناب اعلیٰ

ایسے وقت میں ہم صرف یہی کرسکتے ہیں کہ باہم قلب آپ کی تائید و حمایت کریں آپ کی مدبرانہ قیادت پر اپنی لازوال وفاداری کا یقین دلائیں ہم پورے عزم کے ساتھ آپ کے ساتھ وفاداری کا اعلان کرتے ہیں۔

جناب محترم آپ نے اپنے گہرے قومی شعور کے ساتھ آئین و قانون کے شعبوں میں اسلام کی جو خدمات کی ہیں حزب مخالف کے لوگ اپنے مفاد کے لئے انہیں غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

جناب والا اس کے باوجود ہمیں یقین ہے کہ آپ کی جرات مندانہ قیادت اور آپ کے اقدامات سے ضرور انصاف کیا جائے گا اور آپ کی

www.memonbooks.com

جدوجہد بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوگی اور یہی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے ایک تاجر طبقے کی حیثیت سے ہم ملک کی اقتصادیات سے براہ راست دلچسپی رکھتے ہیں چونکہ تجارت اور کاروبار کے سلسلے میں ابنائے وطن سے ہمیں براہ راست واسطہ پڑا ہے اس لئے ہم اس کے نشیب وفراز سے بخوبی واقف ہیں اسی بناء پر یہ کہنے کی جرات کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی اقتصادی وتجارتی فلاح کا راز قرار داد لاہور میں پنہاں ہے جو اسال منظور کی گئی ہے۔

اس استقبالیہ کے اختتام پر ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ آپ کو توانائی عطا فرمائے تا کہ آپ ہر طرح کے دباؤ اور ہر مخالف طوفان کا مقابلہ پامروی کے ساتھ کرتے ہوئے قوم کی قیادت کر سکیں طمانت اور شادمانی کی پر خلوص دعاؤں کے ساتھ ہماری برادری کی طرف سے یہ استقبالیہ قبول فرمائیں ہم آپ کے وفادار اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں

صدر مجلس استقبالیہ

جان محمد داود

خطبہ استقبالیہ کے بعد اوکھائی میمن برادری کے معززین کی طرف سے قائد اعظم کو تحفے پیش کیے گئے۔(1)

سندھ صوبائی اسمبلی کے انتخاب:۔

سر حاجی عبداللہ ہارون کے انتقال کے بعد تحریک پاکستان اور عملی سیاست میں آپ کے نوجوان فرزند جناب یوسف ہارون میدان عمل میں آئے آپ طالب علمی کے زمانے سے ہی رفاہ عامہ کے کام میں دلچسپی لیتے تھے 1935ء میں کوئٹہ میں زلزلہ کے باعث تباہی ہوئی تھی اُس ریلیف کے کام میں جس میں اوکھائی میمن برادری کے والنٹیئر بڑی تعداد میں ان کی سربراہی میں انسانی خدمت کا شاندار مظاہرہ کیا تھا جس کی وجہ سے انہیں سیاسی اور سماجی حلقوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

21 جنوری 1946ء میں صوبہ سندھ میں انتخاب منعقد ہوئے اُس انتخابات میں مسلم لیگ نے سب سے زیادہ نشستیں حاصل کر کے اکثریتی جماعت بن گئی کراچی کی دو مسلم نشستوں پر جناب محمد ہاشم گزدر اور جناب یوسف ہارون اور ایک لیبر کی نشست پر جہاں ہمیشہ ہندو نمائندہ نارائین داس کامیاب ہوتا تھا اب اُس کی جگہ مسلم لیگ کا امیدوار قاضی مجتبیٰ کامیاب ہوئے اس پورے سیاسی عمل میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر ہارون فیملی کے شانہ بشانہ اوکھائی میمن برادری نے اس انتخابی مہم میں بھرپور کردار ادا کیا۔

مسلم لیگ کی کامیابی اور کراچی میں جشن:۔

مسلم لیگ کی شاندار کامیابی پر 11 جنوری 1946ء بروز جمعہ کراچی میں یوم جشن فتح منایا گیا اس دن کراچی میں ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا جو بندر روڈ فریئر روڈ، وکٹوریہ روڈ شن روڈ، لیاری اور نیپیر روڈ سے ہوتا ہوا عیدگاہ میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جو تاریخ کا حصہ ہے۔

سندھ اسمبلی کا سندھ کو پاکستان میں ضم کرنے کا فیصلہ:۔

3 جون 1947ء کو حکومت برطانیہ نے برصغیر کی تقسیم کے منصوبے کا اعلان کیا اور اس طرح برصغیر میں پاکستان اور بھارت کے نام سے دو علیحدہ مملکتیں وجود میں آئیں 20 جون 1947ء کو سندھ اسمبلی کا خصوصی اجلاس طلب کیا گیا جس میں صوبائی اسمبلی نے صوبہ سندھ کو پاکستان میں ضم کرنے کا تاریخ ساز اعلان کیا اس طرح برصغیر میں سندھ کو سب سے پہلے پاکستان میں شمولیت کا اعزاز حاصل ہوا 14 اگست 1947ء کو قیام پاکستان کے بعد سر غلام حسین ہدایت اللہ سندھ کے پہلے گورنر اور ایوب کھوڑو پہلے وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔

اہلیان کراچی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے سندھ میں سیاسی سرگرمیوں کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا اور انہوں نے نہ صرف تحریک پاکستان میں بے مثال کردار ادا کیا بلکہ ایسے کارنامے انجام دیئے جو تاریخ میں انمٹ نقوش بن گئے۔

کراچی میں اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کے سنہری اوراق:۔

قیام پاکستان کے ساتھ ہی ہندوستان میں ان علاقوں سے جہاں مسلمان اقلیت میں تھے اور وہاں پر نا مساعد حالات کی وجہ سے بڑی تعداد میں مہاجرین ہجرت کر کے پاکستان آئے اور ان میں اکثریت کا رجحان کراچی ہی کی طرف تھا اس طرح ایک بہت بڑی تعداد میں مہاجرین نے ہندوستان کے مختلف علاقوں سے کراچی کی طرف ہجرت کی کراچی میں مہاجرین کی آمد دو راستوں سے تھی، پہلا راستہ سمندری جہازوں کے

ذریعہ اوکھا، گجرات کے مختلف بندرگاہوں اور بمبئی سے بہت بڑی تعداد میں مہاجروں کی آمد اور دوسرا راستہ کھوکھرا پار سے ٹرینوں کے ذریعہ لیکن کراچی میں ان مہاجرین کی بہت بڑی تعداد سمندری راستے سے پہنچی اور سمندری راستے سے آنے والے ان مہاجروں کی دیکھ بھال ان کے کھانے پینے کا انتظام اور ان کی تمام امور کو کراچی میں آباد اوکھائی میمن برادری کے بزرگوں نے انجام دیا کیونکہ اُس وقت کراچی کی بندرگاہ اور اس کے ارد گرد آباد علاقوں کھارادر، میٹھادر، نوآباد، کھڈہ اور میمن سوسائٹی میں اکثریتی تعداد میں آباد تھے اور یہاں کے تمام امور جس میں سیاسی، سماجی اور معاشرتی مسائل میں اوکھائی میمن برادری کو کلیدی اہمیت حاصل تھی کیونکہ 1947ء سے قبل پانچ دہائیوں میں جو بھی کراچی میں بڑے واقعات اور تبدیلیاں رونما ہوئیں کراچی کی تاریخ گواہ ہے کہ اُس میں اوکھائی میمن برادری کے لوگوں نے نمایاں کردار ادا کیا جس سے اُس کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

کراچی میں مہاجروں کی آمد کے ساتھ ہی اوکھائی میمن جماعت نے ان کی امداد کے لیئے جماعت کی سطح پر ایک ریلیف کمیٹی تشکیل دی (یاد رہے کہ میمن ریلیف کمیٹی کا قیام بعد میں ہوا) جس کی قیادت اُس وقت K.M.C میں کونسلر جناب قاسم سلیمان ویانی اور اوکھائی میمن جماعت کے سابق اور پہلے آئینی صدر جناب آدم سلیمان غازیانی اور والینٹرز کی بڑی تعداد نے ان مہاجرین کی امدادی سرگرمیوں میں اپنا تاریخی کردار ادا کیا۔

www.memonbooks.com

اس کمیٹی کے پلیٹ فارم پر ان مہاجرین کی رہنے کے لیئے اُس وقت جو اسکول قائم تھے جن میں اوکھائی میمن اسکول کھارادر ایگزینڈ راسکول (موجودہ آغاخان اسکول) مدرسہ اسلامیہ نمبر 1 مدرسہ اسلامیہ نمبر 2، نانک واڑہ کی کچھ عمارتیں اور میٹھادر کی کچھ عمارتوں میں ان مہاجرین کو ٹھہرایا گیا اس کے ساتھ ساتھ اُن کے مکمل تحفظ، رہائش، خوراک اور دیگر ضروریات کی فراہمی کا خیال رکھنا شامل تھا اُن دنوں میں جتنی بھی اموات ہوئیں ریلیف کمیٹی نے ان کی تجہیز وتدفین کے انتظامات کیئے اور اُن تمام مرحومین کو اوکھائی میمن قبرستان دھوبی گھاٹ لیاری میں سپردخاک کیا گیا ان مہاجرین کی خوراک کے سلسلے میں اوکھائی میمن جماعت خانے میں ہر وقت کھانے پکانے کا انتظام موجود تھا اور اس سلسلے مہاجرین کو فراہم کرتے رہیں تاکہ اُنہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اس سلسلے میں راشن کی فراہمی اور اُس میں مالی امداد کے لیئے برادری کے علاوہ وہاں کے علاقوں میں آباد خاندان اپنے گھروں سے کھانا اور دیگر اشیاء پکا کر اپنے پریشان حال مہاجرین بھائیوں کو پہنچاتے تھے۔(1)

قیام پاکستان کے وقت اوکھائی میمن برادری کا کردار انتہائی تاریخی اہمیت کا حامل ہے جسے میمن قوم کی پوری تاریخ میں کبھی بھی بھلایا نہیں جا سکتا اُس وقت یہ برادری مالی طور پر کمزور ہوتے ہوئے بھی اپنا سب کچھ ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے پریشان حال بھائیوں کی امداد اور اُن کی آبادکاری پر صرف کیا اُس وقت ہزارہ ہندو اپنا گھربار چھوڑ کر کراچی سے چلے گئے تھے اور اگر یہ برادری چاہتی تو اُن چھوڑے ہوئے گھروں اور پراپرٹی پر اپنا قبضہ کر سکتی تھی لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اُس وقت اس برادری کے بزرگوں کا کہنا تھا کہ یہ تمام چیزیں ہمارے لیئے حرام ہیں اور یہ گھر مکان اور دوسری چیزیں اُن بھائیوں کا حق ہے جو ہندوستان سے اپنا سب کچھ لٹا کر یہاں آئے ہیں انہوں نے مہاجرین خاندانوں کو کھارادر اور میٹھادر اور نوآباد میں ہندوؤں کے چھوڑے ہوئے گھر اور مکان کھول کھول کر اُن کے حوالے کیئے اُس وقت برادری کے اُس میں کئی خاندان کرایہ کے مکان میں رہتے تھے اور آج بھی اُن میں سے چند بزرگوں کی اولاد کرایہ ہی کے مکان میں رہ رہے رہی ہے کیونکہ وہ ہندوؤں کی چھوڑی ہوئی ان گھروں مکانوں کو اپنے لیئے حرام سمجھتے تھے اور یہ بات اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کے انمٹ سنہری اوراق ہیں جیسے صدیاں گزرنے کے بعد بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، اور جو ہجرت مدینہ کے وقت تاریخ اسلام میں مہاجرین وانصار کی یاد کو تازہ کر دیتی ہے۔

جناب قاسم سلیمان ویانی:۔

تحریک پاکستان کے وقت کراچی میں مہاجرین کی آمد اور ان مہاجرین کی امداد اور آبادکاری میں بلاشبہ اوکھائی میمن برادری کا تاریخی کردار رہا ہے اور اُس وقت اُن تمام کاروائی میں اہم ترین کردار جناب قاسم سلیمان ویانی نے ادا کیا تھا اُس وقت کراچی میں مہاجرین کی آمد کے ساتھ ہی اوکھائی میمن جماعت نے سب سے پہلے ایک ریلیف کمیٹی بنائی جس کا سربراہ جناب قاسم سلیمان ویانی کو مقرر کیا جو بعد میں اس کمیٹی کا دائرہ وسیع کر دیا گیا تھا اور وہ میمن ریلیف کمیٹی میں تبدیل کر دی گئی تھی ابتداء میں اس ریلیف کمیٹی کا کام کھارادر مچھی میانی مارکیٹ میں اُس کا دفتر تھا اور جناب نور محمد یعقوب ویانی سیکریٹری کے فرائض انجام دیتے تھے اُس دفتر میں اکثر بیشتر سر آدمجی حاجی داود، باوانی سیٹھ۔ جناب احمد حاجی شکور اور سیٹھ حسین ابراہیم جمال کا آنا جانا رہتا تھا بعد میں اس ریلیف آفس کو بمبئی بازار بھٹکل ہوٹل (موجودہ کپڑا مارکیٹ) کے پاس لے جایا گیا اور

www.memonbooks.com

وہاں پر میمن قوم کی بڑی تعداد میں ہجرت کے وقت ایک تاریخی اجلاس منعقد کیا گیا تھا اور وہاں پر ریلیف کے کام کو وسیع تر کیا گیا۔

جناب قاسم سلیمان ویانی نے 1928ء میں اوکھا سے کراچی ہجرت کی آپ ہمیشہ سے سماجی طور پر سرگرم رہتے تھے اور آپ کی اس سرگرمی کی وجہ سے آپ ینگ مین ایسوسی ایشن کے صدر اور جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے 1946ء میں آپ اور ولی محمد حاجی یعقوب گناترا میونسپل کے الیکشن میں کامیابی حاصل کی اسی وجہ سے قیام پاکستان کے وقت آپ کا اثر رسوخ اُس وقت کے اعلیٰ عہدیداروں سے تھا اور ریلیف کے کاموں میں آپ نے اُن دنوں میں تاریخی کردار ادا کیا آپ 1952ء سے 1966ء تک مسلم ویلفیر سوسائٹی بمبئی بازار کے صدر رہے وہاں پر آپ کی فاروق ٹریڈنگ کمپنی کے نام سے فرم تھی آپ کی اولادوں میں جناب حاجی عبدالستار ویانی (ڈیکوریشن والا) کی بھرپور سماجی خدمات ہیں اور کئی سالوں سے جماعت کے امور میں بھرپور خدمات انجام دے رہے ہیں اور کئی کمیٹیوں کے سربراہ کی حیثیت سے اور میمن سوسائٹی میں والنٹیر کور مجلس کمیٹی خلفہ راشدین مسجد اور دیگر مذہبی امور میں بھی اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔(1)

www.memonbooks.com

باب 4

اوکھائی میمن جماعت قیام پاکستان سے موجودہ دور تک

4.1 اوکھائی میمن جماعت میں موجودہ انتظامی ڈھانچے کی ابتداء

1946ء میں اوکھائی میمن برادری کی بڑھتی ہوئی آبادی اور اُس سے متعلق اموری انجام دہی کے لیئے جماعت میں انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت تھی ۔1880ء میں اوکھائی میمن جماعت کے قیام کے وقت برادری صرف کھارادر میں آباد تھی وقت کے ساتھ اُس میں اضافہ ہوتا گیا اور اوکھامنڈل میں معاشی بدحالی اور خشک سالی (ڈوکار) کی وجہ سے برادری کی کراچی میں آبادی میں اضافے کی وجہ سے کھارادر کے بعد برادری 1917ء میں نوآباد میں اور پھر 35-1934ء میں میمن سوسائٹی (حاتم آباد) کے قیام کے بعد برادری تین جگہوں پر تقسیم ہوگئی تھی لہذا اُس وقت ضرورت اس بات کی محسوس کی گئی کہ جماعت کے اموری انجام دہی کے لیئے قواعد وضوابط مرتب کئے جائیں تا کہ برادری میں بہتر سہولیات کی فراہمی اور انتظامی اموری انجام دہی کی جاسکے لہذا اس سلسلے میں اوکھائی میمن جماعت کا آئین مرتب کرنے کے لیئے ایک آئین کمیٹی تشکیل دی گئی۔

اُن دنوں برادری کے بزرگوں میں جناب قاسم شریف غازیانی کو ایک روشن خیال اور انتہائی تجربہ کار سماجی شخصیتوں میں شمار کیا جاتا تھا برادری میں سب سے حساس امور سنسار یک سمادھان کمیٹی کی انجام دہی اکثر آپ کی سربراہی میں دی جاتی تھی اور آپ انتہائی بردباری سے معاملات کو نمٹاتے جس سے آپ کی صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا تھا لہذا برادری میں آئین مرتب کرنے کا فریضہ آپ کے تجربوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کو سونپا گیا اور تجربہ کار ممبروں کی ٹیم تشکیل دی گئی کمیٹی جوان ممبران پر مشتمل تھی ۔

آئین کمیٹی کا قیام:

(1)	جناب قاسم شریف غازیانی	کمیٹی صدر
(2)	جناب حسن رحمت اللہ سوریا	سیکریٹری
(3)	جناب یوسف اسماعیل بارائی	ممبر
(4)	جناب محمد یوسف گابا	ممبر
(5)	جناب عارب حاجی گنا	ممبر
(6)	جناب محمد سومار مراو	ممبر
(7)	جناب یوسف یعقوب سوریا	ممبر

ان بزرگوں نے اپنے تجربے اور برادری سے متعلق تمام امور کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی صلاحیتوں سے اوکھائی میمن جماعت کے آئین کو مرتب کر کے 2 مئی 1946ء میں سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹر ڈ کرایا۔

اغراض ومقاصد

☆قواعد ضوابط

☆ جماعت کا انتظامی انفراسٹرکچر (ڈھانچہ)

☆ مختلف کمیٹیوں کا قیام

ابتداء میں اس سلسلے میں چار (4) اہم کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھی

(1)تعلیمی کمیٹی:۔

جس میں برادری تعلیم کی ترویج فروغ، ضرورت مند طلباء کی مالی معاونت، گرلز گائیڈ، اسکاوٹ اور والینٹر کور یس کا قیام، اور نرسیز کے مراکز کا قیام شامل تھا۔

(2) کمیٹی برائے سماجی بہبود:۔

اس کمیٹی کے تحت بے روزگار، یتیموں، اور بیواؤں کی معاونت کرنا، برادری میں طبی سہولیات کا انتظام کرنا، غلط رسم ورواج کی روک تھام کرنا، اور وبائی بیماریوں اور قدرتی آفات کی صورت میں امدادی امور نمٹانا وغیرہ شامل تھے۔

(3)اسٹور انتظامیہ کمیٹی:۔

یہ کمیٹی جماعت کے جائیدادوں اور سامان کی دیکھ بھال، عید کی نمازوں کا انتظام، موت میت میں کفن دفن اور قبرستان کے امور شامل تھے

(4)سنسار ریک سمادھان (سماجی مصالحتی) کمیٹی:۔

برادری میں پیدا ہونے والی گھریلو سماجی جھگڑوں کے حل کرے گی اور فریقین کے مسائل کے حل میں معاونت کرے گی۔ 1946ء میں اس آئین کے تحت اوکھائی میمن جماعت میں پہلے آئینی صدر کے طور پر جناب آدم سلیمان غازیانی کو جماعت کا صدر منتخب کیا گیا: آئین کے

www.memonbooks.com

مرتب کرنے میں پوری آئین کمیٹی قابل تعریف ہے کہ انہوں نے ایسا آئین دیا جس میں سے بہت سے امور آج بھی اُس کے تحت انجام دیئے جارہے ہیں جو ہمارے ان بزرگوں کی فہم وفراست کی عکاسی کرتا ہے۔

یہاں جناب قاسم شریف غازیانی کو خراج تحسین پیش نہ کرنا اُن کی شخصیت سے زیادتی ہوگی۔یہاں پر ہم برادری میں بھرپور سماجی خدمات کو سامنے رکھتے ہوئے جناب قاسم شریف غازیانی کی خدمات پر نظر دوڑاتے ہیں۔

جناب قاسم شریف غازیانی:۔

جناب قاسم شریف غازیانی 1901ء میں پیدا ہوئے آپ بچپن میں اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کرکے کراچی تشریف لائے 1919ء میں کراچی پورٹ ٹرسٹ میں ملازمت اختیار کی آپ نے اپنی سماجی اور سیاسی زندگی کا آغاز 1929ء میں کھارادر کے علاقے سے طیب عمر مرکٹیا (طیب آغا) کے کراچی میونسپلٹی کارپوریشن کے کونسلر کے انتخابات سے کیا اُس وقت قاسم شریف غازیانی نے اُس انتخابی مہم جو اوکھائی میمن برادری کی سیاست میں پہلی پیش رفت تھی جس میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔1930ء میں طیب عمر مرکٹیا کے دور کونسلری میں برادری کی آبادکاری کے لیے اوکھائی میمن ہاؤسنگ سوسائٹی کے قیام کے سلسلے میں آپ کے علاوہ جناب ولی محمد حاجی یعقوب گنا تڑااور جناب ولی محمد ملا ڑا نے اہم ترین کردار ادا کیا۔جناب قاسم شریف غازیانی اُن دنوں جماعت کی تمام سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے تھے۔آپ کچھ عرصے اوکھائی میمن جماعت کے صدر بھی رہے آپ 3جولائی 1938ء میں جماعت خانہ کے قیام اور 1938ء ہی میں قائداعظم محمد علی جناح کی پہلی سندھ صوبائی مسلم لیگ کانفرنس کا کھارادر میں استقبالیہ،اور دسمبر 1941ء میں قائداعظم کا اوکھائی میمن جماعت خانے میں شاندار استقبالیہ کے انتظامات میں اہم کردار ادا کیا تھا لیکن آپ کی زندگی کا اہم کارناموں میں آئین کے نفاذ کے بعد آپ جماعت کی مینجنگ بورڈ اور مختلف اہم کمیٹیوں کے چیئرمین مقرر ہوئے اور خصوصاً سنسار یک سمادھان کمیٹی کے معاملات میں اہم کردار ادا کیا آپ اوکھائی میمن جماعت کے علاوہ دیگر سماجی کاموں میں بھی حصہ لیتے تھے آپ نوآباد ڈیبل کمیٹی کے صدر رہے جس کے تحت بنگال میں سیلاب زدگان کی امدادی کیمپ،کراچی میں وبائی امراض کے ٹیکوں کے کیمپ اور دیگر امدادی سرگرمیوں میں خدمات انجام دیں آپ کے سر حاجی عبداللہ ہارون کے اہل خانہ سے انتہائی قریبی تعلقات تھے آپ 1964ء میں نوآباد کے علاقے سے بی ڈی کے انتخابات میں حصہ لیا اور بھرپور کامیابی حاصل کی اور علاقہ کے کئی مسائل حل کیلیے برادری کی یہ دلعزیز شخصیت 28 ستمبر 1974ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئی۔(1)

(1)

جناب آدم سلیمان غازیانی اوکھائی میمن جماعت کے پہلے آئینی صدر

جس وقت جماعت میں آئین کا نفاذ ہوا اس وقت قوائد ضوابط اور فرائض کی ادائیگی کے لیئے قوم کو تجربہ کار اور بے لوث رہنما کی ضرورت تھی برادری کی اکثریت کی نگائیں اس وقت آدم سلیمان غازیانی پر پڑیں حالانکہ اس وقت برادری میں ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی موجود تھے آپ کی تعلیم گجراتی کی چند کلاسوں تک محدود تھی مگر آپ کی بچپن سے سماجی اور فلاحی کاموں میں دلچسپی نے آپ کو وسیع تجربہ بخشا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا تجربا اور اتنی وسعت عطا کی تھی کہ تعلیم یافتہ طبقہ بھی آپ سے مشورہ کیا کرتا تھا۔

جناب آدم سلیمان غازیانی 1930ء میں کھارادر کراچی میں پیدا ہوئے آپ کو کاروباری اور ہنر میں کافی تجربہ تھا آپ کوئی قسم کے ہنر اور فن میں واقفیت تھی برادری میں آپ پہلی شخصیت تھے جنہوں نے تقسیم سے قبل کراچی میں شیشے کے گلاس کا ایک چھوٹا کارخانہ قائم کیا اس کے علاوہ پلمبرنگ کے شعبہ میں بھی آپ کو مہارت تھی آخر وقت میں آپ دودھ کا کاروبار کرتے تھے۔

جناب سلیمان غازیانی اُن دنوں اوکھائی میمن برادری کی طرف سے تمام اہم تقریبات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس میں 1938ء میں جماعت خانہ کے سنگ بنیادی کی تقریب 1941ء میں اوکھائی میمن جماعت خانہ میں قائداعظم محمد علی جناح کی آمد اور 1946ء میں سندھ مسلم لیگ کی طرف سے عیدگاہ میدان میں منعقدہ جلسہ جس میں اوکھائی میمن جماعت کی طرف سے صدر کی حیثیت سے قائداعظم کی خدمت میں تحریک پاکستان کے لئے امدادی چیک عطیہ کے طور پر پیش کیا۔

1947ء میں قیام پاکستان کے وقت گجرات اور کاٹھیاواڑ سے ہجرت کرکے آنے والے میمن برادری کے قافلوں کی دیکھ بھال وہر طرح کی خدمت کے لئے اوکھائی میمن جماعت نے آدم سلیمان غازیانی اور قاسم ویانی (جو اُس وقت میمن سوسائٹی کے علاقے سے کے ایم سی کونسلر 1945-47ء کے لئے منتخب ہوئے تھے) کے تعاون سے ریلیف کمیٹی بنائی جس میں آدم سلیمان غازیانی کی خدمات قابل ستائش تھیں ان دنوں ویراول جونا گڑھ سے ایک بحری جہاز مہاجرین کو لے کر کراچی بندرگاہ پر پہنچا تو ریلیف کمیٹی کے خادموں کے ساتھ صدر اوکھائی میمن جماعت نے عام خادموں کی طرح کام کیا اور مہاجرین کا سامان اپنے کندھوں پر اُٹھا اُٹھا کر اُن کی مدد کی لوگوں نے اتنی جانفشانی سے محنت کرنے اور وہاں تمام کام کرنے والے لوگوں میں اتنا احترام دیکھتے ہوئے معلوم کیا کہ یہ کون ہیں اس پر اُن کو بتایا گیا کہ یہ اوکھائی میمن جماعت کا صدر جو عجز وانکساری و کردار کا پیکر ہے۔

1944ء میں کراچی میں زوردار بارشوں کے باعث کئی عمارتیں گر گئیں بہت جانی ومالی نقصان ہوا، خاص کر لیاری کا علاقہ بہت زیادہ

www.memonbooks.com

متاثر ہوا نیا آبادی کچی آبادی میں رہائش پذیر برادری کو میمن سوسائٹی میں منتقل کیا گیا ان میں سے کچھ خاندانوں کو حاجی عبداللہ ہارون اسکول میں منتقل کیا گیا تھا اس کام میں آدم سلیمان غازیانی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا گو کہ خود ان کا مکان بھی اس آفت کی زد میں آ گیا تھا۔ 1946ء کے آخر میں کراچی کے ہندوؤں نے کچھ مسلمان آبادیوں پر حملہ کا ارادہ کیا مگر آپ کی بروقت کاروائی کے باعث اس وقت کے سندھ کے وزیر اعلیٰ سر غلام حسین ہدایت اللہ نے بذات خود ہندوؤں کے گھروں پر چھاپے مار کر ممکنہ حملہ کے لئے جمع شدہ اسلحہ اور دیگر مواد حاصل کیا اور یوں آپ کی تدبیر سے کئی مسلمان خاندان بشمول اوکھائی میمن برادری محفوظ رہے۔

جناب آدم سلیمان غازیانی کے صدارتی دور میں جماعت کا نظم و ضبط بہت شاندار تھا آپ کے دور میں مدرسہ، قبرستان، مسجد اور وقف کمیٹی جماعت میں ضم ہوئیں اس کے علاوہ آپ نے برادری کے تمام مسائل بڑی خوش اسلوبی سے نمٹائے۔ 1946ء آپ کا انتخاب آئینی انداز سے ہوا تھا لیکن اس پر پوری طرح سے عمل نہ ہو سکا تھا کیونکہ اُس وقت تحریک پاکستان زور شور تھا۔(1)

www.memonbooks.com

(2)

حاجی عبداللہ طیب گابا:

1947ء میں جناب حاجی عبداللہ طیب گابا اوکھائی میمن جماعت کے دوسرے آئینی صدر منتخب ہوئے۔ 1896ء میں سانو گابا کے پانچ بیٹے الیاس، طیب، یوسف ابراہیم اور احمد اپنے خاندان سمیت وڑواڑہ سے کراچی کھارادر میں کھوسہ پھر لینے میں آکر آباد ہوئے طیب تھاریا گابا کے دو اولاد تھی جس میں سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا عبداللہ تھا۔ حاجی عبداللہ طیب گابا 1900ء میں کراچی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گجراتی حاصل کرنے کے بعد 14-1912ء تک سندھ مدرسہ الاسلام میں مزید تعلیم حاصل کی لیکن 1914ء میں پہلی جنگ عظیم کی وجہ سے تعلیم چھوڑ کر روزگار پر لگ گئے اپنی جوانی کے دور میں وہ کراچی کی بندرگاہ پر تالی کلرک کے طور پر ڈیلی ویجز پر کام کرنا شروع کیا۔

1918ء میں عبداللہ طیب گابا کی شادی اپنے چچا ابراہیم تھاریا گابا کی بیٹی سے ہوئی۔ جن کے انتقال کے بعد آپ نے دوسری شادی حنیفہ بائی حسن نور محمد گنٹا سے کی۔ جس میں سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں باحیات ہیں نومبر 1922ء میں آپ برٹش پاسپورٹ پر عراق کے شہر بصرہ میں گئے لیکن 6 ماہ 1923ء میں واپس آگئے اس کے بعد ہوٹل پان کی دوکان اور دوسرے چھوٹے موٹے کام کاج کرتے رہے بالآخر اسکریپ کی لائن میں آئے اور اُس میں کاروبار میں ترقی حاصل کی اس کاروبار میں ذہنی طور پر بہت تیز تھے انہوں نے ہوائی جہازوں کے استعمال شدہ پلگ سے پلاٹینم حاصل کرنے کا کراچی میں تصور دیا۔ عبداللہ طیب گابا بہت ہی سادہ لوح اچھی سمجھ بوجھ اور ہمدرد انسان تھے اور ان کی ان عادتوں کی وجہ سے سماجی حلقوں میں اُنھیں نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ عبداللہ طیب گابا 1947ء میں اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہونے سے پہلے وہ جماعت کی بہت سی کمیٹیوں کے چیئرمین اور جماعت کی مینجنگ کمیٹی کے ممبر رہ چکے تھے۔

سر آدمجی حاجی داؤد کو جماعت کی طرف سے استقبالیہ

آپ کے دور میں 1947ء میں پہلی مرتبہ میمن برادری کی نامور اور مشہور شخصیت جناب سر آدمجی داؤد کو ینگ میمن اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کی جانب سے جماعت خانہ میمن سوسائٹی میں اور اسی سال دوسری مرتبہ اوکھائی میمن جماعت کی جانب سے اوکھائی میمن مدرسہ کھارادر میں استقبالیہ دیا گیا۔ اُس تقریب میں افریقہ سے میمن برادری کا وفد کراچی آیا تھا اور اُس کا استقبالیہ اوکھائی میمن جماعت نے رکھا تھا سر آدمجی داؤد نے اپنی تقریر اوکھائی میمن برادری کی سماجی معاشرتی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

ریلیف کمیٹی کا قیام

1947ء میں قیام پاکستان کے وقت گجرات اور کاٹھیاواڑ سے ہجرت کر کے آنے والے میمن برادری کے قافلوں کے لئے اوکھائی میمن برادری کی طرف سے جو ریلیف کمیٹی بنائی گئی تھی اُس میں 125 ممبر تھے جس میں 85 ممبر اوکھائی میمن جماعت سے تھے کھارادر میٹھادر میں وہ مکان جو ہندو چھوڑ کر چلے گئے تھے میمن برادری کے رضا کاروں نے وہ مکان ہندوستان سے آئے ہوئے مہاجرین کے حوالے کر دیئے۔آپ کے دور میں ان مہاجرین میں کسی کا انتقال ہو جاتا تھا تو تمام تدفین کا انتظام اوکھائی جماعت کرتی اور دھوبی گھاٹ قبرستان میں اسے سپرد خاک کیا جاتا تھا آپ مولوی محمد صادق کھڈہ والا سے بہت متاثر تھے۔1962ء میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی آپ نے اپنی زندگی میں بچوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جس کی وجہ سے آج آپ کے خاندان میں چودہ افراد گریجویٹ اور تین پوسٹ گریجویٹ ہیں۔آپ کی اولاد میں جناب سلیمان میمن عمر میمن وہ اپنی کامیاب زندگی گزار رہے ہیں عبداللہ طیب گابا 4 جون 1979ء میں دل کا دورہ پڑنے سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔(1)

www.memonbooks.com

(3)

جنابحاجی عاربی گٹا 1948ء

1948ء میں جناب عاربی حاجی گٹا اوکھائی میمن جماعت کے تیسرے آئینی صدر منتخب ہوئے۔ جناب عاربی حاجی گٹا اوکھا منڈل کے گاؤں واچھو میں 1900ء میں پیدا ہوئے اُن دنوں اوکھا منڈل میں شدید قحط سالی آئی ہوئی تھی اور جو "چھپیو ڈوکار" سے مشہور ہے اور 1904ء میں واچھو سے ہجرت کر کے کراچی تشریف لائے۔

آپ گھر کے نامساعد حالات کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکے اور چھوٹی عمر سے ہی کام کاج میں لگ گئے آپ بہت محنتی اور جفاکش تھے آپ جس کام میں بھی حصہ لیتے تو نہایت محنت اور ایمانداری اور خلوص دل سے حصہ لیتے تھے یہی وجہ تھی آپ جماعت کے صدر منتخب ہونے سے پہلے بھی جماعت کے سماجی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے اور مختلف کمیٹیوں اور مینجنگ بورڈ کے ممبر بھی رہے آپ کی صدارتی دور کے بعد ایک ایکشن کمیٹی تشکیل دی گئی تھی آپ اُس کے بھی ممبر تھے اور جب تک زندہ رہے پوری زندگی سماجی کاموں میں بھرپور حصہ لیتے رہے جب آپ جماعت کے صدر منتخب ہوئے تو پیشے کے اعتبار سے ٹیکسی چلاتے تھے لیکن آپ سماجی خدمات اور پر خلوص کام کی وجہ سے اوکھائی میمن جماعت تیسرے آئینی صدر منتخب ہوئے۔

اوکھائی میمن انجمن کا قیام

1948ء میں اوکھائی میمن انجمن کا قیام عمل میں آیا اوکھا میں اوکھائی میمن انجمن ترقی اسلام 1942ء میں قائم ہوئی تھی انجمن کے بانی جناب عیسیٰ جمال اوکھا کی طرح کراچی میں بھی اسے برادری کے سماجی مسائل کے حل میں انجمن کا بھرپور کردار چاہتے تھے کراچی میں انجمن کے قیام میں عیسیٰ جمال کے ساتھ ساتھ حسین ابراہیم جمال سلیمان عبدالغنی پنجوانی نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ چونکہ یہ لوگ صاحب حیثیت تھے انہوں نے اوکھائی میمن انجمن کا بنیادی مقصد "آباد کاری" تھا اس سلسلے میں انہوں نے جماعت سے کوئی مدد نہیں لی۔ شروع میں انہوں نے ماتلی میں ایک جماعت خانہ قائم کیا اور پھر کراچی میں کام شروع کیا۔ 1948ء میں اوکھائی میمن انجمن کی طرف سے اوکھائی میمن برادری میں پہلی میت بس کا انتظام کیا گیا۔

سر آدمجی حاجی داؤد کا انتقال اوکھائی میمن برادری کا مثالی کردار

میمن قوم کی عظیم شخصیت جن کا انتقال 27 جنوری 1948ء کو کراچی میں ہوا محسن میمن قوم کی سفر آخرت کے انتظامات میں جناب عاربی

www.memonbooks.com

گنا کی نگرانی میں دھوبی گھاٹ لیاری میں اوکھائی میمن قبرستان میں تدفین کا انتظام کیا گیا۔

جماعت خانہ میں سیکرٹریٹ کا قیام:

آپ کے دورِ صدارت میں جماعت کے ترقیاتی کام میں میمن سوسائٹی جماعت خانہ میں ایک لمبا شیڈ تعمیر کروایا تاکہ برادری میں جو تقریبات کھلی جگہ میں ہوتی تھی وہ شیڈ کی تعمیر کے بعد اُس میں ہونے لگی یہ شیڈ جہاں تعمیر کیا گیا تھا وہاں پر برادری کی بڑھتی ہوئی آبادی اور جماعت کے امور کو بہتر طور پر چلانے کے لیے جناب حاجی سائنا محمد غازیانی کے مالی تعاون سے جماعت خانہ میں اوپر سیکریٹریٹ ہال تعمیر کروایا گیا۔

ہندوستان سے آئے ہوئے مہاجرین کی دیکھ بھال میں تاریخی کردار

آپ کے دور میں ایک اور اہم کام یہ ہوا کہ کھانا پکانے کے سلسلے میں پہلے کوئی انتظام نہیں تھا اور جہاں مرضی پڑے کھانا پکالیا جاتا تھا آپ کے صدارتی دور میں میمن سوسائٹی جماعت خانہ میں موجودہ کچن والی جگہ کو کھانا پکانے کے لیے بنایا گیا جہاں پر لکڑی پر کھانا پکانے کا جماعت خانہ میں انتظام کیا گیا۔ 1947-48ء قیام پاکستان کی وجہ سے انڈیا سے بڑی تعداد میں لوگ ہجرت کر کے پاکستان میں آرہے تھے انڈیا سے ہجرت کر کے آنے والے لوگ دوراستوں سے پاکستان پہنچ رہے تھے ایک خشکی کے راستے اور دوسرا سمندری راستے اس کے علاوہ جو مہاجرین پاکستان پہنچ رہے تھے ان کی دیکھ بھال، آبادکاری، کھانے پینے کا بندوبست اور انہیں ہر قسم کی امداد مہیا کرنے میں اوکھائی میمن جماعت نے نہایت اہم کردار کیا اس سلسلے میں جماعت کے پہلے تین آئینی صدور جن میں سلیمان آدم غازیانی ،عبداللہ طیب گابا اور حاجی عاربی گنا کے دور میں بہت کام ہوا اور انصار و مہاجرین کی شاندار مثالیں قائم ہوئیں اس سلسلے میں اوکھائی میمن جماعت خانہ کا کچن ہر وقت ان پریشان حال بھائیوں کی کھانے پینے کی ضروریات کو پورا کرنے میں دن رات مصروف عمل رہتا تھا۔

اوکھائی اسکول میں سیکنڈری کلاسوں کی ابتداء

جناب عاربی حاجی گنا کے دور میں اوکھائی میمن اسکول کھارادر کو سیکنڈری کا درجہ ملا کیونکہ پرائمری پاس کر کے بچوں کو سیکنڈری کلاسوں کے داخلوں کے لئے بہت پریشان ہونا پڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے بہت سے بچے اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکتے تھے لہٰذا 1948ء میں اوکھائی میمن سیکنڈری کی کلاسوں کی ابتداء ہوئی۔

کھارادر پنجابی کلب میں مدینہ مسجد کا قیام:

1948ء ہی میں کھارادر پنجابی کلب میں مدینہ مسجد کے لئے جناب قاسم عبداللہ ٹوبڑیا (ڈمل حاجی) وغیرہ کی کوششوں سے زمین حاصل

کی گئی اور جناب یوسف سا تا پنجوانی (کلیانی والے) نے اس مسجد کی تعمیر کروائی۔

دیگر امور

1948ء میں جناب ولی محمد حاجی یعقوب گتا تر اایم سی کے کونسلر منتخب ہوئے اس سے پہلے 1933ء میں آپ کونسلر منتخب ہوتے آئے تھے۔

جناب عارب حاجی گتا کے دور میں ستمبر 1948ء کو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا انتقال ہوا، اس سلسلے میں جماعت کا ایک خصوصی جنرل باڈی کا اجلاس بلایا گیا جس میں تعزیتی قرارداد کے ساتھ ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اس سے پہلے کسی کے انتقال پر کوئی تعزیتی اجلاس بلانے کا رواج نہ تھا لیکن اس کے بعد یہ سلسلہ شروع ہوا اور اس کے بعد جماعت کی سطح کسی اہم شخصیت کے انتقال پر اس قسم کے تعزیتی اجلاس کا اہتمام ہونے لگا۔

جناب عارب گتا جماعت کے ایک باہمت اور دوراندیش صدر تھے ان کی صدارت میں 1949ء میں ایکشن کمیٹی قائم ہوئی جو بھارت سے آئے ہوئے برادری کے افراد کو جماعت میں جمع کرنے کے انتظامی امور کی نگرانی کرتی تھی آپ کا انتقال 1952ء میں ہوا اُس وقت آپ جماعت کے امور کے لئے کمیٹی کے ممبر تھے۔(1)

www.memonbooks.com

(4)

ایکشن کمیٹی 53-1949ء :۔

1946ء میں اوکھائی میمن جماعت کا آئین تو بن گیا لیکن اُس پر مکمل طور پر عمل درآمد نہیں ہوا سوائے کمیٹیوں کی تشکیل اور اُس سے متعلق امور نئے آئین کے تحت ہو رہے تھے باقی تمام معالات وہی پرانے سسٹم پر چل رہے تھے اُس میں کابینہ کی تشکیل مینجنگ بورڈ کے انتخاب کا طریقہ وہی پرانے نظام کے تحت چل رہا تھا جس کے تحت تمام کھنڈیوں کے پٹیل مینجنگ بورڈ کے ممبر اور اُن میں سے "بڑا پٹیل" صدر منتخب کیا جاتا تھا، دوسرے عہدیداران کا اُن دنوں تقرر نہیں ہوتا تھا اور ایک مستقل طور پر سیکریٹری ہوتا تھا۔ہاشم اسماعیل سوریا جیسے پوری قوم میں ہاشم سیکریٹری کے نام سے پکارتی تھی اور جو اُس وقت جماعت کے تمام دفتری امور نمٹاتے تھے اور کئی سالوں تک آپ اس اہم ذمہ داری کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

1947ء میں قیام پاکستان کے سبب برادری کی بڑی تعداد اوکھا سے کراچی ہجرت کر کے آئی۔اتنی بڑی تعداد میں برادری کے خاندانوں کی آمد اور اُس میں بہت سی صاحب حیثیت شخصیتیں اور اوکھا میں جماعت کے قائدین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شخصیتیں اپنی خدمات کراچی میں جماعت کے امور میں دینے کے لئے آئے تو یہاں کا نظام اوکھا سے کچھ مختلف تھا اس کے علاوہ کراچی میں جماعت کے امور کی انجام دہی کے سلسلے میں ان دنوں مختلف گروپس شدید اختلاف کا شکار تھے اور برادری دو بڑے گروپس جس میں اس وقت کے مقامی کراچی والے "K" اور ڈیبائی "D" یعنی "D" اور "K" کے الفاظ عام طور پر آپس میں استعمال کئے جاتے تھے اس صورت حال میں جماعت کے امور میں اختلافی اور پریشان کن حالات سے بچنے اور ان تمام برادران کو جماعت میں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے ایک ایکشن کمیٹی تشکیل دی گئی جو 1949ء سے 1953ء تک جماعت کے امور کو چلاتی رہی اور ان ہی میں سے وقتاً فوقتاً صدر چن لیا جاتا تھا اور اُس صدر کے صدارت دور کے وقت کا کوئی تعین نہیں ہوتا تھا اور جب برادری میں کوئی مسئلہ پیدا ہوتا میٹنگ ہوتی اور ضرورت محسوس کی جاتی ایکشن کمیٹی کا صدر بنا دیا جاتا اس ایکشن کمیٹی کے ممبران میں

(1) جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا

(2) جناب قاسم شریف محمد غازیانی

(3) جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی

(4) جناب عاربی حاجی گنّا

(5) جناب سلیمان وی کاٹھ

(11) جناب حاجی حسن ٹوبڑیا

(12) جناب قاسم سلیمان ویانی

(13) جناب عبدالکریم ابراہیم جعفرانی

(14) جناب عبداللہ تھاویانی

(15) جناب سلیمان الیاس (کیپٹن) گنّا

(6) جناب حاجی سائنا محمد غازیانی
(7) جناب آدم سلیمان غازیانی
(8) جناب عبداللہ طیب گابا
(9) جناب یوسف محمدی
(10) جناب نور محمد عیسیٰ ویانی
(16) جناب عبدالکریم حاجی ٹوبڑیا
(17) جناب محمد یوسف صالح محمد گابا
(18) جناب محمد خمیسہ غازیانی
(19) جناب عالی کھملائی مرکٹیا

ایکشن کمیٹی کا دور جماعت میں ٹینشن اور اختلافات کا دور قرار دیا جاسکتا ہے اور اس میں برادری میں جماعت کے کاموں کی انجام دہی میں جمود کی سی کیفیت پیدا کردی تھی اور اس جمود کو توڑنے کے لئے برادری کے بزرگوں نے مختلف مواقعوں پر اختلافی مسائل کو سلجھانے کی کوششیں کی۔(1)

اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس 1951ء کا قیام

ان حالات کو دیکھتے ہوئے اس وقت برادری کے نوجوانوں نے برادری میں سماجی امور اور خصوصاً طلباء اور تعلیمی معاملات کی انجام دہی کے لئے 1951ء میں اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کے نام سے تنظیم بنائی جس میں طلبہ کے تعلیمی اور غیر نصابی سرگرمیوں کی انجام دہی کے پروگرام بنائے جاتے تھے اس کے قیام میں اس وقت کے نوجوانوں میں جناب ہاشم حسین ویانی جو ان دنوں سندھی اخبار میں جرنلسٹ تھے ان کے ساتھ جناب سلیمان عبداللہ گابا، جناب عثمان ابراہیم ویانی، جناب محمد یعقوب مرکٹیا (یعقوب میکی) جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی، جناب اسماعیل سلیمان مرکٹیا اور دیگر نوجوانوں نے اہم کردار ادا کیا اس اسٹوڈنٹس یونین کے صدر کے عہدے پر جناب ہاشم حسین اور جنرل سیکریٹری جناب سلیمان عبداللہ گابا (سلیمان میمن) منتخب ہوئے یہ اسٹوڈنٹس یونین بعد میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی بنیاد بنی تھی (تفصیل یوتھ سروسز کے باب میں) اس تنظیم کے قیام میں اس وقت کے بزرگوں میں جناب نور محمد عیسیٰ ویانی، جناب صالح محمد گابا اور جناب حاجی داؤد مراد نے اہم کردار ادا کیا تھا۔(2)

آل پاکستان میمن فیڈریشن کا قیام:۔

آل پاکستان میمن فیڈریشن کے قیام کے سلسلے میں پہلی میٹنگ مارچ 1951ء میں جناب حسین ابراہیم جمال کی صدارت میں عبدالکریم ڈھیڈی کے گھر پر منعقد ہوئی وہاں بزرگ گروپ جس کی قیادت مارفانی میگھانی جو میمن کونسل بنانا چاہتے تھے جب کے نوجوان گروپ جس میں محمد علی رنگون والا میمن فیڈریشن بنانے کے حق میں تھے۔اُس میٹنگ میں ایک سب کمیٹی بنائی گئی کہ وہ تمام امور کا جائزہ لے کر فیصلہ کرے اس سلسلے میں چھ بڑی جماعتوں جس میں (1)اوکھائی میمن جماعت (2)ہالاری میمن جنرل جماعت (3)بانٹوا میمن جماعت (4)کتیانہ میمن جماعت (5)دھوراجی میمن ایسوسی ایشن (6)جیت پور میمن ایسوسی ایشن پر مشتمل تھی۔فیڈریشن کا ابتدائی ڈرافٹ تیار ہونے میں ایک سال کا عرصہ

لگ گیا اور بالآخر 27 دسمبر 1952ء کو ایک اجلاس میں کثرت رائے سے منظور کر لیا گیا۔ پوری میمن برادری ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئی تھی اور اوکھائی میمن جماعت اپنے تنازعوں میں الجھی ہوئی تھی اس صورت حال میں برادری کے بزرگوں نے اتفاق رائے سے طے کیا کہ ایک ایسی شخصیت کو اوکھائی میمن جماعت کا صدر بنایا جائے جو تمام امور کو مردانہ وار مقابلہ کر سکے اس صورت حال میں برادری کے اکابرین کی نظر میں جناب عبدالغنی عبدالکریم پنجوانی پر مبذول ہوئی آپ کو سماجی کام کرنے کا بہت شوق تھا برادری میں بڑے مسئلے کو حل کرنے اور لوگوں کو قائل کرنے کا ملکہ حاصل تھا۔ آپ کی اس شوق اور صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے جناب حسین ابراہیم جمال، جناب ولی محمد حاجی یعقوب، جناب پروفیسر سلیمان گناترا، جناب یوسف محمدی جناب حاجی یوسف گابا اور ایکشن کمیٹی کے اراکین نے 1953ء میں آپ کو صدر اوکھائی میمن جماعت منتخب کیا۔ (1)

www.memonbooks.com

(5)

جناب عبدالغنی عبدالکریم پنجوانی

1953ء تا 1954ء:۔

جناب عبد الغنی عبدالکریم پنجوانی 1953ء تا 1954ء تک اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔آپ کو سماجی کاموں میں حصہ لینے کا جنون کی حد تک شوق تھا اور برادری سے متعلق بڑے بڑے مسئلے کے حل کرنے کی بھرپور صلاحیتیں رکھتے تھے اس چیز کو دیکھتے ہوئے جماعت کے اس وقت کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے برادری کے اکابرین نے متفقہ طور پر آپکو جماعت کا صدر منتخب کیا۔1949ء سے 1953ء تک اوکھائی میمن جماعت کے تمام امور کو چلانے کے لئے ایک ایکشن کمیٹی بنائی گئی تھی جس کا ذکر ہو چکا ہے۔1953ء میں اُس وقت ایکشن کمیٹی کے ممبران اور خصوصاً جناب حسین ابراہیم جمال، جناب محمد ولی حاجی یعقوب، جناب پروفیسر سلیمان گناترا، جناب یوسف محمدی، اور دوسرے اکابرین اوکھائی میمن برادری نے محسوس کیا کہ اوکھائی میمن جماعت میں ایکشن کمیٹی کی بجائے باقاعدہ صدر اور اس کے مکمل انتظامی امور کے تحت چلائی جائے۔کیونکہ اُن دنوں میں پوری میمن برادری کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کے لئے کوشش کی جارہی تھی اور اس سلسلے میں اکثر میٹنگ حسین ابراہیم جمال کے دفتر میں منعقد ہوتی تھی جس میں جناب عمر فاضل فاروق، جناب محمد علی رنگون والا، جناب حاجی عبدالشکور اور دوسرے میمن برادری کے رہنما شریک ہوتے تھے۔تمام میمن جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر یکجا ہو کر میمن برادری کے مسائل حل کرنا چاہتے تھے آل پاکستان میمن فیڈریشن کے قیام کی منظوری 27 دسمبر 1952ء میں اکثریت رائے سے دی گئی۔اسی دوران کراچی میں قیام پذیر تمام میمن جماعتوں سے رابطہ کر کے اور ہر جماعت سے چار نمائندوں پر مشتمل پہلی کونسل تشکیل دی گئی اس طرح آل پاکستان میمن فیڈریشن کا پہلا اجلاس 28 اگست 1953ء کو ہوا یہ اجلاس پاکستان مرچنٹس ایسوسی ایشن کے ہال میں منعقد ہوا اور جناب محمد علی رنگون والا نے صدارت کی اس کے بعد 29 اگست 1953ء کو آل پاکستان میمن فیڈریشن کے تحت پہلا آل پاکستان میمن کنونشن کراچی کے ککری گراؤنڈ (موجودہ محمد علی جوہر پارک) میں منعقد ہوا۔لہذا ضروری تھا کہ اوکھائی میمن جماعت میں بھی باضابطہ صدر ہو اور اختلافات کا خاتمہ ہو اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو متفقہ طور پر صدر منتخب کیا گیا۔

جناب عبدالغنی عبدالکریم پنجوانی دوارکا میں رہتے تھے اور آپ افریقہ کے شہر ملاوی میں آپ ایک بڑے جنرل اسٹور کے مالک تھے مالی طور پر بھی مستحکم تھے قیام پاکستان کے وقت آپ کی فیملی دوارکا سے کراچی منتقل ہوئی جس میں آپ کے تین بیٹے محمد سلیمان عبدالغنی پنجوانی، اور ڈاکٹر عیسیٰ عبدالغنی پنجوانی بھی کراچی میں آباد ہوئے ابتداء میں جناب محمد عبدالغنی پنجوانی کراچی میں پرینٹنگ پریس کا کام شروع کیا لیکن بعد میں افریقہ میں اپنے والد کے کاروبار کی دیکھ بھال کے لئے ممباسا افریقہ چلے گئے۔آپ کے دوسرے بیٹے جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی جو اوکھا اور دوارکا میں بہت بڑے سماجی ورکر تھے اور دوارکا میں تعلیم کے فروغ میں ان کی خدمات تھی سلیمان پنجوانی دوارکا سے کراچی میں آتے ہی یہاں پر ابتداء میں صابن

بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔لیکن کچھ عرصے کے بعد انہوں نے یہ کاروبار چھوڑ کر جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا کے ساتھ پاکستان شپنگ کمپنی میں پارٹنر بنے جبکہ جناب عیسیٰ پنجوانی تعلیم حاصل کر کے ڈاکٹری کے پیشے سے منسلک رہ کر انسانیت کی خدمت کرتے رہے۔

نکاح کی رسم مسجد میں کرانے کا فیصلہ

آپ کے دور میں شادیوں کا رات دیر تک رسم ورواج کے سلسلے پر کام ہوا پہلے نکاح رات 1:00 سے 2:00 بجے ہوتی تھی اس کے بعد باراتیوں کو کھانے کی ڈش پلی اور اُس پر اصلی گھی ڈال کر لڈو اور چنے جس کو حرف عام میں ''گوگری'' کہتے تھے اس طرح کھانا رات 3:00 سے 4:00 بجے ہوتا تھا۔عبدالغنی پنجوانی کے صدارتی دور میں رات کی شادیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا اور گھر کے پاس نکاح کا سلسلہ ختم کر کے مسجد میں نکاح کا سلسلہ شروع کیا گیا کیونکہ گھر کے پاس نکاح کرنے سے اخراجات بھی بہت ہوتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سے غلط رسم رواج کے روک تھام میں مدد ملی۔(1)

اوکھائی میمن اسکول کھارادر میں نئی عمارت کی تعمیر

عبدالغنی پنجوانی کے صدارتی دور میں اوکھائی میمن مدرسہ کھارادر جو اُس وقت پرانی عمارت تھی اور اُس میں چند کمرے تھے اُسے نئے سرے سے تعمیر کیا گیا اور اُس کی نگرانی آپ نے خود کی۔

میمن سوسائٹی میں شاہین اسپورٹس کلب کا قیام

1944ء میں اُس وقت برادری کے نوجوانوں نے دینی اور سماجی کاموں کی انجام دہی کے لئے انجمن عاشقان رسول ﷺ میمن سوسائٹی میں قائم کی بعد میں 1954ء میں جناب عبدالغنی عبدالکریم پنجوانی کے صدارتی دور میں یہ انجمن مذہبی معاملات کے ساتھ ساتھ برادری میں اسپورٹس اور سماجی معاملات میں بھرپور کردار ادا کرنے لگی جس کی وجہ سے اس کا نام تبدیل کر کے شاہین اسپورٹس کلب مشہور ہوا۔بعد میں جناب عبدالستار مراد کے صدارتی دور میں وہ اوکھائی میمن والنٹیئر کورپس کے نام سے قائم ہوئی جو برادری سے باہر نمایاں خدمات انجام دیتی رہیں۔

جناب عبدالغنی عبدالکریم پنجوانی جماعت کی صدارت کے بعد واپس افریقہ چلے گئے اور وہاں پر اُس وقت نیا سالینڈ کی آزادی کی جنگ میں وہاں کے قائد ڈاکٹر ہیکس بانڈا کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے آپ کا انتقال 1963ء میں وہیں پر ہوا۔(2)

(6)

لطیف ابراہیم جمال

1954ء سے 1959ء تک

1954ء کے آخری عشرے میں جناب لطیف ابراہیم جمال کھارادر سے اور میمن سوسائٹی سے جناب نور محمد عیسیٰ ویانی منتخب ہوئے میمن سوسائٹی کے الیکشن کے مقابلہ میں کھارادر والی سیٹ پر سخت الیکشن ہوئے اور زبردست مقابلہ ہوا اور برادری نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کیونکہ اس وقت مقابلہ سخت تھا جس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس الیکشن کے دوران برادری کی ایک بچی بھی شہید ہوئی اور اس میں پوری میمن برادری نے بھرپور کردار ادا کیا اور اس الیکشن میں جناب لطیف ابراہیم جمال کو کامیاب کروایا اور اس کے کچھ ماہ بعد آپ کو اوکھائی میمن جماعت کے پانچویں آئین صدر کے طور پر منتخب کر لیا گیا۔

اوکھائی میمن جماعت کے 59-57-54ء کے عہدیداران اور ارکان مجلس انتظامیہ:۔

(1)	جناب لطیف ابراہیم جمال	صدر	1954-59ء
(2)	جناب حاجی ہاشم حاجی احمد کاتھ	نائب صدر	1954-57ء
(3)	جناب سلیمان حاجی یوسف مرکٹیا	نائب صدر	1954-57ء
(4)	جناب حاجی قاسم حاجی ابراہیم کرار	نائب صدر	1957-59ء
(5)	جناب قاسم حاجی ہاشم محمدی	نائب صدر	1957-59ء
(6)	جناب عبدالکریم حاجی آدم گناترا	آنری جنرل سیکریٹری	1954-57
(6)	جناب نور محمد یعقوب ویانی	آنری جنرل سیکریٹری	1957-59
(7)	جناب ہاشم اسمٰعیل سوریا	جوائنٹ سیکریٹری	1954-57
(8)	جناب ہاشم محمدی	جوائنٹ سیکریٹری	1954-57
(9)	جناب ہاشم حسین ویانی	جوائنٹ سیکریٹری	1957-59
(10)	جناب سلیمان عبداللہ گابا	جوائنٹ سیکریٹری	1957-59

www.memonbooks.com

مینیجنگ کمیٹی کے ممبران

(1)	جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی	ممبر	(11)	جناب عمر یوسف ویانی	ممبر
(2)	جناب احمد خمیسہ بارائی	ممبر	(12)	جناب عبدالکریم ایم میمن	ممبر
(3)	جناب خمیسہ غازیانی	ممبر	(13)	جناب سلیمان اے گابا	ممبر
(4)	جناب حاجی یوسف عمر پنجوانی	ممبر	(14)	جناب نورمحمد الیاس موسانی	ممبر
(5)	جناب قاسم ہاشم ماملانی	ممبر	(15)	جناب قاسم عثمان کانڈا والا	ممبر
(6)	جناب محمد طیب کرار	ممبر	(16)	جناب عبداللہ تھاویانی	ممبر
(7)	جناب عبدالکریم حاجی ٹوبریا	ممبر	(17)	جناب یوسف حاجی علی محمد سوریا	ممبر
(8)	جناب عثمان ہاشم مرکٹیا	ممبر	(18)	جناب نورمحمد عیسٰی ویانی	ممبر
(9)	جناب حاجی حسن نورمحمد ٹوبریا	ممبر	(19)	جناب حاجی محمد احمد ویانی	ممبر
(10)	جناب محمد یوسف گابا	ممبر	(20)	جناب یوسف محمدی	ممبر

جناب لطیف ابراہیم جمال

جناب لطیف ابراہیم جمال کا شمار پوری میمن قوم کی چند اہم ترین شخصیتوں میں ہوتا ہے۔آپ کی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر نہ صرف تجارت وصنعت کے شعبوں میں بلکہ سماجی اور تعلیمی میدان میں بھی ایک خاص مقام رکھتے تھے 25 دسمبر 1925ء کو دوارکا (اوکھا) میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم دوارکا کی این۔ڈی۔ایچ ہائی اسکول میں حاصل کی اُس زمانے میں گجراتی کی صرف چار جماعت ہوتی تھی اور انگریزی کے سات اسٹینڈرڈ (Standard) ہوتے تھے۔

جناب لطیف ابراہیم جمال 1947ء میں قیام پاکستان کے وقت ہجرت کرکے کراچی آئے اور مکمل طور پر 1951ء میں کاروبار سمٹ کر کراچی میں شفٹ ہوگئے۔یہاں پر آکر آپ سماجی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لینے لگے 54-1953ء میں کھارادر سے کے ایم سی کونسلر منتخب ہوئے۔برادری کے معززین نے آپ کو اوکھائی میمن جماعت کا صدر منتخب کیا تاکہ جماعت کے امور میں بھی عملی طور پر انقلابی تبدیلیاں اور برادری میں سماجی اور معاشی بہتری لائی جاسکے آپ جماعت کے صدر منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلے اُس میں بنیادی تبدیلیوں کے بعد جماعت میں کابینہ تشکیل دی اور جماعت میں قائم کمیٹیوں کو فعال کیا تاکہ اُس کے فوائد برادری کے تمام بھائیوں تک پہنچایا جاسکے۔

حسین آباد کا قیام

حسین آباد کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی کراچی کو پاکستان کے دارلحکومت کی حیثیت حاصل ہوئی اور ملک کے تمام امور کی انجام دہی یہاں پر ہونے لگی۔ دوسری طرف ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے کثیر مہاجرین کی تعداد اور اس کے ساتھ ملک کے انتظامی امور کی انجام دہی کے لیئے اُس وقت کی وفاقی حکومت کے ملازمین کی آبادکاری کے لیئے ایک جامع منصوبہ بنایا اور اُسے "فیڈرل کیپٹل ایریا" علاقہ جو موجودہ فیڈرل بی ایریا کے نام سے موسوم ہے قائم کیا۔ لیکن فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی حکومت نے اس منصوبے کو ختم کر دیا اور پاکستان کا دارلحکومت کراچی سے اسلام آباد منتقل کر دیا۔

کراچی سے دارلحکومت کی منتقلی کے بعد فیڈرل کیپٹل ایریا کی زمین جس کی آبادی کے لیئے جامع منصوبہ بندی کر لی گئی تھی۔ وہ خالی پڑی ہوئی تھی اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے میمن قوم کے نمائندے جس میں جناب حبیب رحمت اللہ ڈائریکٹر جنرل K.D.A مقرر ہوئے ان کے تعاون سے اور جناب حسین ابراہیم جمال، جناب قاسم عثمان کانڈا والا، جناب واحد آدمجی، جناب محمد علی رنگون والا، جناب لطیف ابراہیم جمال اور دیگر میمن قوم کے نمائندوں نے میمن ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل سوسائٹی کے پلیٹ فارم پر 2000 دو ہزار پلاٹ حاصل کیے۔

اوکھائی میمن برادری کے بڑھتے ہوئے ہاؤسنگ کے مسائل حل کرنے کے لیئے جناب حُسین ابراہیم جمال نے 1957ء میں اوکھائی میمن انجمن کے پلیٹ فارم پر میمن ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل سوسائٹی سے (2000) پلاٹ میں سے (500) پلاٹ اوکھائی میمن برادری کے لیئے حاصل کیے اور اُس وقت (120) گز کا پلاٹ صرف /720 روپیے میں برادری میں تقسیم کیے۔ اس کے علاوہ معاشی طور پر کمزور خاندانوں کے لیئے اوکھائی میمن انجمن نے اپنے اخراجات سے مکان تعمیر کروا کر آسان اقساط پر فراہم کیے۔ حُسین آباد میں سب سے پہلے برادر جناب اسماعیل سلیمان ویانی جنہوں نے وہاں پر رہائش اختیار کی۔

اس کے علاوہ فلاحی پلاٹوں پر وقت کے ساتھ ساتھ برادری کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر وہاں پر جامع مسجد حُسین آباد H.E.F اسکول، عثمان میموریل ہسپتال، حُسین ابراہیم کمپلیکس اور دارلعلوم وغیرہ قائم کیے گئے۔

آپ کو حکومت کی طرف سے "ستارہ قائداعظم" سے نوازہ گیا:۔

جناب لطیف ابراہیم جمال میمن برادری میں خدمات دینے کے علاوہ کاروباری حلقوں میں بھی اپنا ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے 65-1964ء میں آپ فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر منتخب ہوئے۔ 1965ء میں صدر مملکت جناب ایوب خان نے ائیر لائن کے سلسلے میں کیبنیٹ کی سب کمیٹی بنائی تھی۔ اس میں وزیر خزانہ جناب شعیب وزیر صنعت جناب غلام فاروق اور جناب لطیف ابراہیم جمال پر مشتمل تھی علاوہ ازیں 1965ء میں جنگ کے دوران چھمب اور جوڑیاں سیکٹر کے مورچوں پر گئے۔ آپ میمن برادری کی واحد

www.memonbooks.com

شخصیت ہیں جنہوں نے 1965ء کی جنگ کے موقع پر وہاں بہ نفسِ نفیس بالکل فرنٹ لائن پر گئے اور وہاں جا کر فوجیوں کا حوصلہ بڑھایا فوجیوں سے خطاب کیا آپ کی ان ملکی خدمات کے صلے میں جناب ایوب خان صاحب نے حکومت پاکستان کی طرف سے "ستارہ قائد اعظم" سے نوازہ۔

آپ کو جرمن گورنمنٹ کی طرف سے "Knight Commandor Cross" کا اعزاز دیا گیا:۔

65-1964ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال کی کوششوں سے پاکستان جرمن چیمبر آف کامرس کی بنیاد رکھی اور آپ اس کے بانی صدر مقرر ہوئے آپ جرمن گورنمنٹ کی دعوت پر جرمنی گئے وہاں پوری دنیا کی بزنس کمیونٹی کے صدور آئے ہوئے تھے جناب لطیف ابراہیم جمال نے میٹنگ کے دوران اُس وقت کے جرمن صدر ڈاکٹر لیوبکے Dr Lubke کو مشورہ دیا کہ آپ اپنے وسائل چھوٹی چھوٹی انڈسٹریوں میں لگانے کے بجائے بڑی بڑی مشینوں اور HIGH TECH MACHINES کی طرف مبذول کریں اور یہ چھوٹی چھوٹی انڈسٹریاں غریب ممالک کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے میں اُن کی امداد کریں اس کے علاوہ بھی آپ نے کاروبار سے متعلق اور بہت سی تجاویز پیش کیں جیسے جرمن صدر Dr lubke نے اپنی تقریر میں بہت سراہا اس کے علاوہ جناب لطیف جمال جرمن کے کئی شہروں کے چیمبروں سے خطاب کیا اور آپ کی شاندار کارکردگی کے صلے میں جرمن گورنمنٹ نے آپ کو "Night Commandor Cross" کے ایوارڈ جو انگلینڈ کے "سر" کے خطاب کے برابر ہے اُس سے نوازا۔

جماعت میں پہلا رسالہ "اوکھائی عالم" کا اجراء:۔

20 دسمبر 1954ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال کے صدر منتخب ہوتے ہی انہوں نے سب سے پہلے جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی کی سربراہی میں کمیٹی بنائی جس نے برادری میں پہلی بار جماعت کے امور سے باخبر رکھنے کے لئے رسالہ "اوکھائی عالم" شائع کروایا رسالہ شائع کرنا اور فروغ تعلیم اور قلم کے ذریعہ سماج میں ہونے والے غلط رسم رواجوں اور دوسرے سماجی امور کی طرف قوم کی توجہ مبذول کرانا مقصود تھا اشاعت کمیٹی میں جناب سلیمان پنجوانی کے علاوہ جناب یوسف محمدی جناب قاسم عثمان کانڈا والا جناب نور محمد عیسیٰ ویانی اور جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی شامل تھے۔

جماعت کے آئین میں ترامیم

جناب لطیف ابراہیم جمال کے دور میں جو اہم ضروریات کو محسوس کیا گیا کہ جماعت کے صدارتی مدت میں اضافہ کر کے اُسے ایک سال کی جگہ دو سال کر دیا گیا اور اسی سال میں آئین کے امور کی انجام دہی میں جناب عبدالکریم آدم گنا تڑانے اہم کردار ادا کیا۔

آپ کو ایران حکومت کی جانب سے ''نشان ہمایوں'' کا ایورڈ پیش کیا گیا:۔

1965ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال R.C.D کے پہلے تاحیات صدر منتخب ہوئے R.C.D سینٹو Sento کے طرز پر بنا تھا اُس میں ایران ترکی اور پاکستان کو ایک دوسرے کو تمام شعبوں میں قریب لانے میں اہم کردار ادا کیا اور اس میں جناب لطیف ابراہیم جمال کی شاندار خدمات کو سامنے رکھتے ہوئے 1967 میں ایران گورنمنٹ نے انہیں تمغۂ ''نشان ہمایوں'' سے نوازا۔

1965ء میں ہنگری اور بلغاریہ کے ساتھ ہونے والے معاہدوں پر پاکستان کی طرف سے جناب لطیف ابراہیم جمال نے دستخط کئے تھے اور وہاں پر آپ کا سرکاری مہمان کی حیثیت سے خیر مقدم کیا گیا تھا 1983ء میں کولمبو میں روہڑی انٹرنیشنل کی جانب سے پاکستان کے اسپیکر کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے دوسرے اسپیکروں میں بھارت اور بنگلہ دیش کے وزراء تھے علاوہ ازیں آپ کو روہڑی انٹرنیشنل کا خصوصی ایوارڈ پیش کیا گیا تھا۔

کاروباری حلقے میں بحیثیت کنگ میکر

جناب لطیف ابراہیم جمال کا کاروباری حلقوں میں ایک بہت ہی بلند مقام حاصل تھا اور وہ ''کنگ میکر'' کی حیثیت اور اہمیت اختیار کر گئے تھے آپ کبھی بھی کراچی چیمبر آف کامرس کے صدر کے عہدے پر نہیں آئے لیکن کراچی چیمبر کے صدارت کے انتخاب میں ہمیشہ اہم کردار ادا کیا اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ کئی نامور شخصیات کراچی چیمبر اور پاکستان فیڈریشن کے کلیدی عہدوں پر جناب لطیف ابراہیم جمال کے تعاون سے پہنچی ہیں اور تمام کاروباری طبقہ جناب لطیف ابراہیم جمال کو ''کنگ میکر'' مانتے تھے بھٹو صاحب کے ابتدائی دور میں جب تجارتی اداروں کو بلڈوز کیا گیا تھا تو ملک کے نامور کاروباری افراد یا تو روپوش ہوگئے تھے یا پھر ملک چھوڑ کر چلے گئے تھے جس کی وجہ سے کراچی چیمبر آف کامرس میں صدارتی خلاء پیدا ہوگیا جناب لطیف ابراہیم جمال نے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جناب قاسم عثمان کانڈا والا کو بلا مقابلہ چیمبر کا صدر منتخب کرادیا اور چیمبر کو لاوارث ہونے سے بچالیا۔

کراچی چیمبر آف کامرس کے لئے آپ کا ایک اور بڑا کام وہ سسٹم ہے جو آج بھی رائج ہے کہ اس کے صدارتی امیدوار ایک سال میمن ایک سال اردو بولنے والے اور ایک سال پنجابی شخصیت چیمبر کے صدر کے عہدے پر فائز ہوسکیں گے۔

بحیثیت صدر آل پاکستان میمن فیڈریشن:۔

1978-81ء تک آپ آل پاکستان میمن فیڈریشن کے صدر منتخب ہوئے۔آپ کے دورِ صدارت میں پوری میمن برادری کو متحد کرنے میں بھرپور خدمات انجام دی آپ میمن برادری کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی جو کوشش کیں وہ قابل تعریف ہیں علاوہ ازیں سر آدمجی حاجی داود کی جو

www.memonbooks.com

ملکی ،ملی ،سماجی ،تعلیمی اور قومی خدمات کو عوام الناس میں روشناس کرانے کے سلسلے میں فیڈریشن کے دورِ صدارت میں ہی "سرآدمجی کا جشن سوسالہ پیدائش" ملک گیر سطح پر منایا گیا ،اخبارات ورسائل نے خصوصی ضمیمے شائع کیے تھے اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے خاص پروگرام نشر کیے گئے تھے جو ایک بہترین اوریادگار مثال ہے۔

H.E.J INSTITUTE OF CHEMISTRY کا قیام

جناب لطیف ابراہیم جمال اپنی زندگی میں اہم کاموں میں سب سے زیادہ اہمیت کراچی یونیورسٹی میں قائم H.E.J Institute of "Chemistry" کو دیتے تھے آج پاکستان میں اعلیٰ اور ریسرچ کے تعلیمی میدان میں سب سے زیادہ Ph.D اس ادارے سے ہوتے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر اس ادارے کو مسلمہ حیثیت حاصل ہے اس ادارے کے اسٹوڈنٹس بین الاقوامی سطح پر بہت عزت ووقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا جس سے ہم اس کے معیار کا اندازہ کرسکتے ہیں 8 فروری 1976ء کے روز اُس وقت کے وزیرِاعلیٰ جناب غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب نے اس کا سنگِ بنیاد رکھا "H.E.J Institute of Chemistry" اوکھائی میمن برادری کی عظیم شخصیت اور آپ کے بھائی جناب حسین ابراہیم جمال کی نام سے موسوم ہے اور اُس وقت تک تعلیمی میدان میں پورے ایشیا میں اتنا بڑا عطیہ کسی نے نہیں دیا تھا جس کا اظہار اُس وقت کے کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر محمود حسین نے اپنے خطاب میں کیا کہ تعلیمی میدان میں 50 لاکھ روپے کا عطیہ ان کی علم دوستی اور مخیّر لوگوں کو اس شعبے طرف متوجہ کرنا قابلِ ستائش ہے جب کہ اس پورے پروجیکٹ پر تقریباً ایک کروڑ اور 18 لاکھ روپے خرچ کرنے کا تخمینہ تھا اگر ہم جائزہ لیں تو آج تک اس پروجیکٹ پر کئی کروڑ خرچ ہو چکے ہونگے اور اُسے جدید تقاضوں اور جدید تعلیمی ضروریات کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔اور یہ ہی وجہ ہے کہ یہ ادارہ بین الاقوامی سطح پر اہمیت حاصل کرگیا ہے۔جس سے ہم جناب لطیف ابراہیم جمال کی سماجی اور تعلیمی خدمات کا اندازہ کرسکتے ہیں۔اس کے قیام میں آپ کے ساتھ دوسری دو اہم ترین شخصیتوں نے نمایاں خدمات انجام دی ان میں جناب سلیم الزمان صدیقی اور ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب تھے۔(1)

لطیف ابراہیم جمال نیشنل سائنس سینٹر:۔

2003ء کو کراچی یونیورسٹی میں "H.E.J Institute of Chemistry" سے ملحق 2,500 مربع گز پر لطیف ابراہیم جمال نیشنل سائنس سینٹر کی سنگِ بنیاد کی تقریب ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے چیرمین جناب ڈاکٹر عطا الرحمٰن کے ہاتھوں انجام پائی اس پروجیکٹ کی تعمیر پر تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے کی رقم خرچ کی جارہی ہے اور اس سے پاکستان میں سائنسی علوم میں ریسرچ ورک اور اس سے متعلق جدید تقاضوں سے ہمکنار کرنے میں اہم پیش رفت ہوگی۔

اس کے علاوہ حال ہی میں (ان کے انتقال سے کچھ دن قبل)انہوں نے میمن کوآپریٹیو سوسائٹی میں ساڑھے 6 ہزار گز پر قائم کی گئی دو منزلہ عمارت جامعہ این ای ڈی (N.E.D) کے حوالے کی جس میں بائیو انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ قائم کیا گیا ہے جس کو لطیف ابراہیم جمال اسکول کا

www.memonbooks.com

نام دیا گیا۔ان خدمات کے علاوہ جناب لطیف ابراہیم جمال کی اوکھائی میمن انجمن میں تاحیات صدر اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن کی خدمات اوکھامنڈل پروجیکٹ، حسین فاؤنڈیشن میں خدمات اوران گنت کاروباری اور سماجی خدمات جو آپ نے انجام دی ہیں اوکھائی میمن برادری بلکہ پوری میمن برادری میں آپ جیسی دوسری کوئی شخصیت نظر نہیں آتی اور جس پر میمن برادری بلاشبہ آپ پر فخر کرتی ہے۔

ورلڈ میمن آرگنائزیشن کا تصور پیش کیا:۔

ورلڈ میمن آرگنائزیشن (WMO) جناب لطیف ابراہیم جمال کی ذہنی تخلیق ہے اور اس ادارے کے قیام کا پس منظر کچھ یوں ہے۔
2000ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال اس سلسلے میں میمن قوم کے سرکردہ لوگوں سے مشاورت کے بعد اس وقت آل پاکستان میمن فیڈریشن کی سپریم کونسل کے چیئرمین حاجی عبدالرزاق ٹیسٹی، دبئی سے حاجی عبدالرزاق گاندھی (ARY) حاجی ابوبکر قاسم (فینسی) اور بمبئی سے جناب آدم نور سے مشاورت کے بعد 28 اپریل 2000ء میں پہلا انٹرنیشنل میمن کنونشن منعقد ہوا اور اس میں 29 اپریل کو جناب لطیف ابراہیم جمال نے ایک انٹرنیشنل باڈی کے قیام کی قرارداد پیش کی جو موجودہ ورلڈ میمن آرگنائزیشن کا قیام تھا جو اس وقت پوری دنیا میں آباد میمن قوم کی نمائندہ تنظیم ہے اور جسے پوری دنیا میں تسلیم کیا جاتا ہے۔(2)

جناب لطیف ابراہیم جمال:۔

جناب لطیف ابراہیم جمال مرحوم اپنی پوری زندگی میں جس شعبہ سے بھی وابستہ رہے وہاں نمایاں عہدے پر فائز رہے جس پر نظر دوڑائیں تو آپ کے انتقال کے وقت آپ ان عہدوں پر اپنے فرائض انجام دے رہے تھے جن میں

(1) چیئرمین حسین انڈسٹریز لمیٹڈ
(2) چیئرمین ابراہیم ایجنسی پرائیویٹ لمیٹڈ
(3) چیئرمین حسین ابراہیم کارپوریشن
(4) چیئرمین پاکستان مینجمنٹ کارپوریشن
(5) چیئرمین جمال انٹرپرائز
(6) ڈائریکٹر انڈس اسٹیل پائپ لمیٹڈ

www.memonbooks.com

(7) چیئرمین، چیف ٹرسٹی دی اوکھائی میمن جامع مسجد ٹرسٹ

(8) صدر، اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن

ماضی کی کچھ نمایاں خدمات:۔

(1) 1953ء میں وائس چیئرمین بائیر اینڈ شپرز چیمبر۔

(2) 1953ء میں ممبر کراچی میونسپل کارپوریشن

(3) 1954-59ء میں صدر اوکھائی میمن جماعت (پانچ سال)

(4) 1957ء میں ممبر ٹریڈ ڈیلیگیشن ٹو رینشا، یوگوسلاویہ، پولینڈ اور چیکوسلواکیہ

(5) 1961-62ء وائس پریزیڈنٹ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

(6) 1961ء ممبر پاکستان ڈیلیگیشن 17 سیشن آف E.C.A.F.E منعقدہ دہلی میں

(7) 1961-62ء ممبر ٹریڈ ڈیلیگیشن ٹو برما

(8) 1963ء میں وائس چیرمین آل پاکستان ٹیکسٹائل ایسوسی ایشن

(9) 1962ء میں ممبر گیس پرائس کمیشن گورنمنٹ آف پاکستان

(10) 1964ء میں ممبر ایڈوائیسر سنٹرل پلاننگ بورڈ

(11) 1964ء لیڈر، پاکستان ڈیلیگیشن AFRASEC کونسل قاہرہ

(12) 1964ء میں ڈپٹی لیڈر ٹریڈ ڈیلیگیشن ٹو یوگوسلاویہ

(13) 1964ء میں ممبر AFRASEC ڈیلیگیشن ٹو یونائیٹڈ ورلڈ ٹریڈ کانفرنس جینوا

(14) 1968ء میں چیئرمین ٹکسٹائیل کمیٹی ایکسپورٹ پرموشن بیورو

(15) 1968ء میں لیڈر RCD ڈیلیگیشن ٹو انقرہ

(16) 1965ء میں لیڈر ٹریڈ ڈیلیگیشن ٹو آسٹریا، ہنگری، رومانیہ چیکوسلواکیہ اینڈ بلغاریہ

(17) 1965ء صدر اوکھائی میمن انجمن

(18) 1964-65ء فیڈریشن آف پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

(19) 1965-67ء نائب صدر RCD چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

(20) 1967ء لیڈر پاکستان ڈیلیگیشن ٹو R.C.D چیمبر تہران

www.memonbooks.com

(21) 1968-70ء وائس چیرمین پاکستان کونسل آف انٹرنیشنل چیمبر آف کامرس

(22) 1968ء لیڈر پاکستان ڈیلیگیشن ٹو R.C.D چیمبر کونسل میٹنگ اسلام آباد

(23) 1968ء ممبر پاکستان ڈیلیگیشن ٹو R.C.D ٹریڈ کمپنی تہران

(24) 1968ء ممبر پاکستان ڈیلیگیشن ٹو R.C.D جوائنٹ انڈسٹری کمیٹی تہران

(25) 1969ء لیڈر پاکستان ٹریڈ ڈیلیگیشن ٹو اٹلی

(26) 1969 صدر RCD چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، ایران، پاکستان اور ترکی

(27) 1970-71ء صدر کراچی اسٹاک ایکسچینج

(28) 1970ء لیڈر پاکستان ٹریڈ ڈیلیگیشن ٹو سوئیزرلینڈ

(29) 1978-81ء صدر آل پاکستان میمن فیڈریشن

(30) چیئرمین H.E.J Research Institute of Chemistry Karachi کراچی یونیورسٹی

(31) صدر پاکستان گجراتی ایسوسی ایشن

(32) ممبر فنانس ایڈویزری کمیٹی منیسٹری آف فنانس

(33) آنریری تاحیات صدر RCD چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

(34) 1988ء ممبر ڈیلیگیشن انٹرنیشنل چیمبر آف کامرس کنونشن استنبول ترکی

(35) 1989ء ممبر ڈیلیگیشن اسٹن فورب ریسرچ اسٹیویٹ انٹرنیشنل انڈسٹری کانفرنس سن فرانسیکو امریکہ۔

حکومت کی طرف سے آپ کے انتقال کے بعد "ہلال امتیاز" کا اعزاز :۔

جناب لطیف ابراہیم جمال کو حکومت پاکستان نے آپ کے انتقال کے بعد 2005ء میں آپ کی ملکی خدمات کے اعتراف میں "**ہلال امتیاز**" کے اعزاز سے نوازا جو بلاشبہ ان کو ملک کی اعلیٰ سطح پر خراج تحسین پیش کرنے کی شاندار کوشش ہے۔ کیونکہ آپکی خدمات میں 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں خدمات، RCD ممالک میں باہمی وتجارتی تعلقات، جرمن پاکستان کے تجارتی تعلقات اور سب سے بڑھ کر ملک میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ میں اہم ترین خدمات "H.E.J" اور "L.E.J" جیسے اداروں کا قیام شامل ہے۔

جناب نور محمد یعقوب ویانی:۔

جناب لطیف ابراہیم جمال کے صدارتی دور میں جناب نور محمد یعقوب ویانی 59-1957ء تک جنرل سیکریٹری کے فرائض انجام دینے کے علاوہ آپ کو اوکھائی میمن برادری میں سماجی خدمات اور سخاوتی کاموں میں ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے آپ 1925ء میں ورواڑہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم دوارکا کے این ڈی ایچ (NDH) ہائی اسکول سے حاصل کی 1944ء میں بڑوڈہ سے میٹرک کیا بعد میں مہاراجہ پرتاب سنگھ گائیکوارڈ کالج میں کامرس میں داخلہ لیا اُن دنوں تقسیم ہند کی وجہ سیاسی حالات خراب ہوگئے لہذا آپ 1946ء میں ہجرت کر کے کراچی تشریف لے آئے جب کہ آپ کے والد جناب یعقوب ویانی جون 1947ء میں اپنے چمڑے کے کاروبار کو سمیٹ کر کراچی تشریف لائے۔ جناب نور محمد یعقوب ویانی نے کراچی میں کامرس کالج سے 1947ء میں انٹر کامرس اور 1949ء میں بی کام کیا برادری میں پہلے کامرس گریجویٹ ہونے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے بعد میں آپ نے ایس ایم لاء کالج میں L.L.B میں داخلہ لیا P&T میں سروس کی وجہ سے اُسے جاری نہ رکھ سکے کام کاج کے سلسلے میں آپ نے مختلف جگہوں پر سروس کی۔ کچھ عرصے انشورنس کے شعبے سے وابستہ رہے اس کے بعد اپنی ذاتی کاروبار مولائیسس ایکسپورٹ شروع کیا جو پاکستان میں اس شعبے کے بانی تصور کیے جاتے ہیں کیونکہ اس سے پہلے شوگر ملوں کو یہ شیرا (مولاسیس) ٹھکانے لگانے کے لیئے بھی اخراجات کرنے پڑتے تھے اس کو برآمد کرنے میں اُس وقت صدر پاکستان جناب ایوب خان حکومت کی بونس واؤچر اسکیم کا بھی بڑا دخل عمل تھا جو ملک کی برآمدات بڑھانے کے لیے جاری کی گئی تھی اللہ تعالٰی نے آپکو کاروبار میں اتنی ترقی دی کہ آپ مولاسیس کے کاروبار کے ساتھ تیل، واساشوز، کاسٹک سوڈا، شپ بریکنگ کارپٹ کی برآمدات الیکٹرونکس گڈز اور گارمینٹ کے کاروبار سے بھی وابستہ ہوئے اور ان میں ایک مقام حاصل کیا۔

آپ تجارتی میدان کے ساتھ ساتھ انسانیت کی فلاح و بہبود کے کاموں میں بھی بھرپور خدمات انجام دیتے رہے ہیں آپ قیام پاکستان سے قبل وڑواڑہ میں طلباء کو تعلیمی سہولت کے لیے اپنے مکان کے ساتھ ایک کمرے میں اسٹیڈی سینٹر قائم کیا تھا جہاں اُس وقت برادری کے طلباء پڑھائی کے لئے آتے تھے اس کے علاوہ کراچی میں قیام پاکستان کے وقت ہندوستان سے مہاجرین کی امداد کے لیئے قائم ریلیف کمیٹی میں سیکریٹری کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دی 77-1975ء میں جناب محمد حسین دربار کے صدارتی دور میں آپ نے اُس وقت قائم کارگو ڈسپیچ کمپنی کے جناب تا رمحمد صاحب مرکٹیا، جناب عثمان حسین پنجوانی اور جناب حاجی داود حاجی تا رمحمد گتا کے ساتھ مل کر جماعت کو ایک بس کا عطیہ دیا آپ نے میمن سوسائٹی میں M.E.C آؤٹ پیشنٹ ڈسپنسری قائم کی تھی جو کچھ سالوں بعد کچھ ناگزیر وجوہات کی بناپر بند کر دی گئی۔ بعد 1999ء میں آپ نے اوکھائی میمن یوتھ سروسز کو مکمل ایجوکیشنل پروجیکٹ قائم کیا جس میں وہاں پر ہارون ویانی انسٹیوٹ آف کمپیوٹر اسٹیڈیز، نور محمد داواڑ انڈسٹریل ہوم اے آر گتا اسٹیڈی سینٹر، اور کانفرنس روم قائم کیا اور اس پورے پروجیکٹ یعقوب ویانی ایجوکیشنل پروجیکٹ کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کے تمام مالی اخراجات آپ نے برداشت کئے جناب نور محمد یعقوب ویانی انتہائی سادگی پسند انسان واقع ہوئے ہیں آپ کے پاس کوئی بھی اپنے مسائل لے کر آتا آپ اُسے فوراً حل کرتے۔ اسی چیز کی وجہ سے پوری برادری میں آپ کو ایک خاص مقام حاصل رہا ہے اور برادری میں آپکو عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۔(1)

(7)

جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی

1959تا1967ء

جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی 1959ء تا 1967ء تک آٹھ سال تک اوکھائی میمن جماعت کے صدر رہے جو جماعت کی تاریخ میں طویل ترین صدارتی دور تھا ان کے ان چار ادوار میں مندرجہ ذیل عہدیداران اور مینیجنگ بورڈ کے ارکان شامل تھے۔

(1)	جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی	صدر	1959 تا 67ء
(2)	جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا	نائب صدر	1959 تا 63ء
(3)	جناب قاسم شریف غازیانی	نائب صدر	1963 تا 67ء
(4)	جناب قاسم حاجی تار محمد گابا	نائب صدر	1963 تا 67ء
(5)	جناب نور محمد عیسٰی ویانی	جنرل سیکریٹری	1959 تا 63ء
(6)	جناب عمر یوسف ویانی	جنرل سیکریٹری	1963 تا 65ء
(7)	جناب عثمان حسین پنجوانی	جنرل سیکریٹری	1965 تا 67ء
(8)	جناب طیب سلیمان کھوسہ	جوائنٹ سیکریٹری	1959 تا 63ء
(9)	جناب عثمان حاجی ہاشم مرکٹیا	جوائنٹ سیکریٹری	1963 تا 65ء
(10)	جناب ہاشم سلیمان کرار	جوائنٹ سیکریٹری	1965-67ء

مینجنگ بورڈ ممبران:۔

(1)	جناب نور محمد عیسٰی ویانی	ممبر	(18)	جناب عثمان حسین پنجوانی	ممبر
(2)	جناب ایوب جان محمد داددوالا	ممبر	(19)	جناب یوسف محمدی	ممبر
(3)	جناب کریم محمد ٹوبریا	ممبر	(20)	جناب علی محمد خمیسہ سوریا	ممبر
(4)	جناب ہاشم آدم گناتڑا	ممبر	(21)	جناب ابراہیم قاسم کاٹھ	ممبر
(5)	جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا	ممبر	(22)	جناب علی محمد حسین	ممبر

www.memonbooks.com

(6)	جناب ہاشم اسماعیل سوریا	ممبر	(23)	جناب طیب آر بی مرکٹیا	ممبر
(7)	جناب عیسیٰ علی محمد گنا تڑا	ممبر	(24)	جناب عثمان	ممبر
(8)	جناب قاسم سلیمان ویانی	ممبر	(25)	جناب طیب سلیمان کھوسہ	ممبر
(9)	جناب عیسیٰ احمد ٹو بریا	ممبر	(26)	جناب ہاشم ولی محمد ویانی	ممبر
(10)	جناب ابراہیم حاجی محمد پنچوانی	ممبر	(27)	جناب عبدالغنی ہاشم کھوسہ	ممبر
(11)	جناب محمد آدم ویانی	ممبر	(28)	جناب نور محمد عیسیٰ ویانی	ممبر
(12)	جناب حسین آدم غازیانی	ممبر	(29)	جناب عیسیٰ علی	ممبر
(13)	جناب عثمان کریم گنا تڑا	ممبر	(30)	جناب سلیمان علی محمد کرار	ممبر
(14)	جناب حسین حاجی یوسف ویانی	ممبر	(31)	جناب محمد حسین مامدانی	ممبر
(15)	جناب ہاشم سلیمان کرار	ممبر	(32)	جناب احمد خمیسہ بارائی	ممبر
(16)	جناب تار محمد طیب پنچوانی	ممبر	(33)	جناب صالح محمد طیب ویانی	ممبر
(17)	جناب طیب شکور غازیانی	ممبر	(34)	جناب عثمان حاجی ہاشم مرکٹیا	ممبر

جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی

جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی 1959ء تا 1967ء یعنی آٹھ سال تک اوکھائی میمن جماعت کے صدر اور جماعت کی تاریخ میں طویل ترین صدارتی دوران کار ہے اور ان کے دور میں جماعت کے امور میں بہتر رہنمائی ہوئی جس سے برادری کو بہت سی سہولیات کی فراہمی ممکن ہوئی۔

جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی 1924 میں وڑواڑہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان اوکھا سے کراچی میں 1932ء میں ہجرت کر کے تشریف لائے. ابتدائی تعلیم اوکھائی میمن پرائمری اسکول میں حاصل کی سیکنڈری کی تعلیم کراچی اکیڈمی ہائی اسکول سے حاصل کی. آپ کو سماجی کام کا بچپن سے ہی شوق تھا. 1942ء سے 1947ء تک آپ عازمین حجاز کے لئے اصلاحی کام سرانجام دہی سے اپنے سماجی کیریئر کا آغاز کیا اس کے علاوہ، 1947ء میں ہندوستان کے مہاجرین کے لیئے قائم کی جانے والی میمن ریلیف کمیٹی کے سرگرم رکن رہے.

اوکھائی میمن برادری کی امدادی کاروائیاں

1956ء میں انجام کالونی جو موجودہ پولو فٹ بال گراؤنڈ کے پاس مہاجرین کی بڑی آبادی ہوتی تھی وہاں پر لگنے والی آگ کے دوران اوکھائی میمن جماعت کی مدد سے متاثرین کو ہر ممکن امداد پہنچائی 1959ء میں انفلوائنزا کے ستائے ہوئے شہریوں کے لئے آپ نے بڑے اہم

انتظامات کیلیے اور بلا معاوضہ طبی امداد پہنچائی ۔اُن دنوں حکومت کی طرف سے علاقائی تعمیر نو کا پروگرام شروع کیا گیا تھا ۔آپ کے دور میں علاقائی قومی تعمیر نو کے لیئے جماعت خانے کو مرکز تعمیر نو میں بدل دیا جس کا افتتاح اس وقت کے مارشل لا ایڈ منسٹریٹر کراچی بریگیڈیئر مظفر الدین احمد نے کیا. یہ کراچی میں قائم کیا جانے والا پہلا مرکز تعمیر نو تھا ،اسی مرکز کے زیر انتظام آپ نے جنوری 1961 ء میں مشرقی پاکستان کے طوفان فنڈ میں ایک خطیر رقم کے علاوہ گرم سویٹر اور کمبلوں کی ایک کھیپ روانہ کی .آپ کے دور میں اوکھائی میمن جماعت خانہ میں ملک کی ممتاز شخصیتوں کو مدعو کیا گیا جن میں وزیر اعلیٰ بلوچستان جام غلام قادر خان شامل تھے .حاجی محمد کے صدارتی دور میں جولائی 59 -1958 ء میں جناب قاسم عثمان کانڈا والا کو "جسٹیس آف پیس" "Justice of Peace" (J.P) کا ایوارڈ دیا گیا ۔(1)

H.E.F اسکول حُسین آباد اور عیسیٰ جمال اسکول نیا آباد کا قیام :۔

برادری کی اوکھا سے کراچی ہجرت اور اُن کے ہاوسنگ کے مسائل کے ساتھ ساتھ تعلیمی مسائل کے حل کے لیئے بھی اُس وقت ہمارے بزرگوں نے خصوصی توجہ دی اور اس سلسلے میں انہوں نے 1958 ء میں نیا آباد میں عیسیٰ جمال پرائمری اسکول قائم کیا تا کہ وہاں پر آباد لوگوں اور برادری کے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے ۔

حُسین آباد ہاوسنگ اسکیم کے قیام اور وہاں پر تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو دیکھتے ہوئے جناب حُسین ابراہیم جمال نے حُسین فاونڈیشن کے زیر اہتمام 8 جولائی 1965 ء میں اُس وقت کے وزیر تجارت جناب غلام فاروق صاحب کے ہاتھوں حُسین آباد میں ایک بوائز اور گرلز سیکنڈری اسکول کا افتتاح کروایا اُس وقت اس پروجیکٹ پر چھ (6) لاکھ روپے کی خطیر رقم اُس کی تعمیر پر خرچ ہوئی تھی ۔ H.E.F اسکول کے قیام کے وقت کسی بھائی نے سیٹھ حُسین ابراہیم جمال سے سوال کیا کہ "سیٹھ" آپ اتنی بڑی اسکول بنا رہے ہیں یہاں برادری کی آبادی تو تھوڑی ہے.آپ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ایک وقت آئے گا کہ یہ اسکول بھی بہت چھوٹی نظر آئے گی. یہاں پر برادری کی آبادی اتنی ہو جائے گی جس کا آپ تصور نہیں کر سکتے ۔

جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا برادری کے پہلے فرزند جو اسمبلی تک پہنچے :۔

1962 ء اوکھائی میمن برادری سیاسی تاریخ اہمیت کا سال تھا اُس سال 23 مارچ 1962 ء میں جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا مغربی پاکستان کی صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے وہ برادری کی پہلی شخصیت تھے جو اعلیٰ حکومتی ایوان تک پہنچے تھے .جب کے جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا نے اپنی سماجی اور سیاسی زندگی کی ابتداء 30-1929 ء میں برادری میں پہلی الیکشن میں حصہ لینے والی شخصیت جناب طیب عمر مرکٹیا (طیب آغا) کے الیکشن سے شروع کی تھی اور طیب آغا کے بعد کھارادر سے 1933 ء سے 1954 ء تک آپ کونسلر کی حیثیت سے بالترتیب منتخب ہوتے رہے.

فروری 1964ء میں حکومت کی طرف سے کراچی میں بڑھتے ہوئے سماجی مسائل کے حل کے لئے کراچی کی 100 سو معزز شخصیتوں پر مشتمل ایک جرگہ کراچی کے کمشنر جناب روئیداد خان کی سربراہی میں قائم کیا۔اس جرگہ میں اوکھائی میمن برادری کی طرف سے تین شخصیتوں کو شامل کیا گیا۔جس میں (1) جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا (2) جناب قاسم عثمان کانڈاوالا اور (3) جناب محمد خمیسہ غازیانی۔

اوکھائی میمن برادری میں پہلی بس سروس کی ابتداء:۔

برادری میں مرحومین کی تدفین کے لئے پہلے میوہ شاہ قبرستان تک تدفین کے لئے پیدل جایا جاتا تھا۔برادری کے بزرگوں نے اُس میں پیش آنے والے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اوکھائی میمن انجمن نے ابتداء میں ایک میت بس کا انتظام کیا جو میت کو آخری منزل پر پہنچانے کے لئے استعمال ہوتی تھی جس سے اُس وقت برادری کو بہت سہولت ہوگئی یاد رہے اُس وقت تک کسی بھی ادارے کی طرف سے میت کے لئے بس کا انتظام نہیں ہوتا تھا اور کراچی میں اوکھائی میمن برادری کو میت بس سروس شروع کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

اوکھائی میمن جامع مسجد حسین آباد کی تعمیر:

آپ ہی کے دور میں 1962ء میں اوکھائی میمن جامع مسجد حسین آباد تعمیر کی گئی تاریخ گواہ ہے کہ اوکھائی میمن برادری نے جہاں بھی قیام کیا اُس نے سب سے پہلے اللہ کے گھر کی تعمیر یعنی مسجد بنانے پر توجہ دی اسی طرح حسین آباد کے قیام کے ساتھ ہی وہاں پر بھی اوکھائی میمن جامع مسجد کا قیام عمل میں آیا۔

حسین آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن کا قیام:

اسی طرح 1964ء میں حسین آباد کے سماجی مسائل کے حل کے لئے وہاں کے نوجوانوں اور بزرگوں نے حسین آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن قائم کی جو ابتداء میں حسین آباد میں برادری کے جماعت کے تمام امور کی انجام دہی کرتی تھی اور ویلفیئر نے وہاں پر آباد برادری سے عطیات لے کر پلاٹ نمبر 803-04/3 کی دومنزلہ عمارت قائم کی جس پر آج حسین آباد ہسپتال قائم ہے۔

''اوکھائی میمن جماعت بلیٹن'' کا اجراء:۔

ستمبر 1963ء میں اوکھائی میمن جماعت کی مینجنگ بورڈ نے برادری کو جماعت کے امور سے باخبر رکھنے کے لئے ''اوکھائی میمن جماعت بلیٹن'' کے نام سے آٹھ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ شائع کروایا۔اس بلیٹن کی اشاعت میں (1) جناب یوسف محمدی (2) جناب قاسم حاجی طاہر محمد گابا۔(3) جناب ہاشم سلیمان کرار (4) جناب یوسف عمر سوریا (5) جناب اسحاق اسماعیل کھوسہ اور جناب عثمان حُسن پنجوانی نے اہم کردار ادا کیا۔اوکھائی میمن جماعت بلیٹن کے (9) نو شمارے شائع ہوئے ابتداء میں یہ صرف گجراتی زبان میں شائع کئے جاتے تھے۔بعد میں گجراتی اور اردو

زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔

اوکھائی میمن برادری کی تاریخ لکھنے کی کوشش:۔

اوکھائی میمن جماعت بلیٹن کی اشاعت کے بعد جناب یوسف محمدی کی ذاتی دلچسپی اور کوششوں سے اوکھائی میمن جماعت کی مینجنگ بورڈ نے 1963ء میں اوکھائی میمن برادری کی تاریخ لکھنے کی منظوری دی جس کو گجراتی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع کرنے اور اُس میں آنے والے تمام اخراجات جماعت ادا کرنے کی منظوری دی لیکن اُس وقت یہ کوشش کامیاب نہیں ہوسکی۔ (1)

حاجی احمد چیری ٹیبل ہسپتال کا قیام:۔

حاجی محمد حاجی احمد ویانی کے صدارتی دور کے دوران اوکھائی میمن انجمن نے برادری کے طبی سہولیات کی پریشانی اور خصوصاً خواتین کے امور کے علاج کے لئے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے میمن سوسائٹی کھڈہ لیاری میں یکم اپریل 1966ء میں حاجی احمد چیریٹیبل ہسپتال اور میٹرنٹی ہوم قائم کیا جس کا افتتاح جناب محمد ہارون جو اُس وقت کے وزیر سماجی بہبود تھے اُن کے ہاتھ سے ہوا۔ مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں اوکھائی میمن برادری کی سماجی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ جناب لطیف ابراہیم جمال نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور جناب محمد عثمان حاجی ہاشم کاٹھے نے ادارے کے قیام اور اُس سے متعلق رپورٹ پیش کی۔

دیگر امور

26 اگست 1965ء میں اوکھائی میمن برادری کی اہم سماجی شخصیت جناب علی محمد خمیسہ ماسٹر کا 71 سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ 8 اگست 1966ء کو اوکھائی میمن برادری کی ہردلعزیز شخصیت اور قوم کے پہلے ڈاکٹر عیسٰی عبدالغنی پنجوانی کا انتقال ہوگیا۔ 14 اگست 1966ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے جناب لطیف ابراہیم جمال کو ان کی ملکی سطح پر خدمات کے صلے میں "ستارہ قائداعظم" سے نوازہ گیا۔ اوکھائی میمن جماعت میں طویل ترین صدارتی دور حاجی محمد حاجی احمد ویانی جو 8 سال پر مشتمل ہے اور برادری میں اچھے لفظوں میں یاد کیا جاتا ہے اور اُن کے صدارتی دور میں برادری میں بہت سے سہولیاتی اور ترقیاتی کام ہوئے۔ یہ سب آپ کی سماجی خدمات کی طرف مائل طبعیت کی باعث ممکن ہوا۔ اسی طرح آپ کاروباری حلقوں میں بھی اپنا ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ 61-1960ء میں بیڑی پتہ مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن کے صدر رہے اس کے علاوہ آپ نے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز اور فشر مین کوآپریٹیو سوسائٹی کے سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کیا۔ (1)

ڈاکٹر عیسٰی عبدالغنی پنجوانی:۔

اوکھائی میمن برادری کے طبی (میڈیکل) کے شعبے میں ڈاکٹر عیسٰی عبدالغنی پنجوانی میڈیکل کی سہولیات کی فراہمی اور اس سلسلے میں کام

www.memonbooks.com

کرنے والے پہلے شخص تھے جن کو یہ سہولیات نہ ہونے سے برادری کو درپیش مسائل کا شدت سے احساس تھا۔آپ 1925ء میں "گڑ نیچی "اوکھائی منڈل میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم "ڈرانسویل" میں حاصل کی اور سیکنڈری کی تعلیم دوارکا میں N.D.H. High School سے حاصل کی.کالج کی تعلیم کے حصول کے لیے بڑودہ گئے اور وہاں پر بڑودہ میمن بورڈنگ ہاؤس میں قیام کیا.قیام پاکستان کے بعد بزرگوں کے ساتھ کراچی میں آباد ہوئے اور 1956ء میں ڈاؤ میڈیکل کالج "Dow Medical College" سے M.B.B.S گریجویشن کیا۔اس طرح اوکھائی میمن برادری کے پہلے ڈاکٹر بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

ڈاکٹر عیسیٰ پنجوانی نا صرف ڈاکٹر تھے بلکہ ایک دردبھرا دل رکھنے والے انسان بھی تھے آپ نے اپنے شعبے میں بلاکسی تفریق رنگ و نسل تمام انسانوں کی تکلیف دور کرنے کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔وہ نہ صرف دوا بلکہ اپنے طرز عمل خوش اخلاقی اور انسانی نفسیات کے تقاضوں کے حساب سے مریضوں کا علاج کرتے تھے جس کی وجہ سے مریض دوائی پینے سے پہلے صرف ڈاکٹر سے ملاقات اور اُن کے طرز عمل سے آدھے مرض سے اپنے آپ کو شفایاب سمجھنے لگتے تھے۔اس کے ساتھ ساتھ اگر مریض کے پاس علاج کے لیئے پیسے نہ ہونے کی صورت میں بھی وہ اُسے تاکید کرتے کہ وہ دوائی ضرور لیں اور رقم کی بالکل فکر نہ کریں۔جس کی وجہ سے نہ صرف پوری برادری بلکہ پورے علاقے میں فرشتہ صفت ڈاکٹر سے پہچانے جاتے تھے ان جذبوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا کا عنصر بھی کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

آپ کا کلینک کھارادر میں واقع تھا اور اُس وقت میڈیکل کے شعبے میں جدید سازوسامان سے لیس تھا جس میں لیب کی سہولیات،ایکسرے پلانٹ،کارڈیوگرام خون کے ٹیسٹ کرنے کی مشین وغیرہ شامل ہیں۔ڈاکٹر عیسیٰ پنجوانی اُس وقت بہت سے چیریٹیبل اداروں میں میڈیکل کنسلٹنٹ (Medical Consultant) بھی تھے اس کے علاوہ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن میں اہم ممبروں میں شمار کیے جاتے تھے اور ایسوسی ایشن کے ایڈیٹوریل بورڈ کے اہم ممبر تھے۔

ڈاکٹر عیسیٰ پنجوانی پاکستان میمن ویلفیر اینڈ ایجوکیشنل سوسائٹی کی کونسل میں ممبر کی حیثیت سے اپنے فرائض دے رہے تھے اور آپ سوسائٹی کے لیے ہر وقت اپنی خدمات دینے میں پیش پیش رہتے تھے اس کے علاوہ آپ اوکھائی میمن انجمن کے پلیٹ فارم پر ہمیشہ سے برادری میں میڈیکل کے مسائل کے حل کے لیئے کوشاں رہے اور آپ کی ہی کوششوں سے برادری میں سب سے پہلی ہسپتال حاجی احمد ہسپتال کا قیام عمل میں آیا اور اُس کے قیام اور اُس کے ٹیکنیکی معاملات میں اہم خدمات انجام دی۔

ڈاکٹر عیسیٰ پنجوانی کو چاہنے والوں کو ایک وسیع حلقہ آج بھی موجود ہے اور اُن دنوں میں خصوصاً غریبوں اور پسماندہ علاقوں میں رہنے والوں میں زیادہ مشہور تھے وہ ان علاقوں میں کیسے بھی حالات ہوں یا کتنی گندگی یا گلیوں میں پانی بھرا ہوا ہو آپ وہاں مریضوں کو دیکھنے پہنچ جاتے تھے چاہیے اُس کے پاس پیسے ہوں یا نہ ہوں۔جو آپ کی اپنے شعبے کے ساتھ روحانی لگاؤ کی عکاسی کرتے ہوئے آپ کی عظمت کی نشاندہی کرتی ہے۔اس عظیم انسان کا انتقال صرف 39 سال کی عمر میں 8 اگست 1966ء رات 1:30 بجے وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ 6 اگست کو (Manigtis) گردن توڑ بخار میں مبتلا ہوئے جو ڈاکٹرز کے پینل کی موجودگی کے باوجود جانبر نہ ہوسکے اور اپنے زندگی کے آخری لمحات میں

اس بات کا احساس کرتے ہوئے کلمہ پاک کے ورد کے ساتھ اس جہان فانی سے کوچ کیا آپ اپنی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر سختی سے کاربند رہے اور پانچگانہ نماز کے پابند تھے اور اس سلسلے میں اپنے کلینک کے قریب "ناخدا مسجد" کھارادر میں باقاعدگی سے باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔(1)

www.memonbooks.com

(8)

جناب حسین ابراہیم جمال

1967ء تا 1969ء

اوکھائی میمن جماعت کے 69-1967ء کے عہدیداران اور ارکان مجلس انتظامیہ

(1)	جناب حسین ابراہیم جمال	صدر
(2)	جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی	نائب صدر
(3)	جناب عثمان حسین پنجوانی	آنرری جنرل سیکریٹری
(4)	جناب محمد عثمان حاجی ہاشم کاٹھ	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب عبدالغنی ہاشم کھوسہ	جوائنٹ سیکریٹری

مینجنگ بورڈ ممبران:۔

(1)	جناب یوسف عمر سوریا	ممبر
(2)	جناب حاجی حسین آدم غازیانی	ممبر
(3)	جناب صالح محمد طیب ویانی	ممبر
(4)	جناب عیسیٰ علی محمد گنا تڑا	ممبر
(5)	جناب احمد خمیسہ بارائی	ممبر
(6)	جناب عثمان اسماعیل سوریا	ممبر
(7)	جناب ہاشم سلیمان کرار	ممبر
(8)	جناب محمد یوسف جکھوڑا	ممبر
(9)	جناب سلیمان عبدالغنی گنا تڑا	ممبر
(10)	جناب نور محمد عیسیٰ ویانی	ممبر
(11)	جناب عثمان عبدالکریم گنا تڑا	ممبر
(12)	جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا	ممبر
(13)	جناب محمد حسین مامدانی	ممبر
(14)	جناب حاجی عثمان حاجی ہاشم مرکٹیا	ممبر
(15)	جناب حاجی تار محمد ابراہیم گنا	ممبر
(16)	جناب یوسف محمدی	ممبر
(17)	جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی	ممبر

www.memonbooks.com

جناب حسین ابراہیم جمال

جناب حسین ابراہیم جمال 1967 تا 1969 تک اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔آپ کا شمار اوکھائی میمن برادری کی چند اہم ترین شخصیتوں میں ہوتا ہے۔آپ کی شخصیت نے برادری کی سماجی معاشرتی اور تعلیمی میدان میں انقلاب برپا کردیا۔بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جودلوں پر راج کرتے ہیں۔اور ہمیشہ زندہ جاوید ہوجاتے ہیں ۔آپ لوگوں کے دلوں پر راج کرتے تھے ۔آپ ایک سماجی شخصیت ہونے کے علاوہ ایک کامیاب بزنس مین اور صنعتکار بھی رہے۔

کاجو کے بادشاہ:

جناب حسین ابراہیم جمال اوکھا کے گاؤں بھاوڑا میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم دوارکا کے مدرسہ اسلامیہ میں حاصل کی۔پھر وہ این ڈی ملو ہائی اسکول میں داخل ہوئے۔ 1943ء میں انہوں نے تعلیم ترک کرکے عملی زندگی میں قدم رکھا۔اور دوارکا سے بمبئی چلے گئے اور کپڑے کی تجارت شروع کی۔ 1941ء میں انہوں نے ڈرائی فروٹ کا کاروبار شروع کیا۔اُن دنوں میں آپ کے چچا جناب طیب جمال اور عیسٰی جمال افریقہ کے شہر موزمبیق اور موپوٹو میں ڈرائی فروٹ کا کاروبار کرتے تھے اور وہاں پر ان کو "Casunut King" کہا جاتا تھا۔

حسین ابراہیم جمال ابتداء ہی سے عوامی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ 1942ء میں حکومت بمبئی نے انہیں جسٹس آف پیس کا خطاب اور آنریری پریذیڈنسی مجسٹریٹ مقرر کیا۔غیر منقسم ہندوستان میں 1942ء سے 1947ء تک وہ بمبئی کی صوبائی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔اس کے علاوہ میمن ویلفیئر سوسائٹی کے ''دوارکا میمن بورڈنگ'' کے انتظامات میں بھی انہوں نے نمایاں خدمات انجام دی۔

قیام پاکستان کے ساتھ ہی حسین ابراہیم جمال کراچی آگئے اور یہاں پر اپنی سماجی خدمات کو جاری رکھا۔آپ آتے ہی پاکستان آنے والے میمنوں کی دیکھ بھال اور امداد کرنے والی ''میمن ریلیف کمیٹی'' کی سرگرمیوں میں دل کھول کر حصہ لیا۔موجودہ آدمجی سائنس کالج کی جگہ کی خریداری کی رقم حسین ابراہیم جمال نے ادا کی تھی جسے بعد میں سر آدمجی حاجی داود نے حسین ابراہیم جمال کو واپس لوٹا دی۔کیونکہ یہ جگہ ہندوستان سے آنے والے اُن بورڈنگ ہاؤس کے طلباء کے لئے حاصل کی گئی تھی جو میمن ویلفیئر سوسائٹی کے تحت دوارکا میں قائم تھا۔

کراچی میں آپ نے کپڑے کا کاروبار شروع کیا۔ 1952ء میں ''حسین ٹیکسٹائل مل'' قائم کی۔یہ آپ کی تاجرانہ مہارت کا نتیجہ تھا کہ حسین انڈسٹریز کو آج ملک کے صنعتی شعبے میں نمایاں مقام حاصل ہے۔برادری سے والہانہ لگاؤ کے طور پر ان دنوں آپ نے اوکھائی بوسکی بنائی جو اپنا شاندار کوالٹی کی وجہ سے بہت مشہور ہوئی اور اکثر مارکیٹ میں نایاب ہوتی تھی جس سے ''اوکھائی'' کی اہمیت کو تقویت حاصل ہوئی ۔جناب حسین ابراہیم جمال کا کاباوانی، جناب محمد علی رنگون والا اور دوسروں نے مل کر فیڈریشن آف چیمبر آف کامرس اور پاکستان مرچنٹ ایسوسی ایشن کے قیام میں اہم کردار ادا کیا اور اس سلسلے میں اکثر میٹنگ حسین ابراہیم جمال کے دفتر میں ہوا کرتی تھی۔جس میں پاکستان کے اس اہم ترین معاشی اہمیت کے

حال ادارے کا قیام 1950ء میں عمل میں آیا۔حکومت پاکستان نے فارن ٹریڈ ڈیولپمنٹ کونسل قائم کی تھی آپ اُس میں 1950ء سے 1954ء تک رکن رہے۔

اوکھائی میمن انجمن اور مدرسہ ایسوسی ایشن میں آپ کی خدمات

سماجی سطح پر 1948ء میں جناب حسین ابراہیم جمال اپنے چچا جناب عیسیٰ جمال کے ساتھ مل کر کراچی میں اوکھائی میمن انجمن کا قیام عمل میں لایا۔اوراس کے ساتھ برادری کی سہولت کے لئے پہلی میت بس کا انتظام کیا۔انجمن کے پلیٹ فارم پر ماتلی میں جماعت خانہ قائم کیا جو آج تک قائم ہے۔آپ 1957ء میں اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوئے۔اس کے علاوہ 1953ء میں آل پاکستان میمن فیڈریشن کے قیام میں بھی آپ نے اہم کردار ادا کیا۔آل پاکستان میمن فیڈریشن کے قیام میں سیٹھ حسین ابراہیم جمال، جناب یوسف محمدی، جناب نور محمد عیسیٰ ویانی، قاسم عثمان کانڈا والا جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا، جناب محمد خمیسہ غازیانی، جناب پروفیسر سلیمان گناترا اور لطیف ابراہیم جمال کی اوکھائی میمن برادری کی طرف سے اہم خدمات تھی اور اُس کے قیام میں انہوں نے اہم ترین خدمات انجام دی ہیں۔اس کے علاوہ پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی دوارکا اور کراچی میں قیام و انتظام میں ہر وقت پیش پیش رہے۔

حسین ابراہیم جمال کے جماعت کے صدارتی دور میں جون 1967ء میں آر،سی،ڈی (R.C.D) اور ایران اور پاکستان کے بہتر تعلقات اور کاروباری تعاون میں نمایاں کام کرنے پر ایران کی حکومت اور شہنشاہ کی طرف سے جناب لطیف ابراہیم جمال کو "نشان ہمایوں" کا نشان پیش کیا۔اسی طرح ستمبر 1968ء میں جرمن حکومت کی طرف جرمن پاکستان تجارتی تعاون اور خدمات کے صلے میں لطیف ابراہیم جمال کو جرمنی کا سب سے بڑا اعزاز "نائٹ کمانڈر کراس "Knight Commanders Cross" نوازہ گیا۔جو اوکھائی میمن برادری کے لیئے بہت بڑا اعزاز تھا۔

حسین ابراہیم فاؤنڈیشن کا قیام

حسین ابراہیم جمال نے بیس (20) لاکھ روپے کی خطیر رقم سے حسین ابراہیم فاونڈیشن قائم کیا۔جس کا مقصد فروغ تعلیم اور سماجی فلاح و بہبود میں رقم دینا ہے۔آپ نے حسین فاونڈیشن کے چیرمین کی حیثیت سے فیڈرل بی ایریا میں ایچ،ای،ایف H.E.F بوائز اینڈ گرلز اسکول قائم کیا۔اس کے علاوہ عیسیٰ جمال میموریل اسکول نیا آباد میں اور آمنہ اسکول ہاوسنگ سوسائٹی میں قائم کرایا۔بحیثیت صدر اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن آپ نے اسکول میں ایک وسیع عمارت تعمیر کروائی جس سے اسکول میں طلباء کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا قیام

حسین ابراہیم جمال کے جماعت کے صدارتی دور میں برادری میں تعلیم کے فروغ اور نوجوانوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے جناب محمد عثمان کاٹھ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی بنیاد رکھی.اس سلسلے میں پہلی باضابطہ میٹنگ 31 مارچ 1968ء میں ہوٹل میٹروپول میں منعقد ہوئی.اور اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا افتتاح 28 جولائی 1968ء میں جناب حسین ابراہیم جمال کے ہاتھوں ہوا.صدر جلسہ جناب لطیف ابراہیم جمال تھے اس پروگرام کا انعقاد H.E.F اسکول میں کیا گیا.اور جس میں جناب محمد عثمان کاٹھ صدر جناب طاہر محمد پنجوانی نائب صدر جناب عثمان عیسٰی گابا جنرل سیکریٹری،جناب محمد یعقوب مرکٹیا جوائنٹ سیکریٹری،جناب عبدالکریم اسماعیل خازن منتخب ہوئے اور اس طرح اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی پہلی کابینہ منتخب ہوئی (اوکھائی میمن یوتھ سروسز سے متعلق تفصیل آگے بیان کی جائیگی)

حسین ابراہیم جمال فرقہ واریت کے سخت مخالف تھے.آپ کہتے تھے کہ ہمیں پاکستان آجانے کے بعد میمنوں کو پاکستانی میمن بن کر رہنا چاہیئے.اس طرح اتحاد کا جذبہ پیدا ہوگا.اور اس جذبے سے کام لے کر ہر مشکل آسان ہوسکتی ہے.آپ کی خواہش تھی کہ تمام میمن چھوٹے چھوٹے مضافات اور تنگ گلیوں سے نکل کر صاف اور کشادہ مکانوں میں آباد ہو جائیں اسی مقصد کے لیے 29 ستمبر 1960ء کو آپ نے فیڈرل بی ایریا میں حسین آباد کا سنگ بنیاد رکھا جو اس وقت میمن برادری کے حوالے سے بڑے علاقوں میں سے ایک ہے.فیڈرل بی ایریا میں حسین آباد کا قیام ان کی تمنا کی تکمیل کا حصہ تھا.جنہوں نے اپنی زندگی ہی میں مکمل کروالیا.

ان کے والد جناب ابراہیم جمال کا انتقال

فروری 1968ء میں حسین ابراہیم جمال کے والد محترم جناب حاجی ابراہیم جمال کا 58 سال کی عمر میں انتقال ہوا.مرحوم اوکھائی میمن برادری کے نامور سماجی شخصیت تھے اور اوکھامنڈل اور بمبئی کی چند نامور شخصیات میں سے ایک تھے.ان کی سماجی اور کاروباری دنیا میں خدمات کا اثر ان کے بیٹوں جناب حسین ابراہیم جمال اور جناب لطیف ابراہیم جمال کی خدمات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی اولاد کی کس طرح تربیت کی تھی۔

حسین ابراہیم جمال کی شادی 1934ء میں حاجیانی عائشہ بائی سے ہوئی اور 1945ء میں انہوں نے دوسرا نکاح حاجیانی نوربائی سے کیا دونوں بیگمات سے اولاد نہ ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے سے چھوٹی بہنوں کو بھی بالکل بیٹیوں کی طرح پالا اور اتنا پیار وشفقت دیا کہ وہ بھی ان کو باپ کا درجہ ہی دیتی تھی.اس کے علاوہ بیٹیوں سے محبت میں ان کا یہ حال تھا کہ تین لے پالک بیٹیوں کو بھی سگی بیٹیوں کی طرح پال پوس کر بڑا کیا اور ان کا اسطرح خیال رکھا کہ کبھی زندگی میں ان کو کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہوئی ۔

آپ مشہور صنعت کار اور نامور ہستی ہونے کے باوجود بڑے سادگی پسند اور مذہب سے بے انتہا محبت کرنے والی شخصیت تھے۔اس کے

www.memonbooks.com

علاوہ آپ سنجیدہ مگر ملنسار اور منحتی کامیابیاں اور بڑی بڑی سخاوتیں آپ کی تاجرانہ مہم جوئی اور فراخ دلی کا ثبوت تھیں۔

آپ 7 جون 1972ء کو لندن مین رحلت فرمائی. جہاں پر نا سازی طبعیت کے باعث علاج کے لیئے آپ گئے تھے انتقال کے وقت آپ کی عمر 58 سال کی تھی ان کی تدفین کے وقت بے شمار خاندانوں کی عورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج ہم بھی یتیم ہوگئے صرف آپ لوگوں کے نہیں بلکہ ہمارے سر سے بھی ایک تناور درخت کا سایہ اُٹھ آج وہ ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کی کاوشوں اور محنتوں سے برادری میں جو سماجی انقلاب آیا ہے اس سے اوکھائی میمن برادری کی آنے والی نسلوں کا فائدہ پہنچے گا. بلا شبہ ہم ان کی شخصیت کو میمن برادری اور خصوصاً اوکھائی میمن برادری کی چند عظیم شخصیتوں میں سے ایک کہہ سکتے ہیں (1).

جناب عثمان حسین پنچوانی

جناب عثمان حسین پنچوانی اوکھائی میمن برادری میں سماجی خدمات کے شعبے میں "out Spoken" شخصیت کے طور پر نمایاں نظر آتی ہے آپ نے اپنی زندگی میں بہت سے ایسے انقلابی اقدامات میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں جس سے اوکھائی میمن برادری بہت سے مسائل کے حل میں معاون ثابت ہوئے ہیں۔

آپ 20 اپریل 1939ء میں دوارکا میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم دوارکا میں اور قیام پاکستان کے بعد R.P.RABARY اسکول صدر میں اس کے بعد آٹھویں تک اوکھائی میمن اسکول کھارادر اور میٹرک سندھ مدرستہ السلام سے کیا انٹر کامرس ایس۔ایم کالج سے اور B.A.I پرائیویٹ کیا لیکن معاشی مجبوریوں کی وجہ سے پڑھائی کو خیر آباد کر کے سروس پر 1957ء میں حسین ٹیکسٹائل مل اور بعد میں مختلف سروس کے بعد شپنگ کے شعبے سے وابستہ ہوگئے اور اس وقت کراچی بندرگاہ کی اہم ترین کمپنی سی بورڈ سروس میں مینجنگ پارٹنر ہیں 1997ء میں پورٹ محمد بن قاسم میں ایک جدید کنٹینر فریٹ اسٹیشن قائم کیا جو پاکستان میں پرائیوٹ سیکٹر کا پہلا فریٹ اسٹیشن ہے اور آج بھی کام کر رہا ہے۔

جناب عثمان پنچوانی نے اپنی سماجی زندگی کا آغاز سیکریٹری میمن کوآپریٹیو سوسائٹی سے کیا وہاں پر جناب ولی محمد حاجی یعقوب گنگانا اور جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی سے تعلقات قائم ہوئے وہ آپ کی کوآپریٹیو بنک میں خدمات سے بہت زیادہ متاثر تھے اور اسی چیز کو دیکھتے ہوئے جناب حاجی محمد ویانی جو اُس وقت اوکھائی میمن جماعت کے صدر تھے اُن کو اپنی مینجنگ بورڈ میں شامل کر لیا اور اشاعت کمیٹی کے ممبر بنے بعد میں اُس کمیٹی نے جماعت سے اوکھائی میمن جماعت بلیٹن کے نو (9) شمارے شائع کروائے آپ کی بے لوث کام سے متاثر ہو کر جناب حاجی محمد ویانی نے اُن کو اپنے صدارتی دور 67-1965ء کے لیئے جنرل سیکریٹری مقرر کیا اسی طرح 69-1967ء میں جماعت کے صدر کے طور پر جناب حسین ابراہیم جمال منتخب ہوئے انہوں نے بھی جناب عثمان حسین پنچوانی کو جماعت کا جنرل سیکریٹری مقرر کیا۔آپ نے اپنے جنرل سیکریٹری کے دور میں جماعت میں

www.memonbooks.com

لوازم جمع کرنے کے نظام کو بہتر کیا جس سے جماعت میں آمدنی میں اضافہ ہوا اور اُس دور میں اوکھائی میمن انجمن کے تعاون سے جو بس خریدی گئی تھی اُس میں بڑی رقم جماعت کے اس لوازم سے حاصل شدہ آمدنی سے دی گئی تھی اور انجمن نے 10,000/= روپے امداد کی تھی۔

جناب عثمان حسین پنجوانی اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ اور وہ جناب محمد عثمان کاٹھ، جناب محمد عثمان ویانی اور جناب طاہر محمد الیاس پنجوانی ان چار بزرگوں کی محمد عثمان کاٹھ کے گھر پر ڈنر میٹنگ میں ساتھ تھے جو یوتھ سروسز کے قیام کی ابتداء ہی آپ بعد میں کچھ آئینی امور پر اختلاف رائے اور اپنی کاروباری مصروفیات کی بنا پر سماجی امور سے دور ہو گئے لیکن سماجی معاملات سے عملی دور ہونے کے باوجود برادری کی خدمت کے لیئے کوشاں رہے اس سلسلے میں جناب تار محمد یوسف مرکٹیا (صاحب) جناب نور محمد یعقوب ویانی اور حاجی داوود تار محمد گتا کے ساتھ مل کر جماعت کو ایک بس عطیہ کی تھی اس کے بعد جناب عبدالستار سوریا کے دور میں جماعت کو ذاتی طور پر ایک بس عطیہ میں دی آپ کی زیر سرپرستی میں حسین پنجوانی میموریل ویلفیئر ٹرسٹ کے پلیٹ فارم پر صدایا اکیڈمی کلری جیسے پسماندہ علاقے میں قائم کرنے کے ساتھ ساتھ سعد آباد سوسائٹی میں مسجد حلیمہ قائم کی ہے جو آپ کی مذہبی لگاؤ کی عکاسی کرتی ہے۔

اس کے علاوہ جناب عثمان حسین پنجوانی کی دیگر خدمات میں آپ مختلف اداروں میں سرپرست PATRON جس میں یونائیٹڈ میمن جماعت پاکستان میمن ویلفیئر اینڈ ایجوکیشن سوسائٹی میمن بک فاؤنڈیشن اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں شپنگ کے شعبے میں بھی آپکی گراں قدر خدمات ہیں جن میں آپ کراچی اسٹیڈورز کانفرس 2002.3 ء میں صدر کے عہدے پر فائز رہنے کے علاوہ ممبر پورٹ ٹرسٹ کونسل اور I.L.O انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے تحت 2003 ء میں پیرس میں منعقدہ اجلاس میں پاکستان کی نمائندگی کی۔(1)

www.memonbooks.com

(9)

جناب محمد خمیسہ غازیانی

1969-71

اوکھائی میمن جماعت کے 1969-71ء کے عہدیداران اور ارکان مجلس انتظامیہ:۔

(1)	جناب محمد خمیسہ غازیانی	صدر
(2)	جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا	نائب صدر
(3)	جناب حاجی ابراہیم گناترا	نائب صدر
(4)	جناب یوسف محمدی	آنرری جنرل سیکریٹری
(5)	جناب یوسف عمر سوریا	جوائنٹ سیکریٹری
(6)	جناب عبدالغنی ہاشم کھوسہ	جوائنٹ سیکریٹری

مینیجنگ کمیٹی کے ممبران

(1)	جناب محمد یوسف گابا	ممبر
(2)	جناب تار محمد طیب پنجوانی	ممبر
(3)	جناب سلیمان تار محمد پٹیل	ممبر
(4)	جناب تار محمد ابراہیم	ممبر
(5)	جناب عبدالستار مراد	ممبر
(6)	جناب یوسف سومار پنجوانی	ممبر
(7)	جناب ولی محمد اسحاق غازیانی	ممبر
(8)	جناب ہاشم سلیمان کرار	ممبر
(9)	جناب سلیمان ابراہیم ویانی	ممبر
(10)	جناب محمد یوسف جکھوڑا	ممبر
(11)	جناب محمد آدم ویانی	ممبر
(12)	جناب حسین سلیمان جکھوڑا	ممبر
(13)	جناب نور محمد تار محمد ٹوبڑیا	ممبر
(14)	جناب احمد اسحاق جعفرانی	ممبر
(15)	جناب نور محمد عیسیٰ ویانی	ممبر
(16)	جناب عبداللہ تھاویانی	ممبر
(17)	جناب خمیسہ یوسف ویانی	ممبر
(18)	جناب حاجی آدم گناترا	ممبر

www.memonbooks.com

جناب محمد خمیسہ غازیانی:۔

جناب محمد خمیسہ غازیانی 1969ء تا 1971ء تک اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔وہ ایک ایسے کارکن تھے جو لیڈر شپ کی ساری خوبیوں کے مالک تھے۔گوکہ وہ ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھتے تھے لیکن ان کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ پوری روانی سے موجزن تھا۔وہ انتہائی ہمدرد، پرخلوص،خوددار،اور زندہ دل انسان تھے۔جناب خمیسہ غازیانی 1911ء میں کراچی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اوکھائی میمن مدرسہ سے حاصل کی اس کے بعد کچھ عرصے جہازوں پر ٹالی کلرک کا کام کرتے رہے 1936ء میں انہوں نے اپنا ذاتی کاروبار(کباڑی)اسکریپ کا کام شروع کیا اور آخر وقت تک یہی کام کرتے رہے۔خدمت خلق اور سماجی کاموں کا ان کو شروع سے ہی شوق تھا ان کے پاس نہ اثر ورسوخ تھا اور نہ دولت تاہم خود کام کر کے جو خدمت ہو سکتی تھی اس میں وہ کبھی پس و پیش نہ کرتے تھے چنانچہ کسی بھی مشکل یا نا گہانی آفت کے وقت آدھی رات کو بھی لوگ محمد خمیسہ کے گھر دوڑے آتے اور آپ فوراً ان کی مشکل کی حل کرنے کے لئے اُن کے ساتھ دوڑے چلے جاتے۔

محمد خمیسہ کی شادی 1930ء میں کراچی میں حاجی قاسم حاجی محمد گناترا کی بیٹی عائشہ سے ہوئی اس سے ان کے ہاں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا 1942ء میں عائشہ کا انتقال ہونے پر محمد خمیسہ نے قاسم لاکھاویانی کی بیٹی زلیخا سے دوسری شادی کی جس سے مزید تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔

پاکستان وجود میں آنے سے دس سال پہلے کے عرصے میں برصغیر کے تقریباً سارے مسلم سماجی کارکن مسلم لیگ کے بھی کارکن بن گئے تھے اور مسلم لیگ اور حصول وطن سے متعلق سرگرمیوں میں آپ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے آپ عملی طور پر 1935ء میں اپنی سماجی وسیاسی زندگی کا آغاز کیا 1935ء میں انڈیا ایکٹ کے تحت بمبئی کو جب سندھ سے علیحدہ کیا گیا آپ نے اُسی زمانے سے سرحاجی عبداللہ ہارون، جناب ولی محمد حاجی یعقوب اور ہاشم گزدر کے ساتھ مسلم لیگ میں شامل ہوئے 41-1940ء میں کھارادر پرائمری مسلم لیگ کے رکن بنے اور پھر میمن سوسائٹی پرائمری مسلم لیگ کے بھی ممبر رہے اس حیثیت میں کراچی میں مسلم لیگ کے رضا کار کے طور پر بھرپور خدمات دیں جناب عبدالستار پیرزادہ اور جناب قاضی مصطفٰی کے ساتھ مصروف رہے اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

قیام پاکستان کے ساتھ ہی ہندوستان سے مہاجرین کی بحالی کے لیے بننے والی میمن ریلیف کمیٹی میں اہم کردار ادا کیا اور کھوکھراپار کے راستے آنے والے مہاجرین کی امداد میں گرانقدر خدمات انجام دیں 1944ء میں آپ نے اوکھائی میمن والنٹیر کور کی بنیاد رکھی اور نوجوانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر کے انہیں عملی زندگی کی طرف راغب کیا، 1959ء میں انجام کالونی میں ہولناک آگ لگی جس میں پندرہ سو جھگیاں جل کر خاک ہوگئیں اس مرحلے پر آپ دوسرے سماجی کارکنوں کے ساتھ مل کر دن رات خدمات دیتے رہے اور وہاں پر متاثرین میں کھانے پینے کے انتظام کے علاوہ ان کی رہنے اور سر ڈھانپنے کے کام میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

1962ء میں بنیادی جمہوریت کے الیکشن میں وہ میمن سوسائٹی یونین کمیٹی کے رکن اور کچھ عرصے بعد چیئرمین منتخب ہوئے آپ ایک بے لوث ورکر کی حیثیت سے پہلے ہی مشہور تھے اب ان کو بعض قانونی اختیارات بھی مل گئے چنانچہ لوگوں کی نگاہ میں ان کی اہمیت کچھ اور بڑھ گئی 1964ء

میں کمشنر کراچی جناب روائیداد خان نے کراچی سے سو(100) افراد پر مشتمل ایک جرگہ بنایا جو اپنے علاقے کے سماجی علاقائی مسائل حل کریں جس میں اوکھائی میمن برادری کے تین بزرگ جس میں جناب محمد خمیسہ غازیانی کو شامل کیا گیا اس جرگہ کو بہت سے عدالتی اختیارات بھی حاصل تھے اس طرح قانونی اختیارات حاصل ہونے کے بعد اُن کی اہمیت لوگوں میں اور بڑھ گئی۔ 1965ء کی جنگ اور اس کے بعد بحرانی حالات میں کراچی میں جن پچاس افراد کو "ایڈیشنل وارڈن" بنایا گیا اُن میں محمد خمیسہ غازیانی بھی شامل تھے۔

محمد خمیسہ غازیانی 1949ء میں اوکھائی میمن جماعت کی مینجنگ کمیٹی کے رکن بنے اور 1957ء تک رہے۔ 57-1956ء میں آپ اوکھائی میمن غازیانی کمیٹی کے صدر بنے اور 1962ء تک اس حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے اور 1969ء میں آپ اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔

اوکھائی میمن برادری کی تاریخ مرتب کرنے کی کوشش:۔

محمد خمیسہ غازیانی کے صدارتی دور میں جناب یوسف محمدی آپ کے جنرل سیکریٹری تھے جو پڑھے لکھے اور نہایت تجربہ کار سوشل ورکر تھے آپ دونوں بزرگوں کی خواہش تھی کہ اوکھائی میمن برادری کی تاریخ لکھی جائے اس سلسلے میں اپریل 1969ء میں اوکھائی میمن جماعت کی مینجنگ کمیٹی "اوکھائی میمن برادری کی تاریخ مرتب کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ آنے والی نسلوں کو برادری کی تاریخ کے بارے میں آگاہی ہو سکے لیکن بدقسمتی سے یہ کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔(1)

محمد خمیسہ غازیانی کے صدارتی دور میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز جناب محمد عثمان کاٹھ کی قیادت میں قیام کے ساتھ ہی برادری میں سماجی اور تعلیمی خدمات کا عملی آغاز کیا (تفصیل یوتھ سروسز کے باب میں) محمد خمیسہ کے صدارتی دور میں برادری کے دوسرے بڑے واقعات میں 1969ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال کراچی اسٹاک ایکسچینج کے صدر منتخب ہوئے جولائی 1970ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال آر.سی.ڈی (R.C.D) چیمبر آف کامرس کے تاحیات صدر منتخب ہوئے۔

حسین آباد والینٹر کورپس کا قیام

آپ کے صدارتی دور میں 1969ء میں حسین آباد والینٹر کورپس کا قیام عمل میں آیا جس کے پہلے صدر جناب طیب عثمان غازیانی منتخب ہوئے 1971ء جنگ کے زمانے میں محمد خمیسہ کو سول ڈیفنس کا ڈویژنل وارڈن مقرر کیا گیا۔ آپ نے منگل 8 اپریل 1980ء میں انتقال فرمایا۔(2)

جناب یوسف محمدی:

جناب یوسف محمدی اوکھائی میمن برادری کی سینئر ترین سماجی کارکن جو قیام پاکستان سے قبل ہی برادری میں سماجی کاموں سے جڑے ہوئے ہونے کے ساتھ ساتھ شعبہ صحافت سے وابستہ برادری کی چند شخصیتوں میں اہم ترین شخصیت تھی.

آپ 1925ء میں کھارادر میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اوکھائی میمن اسکول اور میٹرک تک سندھ مدرسۃ السلام سے تعلیم حاصل کی اس کے بعد پچاس کی دہائی کے ابتدائی برسوں میں لندن انسٹیٹیوٹ آف جرنلزم سے صحافت کا ایک Corrospundance کورس کیا۔

پوربندر میں 1939ء آل انڈیا میمن کانفرنس کے مطابق ہندوستان میں جہاں کہیں میمن آباد ہیں وہاں پر وفود بھیجے جائیں ہر علاقے سے ایک کمیٹی بنائی گئی کراچی سے جو کمیٹی بنی اُس کے سیکریٹری طیب عمر مرکٹیا اور جوائنٹ سیکریٹری کے طور پر آپ کو مقرر کیا گیا تھا جو اُس وقت بہت بڑا اعزاز تھا۔ اس کے علاوہ 1950ء میں حکومت سندھ نے ایک سوشل سروسز کوآرڈی نیشن کونسل بنائی تھی جس میں ابتدائی طور پر 84 ادارے شامل تھے جس میں اوکھائی میمن جماعت بھی شامل تھی۔ آپ اُس کے جنرل سیکریٹری کی حیثیت سے کام کیا۔

جناب یوسف محمدی 1969ء میں اوکھائی میمن جماعت کے 1969.71ء میں جنرل سیکریٹری اور 82-1981ء میں جنرل سیکریٹری آل پاکستان میمن فیڈریشن خدمات انجام دی۔ اس کے علاوہ پاکستان یوتھ کوآرڈینیشن ایسوسی ایشن، مارکیٹنگ ایسوسی ایشن آف پاکستان جاپان پاکستان کلچر ایسوسی ایشن، پاکستان کانفرنس آف سوشل ورک اور انجمن گجراتی ادب کے بانی صدر رہے۔ آپ کو اوکھائی میمن برادری کا پہلا جرنلسٹ ہونے کا بھی اعزاز حاصل رہا ہے۔ آپ متعدد جریدوں اور اخبارات کے علاوہ روزنامہ ڈان، وطن، بزنس ریکارڈ، ڈان گجراتی میں بحیثیت مدیر اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ (1)

www.memonbooks.com

(10)

عبداللہ حسین گٹا

1971ء تا 1973ء

(1)	محمد خمیسہ غازیانی	نائب صدر
(2)	نور محمد عیسٰی ویانی	جنرل سیکریٹری
(3)	عبدالغنی ہاشم واوڑا	سینئر جوائنٹ سیکریٹری
(4)	حسین عمر جھکوڑا	خازن

مینیجنگ بورڈ ممبران

جناب عبداللہ حسین گٹا

جناب عبداللہ حسین گٹا 1971ء تا 1973ء اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔اُن دنوں میں پاکستان کے سیاسی میدان میں ذوالفقار علی بھٹو اور اُن کی پارٹی پاکستان پیپلز پارٹی پوری طرح حاوی تھی اور ہر طرف ایک سیاسی لہر سی اُٹھی ہوئی تھی اور اس سیاسی لہر کے اثرات اوکھائی میمن جماعت کے امور پر بھی محسوس کئے گئے اور اُس وقت جناب عبداللہ حسین گٹا پاکستان پیپلز پارٹی کے سرگرم کارکن اور میمن سوسائٹی وارڈ کے صدر تھے۔اس کے علاوہ اوکھائی میمن برادری کے ایک سرگرم سماجی کارکن کی حیثیت سے اکثر نمایاں اور ہر جگہ پیش پیش رہتے تھے ان کی خدمات اور اُس وقت کے سیاسی حالات میں برادری نے آپ کو اوکھائی میمن جماعت کے صدارتی انتخاب میں صدر منتخب کیا۔

جناب عبداللہ حسین گٹا 1937ء کو کھارادر میں اُس وقت قمگھیے بھریئے بلڈنگ میں پیدا ہوئے۔آپ نے میڈل تک تعلیم اوکھائی میمن اسکول کھارادر سے حاصل کی۔آپ اپنے تین بھائیوں جناب ابراہیم حسین گٹا اور اسحاق حسین گٹا سے بڑے تھے۔اس کے علاوہ آپ کی پانچ بہنیں تھی اور خاندان میں سب بھائی بہنوں میں چہیتے تھے۔آپ کے والد صاحب کا اُس وقت لکڑی کا کاروبار تھا لیکن آپ نے کچھ عرصے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں ہاتھ بٹایا بعد میں بندرگاہ پر کلیرنگ فارورڈنگ کے کام سے وابستہ ہوگئے اور انتقال کے وقت تک آپ اُسی سے منسلک رہے۔آپ کے والد صاحب حسین عثمان گٹا 1928ء میں اوکھائی اسکول کھارادر کے قیام میں بنیادی ممبروں میں سے تھے اور پہلی کابینہ میں بطور خازن منتخب ہوئے تھے۔

جماعت میں انقلابی تبدیلیاں:۔

جناب عبداللہ حسین گنا کے صدارتی دور میں اوکھائی میمن جماعت کے امور میں انقلابی تبدیلیاں آئی اُس وقت برادری میں شادی بیاہ اور موت میت پر کھانے کا جو انتظام کیا جاتا تھا وہ لکڑی پر پکایا جاتا تھا اور اُس وقت تک گیس یا اس طرح کا دوسرا کوئی انتظام نہ تھا.آپ نے اس سلسلے میں کوششوں سے گیس کا انتظام کیا اور اس کے بعد سے آج تک وہ کھانا پکانے کا سلسلہ گیس پر ہوتا ہے.آپ کے صدارتی دور میں پہلی بار برادری میں اسٹیل کے برتن متعارف کرائے گئے اور جماعت میں جو پہلے بڑے بڑے تھال میں کھانے کا اہتمام کیا جاتا تھا اب اس کی جگہ اسٹیل کے برتن کا استعمال شروع کیا گیا جس سے برادری میں انقلابی سماجی تبدیلیاں آئی. (1)

اوکھا منڈل سوسائٹی کا قیام:۔

جناب عبداللہ حسین گنا کے صدارتی دور میں 1971ء میں اوکھائی منڈل سوسائٹی اسکیم نمبر 33 گلزار ہجری کا قیام عمل میں آیا.اس سوسائٹی کا مقصد یہ تھا کہ برادری میں ایسے مستحق افراد جو مکان خریدنے یا مکان کا ماہوار کرایہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں سماجی اداروں اور مخیّر حضرات کے اشتراک وتعاون سے دوکانیں وفلیٹس مہیا کیے جائیں گے.اس سلسلے میں سوسائٹی نے پچاس ایکڑ زمین کی قیمت 16لاکھ 94ہزار روپے 3جنوری 1987ء کو اور 48لاکھ 40ہزار روپے ترقیاتی کام کے لیے یکم نومبر 1987ء کو جمع کرائے.اس طرح اب تک 65لاکھ 34ہزار روپے جمع کرادیے ہیں جو کہ ابھی تک یہ رقم منجمد پڑی ہوئی ہے۔

اوکھائی میمن برادری کی تین اہم ترین شخصیات کا انتقال:۔

جناب عبداللہ حسین گنا کے صدراتی دور میں اکتوبر 1972ء میں جناب قاسم عثمان کانڈاوالا کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر منتخب ہوئے.آپ کے دور میں اوکھائی میمن برادری کی تین نامور شخصیتیں اس دنیا سے کوچ کر گئی جن میں 9 ستمبر 1971ء میں اوکھائی میمن برادری نامور شخصیت جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناٹرا کا انتقال ہوا۔آپ حکومت کے اعلیٰ ایوانوں میں پہنچنے والی پہلی اوکھائی میمن شخصیت تھی. 7جون 1972ء میں اوکھائی میمن برادری کے محسن اور عظیم رہنما جناب حسین ابراہیم جمال اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اس عظیم قائد کی تدفین 9جون کو ہزاروں سوگواراوران کے چاہنے والوں کی آہوں اور سسکیوں میں میوہ شاہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا. 11فروری 1973ء کی صبح اوکھائی میمن برادری کے لیے انتہائی غمناک خبر کے ساتھ طلوع ہوئی کہ اوکھائی میمن برادری کے نوجوان محسن اور قائد جناب محمد عثمان کاٹھ حسب عادت گھڑسواری کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے اور حادثے کا شکار ہو گئے تین دن موت وزیست کی کشمکش میں رہنے کے بعد 15فروری 1973ء کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے (ان کا تفصیلی ذکر محمد عثمان کاٹھ کی سوانح عمری میں کیا گیا ہے)

ان تین عظیم شخصیتوں کو بلاشبہ ہم اوکھائی میمن برادری کے عظیم ستونوں میں گنوا سکتے ہیں جن کے انتقال کے بعد برادری میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے وہ آج تک پر نہیں کیا جاسکا ہے۔

www.memonbooks.com

(11)

جناب محمد حسین تار محمد دربار

1975-77ء

اوکھائی میمن جماعت کے 1975-77ء کے عہدیداران اور ارکان مجلس انتظامیہ

(1)	جناب محمد حسین تار محمد دربار	صدر
(2)	جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی	نائب صدر
(3)	جناب حاجی یوسف عمر سوریا	آنرری جنرل سیکریٹری
(4)	جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب عبدالستار یوسف غازیانی	خازن

مینیجنگ کمیٹی کے ممبران

(1)	جناب نور محمد عیسیٰ ویانی	ممبر
(2)	جناب موسیٰ عبدالستار مراد	ممبر
(3)	جناب عبدالستار قاسم ویانی	ممبر
(4)	جناب عبدالستار طیب ویانی	ممبر
(5)	جناب محمد یوسف جکھوڑا	ممبر
(6)	جناب عبدالستار ہاشم ویانی	ممبر
(7)	جناب محمد خمیسہ غازیانی	ممبر
(8)	جناب حاجی قاسم عبداللہ لو بریا	ممبر
(9)	جناب عبدالغنی ہاشم داواڑ	ممبر
(10)	جناب محمد احمد ویانی	ممبر
(11)	جناب حاجی عثمان حاجی یعقوب کرار	ممبر
(12)	جناب نور محمد سوریا	ممبر
(13)	جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا	ممبر
(14)	جناب عبدالعزیز مجھی	ممبر
(15)	جناب محمد حاجی مامدانی	ممبر
(16)	جناب طاہر محمد طیب پنجوانی	ممبر
(17)	جناب عبدالستار عمر گناترا	ممبر
(18)	جناب عبدالغفار یوپٹ پوترا	ممبر

www.memonbooks.com

جناب محمد حسین دربار:۔

جناب محمد حسین دربار 1975ء تا 1977ء میں اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے اُس وقت تک اوکھائی میمن جماعت میں جتنے بھی صدر منتخب اُن میں سے نوجوان ترین صدر تھے آپ ایک متوا سط گھرانے سے تعلق رکھتے تھے لیکن آپ کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ پوری روانی سے موجزن تھا 1968ء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام سے برادری میں سماجی اور تعلیمی میدان میں بہت نمایاں بہتری آئی اور اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام میں فاؤنڈر (Founder Member) ممبر اور جماعت کے صدر منتخب ہونے سے پہلے وہ اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے نائب صدر، جنرل سیکریٹری اور مختلف کمیٹیوں کے چیئرمین کے طور پر اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔

جناب محمد حسین دربار مارچ 1944ء میں کھارادر کراچی میں پیدا ہوئے آپ کے والد جناب تار محمد دربار اور دادا اسحاق دربار بندرگاہ میں پستم جی پیتھا جی کمپنی میں سرنگ کے عہدے پر کام کرتے تھے. اُن دنوں میں اوکھائی میمن برادری کی تقریباً زیادہ تر افراد بندرگاہ پر کام کرتے تھے. آپ نے ابتدائی تعلیم اوکھائی میمن اسکول کھارادر سے حاصل کی اور 1963ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا. 1965ء میں ایس ایم کالج سے انٹر کامرس کیا. 68-1967ء میں پرائیویٹ اسٹوڈنٹس کراچی یونیورسٹی سے بی.اے B.A کیا آپ کے دور میں جماعت میں ہونے والی سرگرمیاں حسب ذیل ہیں۔

بس کی خریداری:۔

اُن دنوں برادری بڑی تیزی سے حسین آباد منتقل ہورہی تھی اور برادری میں ٹرانسپورٹ اور بس کے سلسلے میں بہت پریشانی تھی اور جماعت کے پاس دو پرانی بسیں موجود تھیں جو اکثر خراب رہتی تھی جس کی وجہ سے برادری کو بڑی تکلیف تھی اور ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس میں بہتری لائی جائے. اس سلسلے میں جناب محمد حسین دربار کی کوشش سے جناب نور محمد یعقوب ویانی اور اُس وقت شپنگ کمپنی کارگو ڈسپیچ کمپنی (C.D.C) کے مالکان جناب تار محمد یوسف (صاحب) مرکٹیا، جناب عثمان حسین پنجوانی اور جناب حاجی داود تار محمد گنا صاحب کے مالی تعاون سے ایک نئی بس خریدی گئی اور اُس سے برادری میں ٹرانسپورٹ کے مسئلے میں بہتری لائی گئی.

اوکھائی میمن اکیڈمی کا قیام:۔

میمن سوسائٹی جماعت خانہ کچن کے اوپر حسین ابراہیم جمال کمیونٹی ہال میں اوکھائی میمن اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا اس سلسلے میں جناب عبدالعزیز محمدی اور جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی نے اس اکیڈمی کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ابتداء میں 3 سال سے 5 سال تک 80 بچوں کو داخلہ دیا گیا اوکھائی میمن جماعت کے اس پہلے تعلیمی پروجیکٹ کی ابتداء جناب لطیف ابراہیم جمال نے کی اور ہم بلاشبہ کہہ سکتے ہیں کہ جناب محمد

www.memonbooks.com

حسین دربار کے صدارتی دور میں یہ نمایاں ترین کام تھا جس کی وجہ سے جماعت بھی تعلیمی میدان میں اپنی خدمات کی ابتداء کی اس کے علاوہ اوکھائی میمن یوتھ سروسز جو اُس وقت طلبا اور طلبات میں تعلیمی وظائف اور دوسرے مراعات دے رہی تھی اور مدرسہ ایسوسی ایشن اوکھائی میمن اسکول کھارادر اور عیسٰی جمال اسکول نوآباد کے ذریعہ برادری کی خدمت کررہی تھی اور حسین ابراہیم فاونڈیشن کے زیر اہتمام H.E.F اسکول حسین آباد تعلیمی میدان میں برادری کی نمایاں خدمات انجام دے رہی تھی. اب اوکھائی میمن جماعت بھی تعلیمی میدان میں ان اداروں کے شانہ بشانہ شامل ہوگئی.

برادری کے دوسرے اہم واقعات:۔

جناب محمد حسین دربار کے صدارتی دور میں جماعت کے دوسرے امور میں ماچھ کوٹھ قبرستان جو جناب عبدالکریم گنارٹا صاحب کے دور میں زمین خریدی گئی تھی. اُس کے چاروں طرف باؤنڈری بنائی گئی اور اس کے علاوہ حسین آباد میں جماعت کی طرف سے اسٹیل کا سامان ایک لاکھ روپے کا خریدا گیا۔ جناب محمد حسین دربار کے صدراتی دور میں برادری کی دوسری بڑی واقعات میں سے اہم ترین 18 فروری 1976ء میں پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے سب سے بڑے ادارے حسین ابراہیم جمال پوسٹ گریجویٹ انسٹی ٹیوٹ آف کیمسٹری H.E.J Intitute Of Chemistry کراچی یونیورسٹی میں اُس وقت کے وزیراعلیٰ سندھ جناب غلام مصطفیٰ جتوئی کے دست مبارک سے اُس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

23 مارچ 1976ء میں اوکھائی میمن انجمن میرنٹی ہوم کا افتتاح جناب لطیف ابراہیم جمال نے کیا 1976ء میں انجمن ترقی اوکھائی میمن "Atom" کا قیام عمل میں آیا جس کے پہلے صدر ڈاکٹر عبدالرشید ابراہیم ویانی تھے۔(1)

(12)

جناب عبدالکریم حاجی آدم گناترا

75-1973ء اور 79-1977ء

جناب عبدالکریم حاجی آدم گناترا اوکھائی میمن جماعت کے صدر کی حیثیت سے 75-1973ء اور 79-1977ء دو ٹرم رہے ان کے ساتھ دیگر عہدیداران اور مینجنگ بورڈ کے مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل تھی۔

(1)	جناب حاجی سلیمان حاجی ہاشم مرکٹیا	نائب صدر 75-1973ء
(2)	جناب نور محمد ویانی	نائب صدر 79-1977ء
(3)	جناب حاجی محمد یوسف عمر سوریا	جنرل سیکریٹری 75-1973
(4)	جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی	جنرل سیکریٹری 79-1977ء
(5)	عبدالستار قاسم ویانی	جنرل سیکریٹری 79-1977ء
(6)	جناب عبداللہ تھاویانی	جوائنٹ سیکریٹری 75-1973ء
(7)	جناب حاجی عثمان حاجی قاسم کرار	جوائنٹ سیکریٹری 79-1977ء
(8)	جناب حاجی خمیسہ حاجی یوسف ویانی	خازن 75-1973ء
(9)	جناب ابراہیم ہاشم ویانی	خازن 79-1977ء

مینجنگ بورڈ کے ممبران :۔

(1)	جناب عبدالعزیز محمدی	ممبر	(11)	جناب حاجی عثمان حاجی یعقوب کرار	ممبر
(2)	جناب محمد یوسف گابا	ممبر	(12)	جناب موسیٰ عبدالستار مراد	ممبر
(3)	جناب عبدالغنی حاجی ہاشم داوڑہ	ممبر	(13)	جناب الیاس صالح محمد توبڑیا	ممبر
(4)	جناب محمد ابراہیم گناترا	ممبر	(14)	جناب عبدالستار حاجی ہاشم ویانی	ممبر
(5)	جناب ہاشم سلیمان کرار	ممبر	(15)	جناب اسماعیل حاجی علی محمد گابا	ممبر
(6)	جناب محمد حاجی سلیمان گنا	ممبر	(16)	جناب عبدالرحمٰن احمد گابا	ممبر

www.memonbooks.com

(7)	جناب محمد احمد ویانی	ممبر	(17)	جناب یوسف حاجی الیاس بارائی	ممبر
(8)	جناب حاجی یوسف ایوب آسوانی	ممبر	(18)	جناب عثمان غنی حاجی ہارون ویانی	ممبر
(9)	جناب اسماعیل حاجی سلیمان گناترا	ممبر	(19)	جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا	ممبر
(10)	جناب محمد اقبال طیب جکھوڑا	ممبر			

جناب عبدالکریم حاجی آدم گناترا:۔

جناب عبدالکریم حاجی آدم گناترا 75-1973ء اور 79-1977ء میں دوٹرم اوکھائی میمن جماعت کے صدر رہے آپ کے ان دونوں ادوار کو جماعت میں اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے جس میں برادری کی ترقی کے لیئے کچھ ٹھوس امورانجام دیئے گئے جس سے برادری آج بھی بھرپور استفادہ حاصل کررہی ہے۔

جناب عبدالکریم حاجی آدم گناترا 21 جون 1926ء میں کھارادر میں پیدا ہوئے آپ کے والد جناب حاجی آدم لکڑی کے کاروبار سے وابستہ تھے اوراُس وقت آپ کے خاندان کو برادری میں صاحب حیثیت حاصل تھی۔

جناب عبدالکریم ابتدائی تعلیم کراچی اکیڈمی میٹرک تک حاصل کی اس کے بعد آپ اپنے بزرگوں کے ساتھ اپنے کاروبار سے منسلک ہوگئے آپ کے بزرگ لانچوں پر جال کی نیٹ اوررسی وغیرہ کا کام کرتے تو بعد میں اسکریپ کے کاروبار سے منسلک ہوئے اورآج آپ کنسٹرکشن اورآٹو پارٹس واسکریپ کی درآمد میں اپنا مقام رکھتے ہیں۔

جماعت کے آئین کوفعال بنانا:۔

جناب عبدالکریم گناترا نے اپنی سماجی زندگی کی ابتداء 1950ء میں میمن سوسائٹی میں محرم کی مجالس کے انعقاد کے لیئے اُس وقت کے جلیل قدر علماء کی آمد کا سلسلہ شروع کیا جو آج تک جاری ہے اس سلسلے میں اُن دنوں آپ انڈیا میں دیوبند تک گئے 1954ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال جماعت کے صدر منتخب ہوئے اور وہاں سے آج تک آپ کی بھرپور سماجی خدمات اوکھائی میمن برادری میں ہیں۔ 56-1955ء میں جماعت کے آئین میں جوتبدیلیاں ہوئی اور جو آج تک قابل عمل ہیں اُس کا سہرا آپ کے سرجاتا ہے۔جس سے آپ کی باریک بینی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔اسی دور میں جماعت میں حقیقی کابینہ کا تصور اور جماعت کے مختلف امور اُن کمیٹیوں کے چیرمین کے ذریعہ آئینی اندازہ میں پایہ تکمیل پہنچانے کا رواج عام ہوا اور برادری میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس میں ترامیم کر کے اُس وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔

www.memonbooks.com

حسین آباد اسپورٹس کمپلکس کے لئے ایک ایکڑ زمین حاصل کی گئی:۔

جناب عبدالکریم گنا تڑا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُن کی ذاتی کوششوں سے 1975ء میں کے۔ڈی۔اے K.D.A سے اسپورٹس کمپلیکس کے لئے ایک ایکڑ زمین الاٹ کی گئی جس کی تمام رقم کی ادائیگی آپ نے خود اپنی طرف سے کی ۔لیکن غلطی سے اس پلاٹ پر رفیق اسلام گرلز اسکول تعمیر ہوگیا اس سلسلے میں K.D.A میں متبادل پلاٹ کے لیئے کوشش کی گئی اور جون 1982ء میں اس پلاٹ کا قبضہ حاصل ہوا جس کے بعد 11 مارچ 1983ء کو اس پلاٹ پر چار دیواری اُس وقت جماعت کے صدر جناب عبدالستار مراد کے دور میں تعمیر کی گئی لیکن اُن کو اس بات کا احساس تھا کہ اس پورے کام کا سہرا جناب عبدالکریم گنا تڑا کو جاتا ہے جن کی کوششوں سے یہ کام پایہ تکمیل ہوا اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پروجیکٹ کا افتتاح ان کے ہاتھ سے کروایا گیا جو ستار مراد کی اخلاقی بلندی اور بڑے انسان ہونے کی دلیل ہے۔

ماچھ گوٹھ میں قبرستان کی زمین کا حصول:۔

آپ کے صدارتی دور میں جو تیسرا بڑا کام ماچھ گوٹھ میں قبرستان کے لئے زمین کا حصول تھا کیونکہ اُس وقت میوہ شاہ قبرستان 1961ء سے چل رہا تھا اور اُس میں بہت کم گنجائش باقی رہ گئی تھی اس سلسلے میں قبرستان کی زمین حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور جماعت کو پانچ ایکڑ زمین جب روررروڈ پر ماچھ گوٹھ میں 1975ء میں الاٹ کی گئی ان پانچ ایکڑ زمین میں سے چار ایکڑ زمین تو ایک ساتھ تھی جب کہ ایک ایکڑ زمین کا ٹکڑا ترک جماعت کے پاس تھا جس کو ایک سمجھوتے کے بعد تبادلہ کروا کر جماعت کو پانچ ایکڑ میں سے ایک ایکڑ کا ٹکڑا روڈ کے ساتھ ملا تھا وہ کچھی جماعت کو دے کر ان کا ایک ایکڑ زمین کا ٹکڑا جو ہماری چار ایکڑ زمین کے ساتھ تھا حاصل کرلیا گیا آج اس ہی قبرستان میں ہم اپنے مرحومین کی تدفین کررہے ہیں۔

حسین ابراہیم جمال میموریل کمیونٹی سینٹر کا قیام:۔

اوکھائی میمن جماعت خانہ میمن سوسائٹی میں موجودہ کچن والی جگہ پر پہلے اوپن کچن ہوتا تھا جہاں پر پہلے لکڑی پر کھانا پکایا جاتا تھا بعد میں جناب عبداللہ حسین گتا کے صدارتی دور میں وہاں پر گیس کی سہولت فراہم ہونے کے بعد بہت آسانی ہوگئی تھی اور محسوس کیا جارہا تھا کہ وہاں پر بلڈنگ تعمیر کرکے مزید ہال کی سہولت فراہم کی جاسکتی ہے لہذا اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے 14 جون 1973ء میں جناب عبدالکریم گنا تڑا کے صدارتی دور میں دومنزلہ حسین ابراہیم جمال میموریل کمیونٹی سینٹر کا سنگ بنیاد رکھا گیا ۔جس کا افتتاح جناب لطیف ابراہیم جمال نے کیا اس کے تعمیراتی کام میں جناب عبدالستار رویانی (MPA) اور جناب عبدالستار رویانی (کڑیا) نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

www.memonbooks.com

جماعت کے لئے بس کی خریداری:۔

جناب عبدالکریم گنا ترا دور میں جماعت کے پاس تین بسوں کا بیڑا تھا جس میں سے ایک بس مکمل طور پر ناکارہ ہوجانے کی وجہ سے فروخت کر دی گئی تھی اس کی کو پورا کرنے کے لئے اُس وقت ایک سیکنڈ ہینڈ بس خریدی گئی تھی جو اُس وقت برادری میں ٹرانسپورٹ کے مسئلے کے حل میں معاون ثابت ہوئی اس کے ساتھ ایک اور بس خریدنے کا پروگرام بنایا جسے بعد میں آپ کے ہی دوسرے دور میں 79-1977ء میں بس نمبر 3 خریدی گئی۔

آپ کے دور میں برادری کے دوسرے اہم واقعات:۔

28 مارچ 1979ء میں حسین ابراہیم فاؤنڈیشن کے چیرمین جناب لطیف ابراہیم جمال نے پریس کانفرنس میں کراچی یونیورسٹی کے لئے 50 لاکھ روپے کی امداد دینے کا اعلان کیا جس سے وہاں پر تحقیق اور اعلیٰ تعلیم کا ادارہ قائم کیا گیا۔ جو آج پوری دنیا میں H.E.J.Institute of Chemistry کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے علاوہ 23 مارچ 1975ء کو مرحوم محمد عثمان میموریل ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا (جس کی تفصیل یوتھ سروسز کے باب میں کی گئی ہے،)

جناب عبدالکریم گنا ترا جماعت میں اپنے دو صدارتی دور کے علاوہ اوکھائی میمن انجمن میں بھی آپ کی بیش بہا خدمات ہیں اور وہاں پر بھی گذشتہ چار دہائیوں سے مختلف عہدوں پر اپنے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ آپ اوکھائی میمن جامع مسجد کے چیف ٹرسٹی بھی رہے لیکن اپنی کاروباری اور دوسری مصروفیات اور گھر کی حسین آباد سے منتقلی کی وجہ سے وہ اُسے جاری نہ رکھ سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن میں 1954ء سے آج تک گذشتہ پچاس سالوں سے گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں اور اس وقت وہاں پر صدارت کے اہم منصب پر فائض ہیں اس کے علاوہ بھی برادری میں جہاں بھی درپیش مسائل کے حل کے لیئے آپ کی شخصیت ہمیشہ پیش پیش رہتی ہے بلاشبہ موجودہ دور میں ان کی شخصیت ہمارے لیئے مشعل راہ ہے۔

جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی

جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی برادری میں نوجوان سرگرمیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہنے والی شخصیت شمار کی جاتی تھی آپ جناب عبدالکریم گنا ترا کے صدارتی دور میں بحیثیت جنرل سیکریٹری اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی 14 جون 1934ء میں کراچی میں اُس وقت کے بہت بڑے سماجی کارکن جناب محمد خمیسہ غازیانی کے گھر آنکھ کھولی سماجی خدمات آپ کو ورثے میں ملی تھی آپ نے ابتدائی تعلیم حاجی عبداللہ ہارون اسکول اور میٹرک سندھ مدرسۃ اسلام سے کیا میٹرک کے بعد آپ انشورنس کے شعبے سے وابستہ ہوگئے 35 سال پریمیر انشورنس اور 6 سال آدمجی انشورنس سے وابستہ رہے آجکل اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن سے وابستہ ہیں۔

آپ کی سماجی خدمات کا دائرہ تقریباً 50 سالوں پر محیط ہے۔ابتداء میں اپنے والد صاحب کے ساتھ علاقے اور برادری کے سماجی مسائل حل کرنے میں کوشاں رہتے تھے اُن کے دوستوں کا حلقہ جناب محمد یعقوب مرکٹیا (یعقوب میکی) جناب عثمان ابراہیم ویانی (آرٹ لائن پریس) جناب اسماعیل حسین مرکٹیا کے ساتھ تھا جن کے ساتھ مل کر اوکھائی میمن برادری میں 52-1951ء میں پہلی اسٹوڈنس یونین قائم کی اور اُس کے پلیٹ فارم پر مختلف پروگرام کروائے اس کے علاوہ اس گروپ نے جناب محمد عثمان کاٹھ کے ساتھ مل کر اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام میں بھی انتہائی اہم کردار ادا کیا جس کا پھل آج پوری برادری کو مل رہا ہے اس کے علاوہ جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی اور جناب محمد حسین دربار کے دور میں اوکھائی میمن اکیڈمی قائم کی جو تعلیم کے میدان میں جماعت میں پہلی پیش رفت تھی آپ جناب عبدالکریم گناتڑا کے دور میں جنرل سیکریٹری کے علاوہ کئی سالوں تک جماعت میں مختلف کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیتے رہے ہیں خصوصاً تعلیمی میدان میں آپ کی قابل قدر خدمات ہیں۔(1)

www.memonbooks.com

(13)

جناب حاجی عبدلستار حاجی داود مراد

1979ء سے 1983ء

جناب حاجی عبدالستار حاجی داؤد مراد 81-1979ء اور 83-1981ء تک دو ٹرم اوکھائی میمن جماعت کے صدر رہے آپ کے ساتھ دیگر عہدیداران اور مینجنگ بورڈ مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل تھی۔

(1)	جناب حاجی سلیمان حاجی ہاشم مرکٹیا	نائب صدر 1979 تا 83ء
(2)	جناب اسماعیل یعقوب مامدانی	جنرل سیکریٹری 1979 تا 83ء
(3)	جناب حاجی عثمان حاجی قاسم کرار	جوائنٹ سیکریٹری 81-1979ء
(4)	جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی	جوائنٹ سیکریٹری 83-1981
(5)	جناب محمد حسن عبداللطیف گابا	خازن 81-1979ء
(6)	جناب سلیمان حبیب غازیانی	خازن 83-1981ء

مینجنگ بورڈ ممبران:۔

(1)	جناب حسین حاجی ہاشم ویانی	ممبر	(17)	جناب یوسف الیاس بارائی	ممبر
(2)	جناب قاسم سلیمان کھوسہ	ممبر	(18)	جناب ہاشم آدم سوریا	ممبر
(3)	جناب حاجی سلیمان گتا	ممبر	(19)	جناب عبدالستار طیب ویانی (کڑیا)	ممبر
(4)	جناب ابراہیم قاسم کاٹھ	ممبر	(20)	جناب عبدالستار محمد گتا	ممبر
(5)	جناب عبدالستار یوسف گتا	ممبر	(21)	جناب عبدالستار قاسم ویانی	ممبر
(6)	جناب عبدالرزاق ایوب سوریا	ممبر	(22)	جناب داود سلیمان گابا	ممبر
(7)	جناب حاجی قاسم عبداللہ ٹوبریا	ممبر	(23)	جناب نور محمد عیسیٰ ویانی	ممبر
(8)	جناب عبدالکریم حاجی صالح محمد ویانی	ممبر	(24)	جناب حاجی یوسف عمر سوریا	ممبر
(9)	جناب قاسم ابراہیم کرار	ممبر	(25)	جناب محمد سلیمان گتا	ممبر

www.memonbooks.com

(10)	جناب عبدالستار داوڈو بڑیا	ممبر	(26)	جناب ہاشم داود مامدانی	ممبر
(11)	جناب اسماعیل حاجی محمد غازیانی (علامہ)	ممبر	(27)	جناب عبدالستار یوسف پنچوانی	ممبر
(12)	جناب عبدالعزیز محمدی	ممبر	(28)	جناب سلیمان حاجی یوسف گناترا	ممبر
(13)	جناب محمد احمد ویانی	ممبر	(29)	جناب عبدالکریم حسن جیوانی	ممبر
(14)	جناب ہاشم سلیمان کرار	ممبر	(30)	جناب ولی محمد یوسف بارائی	ممبر
(15)	جناب طاہر محمد جمعہ سوریا	ممبر	(31)	جناب اقبال احمد گابا	ممبر
(16)	جناب عبدالستار قاسم ویانی	ممبر			

جناب عبدالستار حاجی داود مراد:۔

جناب عبدالستار حاجی داود مراد 1979ء تا 1983ء تک چار سال اوکھائی میمن جماعت کے صدر رہے۔آپ کا صدارتی دور اوکھائی میمن جماعت کے چند کامیاب اور برادری کی ترقی اور نوجوانوں میں جوش وخروش کا دور کہا جاتا ہے۔جس سے اوکھائی میمن جماعت کے بہت سے امور میں نمایاں بہتری کے آثار برادری نے محسوس کیا۔

جناب عبدالستار حاجی داود مراد 1948ء میں یوسف گابا بلڈنگ میمن سوسائٹی گلی نمبر 1 میں پیدا ہوئے آپ نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد والد صاحب جوشپنگ میں کسٹم کلیرنگ فارورڈنگ کے کام میں جناب احمد مراد کے ساتھ مراد شپنگ کمپنی میں پارٹنر تھے اُن کے ساتھ وابستہ ہوگئے بعد میں آپ کے والد جناب داود مراد کے کام میں پورٹ کے آپریشنل امور کے تمام فرائض جناب عبدالستار مراد کے ذمے تھے آپ پانچ بھائی تھے آپ کے علاوہ آپ کے چھوٹے بھائی جناب نور محمد مراد کا شمار بھی برادری کے چند ممتاز سماجی کارکنوں میں ہوتا ہے۔(جس کا ذکر آگے آئے گا)

جناب عبدالستار مراد کو بہت چھوٹی عمر سے ہی سوشل ورک کا شوق تھا آپ نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء شاہین اسپورٹس کلب سے کیا آپ اپنے زمانے میں بہت اچھے فٹ بال کے کھلاڑی رہے اور آپ کو فٹ بال سے جنون کی حد تک شوق تھا آپ K.P.T کی فٹ بال ٹیم کے ساتھ منسلک رہے اس کے علاوہ رمضان فٹ بال کلب سے بھی گول کیپر کے طور پر ڈپارٹمنٹ کے میچوں میں حصہ لیا۔

شاہین اسپورٹس کلب برادری میں اسپورٹس کی سرگرمیوں کے علاوہ برادری میں سماجی امور کی انجام دہی میں بھی اہم کردار ادا کیا کرتی تھی اور کسی بھی برادری کی غمی خوشی میں اپنی بے لوث خدمات دینے میں پیش پیش ہوتی تھی اس سلسلے میں ہونے والے پروگرام شاہین کلب کے والینٹرز سنبھالتے تھے خصوصاً لیڈیز ڈپارٹمنٹ کے ہیڈ ہوتے تھے جس سے اُن کی مضبوط اور قابل اعتماد شخصیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ اُن دنوں میں خواتین کے امور میں مردوں کے معاملات میں بہت احتیاط کی جاتی تھی۔

دوئی بسوں کی خریداری:۔

جناب عبدالستار مراد کے صدارتی دور میں سب سے پہلا مسئلہ بسوں کا تھا اُس وقت جماعت کے پاس تین پرانی بسیں تھیں جو صحیح طریقے سے نہیں چل رہی تھیں اور اُس وقت کی ضروریات کے لئے ناکافی تھیں چنانچہ پرانی بسوں کی مرمت کے ساتھ ساتھ نئی بسیں خریدی گئیں جس سے برداران کو مزید سہولتیں حاصل ہوئیں ۔

ماچھ گوٹھ قبرستان:۔

جناب عبدالکریم گناترا کے صدارتی دور میں ماچھ گوٹھ میں قبرستان کے لیے پانچ ایکڑ زمین حاصل کی گئی تھی اُس پر چاردیواری کی تعمیر اور وہاں مسجد (عبادت گاہ) گورکن کے لیے مکان، کنواں اور بیٹھک وغیرہ کی تعمیر کا کام مکمل کر کے حب ریور قبرستان کا سنگ بنیاد مورخہ 14 جون 1981ء کو جناب حاجی ہاشم حاجی احمد کاٹھ کے دست مبارک سے رکھا گیا اور اس قبرستان میں پہلی تدفین بروز بدھ مورخہ 30 مارچ 1983ء کو ہوئی پہلی دفن ہونے والی میت محترمہ حاجیانی سارابائی کی تھیں مرحومہ جناب یوسف جکھوڑا کی اہلیہ اور جناب جمعہ عاربی ماداتی کی دختر تھیں ان کی عمر تقریباً 90 سال تھی ۔

حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس کی چاردیواری کی تعمیر:۔

حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس جو پچھلے دور میں K.D.A سے جناب عبدالکریم گناترا کی ذاتی کوششوں اور مالی تعاون سے ایک ایکڑ زمین کے حصول کے بعد اُس پلاٹ پر چاردیواری کی تعمیر اور بجلی پانی وغیرہ کی سہولت کے بعد اُس کا افتتاح 11 مارچ 1983 کو جناب عبدالکریم گناترا کے ہاتھوں کیا گیا ۔

برادری میں نوجوانوں پر مشتمل والنٹیر گروپ کا قیام:۔

جناب عبدالستار مراد کے صدارتی دور میں سب سے زیادہ کام اصلاح معاشرہ کی تحریک چلانے کے لیے برادری کے نوجوانوں پر مشتمل ایک والینٹر گروپ کی تشکیل تھا جس سے برادری میں بے جا رسم و رواج کے خاتمے اور دوسرے اہم مواقع مثلاً آل پاکستان میمن فیڈریشن کی طرف سے منعقد کیے گئے میمن کنونشن کے افتتاحی اجلاس میں نہایت خوش اسلوبی سے نظم و نسق کے فرائض انجام دیئے اس اجلاس میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاالحق گورنر سندھ جناب لیفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی کے علاوہ اعلیٰ سرکاری افسران و میمن برادری کے علاوہ دیگر سرکردہ شخصیتوں نے شرکت کی ۔ جسے بہت سراہا گیا ۔

www.memonbooks.com

برادری میں حج گروپ کا قیام:۔

آپ کے صدارتی دور میں پہلی دفعہ جماعت کی طرف سے حجاج اکرام کے حج گروپ تشکیل دیئے گئے اس طرح جماعت کی طرف سے عازمین حج کو بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا گیا لیکن اب اس سلسلے نے ایک کاروبار کی صورت اختیار کرلی ہے لہٰذا جماعت میں اس سلسلے میں درخواستیں لینے کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔

جناب عبدالستار مراداس کے علاوہ اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں بھی صدر کے عہدے پر فائز رہنے کے بعد برادری میں آپ کی گراں قدر خدمات تھیں آپ کے صدارتی دور کے دوران دیگر واقعات میں برادری کی دو ممتاز شخصیات ہم سے جدا ہوئی جن میں جماعت کے سابق صدر جناب محمد خمیسہ غازیانی (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) اور جناب قاسم عثمان کانڈاوالا کا انتقال ہوا۔

میمن سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن کا قیام:۔

جنوری 1981ء میں میمن سوسائٹی اوکھائی میمن جماعت خانہ کے تحت سوسائٹی میں رہنے والوں کا اجتماع ہوا جس میں علاقے کے مسائل کے حل کے لیے ایک سماجی وفلاحی تنظیم ''میمن سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن'' کا قیام عمل میں آیا جس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے جن میں جناب عبدالستار ویانی (جو بعد میں (M.P.A) بنے) صدر، جناب سلیمان گابا نائب صدر، جناب عبدالرزاق محمد جکھوڑا، سیکریٹری جناب عبدالستار جمعہ کرار، جوائنٹ سیکریٹری، جناب نورمحمد طاہر محمد توبریا خازن مقرر ہوئے دیگر میں ہیلتھ اینڈ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے لئے جناب محمد ابراہیم گابا اور منشور کمیٹی کے لئے جناب صالح محمد موسیٰ گنا ترا کو چیرمین مقرر کیا گیا۔

آپ کے دور میں برادری کے دوسرے اہم معاملات:۔

(1) جنوری 1981ء میں آل پاکستان میمن فیڈریشن کے الیکشن میں لطیف ابراہیم جمال ایک سخت مقابلے کے بعد فیڈریشن کے صدر منتخب ہوئے۔

(2) جنوری 1982ء میں یعقوب ویانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ایم۔ای۔سی (M.E.C) ڈسپنسری میمن سوسائٹی لیاری میں جناب عبدالستار افغانی ''میئر کراچی'' کے ہاتھوں انجام پائی۔ اس پروجیکٹ میں مالی معاونت جناب نورمحمد یعقوب ویانی صاحب کی فیملی کی طرف سے کیا گیا تاکہ برادری میں طبعی سہولیات مہیا ہو سکے۔

(3) مارچ 1982ء میں گورنر سندھ جناب لفٹیننٹ جنرل ایس ایم عباسی نے حسین ابراہیم فاؤنڈیشن میں ٹیکنکل انسٹیٹیوٹ کا سنگ بنیاد رکھا اس ادارے کے قیام کا مقصد حسین آباد اور اس کے ارگرد طلباء کو فنی تعلیم میں معاونت فراہم کرنا اس پروجیکٹ کے لیے زمین کے حصول

www.memonbooks.com

میں جناب عبدالکریم گنا تڑا نے اہم کردار ادا کیا۔اس پروگرام میں فاؤنڈیشن کے چیرمین جناب لطیف ابراہیم جمال نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔(1)

جناب قاسم عثمان کانڈاوالا:۔

جناب قاسم عثمان کانڈاوالا اوکھائی میمن برادری کی اہم ترین اور بڑی شخصیتوں میں سے ایک شخصیت جس کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ 1933ء میں قائد اعظم نے "آل انڈیا مسلم لیگ" کی دوبارہ تنظیم نو کی انہوں نے صوبائی ،ضلعی شہری اور علاقائی مسلم لیگ کی بنیاد رکھی جس کے بعد مسلم لیگ کا سیاسی مرکز بمبئی میں قائم کیا گیا۔بمبئی میں سب سے پہلے "سی وارڈ مسلم لیگ" کی بنیاد رکھی گئی تھی اور اس کے ماتحت پرائمری مسلم لیگ میں خود قائد اعظم نے مسلم لیگ کے ایک عام ممبر کی حیثیت سے نام درج کرایا تھا۔اسی "سی وارڈ ضلع مسلم لیگ کے 1944ء تا 1947ء جس وقت پاکستان کی تحریک عروج پر تھی اس کی صدارت ایک میمن نوجوان نے سنبھالی جس کا نام جناب قاسم عثمان کانڈاوالا تھا آپ بمبئی میں مسلم گجراتی سیاسی میدان میں ایک سرگرم رہنما کی حیثیت سے مقبول تھے۔

جناب قاسم کانڈاوالا کی پیدائش 1919ء میں بمبئی کے کانڈا (بٹاٹا) آلو پیاز کے تاجر عثمان کانڈاوالا کے یہاں ہوئی آپ کے والد وہاں پر اپنا کاروبار "میسرز قاسم عیسٰی" کے نام سے کرتے تھے۔آپ نے میٹرک تک تعلیم پلینڈ ہائی اسکول بمبئی سے حاصل کی بعد میں آپ مسلم لیگ کی تحریک میں بڑی دلچسپی اور ولولے کے ساتھ حصہ لینے لگے اور یوں بمبئی میں ایک نامور مسلم لیگی رہنما کی حیثیت سے مشہور ہو گئے سیاست کے علاوہ تجارت اور سماجی میدان میں بھی ایک رہنما کی حیثیت سے مشہور تھے بمبئی میں 1942ء تا 1948ء تک پوٹیٹو مرچنٹ ایسوسی ایشن کے اعزازی سیکریٹری رہے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کراچی تشریف لے آئے گو کہ آپ کی اقتصادی حالت متوسط تھی اور نہ ہی آپ کا شمار سیٹھ کی حیثیت سے ہوتا تھا اس کے باوجود اپنی محنت صلاحیتوں اور خلوص دل سے کام کی لگن کی وجہ سے آپ کو تجارتی حلقوں ،سماجی میدان میں اور ساتھ ہی سرکاری حلقوں میں باعزت رہنما کی حیثیت حاصل تھی یہی وجہ تھی کہ آپ کو 1958ء میں "جسٹس آف پیس" کا خطاب بھی ملا تھا۔

آپ میسرز پاک نیوز لمٹیڈ کراچی کے چیرمین ہونے کے ساتھ ساتھ 1950ء سے 1975ء تک مختلف اداروں اور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی مینجنگ کمیٹی کے رکن کے علاوہ 65-1964ء میں سینئر نائب صدر کے عہدے پر فائز رہے آپ پاکستان کاٹن ایسوسی ایشن اور کراچی کاٹن ایسوسی ایشن کے وائز یکٹر اور نائب چیرمین بھی رہے۔

جناب قاسم عثمان کانڈاوالا کو 1972ء میں کراچی چیمبر آف کامرس کی صدارت کی کرسی دی گئی اُس سال جب حکومت وقت نے صنعتوں کو قومی ملکیت میں لے رہی تھی اور کوئی بھی شخص تجارتی ادارے کا صدر بننے کے لئے تیار نہ تھا۔ایسی بے یقینی کے حالات اور کشمکش کے دور میں کچھ تجارتی حلقوں نے کانڈاوالا کو چیمبر کی صدارت کی کانٹوں بھری کرسی سنبھالنے کے لئے مجبور کیا یہ ان کی بلند ہمتی تھی کہ وہ ایسے نازک دور میں بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ان کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ اس دور میں صنعت کاروں سے متعلق سوتیلا برتاؤ کرنے والی حکومت کے سامنے بلاخوف تاجر

برادری کے خیالات کا بڑے موثر انداز اظہار کرتے رہے انہوں نے ملک کے سب سے بڑے تجارتی مرکز کراچی میں تاجروں کے چیمبر کے صدر ہونے کے باوجود اپنی آمدورفت کے لئے کسی قسم کی سواری نہیں رکھی تھی اور وہ ایک ادنیٰ کارکن کی طرح پیدل چل کر چیمبر کے صدر کے شاندار ایئر کنڈیشن آفس میں چلے جاتے تھے وہ کھارادر کے ایک فلیٹ مقیم تھے جہاں آج بھی ان کی فیملی رہائش پذیر ہے۔

جناب قاسم عثمان کانڈا والا ممتاز سماجی رہنما کی حیثیت سے ایک باصلاحیت اور دوراندیش شخصیت بھی تھے سر آدمجی حاجی داود کا انتقال 1948ء کو ہوا تھا لیکن ان کی یاد پانچ برسیاں میمن قوم کو یاد آئے بغیر گزر گئیں آپ نے کچھ ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان کی چھٹی برسی پر اس عظیم شخصیت کے کارناموں کو قوم میں اجاگر کرنے کے لئے اہتمام کیا جس کے بعد سے ہر سال سر آدمجی کی برسی کو منانے کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوگیا جو آج تک جاری ہے۔ 1970ء میں کراچی میں 100 افراد پر مشتمل ایک جرگہ اُس وقت کے کمشنر کراچی رویداد خان نے تشکیل دیا تھا اُس میں آپ بھی شامل تھے آپ اخلاقی طور پر نہایت ہی ملنسار اور خوش گفتار اور ہر کسی کا کام کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے وہ خاموشی سے دکھاوے کے بغیر خدمات انجام دینے کے قائل تھے۔ 1960ء میں جب فیڈرل بی ایریا میں میمن قوم کی آبادکاری اور پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں "اوکھائی میمن انجمن" کے پلیٹ فارم سے جناب حسین ابراہیم جمال کے شانہ بشانہ اوکھائی میمن برادری کو بہتر پلاٹس کے حصول میں آپ نے کلیدی کردار ادا کیا تھا اس کے علاوہ حسین آباد میں (H.E.F) ایچ ای ایف اسکول کے قیام میں بھی پیش پیش رہے تھے اس کے علاوہ اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن میں آپ کی گراں قدر خدمات تھیں اور کئی سالوں تک اُس کے نائب صدر رہے۔ آپ کا دوستوں کا ایک وسیع حلقہ تھا جو حکومتی تجارتی اور سماجی میدانوں میں اپنا نام رکھتے تھے۔

جناب قاسم عثمان کانڈا والا چیمبرز کی صدارت سے فارغ ہونے کے بعد کسی حد تک سوشل مصروفیات سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی اور خاموشی سے خدمات دیتے رہے ماہ اکتوبر 1980ء میں تجارتی وفد کے ساتھ کولمبو، بنکاک اور سنگاپور سے واپسی پر بمبئی میں مختصر قیام کے دوران آپ اپنے آبائی مکان دیکھنے گئے اور اُسی کمرے میں جہاں آپ پیدا ہوئے تھے گوگاری محلّہ کی بلڈنگ موئ مچکل ہاؤس میں رات 8 بجکر 45 منٹ 5 ستمبر 1980ء کو دل کا دورہ پڑنے سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے 8 ستمبر کو آپ کو کراچی میں اوکھائی میمن جماعت کی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ اپنی 61 سالہ زندگی میں تقریباً 50 مختلف تجارتی، سماجی تعلیمی اور حکومتی عہدوں پر فائز رہے جب کے وہ مالی طور پر کوئی سیٹھ بھی نہ تھے صرف اور صرف اپنی محنت خلوص اور کام سے سچی لگن کی وجہ سے اس اعلیٰ مقام پر پہنچ پائے جو ان کی حقیقی بڑائی کی عکاسی کرتی ہے۔ (1)

www.memonbooks.com

(14)

عبدالستار حاجی طیب ویانی (کڑیا)

1983-85ء ، 1987-89ء ، 1995-97ء

جناب حاجی عبدالستار طیب ویانی (کڑیا) اوکھائی میمن جماعت میں تین ٹرم 1983-85 1987-89 اور 1995-97 صدر کے عہدے پر فائز رہے۔ ان کے ساتھ دیگر عہدیداران اور مینیجنگ بورڈ کے مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل تھی۔

(1)	جناب نور محمد حاجی داود مراد	نائب صدر	1983-85
(2)	جناب ولی محمد یوسف بارائی	نائب صدر	1987-89
(3)	جناب محمد اشرف تار محمد غازیانی	نائب صدر	1995-97
(4)	جناب عبدالستار محمد یوسف گتا	جنرل سیکریٹری	1983-85-87-89-95-97
(5)	جناب عبدالکریم قاسم کانڈاوالا	جوائنٹ سیکریٹری	1983-85
(6)	جناب عبدالکریم حاجی سلیمان گناترا	جوائنٹ سیکریٹری	1987-89
(7)	جناب عبدالغفار ابوبکر مامدانی	جوائنٹ سیکریٹری	1995-97
(8)	جناب عبدالستار یوسف غازیانی	خازن	1983-85
(9)	جناب ہارون عثمان گتا	خازن	1987-89
(10)	جناب عبدالغفور سلیمان سانتاگابا	خازن	1995-97

مینیجنگ بورڈ ممبران:

(1)	جناب عبدالستار عبدالکریم سوریا	ممبر
(2)	جناب ہاشم داود مامدانی	ممبر
(3)	جناب حاجی اسماعیل حاجی محمد غازیانی	ممبر
(4)	جناب اقبال احمد گابا	ممبر
(5)	جناب محمد حسین ولی محمد دربار	ممبر
(23)	جناب نور محمد تار محمد ٹوبڑیا	ممبر
(24)	جناب قاسم ابراہیم کرار	ممبر
(25)	جناب احمد عبدالکریم ٹوبڑیا	ممبر
(26)	جناب عبدالستار محمد جاکھوڑا	ممبر
(27)	جناب عبدالرزاق حاجی احمد لاکھا	ممبر

www.memonbooks.com

(6) جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی ممبر

(7) جناب حاجی محمد اسحاق عثمان غازیانی ممبر

(8) جناب عبدالستار عثمان گابا ممبر

(9) جناب محمد سلیمان گتا ممبر

(10) جناب ہاشم سلیمان کرار ممبر

(11) جناب حاجی الیاس حاجی صالح محمد ٹوبڑیا ممبر

(12) جناب عبدالرحمٰن ہاشم بارائی ممبر

(13) جناب حاجی عثمان حاجی یعقوب کرار ممبر

(14) جناب محمد رفیق عبدالستار گتا ممبر

(15) جناب ابراہیم داؤد دمادانی ممبر

(16) جناب عبدالرزاق طیب سوریا ممبر

(17) جناب نور محمد عیسیٰ ویانی ممبر

(18) جناب عبدالرزاق محمد جکھوڑا ممبر

(19) جناب عبدالرزاق ہاشم غازیانی ممبر

(20) جناب صالح محمد عبدالستار بارائی ممبر

(21) جناب ہارون الرشید یوسف سوریا ممبر

(22) جناب محمد اقبال عثمان غنی سوریا ممبر

(28) جناب عبدالرشید عبدالستار کرار ممبر

(29) جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا ممبر

(30) جناب صالح محمد آدم گابا ممبر

(31) جناب محمد فاروق حاجی حُسین غازیانی ممبر

(32) جناب محمد سلیم ولی محمد دربار ممبر

(33) جناب محمد یوسف حاجی ابراہیم گابا ممبر

(34) جناب عبدالقادر حاجی یوسف سوریا ممبر

(35) جناب عبدالرحمٰن احمد گابا ممبر

(36) جناب جمیل احمد داؤد کرار ممبر

(37) جناب حاجی عبدالرزاق محمد کاٹھ ممبر

(38) جناب محمد اسحاق اسماعیل کھوسہ ممبر

(39) جناب محمد ادریس آدم گتا ممبر

(40) جناب عبدالرزاق محمد ویانی ممبر

(41) جناب محمد یعقوب حاجی یوسف گناترا ممبر

(42) جناب محمد فاروق حُسین ٹوبڑیا ممبر

(43) جناب داؤد احمد ویانی ممبر

(44) جناب عبدالرزاق عثمان ویانی ممبر

www.memonbooks.com

جناب عبدالستار حاجی طیب ویانی (کڑیا)

جناب عبدالستار حاجی طیب ویانی (کڑیا) اوکھائی میمن جماعت میں تین ٹرم 85-1983، 89-1987 اور 97-1995 میں صدر منتخب ہوئے آپ نوآباد میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی بعد میں معاشی پریشانیوں کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکے اور چھوٹی عمر سے ہی کام کاج سے وابستہ ہو گئے۔

جناب عبدالستار ویانی کڑیا نے اپنی سماجی زندگی کا آغاز 66-1965 میں نورانی سبیل کمیٹی سے کیا جس کے تحت برادری کے لیے قربانی کی کھالیں جمع کرتے تھے اور اُن دنوں نوآباد سوشل ویلفیئر کمیٹی قائم کی گئی آپ اُس سے وابستہ ہو گئے۔ 1970ء میں جناب نور محمد عیسیٰ ویانی نے

جماعت کے کاموں میں شامل کروایا۔جس کے بعد جماعت کی مختلف کمیٹیوں میں خدمات دیتے رہے۔آپ تعمیراتی کاروبار کے ساتھ حسن طیب اکیڈمی اپنے زیر نگرانی چلارہے ہیں آپ اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں بحیثیت سرپرست اور آل پاکستان میمن فیڈریشن میں 2002ء میں الیکشن چیئرمین کے عہدے پر فائز رہے تھے اور ان کی چیئرمین شپ میں فیڈریشن کے شاندار الیکشن کا انعقاد ہوا تھا جسے پوری میمن قوم میں سراہا گیا تھا۔

جناب عبدالستار رویانی (کڑیا) کے تین صدارتی ادوار پر نظر دوڑائیں تو اس میں برادری کے سماجی اداروں میں تعمیراتی کاموں پر خصوصی توجہ دی گئی۔جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

1983-85 میں حُسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس کی تعمیر:

جناب عبدالستار رویانی (کڑیا) کو برادری میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سماجی مقام دلانے میں ان کے پہلے صدارتی دور میں حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس کی تعمیر کی وجہ سے برادری میں شہرت ملی جس کے بعد جماعت کے صدارت پر دو ٹرم مزید صدر رہے اور ان میں بھی اپنی توجہ تعمیراتی کاموں پر مرکوز رکھی۔

1987-89 میں میمن سوسائٹی جماعت خانہ کی فیز ا کی تعمیر:

1988.89ء میں میمن سوسائٹی جماعت خانہ کی بلڈنگ پچھلے حصے کی حالت انتہائی خستہ ہوگئی تھی اور مینیجنگ بورڈ نے فیصلہ کیا کہ اسے نئے سرے سے تعمیر کیا جائے۔اس سلسلے میں جماعت خانے کو تین فیز میں تقسیم کرکے سب سے پہلے پچھلے حصے کا تعمیراتی کام شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔اس طرح 13 جنوری 1989ء میں جناب حاجی ہاشم حاجی احمد کاٹھ کے دست مبارک سے شروع کیا گیا اور بعد میں اس کا افتتاح 26 اکتوبر 1989ء جناب نور محمد عیسٰی ویانی کے ہاتھوں انجام دیا گیا۔

1995-97 میں حسین ابراہیم کمپلیکس میں کانفرنس روم کی تعمیر:

جناب عبدالستار رویانی کے تیسرے صدارتی دور میں محسوس کیا گیا کہ جماعتکے امور اور میٹنگ کے لیئے حُسین آباد میں بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا جس کو محسوس کرتے ہوئے مینیجنگ بورڈ کے فیصلے کے مطابق حُسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس کی پہلی منزل پر ایک کانفرنس روم تعمیر کیا گیا۔

جماعت خانہ میمن سوسائٹی میں قائم مدرسہ ایسوسی ایشن کا گرلز اسکول جماعت کے حوالے:

قیام پاکستان سے قبل سر حاجی عبداللہ ہارون کے تعاون سے میمن سوسائٹی جماعت خانہ میں لڑکیوں کے لیئے اسکول قائم کیا گیا تھا جس کا

انتظام اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن کے پاس ہوتا تھا۔ 1972ء میں حکومت کی طرف سے تمام اسکولوں کو قومیانے کی وجہ سے اسے بھی قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ 1984ء میں ضیاءالحق کے دور میں میمن، گجراتی اسکولوں کی انتظامیہ کو واپسی کی صورت میں جماعت خانہ میں قائم اس گرلز اسکول کو مدرسہ ایسوسی ایشن نے اوکھائی میمن جماعت کی درخواست پر اُس کے حوالہ کیا۔ اس سلسلے میں جماعت کی طرف سے اُس وقت کے صدر جناب عبدالستار ویانی (کڑیا) جناب نور محمد مراد، جناب عبدالستار گنگا اور جناب محمد اسماعیل خمیہ غازیانی اور مدرسہ ایسوسی ایشن کی طرف سے جناب پروفیسر سلیمان گناترا، جناب عبدالکریم گناترا، جناب خمیہ یوسف ویانی اور جناب T,M پنجوانی نے نمائندگی کی اور یکم اپریل 1985ء کو یہ اسکول جماعت کے سپرد کیا گیا جو آج بھی اوکھائی میمن اکیڈمی کے نام سے جماعت کے زیر انتظام چل رہا ہے۔

جناب عبدالستار ہاشم ویانی ممبر صوبائی اسمبلی الیکشن میں کامیابی:

اوکھائی میمن برادری میں 1962ء میں جناب ولی محمد حاجی یعقوب پہلے فرزند تھے جو حکومتی اسمبلی کے لیے منتخب ہوئے تھے ان کے بعد 1985ء میں جناب عبدالستار ہاشم ویانی ممبر صوبائی اسمبلی منتخب ہوئے۔ ان کے الیکشن میں پوری برادری یک جان ہو کر لیاری سے کیاڑی تک کے پورے حلقے میں بھرپور کردار ادا کیا اور اُس الیکشن میں بہت زیادہ یگانگت کا مظاہرہ ہوا۔ اس الیکشن کے امور میں جماعتکے پوری مینجنگ بورڈ اور اس وقت کے صدر جناب عبدالستار ویانی نے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

برادری میں ''رسالہ پیغام'' کی گراں قدر خدمات:

اوکھائی میمن برادری میں قلم کے ذریعے معاشرے کی اصلاح اور برادری کے نوجوانوں کو تعلیمی امور سے روشناس کرانے کے لیے ویسے تو ماضی میں کئی نوجوانوں نے رسالے اور میگزین جن میں اوکھائی عالم (جناب لطیف جمال کے صدارتی دور میں) اوکھائی میمن بلیٹن (جناب حاجی محمد ویانی کے صدارتی دور میں) نیوز اینڈ ویوز (یوتھ سروسز کا پہلا باضابطہ رسالہ) سماج، لوح وقلم، پیغام اور اوکھائی ٹائمز وغیرہ شامل ہے۔ لیکن ان سب میں اوکھائی میمن برادری میں جناب عبدالستار ویانی کے 97-1995 کے صدارتی دور میں شائع ہونے والے ''پیغام'' کو جو شہرت اور مقبولیت ملی وہ خاص کر قابل ذکر ہے۔ اس میں اشاعت کمیٹی کے چیئرمین جناب عبدالرزاق حاجی احمد لاکھا اور اُنکی پوری ٹیم کی شاندار کارکردگی کی بدولت ہوا۔ جس سے برادری کے ہر گھر میں اس رسالے کا بے چینی سے انتظار رہتا تھا بلکہ اس نے اصلاح معاشرہ اور برادری کے نوجوانوں میں تعلیمی امور میں دلچسپی میں اہم کردار ادا کیا۔

جناب عبدالستار ویانی کے دور میں دیگر سرگرمیاں:

جناب عبدالستار ویانی کڑیا جماعت کے تین صدارتی ادوار کے علاوہ آپ برادری کی دیگر سماجی کاموں میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرتے رہے۔ آپ کی سماجی خدمات کی وجہ سے آپ اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے سرپرست بھی ہیں۔ آل پاکستان میمن فیڈریشن میں 04-2003 کے تاریخی الیکشن میں بحیثیت چیئرمین الیکشن کمیشن میں آپ نے نمایاں خدمات انجام دی۔(1)

جناب عبدالرزاق حاجی احمد لاکھا:

اوکھائی میمن برادری کی موجودہ سماجی ورکروں پر نظر دوڑائیں تو جناب عبدالرزاق حاجی احمد لاکھا نمایاں طور پر نظر آتے ہیں میں نے ان کی شخصیت کو سماجی کاموں میں اس جنونی کیفیت میں دیکھا ہے جب کراچی میں فسادات کی وجہ سے روز 10 سے 15 افراد لقمہ اجل بن رہے تھے ان دنوں میں عبدالرزاق لاکھا نے جماعت کے رسالے پیغام کے اموری انجام دہی کے لئے روزانہ نارتھ کراچی سے میمن سوسائٹی میں آنا اس کے علاوہ یوتھ کا فنڈ کلیکشن، قربانی کی کھالیں یا کوئی اور پروگرام ہو آپ کی خدمات قابل ستائش ہیں۔ جناب عبدالرزاق لاکھا 10 جنوری 1956ء میں کھارادر میں پیدا ہوئے اور میٹرک 1975 میں اوکھائی اسکول کھارادر سے کیا سماجی کاموں کی ابتداء یوتھ سروسز 74-1973ء میں قربانی کی کھالیں جمع کرنے سے کی 1988ء میں یوتھ کی E.C ممبر بنے جس میں آپ کو نارتھ کراچی کا زونل چیئرمین مقرر کیا گیا 1990ء میں اسکول کو آرڈینیشن کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے یوتھ کے پہلے تعلیمی پروجیکٹ O.M.Y.S اکیڈمی نوآباد کے تمام امور آپ نے نمٹائے یوتھ سروسز میں تقریباً تمام کمیٹیوں سے وابستہ رہے آپ 94-1992ء میں یوتھ سروسز کے جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے اوکھائی میمن جماعت کے امور میں آپ کی جوشاندار کارکردگی تھی اس نے "رسالہ پیغام" کے ذریعے پوری برادری میں نئی روح پھونک دی گوکہ پیغام پہلے بھی شائع ہوتا تھا مگر ان کی چیئرمین شپ نے ہر بچے کی زبان پر پیغام کو مقبول بنادیا اس میں ان کے ساتھ جناب عبدالحمید طیب سوریا کا بھی بڑا کردار رہا تھا۔

آپ برادری کے علاوہ آل پاکستان میمن فیڈریشن کے گولڈن جوبلی میگزین اور اس کے بعد 52 سالہ سوینیر کی تیاری میں بھی نمایاں کردار ادا کیا اس وقت جماعت میں مردم شماری کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں آپ کو اعلیٰ سماجی خدمات کے سلسلے میں 1990ء یوتھ سروسز نے بہترین سوشل ورکر کے ایوارڈ سے نوازا تھا۔

www.memonbooks.com

(15)

جناب حاجی یوسف حاجی الیاس بارائی

1985-87ء

اوکھائی میمن جماعت کے 1985.87 کے عہدیداران اوراراکین مجلس انتظامیہ

(1)	جناب حاجی یوسف حاجی الیاس بارائی	صدر
(2)	جناب حاجی سلیمان حاجی ہاشم مرکٹیا	نائب صدر
(3)	جناب عبدالستار یوسف غازیانی	آنرری جنرل سیکرٹری
(4)	جناب عبدالرزاق ایوب سوریا	جوائنٹ سیکرٹری
(5)	جناب عبدالرزاق ہاشم غازیانی	خازن

مینیجنگ بورڈ ممبران

(1)	جناب عبدالرزاق ابراہیم پنجوانی	ممبر	(14)	جناب حاجی الیاس صالح محمد ٹوبریا	ممبر
(2)	جناب عبدالستار یوسف گنا	ممبر	(15)	جناب حاجی حُسین حاجی ہاشم ویانی	ممبر
(3)	جناب ولی محمد یوسف بارائی	ممبر	(16)	جناب عبدالستار ہاشم گنا	ممبر
(4)	جناب عبدالکریم حاجی سلیمان گناترا	ممبر	(17)	جناب محمد حاجی یوسف ویانی	ممبر
(5)	جناب ہاشم داود مامدانی	ممبر	(18)	جناب نورمحمد عیسٰی ویانی	ممبر
(6)	جناب ہاشم سلیمان کرار	ممبر	(19)	جناب عبدالکریم حسن جیوانی	ممبر
(7)	جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی	ممبر	(20)	جناب عبدالرشید ابراہیم ویانی	ممبر
(8)	جناب عبدالکریم قاسم کانڈاوالا	ممبر	(21)	جناب عبدالغفار ابوبکر مامدانی	ممبر
(9)	جناب عبدالکریم صالح محمد ویانی	ممبر	(22)	جناب عبدالرزاق محمد جکھوڑا	ممبر
(10)	جناب حاجی اسماعیل یعقوب مامدانی	ممبر	(23)	جناب عبدالعزیز محمدی	ممبر
(11)	جناب حاجی اسحاق اسماعیل کھوسہ	ممبر	(24)	جناب محمد اقبال احمد گابا	ممبر

www.memonbooks.com

(12)	جناب طاہر اسماعیل کھوسہ	ممبر	(25)	جناب حاجی عثمان حاجی یعقوب کرار	ممبر
(13)	جناب حاجی قاسم سلیمان کھوسہ	ممبر	(26)	جناب عبدالرشید عبدالستار کرار	ممبر

جناب حاجی یوسف حاجی الیاس بارائی

جناب حاجی یوسف حاجی الیاس رائی 1985 تا 87 اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے آپکا تعلق ایک متوسط گھرانے سے تھا۔ ابتدائی تعلیم جامعہ اسلامیہ سیکنڈری اسکول سے حاصل کی۔معاشی مسائل کی وجہ سے میٹرک کے بعد سروس سے وابستہ ہوئے اور سروس کے دوران آپ نے ٹیکسٹائل میں ڈپلومہ حاصل کیا۔

آپ نے اپنی سماجی خدمات کا آغاز شاہین اسپورٹس کلب سے کیا اور اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے ابتدائی دور کے ممبران میں تھے اور وہاں پر مختلف کمیٹیوں کے چیئرمین کے عہدے پر اپنے فرائض انجام دیئے جماعت میں بھی آپ نے مختلف کمیٹیوں میں اپنی خدمات انجام دیں۔اس کے علاوہ آپ حکومت کی طرف سے دریا آباد میں زکوۃ کمیٹی کے بھی چیئرمین رہے۔

اوکھائی میمن برادری میں ممبر کارڈ کا اجراء

جناب حاجی یوسف بارائی کے صدارتی دور میں جماعت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ جماعت کے لوازم کے کارڈ کا اجراء شروع ہوا اور اس کا مکمل سہرا جناب عبدالرزاق ایوب سوریا کے سر ہے جن کی انتھک کوششوں اور محنتوں کی وجہ سے یہ سلسلہ شروع ہوا۔جو آج بھی جاری ہے۔

اوکھائی میمن جماعت میں پہلی بار پیغام رسالہ کی ابتداء

آپ کے صدارتی دور میں دوسرا جو بڑا کام اوکھائی میمن برادری کا ترجمان رسالہ (پیغام) کا اجراء یکم اگست 1986ء میں ڈاکٹر عبدالرشید ویانی کی کوششوں سے ہوا۔یاد رہے کہ اوکھائی میمن برادری میں سب سے پہلے 1954ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال کے دور میں ''اوکھائی عالم'' جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی کی کوششوں سے جاری ہوا تھا۔

اوکھائی میمن ویلفیر سوسائٹی کا قیام:

آپ ہی کے دور میں جناب عبدالستار ویانی (M.P.A) نے اپنی کوششوں سے اوکھائی میمن ویلفیر سوسائٹی کے پلیٹ فارم پر اوکھائی میمن برادری کے لیئے اسکیم 33 میں اوکھائی میمن کمپلیکس ہاوسنگ اسکیم کا آغاز کیا جو تقریباً 200 فلیٹوں پر مشتمل تھی آج 2005 میں اوکھائی میمن برادری کی ایک بڑی تعداد وہاں پر آباد ہو چکی ہے۔اور اس علاقے کو عبدالستار ویانی کی نام کی مناسبت سے ''ویانی'' یا ''ویلفیر'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔(1)

جناب عبدالستار رویانی:

جناب عبدالستار رویانی اوکھائی میمن برادری میں جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا کے بعد حکومتی اعلیٰ ایوانوں میں پہنچنے والی دوسری بڑی شخصیت ہیں۔ جناب عبدالستار ہاشم رویانی کو اوکھائی میمن برادری میں یہ منفرد مقام حاصل ہے کہ ان کی کوششوں سے جب وہ سندھ صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے برادری کے ہاؤسنگ کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اسکیم 33 گلزار ہجری جو آج برادری میں ویلفیئر اور رویانی کے نام سے مشہور ہے زمین حاصل کر کے وہاں برادری کو آباد کیا اور آج اوکھائی میمن برادری حسین آباد کے بعد دوسرے نمبر پر وہاں کثیر تعداد میں آباد ہے اور مسلسل اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

جناب عبدالستار رویانی 1938ء میں پیدا ہوئے ابتداء میں والد صاحب کا پھل فروٹ کا کاروبار تھا بعد میں جوٹ بیگ کے کام کاج سے وابستہ ہوئے کچھ عرصے بعد آپ نے والد سے علیحدہ میڈیکل اسٹور میمن سوسائٹی میں قائم کیا اس وقت کنسٹرکشن کے کام سے وابستہ ہیں آپ نے اپنے سماجی کاموں کی ابتداء جناب محمد خمیسہ غازیانی کے جماعت کے صدارتی دور سے شروع کی اور جماعت میں مختلف کمیٹیوں میں اپنی خدمات دیتے رہے جناب عبداللہ حسین گنا کے صدارتی دور میں جماعت کے لئے نمایاں خدمات انجام دیں اور اس وقت جماعت میں انقلابی تبدیلیاں جس میں تھال سسٹم سے اسٹیل کے برتن کو متعارف کروانا اور کھانے پکانے کے لئے لکڑی کے استعمال سے گیس کے چولہوں کی ابتداء اور اسی طرح دوسرے امور میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

آپ نے اس وقت میمن سوسائٹی میں مختلف سماجی مسائل کے حل کے لئے ایک تنظیم "میمن سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن" جنوری 1981ء میں جناب عبدالستار مراد کے صدارتی دور میں قائم کی اور اس کو اوکھائی میمن ویلفیئر سوسائٹی کا نام دیا بعد میں جس کے پلیٹ فارم پر آپ کے صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہونے کے بعد زمین کا حصول کیا گیا اور جو آج ویلفیئر اور رویانی کے نام سے موسوم ہے آپ نے وہاں پر برادری کو آباد کرنے کے لئے 800 فلیٹ بنانے کا پروگرام کیا لیکن کچھ نامساعد حالات کی بناء پر صرف 201 فلیٹ تعمیر کروائے اور اسے اوکھائی میمن کمپلیکس کے نام سے موسوم کیا اس وقت بھی آپ کنسٹرکشن کے کاروبار سے منسلک ہیں اور فیڈرل بی ایریا بلاک 7 میں ایک شاندار مسجد فاروق اعظم کے تعمیر میں اپنا مکمل وقت اور اس کے تمام اخراجات ذاتی طور پر فراہم کر رہے ہیں یہاں میں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کے صوبائی اسمبلی کے الیکشن بھی اوکھائی میمن برادری میں تاریخی اہمیت کے حامل تھے اور پوری برادری نے اس الیکشن میں ایک شاندار یکجہتی اور اتحاد کا مظاہرہ کر کے ان کے حلقے کلری جونا مسجد سے کیاڑی، بابا بھٹ تک میں کامیابی دلائی۔(1)

(16)

جناب عبدالستار محمد یوسف گٹا

1989-91ء

اوکھائی میمن جماعت کے 1989-91ء کے عہدیداران اور ارکان مجلس انتظامیہ:۔

(1)	جناب عبدالستار محمد یوسف گٹا	صدر
(2)	جناب عبدالکریم قاسم کانڈا والا	نائب صدر
(3)	جناب عبدالکریم سوریا	آنرری جنرل سیکریٹری
(4)	جناب عبدالکریم حاجی سلیمان گناترا	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب محمد رفیق عبدالستار گٹا	خازن

مینیجنگ بورڈ:

(1)	جناب حاجی عبدالرزاق طیب سوریا	ممبر
(2)	جناب محمد حسین ولی محمد دربار	ممبر
(3)	جناب حاجی اسحاق عثمان غازیانی	ممبر
(4)	جناب ہاشم داود مامدانی	ممبر
(5)	جناب اسماعیل یعقوب مامدانی	ممبر
(6)	جناب حاجی عثمان حاجی یعقوب کرار	ممبر
(7)	جناب حاجی اسماعیل حاجی محمد غازیانی	ممبر
(8)	جناب ولی محمد یوسف بارائی	ممبر
(9)	جناب حاجی اسحاق اسماعیل کھوسہ	ممبر
(10)	جناب عبدالرزاق ہاشم غازیانی	ممبر
(11)	جناب عبدالستار عثمان گابا	ممبر
(14)	جناب ہارون الرشید یوسف سوریا	ممبر
(15)	جناب ہاشم سلیمان کرار	ممبر
(16)	جناب عبدالرحمٰن ہاشم بارائی	ممبر
(17)	جناب حاجی سلیمان حاجی ہاشم مرکٹیا	ممبر
(18)	جناب اقبال عثمان غنی سوریا	ممبر
(19)	جناب عبدالعزیز عبدالستار رویانی	ممبر
(20)	جناب محمد یوسف ویانی	ممبر
(21)	جناب عبدالغفور رسانا گابا	ممبر
(22)	جناب اسماعیل احمد جکھوڑا	ممبر
(23)	جناب یوسف حاجی ابراہیم گابا	ممبر
(24)	جناب صالح محمد عبدالستار بارائی	ممبر

www.memonbooks.com

(12)	جناب نور محمد تار محمد ٹوبڑیا	ممبر	(25)	جناب محمد فاروق حاجی حسین غازیانی	ممبر
(13)	جناب الیاس صالح محمد ٹوبڑیا	ممبر	(26)	جناب عبدالرزاق حاجی حسین ویانی	ممبر

جناب عبدالستار محمد یوسف گتا:۔

جناب عبدالستار محمد گتا 1989ء تا 1991ء تک اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے بعض لوگ بڑے پیدا ہوتے ہیں اور بعض صرف جدو جہد اور انتھک محنت سے بڑے بنتے ہیں آپ ان میں سے ایک تھے۔ آپ ہمیشہ خدمت خلق سماجی سرگرمیوں اور برادری میں تعلیم کے رجحان کے فروغ میں پیش پیش رہے۔

جناب عبدالستار گتا 7 دسمبر 1951ء نیا آباد کراچی میں پیدا ہوئے آپ پہلی جماعت سے گریجویشن تک حاجی عبداللہ ہارون اسکول و کالج سے تعلیم حاصل کی آپ نے ایم اے (M.A) سندھی اور پولیٹکل سائنس کے ساتھ ایم ایڈ بھی کیا تھا جہاں تک ذریعہ معاش کا تعلق تھا تو 1972ء سے 1975ء تک ٹیچنگ کے پیشے سے وابستہ رہے اس کے بعد کراچی پورٹ پر بحیثیت ٹالی کلرک کام کیا لیکن کچھ عرصے بعد پھر ٹیچنگ کے شعبے سے وابستہ ہوئے اور آخر تک اُس سے وابستہ رہے کیونکہ اُن کا کہنا تھا کہ ٹیچنگ پیشے کے علاوہ خدمت خلق کا ذریعہ بھی ہے۔ جس سے آپ انسانیت کی خدمت کر سکتے ہیں انتقال کے وقت آپ اوکھائی میمن اسکول کھارادر میں ایڈمن اسکول کے عہدے پر فائز تھے

عبدالستار گتا کو بچپن سے ہی سماجی خدمات کا شوق تھا آپ کہتے تھے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا محسوس کیا کہ ہمارا علاقہ نہایت ہی پسماندہ غربت اور معاشی مسائل کا گھر ہے ان مسائل کو دیکھتے ہوئے مجھے مسائل کے حل کا شوق پیدا ہوا ابتداء میں ہم نے اپنے دوستوں کا ایک گروپ تشکیل دے کر آپس میں پانچ پانچ اور دس دس روپے جمع کر کے غریب طالبعلموں کی امداد کرتے تھے جب کے عبدالستار گتا خود میرین انجینئر بننا چاہتے تھے مگر حالات کی وجہ سے ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

عبدالستار گتا نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء 1965ء سے علاقہ کی مختلف سماجی تنظیموں اور چاند تارہ اسپورٹس کلب سے شروع کی اسکول کے دور میں بزم ادب کے ذریعہ ورکنگ کی اور کالج کی یونین میں 1970ء میں (CR) 1971ء میں جوائنٹ سیکریٹری اور 1972ء میں جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے اُس وقت تک اوکھائی میمن برادری سے کالج الیکشن کے ذریعہ کوئی طالب علم مرکزی عہدے پر نہیں فائز ہوا تھا اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کے بانی ممبروں میں سے تھے اور یونین کی فٹ بال ٹیم کے کپتان رہے اور "ستار لالہ" کے نام سے مشہور ہوئے 1978ء میں یونین کے صدر منتخب ہوئے اور اسی سال اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے ممبر بنے اور 1979ء میں یوتھ سروسز کے بلا مقابلہ جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے اسی طرح 1983ء میں دوبارہ اوکھائی میمن یوتھ سروسز اور اوکھائی میمن جماعت ایک وقت میں برادری کی دو اہم تنظیموں کے جنرل سیکریٹری رہے مجموعی طور پر یوتھ سروسز کے پانچ بار اور اوکھائی میمن جماعت کے تین بار جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے 1979ء سے 1985ء تک نو آباد ڈسپنسری کمیٹی کے صدر رہے 1989ء میں اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔

www.memonbooks.com

نئی بس کی خریداری اور اوکھائی میمن اکیڈمی کی توسیع:۔

جناب عبدالستار گنگا کے صدارتی دور میں 8 مارچ 1990ء میں نئی بس کی افتتاحی تقریب حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس میں منعقد کی گئی اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب حاجی سلیمان ہاشم مرکتیا تھے 30 جون 1990ء میں میمن سوسائٹی جماعت خانہ میں قائم اکیڈمی میں حسین ابراہیم کمیونٹی سینٹر کے اوپر ایک اور منزل کی تعمیر برادری کے انجینئر جناب داود حاجی سلیمان گنگاڑا کی منظوری کے بعد تعمیر کروایا گیا جس کا افتتاح 30 جون 1991ء میں جناب محمد یوسف صالح محمد گابا نے کیا جو اُس افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی تھے اس طرح اکیڈمی میں مزید پانچ کلاسوں میں اور ایک سائنس لیبارٹری قائم کی گئی۔

جماعت خانہ میمن سوسائٹی ہال نمبر 2 کی نئے سرے سے تعمیر:۔

1990ء میں تعمیراتی کمیٹی نے اسٹور کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں اوکھائی میمن جماعت خانہ میمن سوسائٹی میں فیز 2 کے پرانے ہال کو مسمار کر کے اس کی جگہ نیا ہال بنانے کا فیصلہ کیا ماہ رمضان المبارک میں جناب محمد عثمان عرف عباس علی کے ہاتھوں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اس کی تعمیر اور نگرانی کے لئے انجینئر جناب داود حاجی سلیمان گنگاڑا اور جناب حاجی محمد صدیق سائنا کو مقرر کیا گیا فیز II ہال کی افتتاحی تقریب بروز پیر 30 ستمبر 1991ء کو منعقد ہوئی جس کی صدارت جناب حاجی یوسف عمر سوریا سابق جنرل سیکریٹری اوکھائی میمن جماعت نے فرمائی مہمان خصوصی اوکھائی میمن جماعت کے سابق صدر جناب محمد حسین طاہر محمد دربار تھے ان کے علاوہ اُس وقت بلدیہ عظمٰی ساؤتھ کے چیرمین جناب جمشید احمد خان نے اس تقریب میں خصوصی طور پر شرکت فرمائی:۔

میمن سوسائٹی میں گرلز کالج کے قیام میں اہم کردار:۔

عبدالستار گنگا اپنی زندگی میں برادری میں تعلیم کے فروغ اور برادری کے بچوں کو اس سلسلے میں ہر قسم کے تعاون اور رہنمائی کے لئے کوشاں رہے آپ کی یہ خواہش تھی کہ میمن سوسائٹی میں برادری کا ایک گرلز کالج ہو۔ آپ کی یہ تمنا پوری ہوئی اور آپ کی کوششوں سے اوکھائی میمن برادری کے پہلے گرلز کالج کا قیام میمن سوسائٹی میں عمل میں لایا گیا۔ آپ کے انتقال کے بعد اُسے آپ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ عبدالستار گنگا گرلز کالج کا سنگ بنیاد رکھا گیا لیکن موت نے آپ کو اتنا موقع نہ دیا کہ وہ آپ کی زندگی میں شروع ہو سکے۔

زندگی کے آخری ایام میں آپ عارضہ قلب میں مبتلا تھے اور آئے دن آپ کی طبیعت خراب رہنے لگی تھی یکم مارچ 2001 کا دن برادری میں ایک افسوسناک خبر لے کر آیا کہ عبدالستار یوسف گنگا اس دنیا سے کوچ کر گئے بلا شبہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اوکھائی میمن برادری کی چند حقیقی شوشل ورکروں میں سے ایک تھے جن کی پوری زندگی سماجی کاموں اور انسانیت کی خدمت میں گزری۔(1)

www.memonbooks.com

جناب نور محمد عیسیٰ ویانی:۔

جناب نور محمد عیسیٰ ویانی برادری کی پڑھی لکھی اور سماجی امور میں اہم ترین شخصیتوں میں ایک شخصیت ہیں آپ 1923ء میں کھارادر میں پیدا ہوئے سندھ مدرسۃ السلام سے میٹرک کیا ۔بعد میں سندھ یونیورسٹی سے B.A اور L.L.B کی تعلیم مکمل کی ابتداء میں آپ تدریسکے شعبے سے منسلک رہے۔ آپ نوجوانی کے دور میں بہت اچھے اور شعلہ بیان مقرر تصور کئے جاتے تھے اسی طرح نوجوانوں کے امور میں خصوصاً تعلیمی اور سماجی مسائل کے حل میں کوشاں رہے 1951ء میں اوکھائی میمن برادری میں نوجوانوں میں بیداری کے لئے اُس وقت اوکھائی میمن اسٹوڈنٹ یونین کو قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا (یاد رہے 1970ء میں قائم ہونے والی اسٹوڈنٹ یونین سے پہلے جس کی تفصیل یوتھ سروسز کے باب میں دی گئی ہے) جو بعد میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کی وجوہات میں سے ایک بنیاد بنی آپ نے ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوی ایشن لائبریری قائم کی اس کے علاوہ اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام اور اُس کے لیے اسٹیڈی سینٹر میمن سوسائٹی کے حصول کے لئے آپ کی خدمات ناقابل فراموش رہیں اس کے علاوہ 1970ء میں (دوسری) اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کو دفتر آپ کی کوششوں سے حاصل ہوا۔

جناب نور محمد عیسیٰ ویانی اوکھائی میمن جماعت کے علاوہ 78-1977ء میں جناب حاجی ابراہیم احمد باوانی کے دور میں آل پاکستان میمن فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری بھی رہے۔آپ قیام پاکستان کے بعد 54-1953ء میں آپ نوآباد سے اور جناب لطیف ابراہیم جمال کھارادر سے بلدیہ عظمیٰ کے کونسلر منتخب ہوئے تھے آپ خود تو تعلیمیافتہ تھے بلکہ آپ کے دو فرزند ڈاکٹر اقبال ویانی اور ڈاکٹر عبدالرشید ویانی (ENT) بھی اپنے پیشے کے ذریعہ انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں برادری کا یہ روشن ستارہ 11 مارچ 1990ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (1)

حاجی اسحاق اسماعیل کھوسہ:

اوکھائی میمن برادری میں تاریخی واقعات کو محفوظ رکھنے اور کراچی میں آپ برادری سے متعلق مختلف مضامین بھی لکھتے رہے۔آپ کی تاریخی تحریروں میں بہت سے بزرگ کی طرف سے اعتراضات اٹھائے جاتے رہے ہیں اور وہ واقعات مزید تحقیقی طریقے اور اس کے ساتھ ان ادوار کے ملکی اور معاشرتی حالات کے تناظر میں پرکھنے کی ضرورت ہے جس سے ان واقعات کے مستند ہونے یا نہ ہونے کا تعین کیا جاسکے اسی چیز کو محسوس کرتے ہوئے خادم (عبدالعزیز مرکٹیا) نے اوکھائی میمن برادری کی ایسی تاریخ لکھنے کی کوشش کی ہے جو ان تمام تحقیقی تقاضوں کے عین مطابق ہو۔مثلاً اگر ہمیں کوئی شخص تاریخی بات بتاتا ہے تو ہمیں اسے بغیر تحقیق و تصدیق کے آگے بیان کر دینا مناسب نہیں ہے۔جبکہ (Resarch) تحقیقی کام یا تاریخ مرتب کرتے وقت اُس میں شامل اُن تمام عوامل کا جائزہ لے کر اُس واقع کے صحیح یا غلط ہونے کا تعین کیا جانا چاہیئے ۔ان تمام باتوں کے باوجود جناب حاجی اسحاق کھوسہ کی تاریخ سے دلچسپی اور برادری کے واقعات کو لکھنے کو شوق کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور ان کے بیان کردہ بہت سے واقعات کو اس تاریخ میں لکھنے کی جسارت کی ہے جو ان کی اپنے شعبے میں اچھی کوششیں ہیں۔جناب محمد اسحاق کھوسہ یکم جنوری 1928ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم سر حاجی عبداللہ ہارون اسکول اور بعد میں سندھ مدرسہ اسلامیہ میں حاصل کی سماجی کاموں میں آپ نے گراں قدر خدمات انجام دی ہے خصوصاً اوکھائی میمن جماعت میں کافی عرصے سے مختلف کمیٹیوں میں اپنی خدمات انجام دیتے رہے ہیں اس کے علاوہ سماجی خدمات میں نوآباد میڈیکل کمیٹی اوکھائی میمن میلاد کمیٹی اور دیگر دینی تنظیموں سے وابستہ رہے ہیں۔آپ لکھنے لکھانے سے ہمیشہ شوق رہا ہے اور اس سلسلے میں آپ کے مضامین پیغام اور دیگر رسالوں میں شائع ہوتے رہے ہیں تاریخ سے آپ کو خاص دلچسپی رہی ہے اور اس سے متعلق اکثر مضامین مختلف جرائد میں شائع کرائے ہیں۔خادم (عبدالعزیز مرکٹیا) انہیں ہمیشہ سے عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے نیک دعاؤں کا طالب ہوں۔

www.memonbooks.com

(17)

جناب محمد صدیق عبدالکریم کاٹھ

1991-95ء

جناب محمد صدیق عبدالکریم کاٹھ جماعت کے صدر کی حیثیت سے 1991.93 اور 1993.95 تک دوٹرم میں اس عہدے کے لئے منتخب ہوئے۔ان کے ساتھ دیگر عہدیداران اور مینجنگ بورڈ کے مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل تھی۔

(1)	جناب سلیمان حاجی قاسم پاستا	نائب صدر 1991.93.93.95
(2)	جناب ابراہیم داؤد ماندانی	جنرل سیکرٹری 1991.93
(3)	جناب عبدالستار عبدالکریم سوریا	جنرل سیکرٹری 1993.95
(4)	جناب حاجی موسیٰ عبدالستار مراد	جوائنٹ سیکرٹری 1991.93
(5)	جناب عبدالغفار ماندانی	جوائنٹ سیکرٹری 1993.95
(6)	جناب عبدالستار داؤد ونجوانی	خازن 1991.93
(7)	جناب عبدالرزاق محمد ویانی	خازن 1993.95

مینجنگ بورڈ ممبران:

(1)	جناب ڈاکٹر عبدالمجید داؤڈا	ممبر	(25)	جناب حاجی اسماعیل یعقوب ماندانی	ممبر
(2)	جناب عبدالرحیم محمد صدیق سوریا	ممبر	(26)	جناب حاجی عثمان حاجی یعقوب کرار	ممبر
(3)	جناب اسماعیل حاجی محمد سوریا	ممبر	(27)	جناب عبدالرزاق طیب سوریا	ممبر
(4)	جناب عبدالوحید خمیسہ ویانی	ممبر	(28)	جناب عبدالستار محمد غازیانی	ممبر
(5)	جناب یوسف حاجی ابراہیم گابا	ممبر	(29)	جناب ولی محمد یوسف بارائی	ممبر
(6)	جناب عبدالستار ہاشم گتا	ممبر	(30)	جناب محمد حسین ولی محمد دربار	ممبر
(7)	جناب حاجی الیاس صالح محمد ٹوبڑیا	ممبر	(31)	جناب حاجی اسماعیل حاجی محمد غازیانی	ممبر
(8)	جناب ہاشم سلیمان کرار	ممبر	(32)	جناب عبدالکریم حاجی سلیمان گناترا	ممبر

www.memonbooks.com

(9)	جناب ابوبکر سومار مراد	ممبر	(33)	جناب ہاشم داود مامدانی	ممبر
(10)	جناب ہارون الرشید سوریا	ممبر	(34)	جناب عبدالستار محمد جکھوڑا	ممبر
(11)	جناب محمد حنیف ویانی	ممبر	(35)	جناب محمد فاروق حاجی حسین غازیانی	ممبر
(12)	جناب حاجی قاسم سلیمان کھوسہ	ممبر	(36)	جناب عبدالرحمٰن ہاشم ہارائی	ممبر
(13)	جناب اسماعیل محمد خمیہ غازیانی	ممبر	(37)	جناب محمد اقبال احمد گابا	ممبر
(14)	جناب عبدالکریم داود پنجوانی	ممبر	(38)	جناب داود احمد ویانی	ممبر
(15)	جناب عبدالقادر یوسف سوریا	ممبر	(39)	جناب حاجی قاسم اسماعیل ٹوبڑیا	ممبر
(16)	جناب محمد صدیق حبیب سوریا	ممبر	(40)	جناب عبدالرزاق ایوب سوریا	ممبر
(17)	جناب عبدالعزیز مانگروریا	ممبر	(41)	جناب ایوب گابا	ممبر
(18)	جناب یاسین یوسف مرکٹیا	ممبر	(42)	جناب عثمان غنی طاہر سوریا	ممبر
(19)	جناب اقبال نور محمد غازیانی	ممبر	(43)	جناب صالح محمد سوریا	ممبر
(20)	جناب عبدالغفار ابراہیم پوپٹ پوترا	ممبر	(44)	جناب محمد یعقوب گناترا	ممبر
(21)	جناب عبدالجبار طاہر محمد کھوسہ	ممبر	(45)	جناب محمد اشرف نار محمد غازیانی	ممبر
(22)	جناب محمد اقبال نور محمد غازیانی	ممبر	(46)	جناب محمد رفیق عبدالستار گنا	ممبر
(23)	جناب نور محمد مراد	ممبر	(47)	جناب سلیم حاجی اسحاق غازیانی	ممبر
(24)	جناب عبدالستار محمد یوسف گنا	ممبر			

جناب محمد صدیق عبدالکریم کاٹھ

جناب محمد صدیق عبدالکریم کاٹھ کا صدراتی دور بھی اوکھائی میمن جماعت کی تاریخ میں انقلابی اور تبدیلیوں کا اچھا دور شمار کیا جاتا ہے۔جس میں جماعت میں پہلی ہاوسنگ اسکیم اور جماعت کی اپنی تمام ڈیکوریشن سروسیز فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

جناب محمد صدیق کاٹھ 23 نومبر 1946 میں کھارادر میں پیدا ہوئے اور میٹرک تک تعلیم مدرسہ اسلامیہ کھارادر سے حاصل کی اور پھر انٹر کامرس ایس ایم (S.M) کامرس کالج سے کیا۔بعد میں والد کے ساتھ آلو پیاز کے ایکسپورٹ کے کاروبار سے منسلک ہوگئے اور آج بھی اسی کاروبار سے وابستہ ہیں۔

آپ نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء میمن پلازہ گلشن اقبال کی کمیٹی کی صدارت سے کی ۔اس کے بعد اپنے کاروبار سے متعلق مختلف

www.memonbooks.com

سماجی کاموں میں حصہ لیا۔ 1990.91 میں برادری کے کچھ نوجوانوں کے تعاون سے اوکھائی میمن جماعت کے صدارت کے الیکشن میں کامیابی کے بعد جماعت کے صدر منتخب ہوئے اس طرح دوٹرم آپ صدارت کے عہدے پر رہے۔

جماعت کی طرف سے پہلی ہاوسنگ پروجیکٹ ''اوکھائی پلازہ'' کا قیام:

برادری میں بڑھتے ہوئے ہاوسنگ کے مسائل کے حل اور غریب اور متوسط خاندانوں کو رہائش میں معاونت کے لیئے ''اوکھائی پلازہ'' ہاوسنگ پروجیکٹ شروع کیا گیا۔ اس سلسلے میں تقریباً 1800 گز پر مشتمل ایک قطعہ زمین 10 لاکھ روپے سے خریدی گئی۔ 27 نومبر 1992 میں جماعت کی اس پہلی ہاوسنگ اسکیم کا سنگ بنیاد جناب لطیف ابراہیم جمال کے ہاتھوں ہوا۔ جو بعد میں پروجیکٹ کی تکمیل 14 اگست 1992 میں الاٹمنٹ کی تقریب منعقدہ ہوئی جس کے مہمان خصوصی میمن برادری کی ممتاز شخصیت جناب عبدالغفار صابن والا کے ہاتھوں ہوئی اور الاٹمنٹ کے کاغذات دیئے گئے۔

جماعت میں ڈیکوریشن سروس کی فراہمی کی ابتداء:

اوکھائی میمن جماعت میں غمی وخوشی میں جماعت میں برتن وغیرہ فراہم کرنے کا سلسلہ تاریخی حوالوں سے گذشتہ سو سال سے جاری ہے۔ ابتداء میں یہ مٹی کے برتنوں کی صورت میں تھے۔ بعد میں تھالوں اور سالن کے لیئے وٹکوں (سالن کا برتن) پر مشتمل ہوتا تھا اور آج بھی موت میت میں اس کا استعمال ہوتا ہے اس کے بعد ڈشوں اور پلیٹوں کا استعمال شروع ہوا جس کی ابتداء 1971.73 میں جناب عبداللہ حسین گتا کی صدارتی دور سے ہوا۔

اوکھائی میمن جماعت میں برتن کی فراہمی کے علاوہ باقی ڈیکوریشن کا سامان برادری کے مختلف ڈیکوریشن سروسز کی طرف سے فراہم کیا جاتا تھا۔ جناب محمد صدیق کاٹھ کے صدارتی دور میں یہ انقلابی اقدام کیا گیا کہ برادری میں مکمل ڈیکوریشن سروسز کا سامان بھی جماعت فراہم کرنے لگی۔ جس سے نہ صرف ممبروں کے لیئے آسانی اور بہتری ہوئی بلکہ جماعت کو بھی بہت زیادہ مالی فوائد ہونا شروع ہوئے جو برادری کے فلاحی کاموں کو بہتر طور پر چلانے کے لیئے استعمال کیے جانے لگے۔ اس سلسلے میں اُس وقت تقریباً 6 لاکھ روپے سے ڈیکوریشن کا سامان خریدا گیا۔ بلاشبہ یہ اقدام اوکھائی میمن جماعت کے مالی امور میں بہتری کے لیئے بہت خوش آئند ثابت ہوا اور جو جماعت کو مالی طور پر اپنے فنڈ کی فراہمی کا بہترین ذریعہ بن گیا۔

جناب محمد صدیق کاٹھ نے اپنے صدارتی دور میں بسوں کے امور میں بہتری کے کچھ اقدامات کئے اور بعد میں جناب عبدالستار سوریا کے صدارتی دور میں بھی ان کے ساتھ بسوں کے لیئے فنڈ جمع کرنے اور اُن کے حصول میں اُن کے ساتھ ساتھ رہے۔ اس طرح آپ کے صدارتی دور کو برادری میں اچھے ادوار میں شمار کیا جاتا ہے۔ جس میں برادری کی ترقی میں نمایاں خدمات انجام دی گئی۔ (1)

www.memonbooks.com

جناب ابراہیم داؤد مامدانی

جناب محمد صدیق کاٹھ کے دور میں جماعت کے جنرل سیکرٹری کے عہدے پر فائز رہے ۔اس کے علاوہ آپکی برادری میں وسیع سماجی خدمات ہیں ۔آپ 10 جولائی 1959 نوآباد میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم علیٰ جمال اسکول نوآباد اور میٹرک اوکھائی اسکول کھارادر سے حاصل کی ایس ایم کالج سے بی کام B.Com اور I.B.A سے M.B.A کیا۔ آپ نے سماجی خدمات کی ابتداء 1980 میں اوکھائی میمن اسٹوڈنٹ یونین سے کی وہاں جنرل سیکرٹری کے عہدے پر فائز رہے اور جناب صدیق گابا کے صدارتی دور میں شاندار خدمات انجام دی اس کے بعد یوتھ سروسز میں گذشتہ دو دہائیوں سے مختلف عہدوں اور کمیٹیوں میں اپنے فرائض انجام دیتے رہے آپ 2004.06 آل پاکستان میمن فیڈریشن میں جوائنٹ سیکرٹری کے عہدے پر فائز رہے اور گولڈن جوبلی کے پروگراموں میں بھرپور خدمات انجام دی ۔اس کے ساتھ ساتھ جماعت میں بحیثیت جنرل سیکرٹری 1991.93 اور موجودہ دور 2005.07 میں بھی آپ کی خدمات قابل ستائش ہیں ۔معاشی طور پر آپ ابتداء میں کتابوں کی فیلڈ سے وابستہ رہے ۔اس وقت (LAKSON) گروپ سے وابستہ ہیں ۔(1)

www.memonbooks.com

(18)

جناب عبدالستار عبدالکریم سوریا

1997-2001ء

جناب عبدالستار عبدالکریم سوریا 1997.99 اور 1999.2001 تک دوٹرم اوکھائی میمن جماعت کے صدر ہیں ۔آپ کے ساتھ دیگر عہدیداران اور مینیجنگ بورڈ مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل تھا ۔

(1)	جناب محمد اشرف تارمحمد غازیانی	نائب صدر	1997.99
(2)	جناب عبدالحمید یوسف مرکٹیا	نائب صدر	1999.2001
(3)	جناب عبدالرزاق محمد ویانی	جنرل سیکریٹری	1997, 2001
(4)	جناب داؤد احمد ویانی	جوائنٹ سیکریٹری	1997.99
(5)	جناب ولی محمد یوسف بارائی	جوائنٹ سیکریٹری	1999.2001
(6)	جناب عبدالغفور سلیمان ساتاگابا	خازن	1997.99
(7)	جناب زین العابدین پنجوانی	خازن	1999.2001

مینیجنگ بورڈ ممبران

(1) جناب ہاشم داؤد مامدانی	ممبر	(22)	جناب عبدالکریم حاجی سلیمان گناترا	ممبر
(2) جناب حاجی اسماعیل حاجی محمد غازیانی	ممبر	(23)	جناب محمد حنیف محمد عثمان محمدی	ممبر
(3) جناب عبدالرزاق ایوب سوریا	ممبر	(24)	جناب محمد حسین ولی محمد دربار	ممبر
(4) جناب طاہر محمد شفیع ٹوبریا	ممبر	(25)	جناب محمد ایوب محمد حسین گابا	ممبر
(5) جناب محمد یوسف محمد مانگروریا	ممبر	(26)	جناب عبدالرزاق سلیمان پاستا	ممبر
(6) جناب صالح محمد آدم گابا	ممبر	(27)	جناب محمد اقبال داؤدوالا	ممبر
(7) جناب محمد عثمان محمد ابراہیم جیوانی	ممبر	(28)	جناب محمد سلیم حاجی اسحاق غازیانی	ممبر
(8) جناب عبدالرزاق حاجی احمد لاکھا	ممبر	(29)	جناب محمد یعقوب حاجی یوسف گناترا	ممبر

www.memonbooks.com

(9)	جناب محمد سلیم عبدالستار ٹوبریا	ممبر	(30)	جناب عبدالرزاق حاجی محمد جکھوڑا	ممبر
(10)	جناب حاجی عبدالستار قاسم ویانی	ممبر	(31)	جناب فاروق طاہر محمد ویانی	ممبر
(11)	جناب عبدالرشید عبدالستار کرار	ممبر	(32)	جناب محمد سلیم حاجی عثمان ویانی	ممبر
(12)	جناب یوسف طیب کرار	ممبر	(33)	جناب ڈاکٹر عبدالرشید حاجی ابراہیم ویانی	ممبر
(13)	جناب حاجی عثمان حاجی یعقوب کرار	ممبر	(34)	جناب فاروق طاہر محمد گناترا	ممبر
(14)	جناب عبدالستار محمد عیسانی	ممبر	(35)	جناب عبدالرحمٰن عثمان گناترا	ممبر
(15)	جناب محمد حسین عبدالغنی آسوانی	ممبر	(36)	جناب عبدالرزاق عثمان ویانی	ممبر
(16)	جناب عبدالرزاق محمد عمر محمدی	ممبر	(37)	جناب محمد حسین ہاشم ویانی	ممبر
(17)	جناب محمد فاروق حاجی حسین غازیانی	ممبر	(38)	جناب غلام تحسین مرکٹیا	ممبر
(18)	جناب عبدالستار محمد جکھوڑا	ممبر	(39)	جناب عبدالسلام اسماعیل مامداتی	ممبر
(19)	جناب عبدالعزیز اسماعیل گابا	ممبر	(40)	جناب حاجی اقبال حاجی سلیمان گنا	ممبر
(20)	جناب محمد حنیف اسماعیل گابا	ممبر	(41)	جناب محمد اقبال یوسف گابا	ممبر
(21)	جناب حاجی اسحاق اسماعیل کھوسہ	ممبر	(42)	جناب حاجی اسماعیل حاجی ابراہیم گنا	ممبر

www.memonbooks.com

جناب عبدالستار عبدالکریم سوریا

جناب عبدالستار عبدالکریم سوریا 1997.2001 تک وڈرم اوکھائی میمن جماعت کے صدر کے طور پر اپنے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے صدارتی دور میں برادری میں گراں قدر خدمات انجام دی گئی خصوصا بسوں میں نمایاں اضافہ کیا اور ساتھ ہی برادری میں تعلیمی امور میں ترقی کے لیئے دو کالج کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔

جناب عبدالستار سوریا یکم جون 1955 میں اوکھا منڈل کے گاؤں دھرانسویل میں پیدا ہوئے۔ بزرگوں کی پاکستان میں ہجرت کے بعد ابتداء میں حیدرآباد کے علاقے ہیرآباد میں آباد ہوئے اس طرح آپ نے ابتدائی تعلیم حیدرآباد گورنمنٹ اسکول ہیرآباد سے حاصل کی اور بعد میں کراچی میں آنے کے بعد سیکنڈری کلاسس اور میٹرک اوکھائی میمن اسکول کھارادر سے اور انٹر کامرس حاجی عبداللہ ہارون کالج سے کیا۔ آپ نے ایجیوشنل کاموں کی ابتداء 1972ء میں اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین سے اُس وقت کے یونین کے صدر جناب عبدالعزیز محمدی کے دور میں فٹبال ٹیم میں شمولیت کے ساتھ کی اُن دنوں یونین کی فٹبال ٹیم کے کپتان جناب عبدلستار گنا تھے اور۔ 1979ء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے ممبر بنے اور 1988.89ء اور 1989.90ء میں یوتھ کے صدر جناب عبدالغفار یوپیٹ پوترا اور جناب آدم کاٹھ کے دور میں جنرل سیکرٹری کے

عہدے پر فائز رہے۔ اُس کے علاوہ 1989.90 میں جناب عبدالستار گنٹا اور 1993.95 میں جناب محمد صدیق کاٹھ کے دور میں جماعت کے جنرل سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے 2001 سے تا حال میمن کوآپریٹیو بینک کے صدر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

جناب عبدالستار سوریا کے صدارتی دور میں بسوں کے بیڑے میں انقلابی تبدیلیاں:۔

جناب عبدالستار سوریا کے صدارتی دور کی ابتداء میں جماعت کی بسوں کی حالت انتہائی خراب تھی جس کی وجہ سے برادری میں خصوصاً عورتوں اور بچوں کو شدید پریشانیوں کا سامنا رہتا تھا اور اُس وقت جماعت کی مالی حالت بھی کچھ اچھی نہیں تھی۔ اس مسئلے کے حل کے لیئے برادری میں عطیہ جمع کرنے کی مہم شروع کی گئی اور اُس میں برادری نے بھرپور ساتھ دیا اور جماعت میں ایک مضبوط بسوں کے بیڑے کا قیام عمل میں آیا۔

پہلی بس کا افتتاح

26 اپریل 1998 کو جناب عبدالغفار حاجی ایوب داودنے اپنی بیٹی مرحومہ حرا کی یاد میں ایک بس کا عطیہ دیا جس کا افتتاح جناب وسیم اختر داوداور صدر جلسہ جناب سلیمان احمد جیوانی اور مہمان خاص جناب انیس احمد گابا کے ہاتھوں انجام پایا۔

دوسری بس کا افتتاح

دوسری بس کا افتتاح 5 جولائی 1998ء کو اوکھائی میمن جماعت خانہ میمن سوسائٹی میں ہوا اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب عبدالرزاق ٹیسٹی، صدر جلسہ جناب عثمان حُسین پنجوانی اور مہمان خصوصی جناب ابراہیم اسماعیل ویانی تھے۔

تیسری بس کا افتتاح

جماعت کو تیسری بس کا عطیہ جناب عثمان حُسین پنجوانی (حُسین پنجوانی میموریل ٹرسٹ) کی جانب سے دیا گیا جس کا افتتاح 9 اگست 1998ء کو حُسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس میں ہوا اس جلسہ کے مہمان خصوصی جناب محمد قاسم حاجی ہاشم کاٹھ، جناب عثمان حُسین پنجوانی اور جناب آدم محمد کاٹھ مہمان خاص تھے۔

چوتھی بس کا افتتاح:

چوتھی بس جناب عبدالستار احمد گاگائی نے عطیہ کی جس کا افتتاح 2 ستمبر 1998ء کو حُسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس میں ہوا۔ اس جلسہ کے مہمان خصوصی جناب فاروق احمد گاگائی، صدر جلسہ جناب داود عثمان جکھوڑا اور مہمان خاص جناب آدم محمد کاٹھ تھے۔

www.memonbooks.com

پانچویں بس کا افتتاح:

پانچویں بس کا افتتاح 9 مئی 1999ء کو میمن سوسائٹی میں ہوا۔اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب عثمان حُسین پنجوانی، صدر جلسہ حاجی محمد صدیق کاٹھاور گیسٹ آف آنر حاجی سلیمان ہاشم مرکٹیا تھے۔

چھٹی بس کا افتتاح:

چھٹی بس کا افتتاح جون 1999ء میں چاندنی چوک پرانی سبزی منڈی کے علاقے میں کیا گیا۔اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب صالح محمد علی محمد گابااور صدر جلسہ حاجی محمد حُسین نارمحمد دربار اور مہمان خاص جناب اسماعیل حاجی محمد سوریا تھے۔

موجودہ عبدالستار گٹا کالج کا قیام:

برادری اورلیاری جیسے پسماندہ علاقے میں فروغ تعلیم نسواں کے لئے میمن سوسائٹی جماعت خانے میں اوکھائی میمن اکیڈمی کے توسیعی پروجیکٹ کے سلسلے میں ایک ہوم اکنامکس انٹرمیڈیٹ کالج کے قیام کا فیصلہ کیا گیا جس کاباقاعدہ آغاز اکتوبر 1998ء میں جناب ستار سوریا کے ہاتھوں ہوااوراس کالج کی افتتاحی تقریب جناب غوث علی شاہ جواُس وقت کے وزیراعظم پاکستان جناب جناب نوازشریف کے مشیر برائے امورسندھ تھےاُن کے ہاتھوں انجام پائی۔ابتداء میں یہ کالج ہوم اکنامکس کالج کے طور پر قائم کیا گیا تھابعد میں اسے عبدالستار گٹا مرحوم کے نام سے منسوب کردیا گیا۔

جماعت کی سطح پر مردم شماری کا آغاز:

جناب عبدالستار سوریا کے صدارتی دور میں جماعت کے پلیٹ فارم سے جون 1999ء میں مردم شماری کی مہم کا آغاز کیا گیا۔جو جماعت کے پلیٹ فارم سے اس قسم کی یہ پہلی کوشش تھی۔

یوسف علی سوریا کالج کا قیام

آپ کے دور میں تعلیمی میدان میں ایک دوسرا بڑا کام حسین ابراہیم جمال اسپورٹس کمپلیکس میں برادری کے دوسرے کالج کی ابتدائی تقریب منعقد کی گئی جواُس وقت کے کراچی کے ناظم جناب رحمت اللہ خان نے اس کاافتتاح کیا گوکہ 26اگست کواس کاافتتاح تو کردیا گیا لیکن حقیقی معنوں میں اس کالج کے قیام اوراس کے تمام تعلیمی وانتظامی امور میں ان کے بعد منتخب ہونے والے صدر جناب عبدالعزیزاسماعیل مرکٹیا نے اہم کردارادا کیا۔

چاندنی اور گلزار ہجری کے زونل آفس کا افتتاح۔

جناب عبدالستار سوریا کے دور میں چاندنی کے علاقے اور گلزار ہجری کے علاقے میں برادری کی سہولت کے لیئے زونل آفس کا قیام عمل میں لایا گیا چاندنی آفس میں، آفس کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر انسٹیوٹ بھی قائم کیا گیا تا کہ وہاں پر بچوں کو I.T کی تعلیم دی جاسکے۔(1)

جناب حاجی ہاشم حاجی احمد کاٹھ

حاجی ہاشم حاجی احمد کاٹھ کا شمار برادری کی چند اہم شخصیتوں میں ہوتا ہے جو ہمیشہ خدمت خلق، صنعت وتجارت میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔آپ 1919ء میں دوارکا میں پیدا ہوئے ۔آپ کے والد حاجی احمد دوارکا میں ایک چھوٹی سی دوکان پر کاروبار کرتے تھے حاجی صاحب کے دادا کے انتقال پر آپ کے والد دوارکا سے مڑواسر (MARWASAR) منتقل ہو گئے وہاں کوئی تعلیمی ادارہ نہ ہونے کی وجہ آپ تعلیم حاصل نہ کر سکے تعلیم نہ ہونے کے باوجود آپ کو آٹھ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔جناب حاجی ہاشم کاٹھ 1934 میں اپنا آبائی گاؤں مڑواسر سے ہجرت کر کے کراچی میں آباد ہوئے۔ جب آپ کرچی آئے تو اس وقت آپ کے پاس صرف 1600 چاندی کے سکے تھے جس سے آپ نے اپنا کاروبار شروع کیا ابتداء میں آپ نے جونا مارکیٹ کھجور بازار میں کرایہ پر دوکان لیکر کاروبار شروع کیا اور صرف ایک سال میں سوالاکھ روپے منافع حاصل کیا ۔کاروبار کی ترقی کے ساتھ آپ نے یونانی جڑی بوٹیوں کا کام شروع کیا اور ساتھ ساتھ تمبا کو کے کاروبار پر بھی خصوصی توجہ دی ۔1947 میں آپ نے باضابطہ اپنا کاروباری سلسلہ حاجی ہاشم حاجی احمد برادرس کے نام سے شروع کیا۔جس کی شاخیں پورے مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) میں قائم کیں 1954 میں آپ نے انڈسٹری میں قدم رکھا اور کراچی میں جہلم ٹیکسٹائل مل خریدی 1956 میں مشرقی پاکستان میں گولڈن بنگال تمبا کو کمپنی اور 1964 میں گولڈن ماچس ورکس فیکٹری قائم کی 1971ء کی ہندو پاک جنگ اور بنگلہ دیش کے قیام سے وہ سب وہیں رہ گیا جس کے بعد آپ نے کراچی میں مغل ٹو بیکو کمپنی شروع کی اس کے علاوہ 1967 میں مہران شوگر مل ٹنڈو الہ یار میں اور 1973 پاکستان مولاسیس کمپنی اور 1973 میں ہی ولیکا ٹیکسٹائل مل خریدی جس کا نام اوکھائی میمن برادری کے عظیم فرزند جناب محمد عثمان کے نام پر رکھا ہے۔

جناب حاجی ہاشم کاٹھ کے خاندان کو تجارتی اور سماجی حلقوں میں دو طرح سے پہچانا جاتا ہے جس میں سب سے پہلے یہ تمباکو کے کاروبار سے وابستگی کی وجہ سے "تمباکو والا فیملی" سے پہچانا جاتا ہے اور دوسری بڑی اور اہم شناخت اس خاندان کے عظیم سپوت جناب محمد عثمان کاٹھ کی شخصیت کی وجہ سے ہے۔

جناب حاجی ہاشم کاٹھ کی ایک اور وجہ سماجی خدمات ہیں جس میں عثمان میموریل ہسپتال، عثمان انسٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اور دیگر سماجی خدمات شامل ہیں اور خاص کر میمن سوسائٹی میں قائم حاجی احمد ہسپتال بھی انھوں نے اوکھائی میمن انجمن کو اس کے قیام میں خطیر عطیہ دیا تھا۔

جناب ہاشم حاجی احمد کاٹھ اپنے بھائی حاجی داود کے انتقال کے بعد بیمار رہنے لگے اور 27 جولائی 1997 کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔(1)

www.memonbooks.com

(19)

جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا

2001.03ء

جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا 2001.03 کے لیئے اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ کے ساتھ دیگر عہدیدران اور مینجنگ بورڈ مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل تھی

(1)	جناب حاجی ابراہیم حاجی اسماعیل ویانی	نائب صدر
(2)	جناب محمد حنیف نورمحمد پنجوانی	جنرل سیکرٹری
(3)	جناب عبدالقادر حاجی یوسف سوریا	جوائنٹ سیکرٹری
(4)	جناب محمد اسلم طیب پاستا	خازن

مینجنگ بورڈ ممبران

(1)	جناب شعیب اسماعیل مانگرویا	ممبر
(2)	جناب سلیمان حاجی قاسم پاستا	ممبر
(3)	جناب آصف اسماعیل مانگرویا	ممبر
(4)	جناب حاجی اسماعیل حاجی داود گابا	ممبر
(5)	جناب ڈاکٹر محمد قاسم محمد ہاشم کھوسہ	ممبر
(6)	جناب حاجی اسماعیل حاجی محمد غازیانی	ممبر
(7)	جناب حاجی عبدالستار حاجی قاسم پاستا	ممبر
(8)	جناب محمد عمر سلیمان پوپٹ پوتڑا	ممبر
(9)	جناب ڈاکٹر عبدالرشید ابراہیم ویانی	ممبر
(10)	جناب محمد حنیف عثمان محمدی	ممبر
(11)	جناب عبدالعزیز نورمحمد مانگرویا	ممبر
(16)	جناب ہارون الرشید حاجی یوسف سوریا	ممبر
(17)	جناب عبدالستار حسین جعفرانی	ممبر
(18)	جناب عبدالغنی قاسم کرار	ممبر
(19)	جناب عبدالرزاق حاجی احمد لاکھا	ممبر
(20)	جناب توفیق عثمان کاٹھ	ممبر
(21)	جناب الطاف احمد عبدالغنی ویانی	ممبر
(22)	جناب عبدالرزاق عبدالرحمٰن ویانی	ممبر
(23)	جناب محمد سلیم عبدالستار ٹوبریا	ممبر
(24)	جناب محمد فاروق طاہر محمد گناترا	ممبر
(25)	جناب انور حسین محمد جکھوڑا	ممبر
(26)	جناب عبدالرحمٰن عبداللہ پاستا	ممبر

www.memonbooks.com

(12)	جناب محمد اقبال حاجی نور محمد سرنگ غازیانی	ممبر	(27)	جناب عثمان غنی طاہر محمد سوریا	ممبر
(13)	جناب شوکت داوڑا	ممبر	(28)	جناب عبدالرزاق محمد ویانی	ممبر
(14)	جناب عبدالواحد حاجی عبدالستار گٹا	ممبر	(29)	جناب عبدالرشید حاجی محمد قاسم کرار	ممبر
(15)	جناب محمد اقبال عثمان غنی سوریا	ممبر	(30)	جناب صالح محمد آدم گابا	ممبر
			(31)	جناب فاروق حاجی حسین غازیانی	ممبر

جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا

جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا 2003 .2001 کے لیئے اوکھائی میمن جماعت کے صدر رہے ۔ ان کے اس دور کو برادری میں انقلابی تبدیلیوں کا دور تصور کیا جاتا ہے۔

جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا 14 اگست 1956 کھارادر میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم پیراڈائیز پرائمری اسکول کھارادر اور میٹرک پاکستان نیشنل اسکول سے کیا ۔ انٹر کامرس ایس ایم کالج سے بی اے اور ایم اے (M.A) اسلامک ہسٹری کراچی یونیورسٹی سے کیا اور اس وقت ''میمن قوم کی تاریخ'' پر ریسرچ (Ph.D) پر تحقیقی مقالہ ہمدرد یونیورسٹی سے لکھ رہے ہیں ۔ آپ کی ذاتی زندگی بہت نشیب و فراز کا شکار رہی جب وہ 1972 میں آٹھویں جماعت میں زیر تعلیم تھے اس وقت ایک حادثے میں اُن کے والد صاحب آنکھوں سے محروم ہو گئے 9 افراد کی فیملی میں اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے گھر کی معاشی ذمہ داری نبھانے کے لیئے بندرگاہ پر تالی کلرک کا کام شروع کیا اور اسی دوران تعلیم کو بھی جاری رکھا ۔

آپ کو ہمیشہ سے ہی تعلیمی امور سے خاص دلچسپی رہی ہے اور کتابوں سے دوستی آپکا پسندیدہ مشغلہ رہا ہے اور خاص کر تاریخ، مذہب ،فلسفہ اور آسٹرولوجی (علم فلکیات) سے خصوصی دلچسپی رہی ہے ۔ تاریخ میں ''ابن خلدون'' سے بہت متاثر ہیں اور ان کی تصنیف ''مقدمہ ابن خلدون'' کو علمی دنیا میں ایک اہم تصنیف تصور کرتے ہیں ۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کی زندگی میں 14 اگست کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ آپ کی تاریخ پیدائش 14 اگست، شادی کی تاریخ 14 اگست اور آپ کے یہاں پہلی اولاد 14 اگست کو 1993 میں ہوئی اور اب امید ہے کہ زندگی کا اہم ترین خواب 'اوکھائی میمن برادری کی تاریخ'' 14 اگست 2006 تک مکمل کر کے بزرگوں کی دیرینہ خواہش کی تکمیل کا ارادہ ہے ۔

عبدالعزیز مرکٹیا نے اپنی سماجی خدمات کا آغاز اوکھائی میمن اسٹوڈنٹ یونین سے بحیثیت چیئرمین اسپورٹس کمیٹی کیا ۔ 1974 اور 1975 اسٹوڈنٹ یونین کے سیکرٹری رہے ۔ 2000.02 میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے اعزازی جنرل سیکریٹری اور 2002 تا 1998 تک OMYS ACADMY چیرمین رہے اس وقت اوکھائی میمن اسکول کھارادر میں سیکریٹری کی خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ 03-2001 میں اوکھائی میمن جماعت کا صدارتی دور میں اہم امور انجام پائے ۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں ۔

www.memonbooks.com

قبرستان میں بہتری کے اقدامات:

انتخاب کے بعد سب سے پہلے جماعت کے قائم انفراا سٹرکچر میں بہتری لانے کے لیئے اسے اکیسویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اوران کو آپ گریڈ کرنے کے لیئے جس سے برادری کو بہتر سے بہتر سہولیات فراہم کی جاسکیں ۔اس سلسلے میں ان کے دور میں سب سے پہلی توجہ قبرستان کے امور پر دی اور وہاں پر درپیش مسائل جس میں پانی، لائٹ، عبادت گاہ کی خستہ حالی اور قبروں کی بے ترتیبی سے تدفین جس سے بہت سی جگہ کا ضیاع اور جس کی وجہ سے مرحومین کے لواحقین کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا ۔ان تمام امور میں بہتری کی گئی جس کی وجہ سے برادری کو قبرستان کے امور کی انجام دہی میں بڑی سہولیات ہوگئی ہیں ۔قبرستان کے امور کی بہتری کے انتظامات میں اُس وقت قبرستان کمیٹی کے چیئرمین جناب عمر سلیمان پوپٹ پوٹرا کی خدمات بھی قابل ستائش رہی تھی یہاں میں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ قبرستان کے امور کی انجام دہی میں مرحوم اسماعیل وکیل مانگرو ریا فیملی نے بھرپور مالی تعاون کیا اور ساتھ ہی جناب عبدالکریم غازیانی کے عملی اور مالی تعاون سے یہ بہتری کے اقدامات ممکن ہوئے۔

اوکھائی پلازہ کے الیکٹرک میٹر کے مسائل کا حل:

اوکھائی پلازہ جماعت کا پہلا ہاوسنگ پروجیکٹ جو جناب محمد صدیق کاٹھ کے صدارتی دور میں قائم ہوا تھا لیکن وہاں پر تقریباً 10 سال گزرجانے کے باوجود بہت سے مسائل کا شکار تھا جس میں الیکٹرک میٹر کا مسئلہ انتہائی سنگین صورت اختیار کرگیا تھا ۔کیونکہ وہاں پر آباد خاندان الیکٹرک کا بل گزشتہ دس سالوں سے (T.L) جو تقریباً ڈبل ہوجاتا تھا ادا کرتے تھے ۔اس سلسلے میں جماعت کے مختلف صدور کے دور میں کوشش کی گئی جس میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی ۔لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اوکھائی پلازہ میں آباد خاندانوں کے تعاون سے اس سنگین مسئلہ حل کیا گیا بعد میں جس کی باضابطہ تقریب جناب سلیمان پاستا کے صدارتی دور میں منعقد کی گئی یہاں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اوکھائی پلازہ میں رہنے والے یہ خاندان جو اس وقت معاشی طور پر کمزور تھے لیکن اخلاقی طور پر انتہائی ' امیر ترین ' لوگ تھے جس کا مجھے عملی طور پر ان کے ساتھ کام کرنے سے اندازہ ہوا ہے کیونکہ ' دولت اور پیسہ ' انسان کو بڑا نہیں بناتے بلکہ اس کے اخلاق و کردار انسان کو بڑا بناتے ہے۔

حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس اور میمن سوسائٹی جماعت خانہ کی تزئین و آرائش:

جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا کہ جماعت کے تمام امور کو جدید تقاضوں سے ہمکنار کرنے کے لیئے بہت سی انقلابی تبدیلیاں لائی گئی جن میں حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلیکس اور میمن سوسائٹی کے جماعت خانے کی تزئین و آرائش اور رینوویشن ورکس کا کام کرایا گیا اس کے ساتھ ساتھ (V.I.P) ڈیکوریشن جو تقریباً 15 لاکھ روپے کا خریدا گیا تاکہ باہر سے کرایہ کے سامان منگوانے کا سلسلہ ختم ہو اور برادری کو بہتر سہولیات مہیا کی جاسکے۔

www.memonbooks.com

آئین میں ترامیم اور جماعت کی ہیڈ آفس کا حسین آباد منتقلی:

اوکھائی میمن برادری جو اس وقت تک پورے کراچی میں پھیلی ہوئی تھی اور میمن سوسائٹی میں ہیڈ آفس کے ہونے کی وجہ سے اکثریت برادری کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور برادری (گلزار ہجری ویلفیر) گلشن اقبال، ہل پارک، چاندنی اور حسین آباد میں بسنے والوں کا تناسب تقریباً 75% پچھتر فیصد تھا جبکہ میمن سوسائٹی کھارادر اور نو آباد میں یہ تناسب 25% پچیس فیصد رہ گیا تھا اور ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے آئینی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس میں ترامیم کے عمل کے بعد اکثریت رائے سے جماعت کے ہیڈ آفس کو حسین آباد میں منتقل کرنے کا تاریخی فیصلہ کیا گیا جس سے برادری کو بہت سہولت ہوگئی۔

اوکھائی میمن برادری کی تاریخ لکھنے کی ابتداء

ماضی میں گذشتہ پچاس سالوں سے ہمارے بزرگوں نے اوکھائی میمن برادری کی تاریخ مرتب کرنے کی کوشش کی جن میں 1963.64 میں اس وقت جماعت کے صدر جناب حاجی محمد وپانی نے 1969.71 میں جناب محمد خمیسہ غازیانی نے 1979.80 میں جناب عبدالستار مراد کے دور میں اور اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے بانی جناب محمد عثمان کاٹھ نے بھی اس سلسلے میں کوشش کی تھی اور اس وقت تک برادری کی تاریخ مرتب نہیں ہوسکی تھی۔خادم نے جو خود بھی تاریخ میں M.A کی ڈگری حاصل کی ہے۔اپنے صدارتی دور میں اوکھائی میمن برادری کی تاریخ لکھنے کا فیصلہ کیا اور اللہ تعالی کی مدد اور بزرگوں کے تعاون سے آج یہ اوکھائی میمن برادری کی تاریخ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

آل پاکستان میمن فیڈریشن کے الیکشن کا انعقاد:

2001.03 کے صدارتی دور کا ایک اور اہم ترین کام آل پاکستان میمن فیڈریشن کے تاریخی الیکشن کا انعقاد تھا جس میں جماعت کی طرف سے الیکشن والے دن مہمانوں کے لیے صبح کے ناشتے اور بعد میں دوپہر کو برادری کی روایتی ڈش دال چاول لڈو پکوڑا کا اہتمام کیا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ الیکشن کے امور کی انجام دہی کے بارے میں تمام مہمانوں کی طرف سے اتنے شاندار اور تاریخی الیکشن کے انعقاد پر اوکھائی برادری کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اس الیکشن کے شاندار انعقاد میں جناب عبدالستار وپانی (کڑیا) نے بھی اہم کردار ادا کیا تھا اور جو فیڈریشن کے الیکشن کمیٹی چیئرمین تھے۔

حیدرآباد میں اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کا قیام

حیدرآباد میں اوکھائی میمن برادری کی بڑی آبادی قیام پاکستان سے قبل سے وہاں پر آباد تھی لیکن وہاں پر برادری کے لئے مرکز کی کمی کو

www.memonbooks.com

محسوس کیا جارہا تھا جبکہ اس سلسلے میں 1962ء میں بزرگوں نے جماعت قائم کی تھی لیکن کچھ عرصے میں ہی وہ سلسلہ ختم ہوگیا تھا جس کی وجہ سے وہاں پر برادری کے مرکز کی کمی محسوس کی جارہی تھی اس سلسلے میں 2002ء میں جناب محمد اقبال عبدالرسول پاستااور کریمی فیملی کے ارکان کی کوششوں سے اپریل 2003ء میں وہاں پر کراچی سے جماعت کے صدر کے ہاتھوں اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔اس کی تفصیل اوکھائی میمن برادری حیدرآباد میں ہے۔

جماعت یوتھ سروسز اور انجمن کی مشترکہ عید ملن:

اوکھائی میمن برادری کی تاریخ میں اس کے مختلف ادارے جو اپنے طور پر مختلف امور کی انجام دہی میں کوشاں ہیں لیکن انکے مشترکہ پروگرام نہیں ہوتے تھے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اور برادری کے تمام امور کی انجام دہی کے لیئے ایک پلیٹ فارم (CENTRALIZATION) ''سینٹرلائزیشن'' کے حصول کے لیئے خادم نے بحیثیت صدر اوکھائی میمن جماعت برادری کے تین اداروں جماعت یوتھ سروسز اور انجمن کی مشترکہ عید ملن پارٹی کا انعقاد کروایا جو برادری کی تاریخ میں پہلی بار اس قسم کی کوشش کی گئی تھی جسے پوری برادری نے لائق تحسین قرار دیا کیونکہ اس وقت برادری کی سب سے اہم ضرورت (CENTRALIZATION) ''سینٹرلائزیشن'' ہے۔

جماعت میں کرکٹ ٹورنامنٹ کروانے کی ابتداء

ان امور کے علاوہ اوکھائی میمن جماعت کی تاریخ میں پہلی بار جماعت کے پلیٹ فارم پر کرکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا گیا اور کیبل کی تاریخ میں پہلی بار کسی سماجی ادارے یا مقامی طور اُن میچوں کو فیڈرل بی ایریا کے علاقوں میں براہ راست دکھایا گیا تھا جس میں جناب محمد حنیف سوریا کا بہت اہم کردار رہا اور جن کی ذاتی کوششوں سے یہ ممکن ہوسکا اس کرکٹ ٹورنامنٹ کے انعقاد میں جناب عبدالقادر سوریا اور اس کی پوری ٹیم کی بے پناہ کوششوں اور کاوشوں سے کامیاب انعقاد کیا گیا۔

اکاؤنٹنگ سسٹم میں انقلابی تبدیلیاں:

اس کے علاوہ جماعت کے اکاؤنٹنگ سسٹم کو کمپیوٹرائیز اور آڈیٹر کی طرف سے بغیر کسی اعتراض کے شفاف آڈٹ رپورٹ اور سب سے بڑھ کر جماعت میں پہلی بار کثیر رقم آنے والی باڈی کے لیئے چھوڑ جانا جو اس وقت 18 لاکھ روپے تھی جسے برادری کے تمام طبقوں میں عزت ووقار سے دیکھا گیا ہے۔

تعلیمی امور کالجوں کو باضابطہ کالج کا درجہ دلانا:

جناب عبدالستار سوریا کے دور میں جماعت کی طرف سے دو کالج قائم کئے گئے اور جن کا افتتاح اُن کے دور میں ہوا۔لیکن اُس میں تعلیمی امور کی ابتداء اور انتظامی امور خادم کے دور سے ہوئی۔کیونکہ آپ ہمیشہ سے تعلیمی امور میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے تھے اور بچپن سے ہی علمی شوق رکھتے ہیں،یہ ہی وجہ تھی کہ بندرگاہ پر اپنی 20 سالہ سروس کے دوران تعلیم کو جاری رکھا جو عموماً بہت کم نظر آتا ہے جس کی زندہ مثال برادری میں اُن کی تعلیمی خدمات سے لگایا جاسکتا ہے یہ ہی وجہ ہے کہ برادری میں ان کو پہلے ریسرچ اسکالر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

اس سلسلے میں دونوں کالجوں میں سائنس لیب کا قیام، لائبریریاں اور دیگر وہ تمام لوازمات جو بورڈ آف انٹرمیڈیٹ کے مطابق فراہم کر کے بورڈ سے باضابطہ رجسٹریشن اور کلاسوں کا انعقاد کروایا گیا۔(1)

ملک اور میمن قوم کے لیئے خدمات:

جعفر فدو ڈسپنسری (کتیانہ ہسپتال) کو ہسپتال بنانے کا پروگرام پیش کیا:

خادم نے اوکھائی میمن برادری میں خدمات دینے کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً ملک کی ترقی اور خاص کر میمن برادری کی بہتری کے لیئے مختلف منصوبے پیش کیئے جس کے بہت مثبت نتائج برآمد ہوئے جن میں 1989 میں اس وقت کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو پیپلز ورکس پروگرام میں جعفر فدو ڈسپنسری کو ہسپتال بنانے کی تجویز دی تھی جو مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد الحمدللہ آج ''کتیانہ میمن ہسپتال'' کی صورت میں قائم ہے یاد رہے اس کی تعمیر میں اس وقت کی پیپلز پارٹی کی حکومت نے 70 لاکھ روپے دیئے تھے جو ریکارڈ پر ہے اس تجویز کا لیٹر جو اُس وقت کے وزیر اعظم پاکستان بینظیر بھٹو کے نام بھیجا تھا سامنے صفحے پر اُس کا عکس موجود ہے۔

شپنگ کے شعبے میں اہم ترین خدمات اور ناردرن بائی پاس کی تجویز:

شپنگ (بندرگاہ) سے وابستگی کی بناء پر اس میں بہتری کے لیئے مختلف تجاویز اس شعبے کے اعلیٰ حکام کو دی جس میں 1992ء میں کراچی کی ٹریفک میں بڑھتے ہوئے کنٹینرائزیشن ٹریفک کی وجہ سے مسائل کے حل کے لیئے اُس وقت کے وزیر اعظم محمد نواز شریف اور دیگر ذمہ داران کو اس مسئلے کے حل کے لیئے کراچی پورٹ سے سپر ہائی وے تک بندرگاہ کی ٹریفک کے لیئے بائی پاس کی تجویز پیش کی۔جو اس وقت ''ناردرن بائی پاس'' کی صورت میں موجود ہے (اُس لیٹر کا عکس سامنے صفحے پر موجود ہے) اس کے علاوہ کراچی کی بندرگاہ میں بہتری اور بلک کارگو کو پورٹ قاسم پر منتقلی کی تجویز جس سے کراچی کی بندرگاہ پر اس وقت کام کے لوڈ کو کم کرنا ان تجاویز پر عمل کیا گیا جس کو قومی اخباروں اور بندرگاہ سے شائع ہونے والے ''رسالے گودی'' نے شائع کیا تھا۔(اُس کا عکس سامنے صفحے پر موجود ہے) اس کے علاوہ پاکستان میرین اکیڈمی میں (SHIP MANAGEMENT) کے سیلبس کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا شامل ہے۔جسے میرین اکیڈمی نے بہت سراہا اور اس پر داد دی

انجینئرنگ کالج کے میٹرلرجی ڈپارٹمنٹ کی طرف سے سند دی گئی۔ جس کا عکس سامنے صفحے پر موجود ہے۔

پوری دنیا میں آباد "میمن قوم کی تاریخ" مرتب کرنے کا ارادہ

پوری دنیا میں ایک اندازے کے مطابق تقریباً دوملین (بیس لاکھ) افراد پر مشتمل میمن قوم دنیا کے مختلف خطوں میں آباد ہے اور اپنے اپنے ملکوں اور خطوں میں تجارت و معیشت اور دیگر شعبوں میں نمایاں مقام رکھتی ہے لیکن کتنی ستم ظریفی ہے کہ دنیا میں اہم مقام رکھنے والی اس قوم کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی ہے اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے خادم نے "میمن قوم کی تاریخ" مرتب کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس سلسلے میں ہمدرد یونیورسٹی کے ایجوکیشن اینڈ سوشل سائنسز ڈپارٹمنٹ کے تعاون سے اسے مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

جناب محمد اسلم طیب پاستا:

جناب محمد اسلم طیب پاستا اوکھائی میمن برادری کے باشعور مثبت سوچ و سمجھ کے حامل سماجی کارکنوں میں سے ایک ہیں جن سے مستقبل کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ آپ 2 جنوری 1963ء میں میمن سوسائٹی کراچی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاجی عبداللہ ہارون اسکول کھڈہ سے اور میٹرک (H.E.F) اسکول حسین آباد سے کیا۔ انٹر کامرس پرائیوٹ سے اور بی کام (B.com) کراچی یونیورسٹی سے کیا بعد میں C.A انٹرمیڈیٹ کے بعد کچھ نامساعد حالات کی وجہ سے مزید تعلیم کو جاری نہ رکھ سکے معاشی طور پر مختلف مسائل کی وجہ سے آپ نے چھوٹی عمر سے ہی مختلف جگہوں پر سروس کی آجکل آپ اسٹاک ایکسچینج میں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ جناب محمد اسلم پاستا نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء 1977ء میں حسین آباد میں قربانی کی کھالوں کو جمع کرنے سے کی۔ عملی طور پر 2000ء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے خازن اور گذشتہ 4 سالوں سے یوتھ سروسز کے نائب صدر کے عہدے پر فائز ہیں۔ اس کے ساتھ آپ عثمان میموریل ہسپتال کے چیئرمین کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کی شخصیت کو یہاں منتخب کرنے کی جو سب سے اہم وجہ ہے وہ اوکھائی میمن جماعت کے اکاونٹ کا شعبہ مختلف آڈیٹر کے طرف سے اٹھائے ہوئے نکات اور مسلے مسائل کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بنتا رہا ہے جس سے ادارے میں انتخابات کے بعد نئے آنے والے صدر اور کابینہ کو سنگین مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور اس چیز کو جناب اسلم پاستا نے خادم (عبدالعزیز مرکٹیا) کے دور میں کیا شفاف طریقوں سے حل کیا اور پہلی بار کسی آڈیٹر کے اختلافی نوٹ کے بغیر اکاونٹ کی منظوری یہ جماعت کے لیئے تاریخی بات تھی کیونکہ جب سے اکاونٹ آڈٹ کیا جانے لگا تھا تب سے کوئی نہ کوئی ٹیکنیکی مسائل کا سامنا رہتا تھا اور دوسری سب سے بڑی بات یہ تھی کہ 2001-03ء کے اختتام پر اس وقت تقریباً 18 لاکھ روپے کیش کی صورت میں فنڈ آنے والی کابینہ کے لئے موجود تھے۔ ماضی میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔

جناب محمد یونس بارائی:

جناب محمد یونس بارائی حکومتی ایوانوں میں پہنچنے والی تیسری اوکھائی میمن برادری کی شخصیت جو 2003ء الیکشن میں گلزار ہجری سے سندھ صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے گوکہ آپ جماعت اور برادری

کے دیگر اداروں میں سماجی خدمات میں نمایاں نہیں رہے تھے لیکن ایک مذہبی، سیاسی جماعت سے گہری وابستگی رکھتے ہیں آپ نے ابتدائی تعلیم حاجی عبداللہ ہارون اسکول سے میٹرک اور اسی کالج سے انٹر کیا 1976ء میں گریجویشن کیا کاروباری لحاظ سے آپ کا تعلق شپنگ کے شعبے سے رہا ہے اور اپنے خاندانی پیشے "بارائی انٹرنیشنل" جو کلیرنگ فارورڈنگ کے کام سے وابستہ ہیں۔

www.memonbooks.com

(20)

جناب سلیمان حاجی قاسم پاستا

2003-05ء

جناب سلیمان حاجی قاسم پاستا 20003.05 جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ کے ساتھ دیگر عہدیداران اور مینیجنگ بورڈ مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل تھا

(1)	جناب حاجی ابراہیم حاجی اسماعیل ویانی	نائب صدر
(2)	جناب حاجی اسماعیل حاجی داود گابا	جنرل سیکرٹری
(3)	جناب ہارون الرشید یوسف سوریا	جوائنٹ سیکرٹری
(4)	جناب عبدالعزیز نور محمد ماگرو ریا	خازن

مینیجنگ بورڈ ممبران

(1)	جناب شعیب اسماعیل ماگرو ریا	ممبر	(17)	جناب اسماعیل حاجی محمد غازیانی	ممبر
(2)	جناب عبدالواحد عبدالستار گنا	ممبر	(18)	جناب انور حسین جکھوڑا	ممبر
(3)	جناب عبدالرشید قاسم کرار	ممبر	(19)	جناب عبدالرشید نور محمد گناترا	ممبر
(4)	جناب ابراہیم حاجی محمد جکھوڑا	ممبر	(20)	جناب ڈاکٹر عبدالرشید ابراہیم ویانی	ممبر
(5)	جناب محمد سلیم عبدالستار ٹوبریا	ممبر	(21)	جناب حاجی عبدالرشید اسماعیل کاٹھ	ممبر
(6)	جناب ڈاکٹر قاسم ہاشم کھوسہ	ممبر	(22)	جناب عبدالرحمن عبداللہ پاستا	ممبر
(7)	جناب محمد اسلم طیب پاستا	ممبر	(23)	جناب عبدالستار حاجی قاسم پاستا	ممبر
(8)	جناب محمد عمر سلیمان پوپٹ پوترا	ممبر	(24)	جناب محمد فاروق حاجی حسین غازیانی	ممبر
(9)	جناب عبدالقادر یوسف سوریا	ممبر	(25)	جناب محمد یونس نور محمد جیوانی	ممبر
(10)	جناب شوکت داود داوڑا	ممبر	(26)	جناب محمد اقبال عثمان غنی سوریا	ممبر
(11)	جناب محمد حنیف عثمان محمدی	ممبر	(27)	جناب محمد یاسین یوسف مرکٹیا	ممبر

www.memonbooks.com

(12)	جناب عبدالستار محمد جکھوڑا	ممبر	(28)	جناب آدم حاجی ابراہیم غازیانی	ممبر
(13)	جناب عبدالغفار حاجی ابراہیم پوپٹ پوتڑا	ممبر	(29)	جناب فاروق حاجی محمد گنا	ممبر
(14)	جناب عبدالوہاب ابوبکر گناترا	ممبر	(30)	جناب محمد توفیق عثمان کاٹھ	ممبر
(15)	جناب محمد آصف اسماعیل مانگروریا	ممبر	(31)	جناب محمد یوسف حاجی ابراہیم گابا	ممبر
(16)	جناب محمد اقبال نورمحمد غازیانی	ممبر			

جناب سلیمان حاجی قاسم پاستا

جناب سلیمان حاجی قاسم پاستا 2003.05 میں جماعت کی صدارت کے لیئے منتخب ہوئے ۔آپ اس سے پہلے جناب محمد صدیق کاٹھ کے صدارتی دور میں چار سال جماعت کے نائب صدرر ہے اور اُس دور میں جماعت کے امور میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی تھی جن میں اوکھائی پلازہ کا قیام جس میں آپ نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

جناب سلیمان پاستا 7 اکتوبر 1955 اوکھا میں پیدا ہوئے ۔ابتدائی پرائمری کی تعلیم اوکھا میں حاصل کی بعد میں پاکستان میں آکر یہاں پر H.E.F اسکول سے 1972 میں میٹرک کیا۔اس کے بعد والد صاحب کے ساتھ اپنے آبائی کاروبار Timber امپورٹ سے وابستہ ہو گئے آج تک اُس سے وابستہ ہیں اور الحمد اللہ اس کاروبار میں مارکیٹ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں ۔اس کے علاوہ شاہجہ میں پیپر اور پلاسٹک کا کاروبار کرتے ہیں ۔

جناب سلیمان پاستا نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء 1980ء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں جناب آدم کاٹھ کے ساتھ فنڈ کلیکشن سے شروع کیں اور آج بھی اس مہم میں شریک رہتے ہیں ۔اس کے علاوہ یوتھ سروسز کی طرف سے S.A.J اکیڈمی کے قیام اور اس کی توسیع کے پروگرام جو جناب سلیمان احمد جیوانی کے مالی تعاون سے قائم کیا گیا آپ نے عملی کام کیا ۔اسکے علاوہ موجودہ عثمان میموریل ہسپتال کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔جہاں تک جماعت میں آپکی صدارتی کے علاوہ خدمات ہیں ان میں جناب صدیق کاٹھ کے دور کے کام اور جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا کے صدارتی دور میں بھی اوکھائی میمن جماعت خانہ میمن سوسائٹی اور حسین ابراہیم اسپورٹس کمپلکس کی تزئین وآرائش کے کام میں اہم خدمات انجام دی ۔

اوکھائی میمن جماعت میں ہاوسنگ اسکیم کا اجراء:

آپکے دور کا سب سے اہم ترین کام اوکھائی میمن جماعت کی تاریخ میں پہلی بار رسمی طور پر کمزور خاندانوں میں ہاوسنگ اسکیم شروع کی گئی جس میں ان خاندانوں کو جو نہایت کسمپرسی کی زندگی گزار رہے تھے اُن کو مکان کی فراہمی کا سلسلہ شروع کیا گیا تقریباً 64 چونسٹھ خاندانوں کو جماعت کی

طرف سے اور 16 سولہ خاندانوں کو ورلڈ میمن آرگنائیزیشن (W.M.O) کی طرف سے مکان فراہم کیے گئے۔ برادری کے لئے اس اہم ترین کام میں جناب شعیب اسماعیل مانگروریا اور جناب عبدالعزیز کاٹھ نے اہم ترین کردار ادا کیا۔ جن کی انتھک کوششوں سے برادری میں اس کام کے لیئے کثیر فنڈ کی فراہمی کا حصول ممکن ہوا۔ بلاشبہ یہ جناب سلیمان پاستا کے دور کا اہم ترین کام کہا جاسکتا ہے۔

گلزار ہجری سعد آباد میں کمیونٹی سینٹر کے لیئے پلاٹ کی خریداری:

گلزار ہجری میں برادری کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر گذشتہ کئی سالوں سے وہاں پر کمیونٹی سینٹر کے قیام کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی لہذا اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے سعد آباد سوسائٹی میں 1250 گز پر زمین کی خریداری کی گئی ہے لیکن وہاں پر کچھ مسائل کی وجہ سے اس کی تعمیر کا کام شروع نہ کیا جاسکا۔

اوکھائی پلازہ کے الیکٹرک میٹر کے کام کا باضابطہ افتتاح:

اوکھائی پلازہ کے الیکٹرک میٹر جو بارہ سال تک مختلف مسائل کے بعد جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا کے دور میں تقریباً تکمیل کے بعد اُس کی تقریب جناب سلیمان پاستا کے دور میں ہوئی۔

جماعت کی ویب سائٹ اور ڈاکیومینٹری کا اجراء:

اوکھائی میمن جماعت کی ویب سائٹ اور ڈاکیومینٹری فلم بعنوان "اوکھائی میمن برادری خدمت وترقی" کا اجراء 13 اگست 2005ء میں جناب یوسف ہارون کے ہاتھوں انجام دی گئی۔ اس ڈاکومینٹری فلم میں اوکھائی میمن برادری کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی تھی۔ اس ڈاکومینٹری کی تیاری میں جناب عبدالحمید سوریا اور جناب اسحاق کھوسہ اور چیرمین جناب عبدالستار جکھوڑا اور اُس کے خوبصورت انداز میں واقعات کے بارے میں معلومات کی فراہمی میں جناب الطاف عبدالغنی ویانی کے انداز بیان نے اس ڈاکومینٹری میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

آل میمن لطیف ابراہیم جمال کرکٹ ٹورنامنٹ:

جولائی 2005ء میں اسپورٹس کی کمیٹی اپنی گزشتہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آل میمن لطیف ابراہیم جمال کرکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا جس کا فائنل اصغر علی شاہ میموریل کرکٹ اسٹیڈیم میں فلڈ لائٹ میں منعقد ہوا۔ اس کرکٹ ٹورنامنٹ کے شاندار انعقاد کو بڑی پذیرائی ملی۔(1)

جناب شعیب اسماعیل مانگروریا

اوکھائی میمن برادری کی موجودہ 2006ء میں سماجی شخصیتوں پرنظر دوڑائیں تو جناب شعیب اسماعیل مانگروریا اُن میں سب سے نمایاں نظر آتے ہیں۔آپ کی شخصیت نہ صرف برادری کی سطح پر بلکہ پوری میمن قوم میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔جس کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ آپ ورلڈ میمن آرگنائیزیشن میں پاکستان چیپٹر کے موجودہ جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز ہیں۔جسے میمن قوم کی بین الاقوامی طور پر سپریم باڈی تصور کیا جاتا ہے۔ جناب شعیب اسماعیل مانگروریا 15 نومبر 1962ء میں کراچی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اور میٹرک گلستان شاہ عبداللطیف اسکول سندھی مسلم سوسائٹی سے پاس کیا،انٹر سائنس اور B.S.C کراچی یونیورسٹی سے کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلینڈ چلے گئے اور وہاں سے پولیمر سائنس (POLYMER SCIENCE) میں اسپیشلائیزیشن کیا۔تعلیم کے بعد اپنے والد کے قائم کردہ پریمئیر کیبل سے وابستہ ہو گئے اور ماشاءاللہ یہ ادارہ اس وقت ملک کی چند ممتاز کیبل انڈسٹری میں اپنا مقام رکھتا ہے آپ وہاں پر چیف ایگزیکیو کے عہدے پر فائز ہیں۔

آپ کی سماجی خدمات میں نمایاں ترین کام اوکھائی میمن برادری کی تاریخ میں انقلابی فنڈ ریزنگ میں اضافہ ہے۔جس سے برادری کے اداروں میں مخیّر حضرات کی طرف سے اعتماد کی فضا پیدا ہوا اور یہ اعداد و شمار لاکھوں سے نکل کر کروڑوں تک پہنچ گئی ہے اور جس سے برادری کے سماجی ڈھانچے میں انقلابی تبدیلیاں رونماں ہو رہی ہیں۔جماعت اور ورلڈ میمن آرگنائزیشن کے پلیٹ فارم سے تقریباً 80 خاندانوں میں 2003-05ء میں گھروں کی فراہمی کا حصول ممکن ہوا۔جو بلاشبہ برادری میں تاریخی اہمیت کا حامل ہے آپ جماعت میں 2001-03ء میں مینیجنگ بورڈ میں شامل ہوئے اور دبئی میں منعقدہ پہلی ورلڈ میمن آرگنائزیشن کے اجلاس میں شریک ہوئے اور وہاں پر ورلڈ میمن آرگنائزیشن مینیجنگ کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے جو بعد میں اس ادارے کے بلا مقابلہ جنرل سیکریٹری (پاکستان چیپٹر) مقرر ہوئے۔

جناب شعیب اسماعیل مانگروریا نے اپنی سماجی خدمات کا آغاز 1997ء میں اوکھائی میمن انجمن سے کیا اور برادری میں ہیپاٹائٹس کے ویکسینیشن کے مختلف کیمپوں کے انعقاد کا سہرا بھی آپ کے سر جاتا ہے اسکے علاوہ یوتھ سروسز میں آپ کی نمایاں خدمات کی وجہ سے آپ کو وہاں پر سرپرست مقرر کیا گیا ہے اس کے علاوہ اہم ترین کام جناب عبدالعزیز کاٹھ جیسی شخصیت کو سماجی کاموں میں متعارف کروانا ہے جو برادری کے لئے گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں اور جن کی طرف سے مالی تعاون اور خدمات کی بدولت برادری کے سماجی کاموں میں انقلابی تبدیلیاں رونماں ہو رہی ہیں۔آپ اس وقت اوکھائی میمن انجمن میں نائب صدر اور یونائیٹڈ میمن جماعت کے سرپرست کے طور پر اپنی خدمات دے رہے ہیں (1)

www.memonbooks.com

جناب عبدالعزیز حاجی عبدالکریم کاٹھ

انسان ابتداء سے ہی اپنے خاندان کے تحفظ کے لیئے ایک چھت یا گھر کا متلاشی رہا ہے۔ یہ ہی صورت حال اوکھائی میمن برادری کی بھی رہی ہے جس کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھتے ہوئے ماضی میں ہمارے بزرگوں نے کھارادر میمن سوسائٹی (حاتم آباد) حسین آباد اور گلزار ہجری میں رہائشی اسکیموں کے ذریعے رہائشی مسائل کے حل کی کوششیں کی۔ ان کوششوں کے باوجود آج بھی سینکڑوں خاندان معاشی طور پر کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں کیونکہ ان کے پاس وسائل نہیں ہیں کہ وہ مکان خرید سکیں۔ اس صورت حال کے حل کے لیئے اوکھائی میمن یوتھ سروسز سے ہاوسنگ اسکیم کے ذریعے معاشی طور پر کمزور خاندان کی ہاوسنگ کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کی جاتی تھی لیکن کچھ عرصے سے وہ بھی بند ہوگئی تھی۔ ان حالات میں ہاؤسنگ کے مسئلے نے پریشانیوں میں اضافہ کردیا تھا۔

ان تمام حالات میں اللہ نے اس کار خیر کے لیئے برادری کے دو فرزندوں جس میں جناب عبدالعزیز عبدالکریم کاٹھ اور جناب شعیب اسماعیل مانکوریا جیسے فرزندوں نے اپنی ذاتی کوششوں سے اوکھائی میمن جماعت کے پلیٹ فارم سے برادری میں معاشی طور پر کمزور خاندانوں کے لیئے ہاوسنگ اسکیم کا اجراء کیا اور جناب سلیمان پاستا کے صدارتی دور میں 80 خاندانوں میں گھر فراہم کیے گئے۔

جناب عبدالعزیز عبدالکریم کاٹھ یکم جنوری 1959ء کراچی مسلم آباد میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں آپ پر خصوصی شفقت اوکھائی میمن برادری کی عظیم شخصیت جناب عثمان کاٹھ کی رہی اور انھوں نے آپکو بھاولپور میں صادق پبلک اسکول میں حصول تعلیم کے لیئے داخل کروایا۔ آپ نے وہاں سے میڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1973ء میں کراچی میں حبیب پبلک اسکول سے میں میٹرک اور انٹر 1975ء میں سینٹ پیٹرک کالج سے کیا اس کے بعد مہران شوگر سے وابستہ ہو گئے اور دو سال تک وہاں کام کرنے کے بعد اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا۔

آپ کاروباری نشیب وفراز سے گزرنے کے بعد 1984ء میں سنگاپور، میں (OFFICE AUTOMATION) کا کاروبار شروع کیا۔ 1988ء میں دبئی کی کاروباری وسعت اور

www.memonbooks.com

وہاں پر آپکی کاروباری دائرے میں اضافے کی وجہ سے آپ نے 1993ء میں سنگاپور سے اپنا کاروبار سمیٹ کر مکمل طور پر دبئی میں توجہ دینے لگے اور آج آپ وہاں پر پاکستان کی چند لیڈنگ کاروباری شخصیتوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

جناب عبدالعزیز کاٹھے نے برادری میں اپنی سماجی خدمات کی ابتداء 04. 2003 میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز سے شروع کی۔آپکی بھرپور خدمات کی وجہ سے آپکو یوتھ سروسز" PATRON" سرپرست مقرر کیا ہے۔ آپکی یوتھ میں خدمات کے علاوہ اہم ترین خدمات جماعت کے پلیٹ فارم پر ہاوسنگ اسکیم کا اجراء اور اُس میں کروڑوں روپے کا فنڈ کا حصول جو اوکھائی میمن برادری میں تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔

آپ سماجی خدمات میں جناب محمد عثمان سے بہت متاثر ہیں اور آپکی نظر (Vision) بھی برادری میں تعلیم اور خصوصاً اعلیٰ تعلیم پر توجہ دینے کی ہے اور آپ اس سلسلے کو کھنڈی کی سطح پر اس چیز کو عام کرنے پر زور دیتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ آپ برادری میں سینٹرلائزیشن کے بھی حامی ہیں کہ برادری کے تمام سماجی ادارے اپنے کام کا تعین کرلیں اور اداروں کو مختلف امور کے کاموں کو آپس میں تقسیم کرلینا چاہیئے تاکہ برادری کے مسائل کے حل میں بہتری اور اچھی منصوبہ بندی کی جاسکے اور لوگوں کے مسائل فوری طور پر حل کیا جاسکے۔(1)

www.memonbooks.com

(21)

جناب عبدالرزاق محمد عثمان ویانی

2005-07ء

جناب عبدالرزاق عثمان ویانی 2005-07ء جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔آپ کے ساتھ دیگر عہدیداران اور مینجنگ بورڈ مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل تھی۔

(1)	جناب اسماعیل حاجی محمد سوریا	نائب صدر
(2)	جناب ابراہیم داؤد ماملانی	جنرل سیکریٹری
(3)	جناب محمد رفیق عبدالستار گنا	جوائنٹ سیکریٹری
(4)	جناب عبدالعزیز نور محمد ماگروریا	خازن

مینیجنگ کمیٹی کے ممبران

(1)	جناب شعیب اسماعیل ماگروریا	ممبر	(17)	جناب عبدالستار عمر گناتڑا	ممبر
(2)	جناب عبدالغفار ابوبکر ماملانی	ممبر	(18)	جناب ہارون عثمان گنا	ممبر
(3)	جناب محمد احمد محمد اسماعیل مرکٹیا	ممبر	(19)	جناب ڈاکٹر عبدالرشید ابراہیم ویانی	ممبر
(4)	جناب آصف عبدالستار گابرانی	ممبر	(20)	جناب الطاف احمد عبدالغنی ویانی	ممبر
(5)	جناب حاجی اسماعیل حاجی ابراہیم گنا	ممبر	(21)	ڈاکٹر قاسم ہاشم کھوسہ	ممبر
(6)	جناب عبدالستار حاجی محمد جھکوڑا	ممبر	(22)	جناب عبدالرزاق لاکھا	ممبر
(7)	جناب نور محمد حاجی داؤد مراد	ممبر	(23)	جناب محمد حنیف سوریا	ممبر
(8)	جناب توفیق عثمان کاٹھ	ممبر	(24)	جناب عبدالرشید ولدار گناتڑا	ممبر
(9)	جناب عبدالرشید کرار	ممبر	(25)	جناب محمد فاروق گناتڑا	ممبر
(10)	جناب محمد اقبال یوسف گابا	ممبر	(26)	جناب عبدالرزاق محمد ویانی	ممبر
(11)	جناب حاجی یوسف محمد احمد ماگروڑیا	ممبر	(27)	جناب محمد عرفان محمد اقبال سوریا	ممبر

www.memonbooks.com

(12) جناب محمد یوسف حاجی محمد جھکوڑا ممبر

(13) جناب حاجی محمد فاروق حاجی عبدالکریم دریا ممبر

(14) جناب ولی محمد یوسف بارائی ممبر

(15) جناب محمد سلیم طاہر محمد گابا ممبر

(16) جناب محمد یونس نور محمد جیوانی ممبر

(28) جناب غلام قادر آدم بارائی ممبر

(29) ڈاکٹر عبدالرزاق جمعہ جافرانی ممبر

(30) جناب اسلم طیب پاستا ممبر

(31) جناب شعیب نور محمد مرکٹیا ممبر

جناب عبدالرزاق محمد عثمان ویانی

جناب عبدالرزاق عثمان ویانی جماعت کے صدر سے قبل اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں صدر رہے ہیں۔جس میں SAJ تعلیمی پروجیکٹ،عثمان میموریل ہسپتال کا یوتھ سروسز کے زیرانتظام آنا، یعقوب ویانی ایجوکیشنل پروجیکٹ،ہاشم آباد میں اسکول کی زمین کا حصول ،پروفیشنل ایجوکیشن پر خصوصی توجہ دینا،میمن سوسائٹی میں کوچنگ سینٹر کا قیام کے علاوہ بہت سے ایسے پروگرام جو برادری کے مستحق لوگوں کو بروقت امداد دینا وغیرہ شامل ہے۔2005ء میں آپ اوکھائی میمن جماعت کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔اس کے علاوہ آپ آل پاکستان میمن فیڈریشن میں بھی انتہائی فعال کردار ادا کر رہے ہیں اور وہاں پر منعقد ہونے والی گولڈن جوبلی اور نمائش کے انعقاد میں بھی اہم کردار ادا کیا اس کے علاوہ آپ آل پاکستان میمن فیڈریشن میں جوائنٹ سیکریٹری،نائب صدر،اور سپریم کونسل کے کورڈینیٹر کے عہدے پر رہے ہے۔

جناب عبدالرزاق عثمان ویانی اکتوبر ۱۹۵۷ء میں نوآباد میں پیدا ہوئے ابتداء تعلیم میونسپل فری لینڈ (گودام والا اسکول)اسکول نوآباد میں اور میٹرک اوکھائی میمن اسکول سے کیا انٹر کامرس ایس ایم کالج سے کیا،آپ نے سماجی کاموں کی ابتداء یوتھ سروسز میں 1974ء کی مردم شماری سے کی ۱۹۹۰ء میں جناب آدم کاٹھ کے صدارتی دور میں خازن کے عہدے پر فائز ہوئے۔آپ گزشتہ کئی سالوں سے ایک بینک سے وابستہ ہیں۔آپ کے جماعت کے صدارتی دور میں اب تک ہونے والے برادری کے سماجی کام حسبِ ذیل ہیں۔

۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلہ زدگان کی امداد:۔

۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء پاکستان کی تاریخ کا المناک ترین دن جس دن لاکھوں انسان قدرت کی ناگہانی آفت زلزلہ کی وجہ سے لقمہ اجل بن گئے۔

اس گھڑی میں جہاں پورے پاکستان اور دنیا بھر سے اِن مصیبت زدہ لوگوں کی امداد میں شاندار خدمات انجام دی گئیں اوکھائی میمن جماعت نے بھی اس امدادی مہم میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اسی طرح اوکھائی میمن جماعت بھی ورلڈ میمن آرگنائزیشن کے اشتراک سے ان مصیبت زدہ خاندانوں کی امداد میں بھرپور کردار ادا کیا۔اور اس سلسلے میں امدادی سامان کے کئی کنٹینر متاثرہ علاقوں میں روانہ کئے۔اس کام میں اوکھائی میمن

www.memonbooks.com

جماعت اور ورلڈ میمن آرگنائزیشن نے بہترین اشتراک عملکا مظاہرہ کیا۔ان امدادی سرگرمیوں کو انجام دینے والے ورکروں اور والنٹیر کو اتنے شاندار خدمات انجام دینے پر ایک پروگرام Certificate Distribution Cermony کا اہتمام کیا گیا اور سوشل ویلفیئر کمیٹی کے چیئر مین جناب عبدالرشید گناترا (ولدار) اور اُس کی کمیٹی کے تمام ارکان اور والنٹیر کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا ،اُس پروگرام کی مہمان خصوصی محترم نسرین جلیل نائب ناظمہ کراچی سٹی اور صدر جلسہ جناب پیر محمد کالیا نائب صدر ورلڈ میمن آرگنائزیشن تھے۔

جماعت میں اسپورٹس کمیٹی کی طرف سے پہلی بار کرکٹ ٹیم کا قیام:۔

اوکھائی میمن برادری میں اسپورٹس کی سرگرمیاں کافی عرصے سے مختلف اداروں اور خصوصاً یوتھ سروسز کے پلیٹ فارم سے جاری تھی۔ لیکن جماعت میں گزشتہ ۲۰۰۳ء ۔ ۲۰۰۱ء کے اُس پریڈ سے تیزی آئی اور پہلا کرکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد اور اُس کی live کوریج کی وجہ سے اُس میں جوش وخروش میں اضافہ ہوا۔لہذا اس سلسلے میں جناب محمد حنیف سوریا اسپورٹس کمیٹی کے چیئرمین جو اُس ٹورنامنٹ کا انعقاد کر کے برادری سے باصلاحیت نوجوانوں پر مشتمل ایک کرکٹ ٹیم تشکیل دی ہے جو ڈپارٹمنٹل کرکٹ کی سطح پر کھیلے گی۔اس طرح جماعت کے پلیٹ فارم پر پہلی بار مستقل طور پر کرکٹ ٹیم کا قیام عمل میں لایا گیا اور اس کا پورا سہرا چیئرمین اسپورٹس کمیٹی اور اُس کے رفقاء کے سر جاتا ہے۔

برادری میں مردم شماری کی مہم:۔

اوکھائی میمن برادری میں مردم شماری کی ابتداء محمد عثمان کاٹھ بانی اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے دور میں ہوئی اور اس طرح یوتھ سروسز نے دو مردم شماری ۱۹۶۹ء اور ۱۹۷۴ء میں کروائی تھی اور اُس کے بعد سے برادری میں اس سلسلے میں کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی تھی۔اس سلسلے میں جناب عبدالستار سوریا کے صدارتی دور میں مردم شماری کے کام کا آغاز کیا گیا تھا لیکن کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر کوئی کام نہ ہو سکا اب آپ کے دور میں جناب عبدالرزاق لاکھا کی چیئرمین شپ میں مردم شماری کے کام کو نئے سرے سے کیا جارہا ہے اور قوی اُمید ہے کہ یہ اپنے اس دو سالہ ٹرم میں پایہ تکمیل تک پہنچ سکے گا اس سلسلے میں میری نیک دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کو جلد سے جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اپنی برادری کے آئندہ کے پالیسی اور پروگراموں کا تعین کرسکیں۔

بزرگوں کی دیرینہ خواب کی تکمیل اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کی کتاب کی تقریب رونمائی

آخر میں ۱۴ اگست ۲۰۰۹ء میں بزرگوں کی خواہشات کی تکمیل اور اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کی کتاب کی رونمائی جو خادم کی زندگی کا سب سے بڑا خواب تھا جس کی وجہ سے بعد میں میمن قوم کی تاریخ مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور جسے ایک بین الاقوامی مستند تاریخ کا درجہ دینے کے لیئے ہمدرد یونیورسٹی سے Ph.D کرنے کا ارادہ کیا۔آپ سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس نیک مقصد میں کامیابی نصیب فرمائے ۔آمین

باب 5

اوکھائی میمن یوتھ سروسز

میمن قوم کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو آپ کو اُس میں لاتعداد ایسے واقعات ،شخصیات اور ادارے نظر آئیں گے جس سے ہزاروں انسان مستفید ہوئے اور وہ حقوق العباد کے جذبے کے ساتھ انسانیت کی خدمت کے فرائض ادا کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے آج پوری دنیا میں میمن قوم کو انتہائی عزت وو قار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ان اداروں میں کچھ تو وقت کے ساتھ ساتھ اپنی بقا کو قائم نہ رکھ سکے اور ایک مخصوص دور تک اپنے فرائض انجام دینے کے بعد ختم ہو گئے لیکن کچھ ادارے ایسے قائم ہوئے جنہوں نے میمن قوم کی تاریخ کے دھارے کو تبدیل کر دیا اور وہ تاریخ کے انمٹ نقوش بن کر شاندار خدمات انجام دے رہے ہیں۔

5.1

میمن قوم میں ہونے والے اہم ترین واقعات

راجکوٹ کی پہلی آل انڈیا میمن کانفرنس

1931ء میں پہلی آل انڈیا میمن کانفرنس راجکوٹ میں سر آدمجی حاجی داؤد کی سربراہی میں انعقاد میمن قوم کی اتحاد اور یکجہتی کی ابتداء تھی جہاں سے تمام میمن برادریوں میں "میمن قوم" کے احساس نے جنم لیا۔

کلکتہ میں میمن ایجوکیشنل سوسائٹی کا قیام

1933ء میں سر آدمجی حاجی داؤد کی سربراہی میں کلکتہ میں میمن قوم میں تعلیم کے فروغ اور اس کے حصول میں درپیش مسائل کے حل کے لیئے "میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا اگر آج ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو ہمیں ایسے بہت سے بزرگ اور ساتھی ملیں گے جو آج معاشرے میں اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور اُن کو اس مقام تک پہنچانے میں "میمن ایجوکیشنل سوسائٹی" کا اہم کردار رہا ہے۔

www.memonbooks.com

مہاجرین کی کراچی میں آمد اور اوکھائی میمن برادری کی شاندار خدمات

قیام پاکستان کے وقت کاٹھیاواڑ، گجرات اور ہندوستان کے مختلف جگہوں سے مہاجرین کی کراچی میں آمد اور اس سلسلے میں قائم ریلیف کمیٹیاں جو کراچی اوکھا منڈل بمبئی اور دوسرے سمندری راستوں پر واقع شہروں میں قائم تھی۔ اُن کے تعاون سے ہجرت کے کٹھن اور مشکل ترین دور سے گزر کر آج جس مقام پر ہے یہ سب اللہ تعالٰی کے کرم اور اُن بزرگوں کی انتھک اور عظیم خدمات اور قربانیوں سے ممکن ہوا ہے اور اُن تمام ریلیف کے کام میں ان مہاجرین کی دیکھ بھال اور آبادکاری اوکھا منڈل سے کراچی آباد ہونے تک اوکھائی میمن برادری کا کردار نا قابل فراموش رہا ہے اور جو تاریخ میں ہجرت مکہ میں انصار اور مہاجرین کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ اور جیسے ہم بلاشبہ اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کے سنہری اوراق کہے سکتے ہیں۔

آل پاکستان میمن فیڈریشن کا قیام

قیام پاکستان کے بعد 1953ء میں جو ادارہ میمن قوم میں انقلابی تبدیلیوں کا باعث بنا وہ ہے۔ "آل پاکستان میمن فیڈریشن" جسکی وجہ سے میمن قوم جو اپنے علاقائی تشخص کے تحت اپنے مرکزوں کے قیام پر توجہ دی اور اسکے پلیٹ فارم سے اپنے فلاحی کاموں کو مربوط انداز میں انجام دینے پر توجہ مرکوز کی اسکے ساتھ ساتھ میمن قوم کی اتحاد اور یکجہتی کے عمل کو بھی آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

میمن قوم میں نوجوانوں کو تعلیمی شعور کی بیداری اور اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا قیام

اس کے بعد "میمن قوم" میں جو اہم ترین ادارہ قائم ہوا وہ تھا "اوکھائی میمن یوتھ سروسز" جو 1968ء میں قائم ہوا جس کے قیام کے ساتھ ہی قوم کے نوجوانوں کی سوچ کے دھارے کو ہی تبدیل کردیا جس کی وجہ سے آج میمن قوم جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر مستقبل کے چیلنجوں کا بہتر اور اچھے انداز میں سامنا کررہی ہے اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کے بعد میمن قوم کی مختلف برادریوں کے نوجوانوں نے بھی اپنے یہاں ایسے ادارے قائم کرنے شروع کیئے جس سے سماجی انقلاب نے جنم لیا اور وہ اپنے ان کاموں کو موجودہ دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لائحہ عمل مرتب کرتے ہوئے تکمیل تک پہنچائیں۔

www.memonbooks.com

5.2

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کا پس منظر:

اوکھائی میمن برادری میں پہلی اسٹوڈنٹس یونین:۔

آج سے (54) سال پہلے 52-1951ء میں اوکھائی میمن برادری کے چند نوجوان جس میں جناب اسماعیل سلیمان مرکٹیا، جناب عثمان ابراہیم ویانی، جناب محمد یعقوب مرکٹیا، جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی، جناب حاجی یوسف قاسم سومار مرکٹیا اور جناب ہاشم حسین ویانی نے اُس وقت میمن سوسائٹی جماعت خانے کے گراؤنڈ فلور پر قائم لائبریری میں اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین قائم کی ان نوجوانوں کی سرپرستی اُس وقت برادری کے سینئر ممبران میں سے جناب نور محمد عیسٰی ویانی، جناب حاجی داود مراد، جناب سلیمان عبداللہ گابا اور جناب یوسف صالح محمد گابا کر رہے تھے۔

اُس دور میں اسٹوڈنٹ یونین کے پہلے صدر جناب ہاشم حسین ویانی اور جنرل سیکریٹری جناب سلیمان میمن بنے (یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ 1970ء میں دوسری اسٹوڈنٹ یونین یوتھ سروسز کے قیام کے بعد عمل میں آئی جس کا ذکر آگے کیا گیا ہے) اُس وقت یونین کے پلیٹ فارم پر ہر مہینے نوجوانوں میں تقریری مقابلے کا انتظام کیا جاتا تھا اس کے علاوہ تین صفحوں کا ہاتھ سے لکھ کر ایک میگزین نکالا جاتا تھا جس کو جناب عثمان ابراہیم ویانی جناب سلیمان عبداللہ گابا کی معاونت میں تیار کرتے تھے اور اُس کی ہاتھ سے لکھ کر چند کاپیاں تیار کر کے نوجوانوں کو پڑھنے کے لیے دیتے تھے جو غالبًا دو تین شمارے نکلے اس کے علاوہ اُس وقت یونین کے تعاون سے معاشرتی اور طبی مسائل کے حل کے لیے مختلف فلموں کو پروجیکٹر کے ذریعہ دکھانے کا پروگرام کیا جاتا تھا اس سلسلے میں یوسیس کا دفتر اُن دنوں موجودہ پرنس سینما کے پیچھے روڈ پر واقع تھا وہاں سے انتظام کرنا پڑتا تھا جس کے لیے یہ نوجوان کوشش کر کے حاصل کرتے تھے اور جماعت خانے میں اس سلسلے میں پہلی فلم ملیریا سے متعلق کہ یہ بیماری کیسے ہوتی ہے اور اس سے بچاؤ اور اُس کی احتیاطی تدابیر کے بارے میں معلومات پر مبنی تھی۔

برادری کے سماجی کاموں میں خواتین کا کردار:۔

یونین کے ہی پلیٹ فارم پر اُن دنوں ڈاکٹر عیسٰی عبدالغنی پنجوانی اور ان کے ساتھ جناب محمد اسماعیل قاسم منگروریا (وکیل) برادری میں طبی سہولیات کے امور میں نمایاں خدمات انجام دیں اُس وقت اوکھائی میمن برادری میں عورتوں کے معاشرتی اور سماجی مسائل پر توجہ دلانے کے لیے یونین کی طرف سے ڈاکٹر خالد میٹھا کی بہن مسز آمنہ عبدالغنی مختلف پروگرام آرگنائز کرتی تھی یونین ہی کے پلیٹ فارم پر اُس پروگراموں میں ہماری برادری کی خواتین اس مسائل کے حل جس میں بچوں کی پرورش و نشو نما ہوم نرسنگ عورتوں کے مسائل سلائی کڑائی کے ہنر سکھانے کے امور شامل

تھے ۔اُن میں محترمہ رابعہ دختر محمد شمیسہ غازیانی (سابق صدر اوکھائی میمن جماعت کی بیٹی) محترمہ خدیجہ عبدالغنی گناترا (پروفیسر سلیمان گناترا کی ہمشیرہ) محترمہ حنیفہ ایوب ٹوبریا (ٹائم ریڈیو والے ہاشم بھائی کی ہمشیرہ) محترمہ رابعہ حاجی اسماعیل ویانی (جناب عثمان ویانی کی چچا زاد بہن) یہ خواتین اُس دور میں محترمہ آمنہ عبدالغنی اور ڈاکٹر عیسٰی پنجوانی کی رہنمائی میں مختلف پروگرام جس میں ہفتہ میں ایک دن ہوم نرسنگ، ایک دن سلائی کڑائی اور دو دن ڈاکٹر عیسٰی پنجوانی کا میڈیکل وزٹ ہوتا تھا یہ تمام پروگرام میمن سوسائٹی جماعت خانے میں منعقد ہوتے تھے اور اکثر ان پروگراموں میں ان کی حوصلہ افزائی کے لیے جناب عثمان کاٹھ کی بیگم حوابائی، محترمہ نوربانو حسن جمال، محترمہ عائشہ بائی لطیف جمال شرکت کرتی تھی اسی دوران اسٹوڈنٹ یونین کے پروگراموں کو برادری میں پذیرائی اور سراہا جانے لگا لیکن ایک پروگرام کے دوران بدمزگی اور اختلاف رائے کی وجہ سے برادری میں جاری اتنے شاندار پروگراموں کا خاتمہ ہوگیا اور چند سالوں تک ایک جمود کی کیفیت طاری ہوگئی اسی دوران ڈاکٹر عیسٰی پنجوانی بھی خالق حقیقی سے جا ملے اور دوسرے پڑھے لکھے نوجوان ورکر کچھ کرنے کی جستجو رکھتے ہوئے خاموش بیٹھ گئے ۔(1)

یوتھ سروسز کے قیام کی ابتدائی کوشش:۔

1967ء میں اوکھائی میمن جماعت کی صدارت پر جناب حسین ابراہیم جمال منتخب ہوئے اور ان کی کابینہ میں جناب محمد عثمان کاٹھ جوائنٹ سیکریٹری کے عہدے پر فائز ہوئے اُن دنوں آپ اوکھائی میمن انجمن سے بھی وابستہ تھے اس صورت حال میں آپ کو برادری میں درپیش مسائل کا مکمل طور پر اندازہ تھا ان کے مسائل حل کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً اپنے قلم کے ذریعہ میگزین اور رسالوں میں مضامین لکھتے تھے خصوصاً ''میمن عالم'' کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے اور آپ کے زیادہ تر مضامین اس میں شائع ہوتے تھے محمد عثمان فلسفے کے طالب علم ہونے کے ناطے وہ کوئی بھی کام کرتے تھے تو اُس کی تہہ (Grass Root) تک جاتے تھے تاکہ کوئی نتیجہ حاصل کیا جا سکے کیونکہ اُن کی نظر میں لٹریچر کسی معاشرہ کی اصلاح میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے،

1967ء میں محمد عثمان کاٹھ کی ملاقات اپنے کاروباری پرنٹنگ کے کام کے سلسلے میں جناب محمد عثمان ویانی سے ہوئی اُن دنوں کھارادر میں اُن کا نصرت پرنٹنگ پریس ہوا کرتا تھا کاروباری امور کے ساتھ ساتھ برادری کے سماجی و معاشرتی معاملات پر تفصیل سے گفتگو ہوئی جس کے بعد ان کی سوچوں میں مطابقت اور ہم آہنگی کی وجہ سے ملاقاتوں کا اور برادری میں لٹریچر کے ذریعہ معاشرتی مسائل کو اُجاگر کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا جناب محمد عثمان ویانی برادری کے واحد سوشل ورکر ہیں جنھوں نے Social Services Co-ordinated Council کا ڈپلوما کیا ہوا ہے اور اُن کا مقالہ ''بچوں کی تربیت اور ماحول کے اثرات'' جو یوتھ سروسز کے قیام کی سرگرمیوں کے دوران شائع کیا گیا تھا اور جو برادری کے اُس وقت کے بچوں سے متعلق مسائل تھے اُن کو سامنے رکھتے ہوئے بنایا گیا تھا اُس بک لیٹ "Booklet" کو برادری میں بڑی پذیرائی ملی اور یوتھ سروسز کے قیام کے لیے مثبت اثرات کا باعث بنا اس کے علاوہ برادری میں اُس وقت درپیش مسائل پر توجہ دلانے کے لیے جناب محمد عثمان کاٹھ اور عثمان ویانی کی باہمی مشاورت سے ایک

www.memonbooks.com

"Booklet"

Some thoughts on the problems of Okhai Memon Community

شائع کی گئی جیسے ہم بلاشبہ یوتھ سروسز کے قیام کی بنیاد میں اہم سنگ میل تصور کر سکتے ہیں جس میں (1) تعلیم (2) صحت اور طبی سہولیات (3) معاشی حالات (4) فیملی پلاننگ (5) برادری میں غلط رسم ورواج جیسے مسائل پر توجہ دی گئی تھی۔

اُن دنوں جناب عثمان کاٹھ کے قریبی اور اُن کے بچپن کے ساتھیوں میں جناب عثمان عیسٰی گابا، جناب طاہر محمد پنجوانی اور جناب ٹی، ایم پنجوانی پر مشتمل گروپ ہوتا تھا اس کے علاوہ محمد عثمان اپنے ہر معاملات یہاں تک کہ ذاتی نوعیت کے امور میں بھی اپنے بہنوئی جناب سلیمان عبداللہ گابا (سلیمان میمن) سے مشاورت اور رہنمائی حاصل کرتے تھے اور اُن کی کوئی بھی بات سلیمان میمن سے چھپی ہوئی نہیں ہوتی تھی لہٰذا ان معاملات میں بھی ان کی رہنمائی محمد عثمان کو حاصل تھی اسی طرح جناب عثمان ابراہیم ویانی کے ساتھ بھی اُن کا اسٹوڈنٹ یونین والا گروپ جس میں جناب محمد یعقوب مرکٹیا، جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی، جناب حاجی یوسف حاجی قاسم مرکٹیا جناب ہاشم حسین ویانی جناب عثمان پنجوانی جناب یوسف عمر سوریا، اور جناب علی محمد مرکٹیا وغیرہ شامل تھے اُن دنوں اسماعیلی برادری کے تمام سماجی اداروں کا پرنٹنگ کا کام عثمان ویانی کی نصرت پرنٹنگ پریس کھارادر میں ہوتا تھا اور اُن کے اہم عہدیدار جناب رمضان مرچنٹ عثمان ویانی کے دوستوں میں سے تھے اور اسماعیلی برادری کے لیئے لٹریچر سب یہیں تیار کرواتے تھے۔ جس سے اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے بنیادی انفرااسٹرکچر کا خاکہ تیار کرنے میں بڑی رہنمائی حاصل ہوئی۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی بنیاد:۔

اگست 1967ء میں جناب محمد عثمان کاٹھ اپنی بچی کی سالگرہ کا کیک صدر میں اُس وقت آدم سومار کی بیکری ہوا کرتی تھی تیار کرنے دیا تھا لیکن وہاں پر کسی مسئلے کی وجہ سے کیک تیار نہیں تھا جس کی وجہ سے اُن کو کچھ دیر انتظار کرنا پڑا اسی دوران یہ ہی صورت جناب عثمان ابراہیم ویانی کے ساتھ بھی تھی اس طرح برادری کی دو اہم شخصیتوں کو سماجی معاملات پر تبادلہ خیال کرنے کا موقع مل گیا اور عثمان ویانی نے اسماعیلی یوتھ سروسز کے طرز پر اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کی تجویز پیش کی محمد عثمان نے انھیں اسماعیلی یوتھ سروسز کے لٹریچر اور دوسری معلومات فراہم کرنے اور آفس پر میٹنگ میں ان کے ساتھ جو دوسرے ساتھی ہیں انھیں بھی ملانے کو کہا اس کے بعد ایک میٹنگ محمد عثمان کے گھر پر جناب طاہر الیاس پنجوانی، جناب عثمان ویانی اور جناب عثمان پنجوانی کے ڈنر پر ہوئی اور اس طرح ابتدائی چند میٹنگز جناب محمد عثمان کاٹھ کے پہلی آفس محمدی ہاؤس میں ہوئی تھی اور بعد میں یہ شفٹ ہو کر آدمجی ہاؤس میں منتقل ہوگئی ان آفس میٹنگز کے بعد (INFORMAL) انفورمل میٹنگز محمد عثمان کے گھر پر 11 مارچ 1968ء شام پانچ بجے منعقد کی گئی جس میں محمد عثمان کے علاوہ جناب محمد عثمان ویانی، جناب طاہر محمد پنجوانی، جناب سلیمان میمن، جناب عثمان عیسٰی گابا، جناب محمد یعقوب مرکٹیا، جناب اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی، جناب عثمان حسین پنجوانی، جناب یوسف عمر سوریا، اور جناب علی محمد مرکٹیا اور جناب ہاشم شمیم اپنے گروپ کے ساتھ شامل تھے اور جہاں پر فیصلہ کیا گیا کہ برادری میں اُن مسائل کی نشاندہی اور اُس کے حل کے لیئے کوئی عملی اقدامات

کے لیئے لائحہ عمل بنانے کی کوشش کرنا اس سلسلے میں 31 مارچ 1968 بمقام ہوٹل میٹروپول شام 4:30 بجے ایک اجلاس رکھا گیا اور اس سلسلے میں ان فاؤنڈ ممبروں کے نام سے ایک دعوت نامہ جاری کیا گیا (عکس کاپی سامنے صفحے پر) اس میٹنگ میں جو حاجی سلیمان کاٹھ کے گھر کے لان میں ہوئی اس میں تقریباً 30 تیس افراد نے شرکت کی تھی۔

میٹروپول ہوٹل کا تاریخی اجلاس:۔

اوکھائی میمن برادری کی تاریخ میں پہلی بار برادری کے باشعور اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ایک جگہ جمع کر کے برادری میں اُس وقت کے سماجی مسائل کو حل کے لیئے لائحہ عمل کو تیار کرنے کی کوشش تھی۔ اُس میٹنگ کے ہوٹل کے انتظامات اور اجلاس کی نظامت جناب عثمان ویانی کے حوالے تھی اس پروگرام میں تقریباً (150) ایک سو پچاس افراد نے شرکت کی۔

جناب محمد عثمان کاٹھ کا خطاب:۔

اس تاریخی اجلاس سے جناب محمد عثمان نے خطاب کرتے ہوئے سب سے پہلے میمن قوم کا تاریخی پس منظر پیش کرتے ہوئے اُس وقت برادری میں درپیش مسائل کی نشاندھی اور پھر اُس کے سدِ باب کے لیئے حکمت عملی کا تعین جس میں برادری میں مردم شماری کے ذریعہ معلومات حاصل کر کے مستقبل کا لائحہ عمل کا تعین کرنا۔ ان کی پورے خطاب میں برادری میں درپیش مسائل کے حل کے لیئے Grass Root سے مسائل کے حل کی طرف توجہ دینے کی تاریخ اور انسانی نفسیات کے علم سے واقفیت کی عکاسی کرتا ہے اور اُن کی باتیں حقیقت سے قریب ترتھی جس پر عمل کر کے آج اوکھائی میمن برادری معاشرے میں اپنا ایک اہم مقام رکھتی ہے۔

جناب ایم طاہر پنجوانی:۔

انہوں نے اس پروگرام کے میزبان محمد عثمان کاٹھ عثمان ویانی، عثمان پنجوانی، یوسف عمر سوریا، محمد یعقوب مرکٹیا اور اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اتنے شاندار اجلاس کا انعقاد کر کے مجھے صدر جلسہ بنایا بعد میں آپ نے اس اجلاس کو بلانے اور اُس کے مقاصد کے حصول کے لیئے برادری کے پڑھے لکھے لوگوں کو آگے آکر اُس کے مسائل کے حل پر توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا آخر میں محمد عثمان کی سربراہی میں ایڈھاک کمیٹی بنانے کا اعلان کیا۔

جناب محمد یعقوب مرکٹیا:۔

آپ نے اپنے خطاب میں ماضی میں حقیقی ورکروں کو نظر انداز کرنے اور اُن کے ساتھ منفی طرزِ عمل پر توجہ دلائی اور امید ظاہر کی کہ اس

www.memonbooks.com

پلیٹ فارم سے اس چیز کا سدِ باب کیا جائیگا۔

جناب عبدالغنی حسین ویانی :۔

آپ نے اپنے خطاب میں کہا کہ اداروں میں لیڈرشپ کے فقدان کی وجہ سے ہم ان مسائل پر توجہ نہیں دے سکے ہیں۔ مجھے جب اس اجلاس کا دعوت نامہ ملا اور اس سے پہلے میری نظر سے محمد عثمان کا برادری میں مسائل پر Book-Let نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔

جناب ابوبکر ہاشم :۔

آپ نے اپنے خطاب میں تجویز پیش کی کہ جماعت سے ہٹ کر ایک ایسا ادارہ ہو جو مستقبل کی سوچ کے ساتھ نوجوانوں پر مشتمل ہو۔

جناب سلیمان حاجی احمد کاٹھ :۔

آپ نے اس اجلاس کے انعقاد کو برادری میں مسائل حل کرنے کی بہترین کوشش قرار دیا اس کے ساتھ ساتھ ایسی کوشش کرنے اور اُس میں آنے والی روکاوٹوں سے بے فکر ہو کر اپنے مثبت کام کو جاری رکھنے پر توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔

جناب حسن آدم گناتڑا :۔

آپ نے اپنے خطاب میں تعلیم کی کمی کو ان تمام مسائل کی بنیاد بتایا اور برادری میں تعلیم کو عام کرنے پر زور دیا آپ نے محمد عثمان کے "Book-Let" کا حوالہ دیا کہ ان مسائل کو تعلیم کے فروغ کے ذریعہ حل کیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ آپ نے جہیز کی وجہ سے برادری میں پیدا ہونے والے مسائل کا بھی ذکر کیا۔

جناب نور محمد عیسٰی ویانی :۔

آپ نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہ میرا کئی سال پرانا خواب تھا اور ماضی میں ایسی کوشش کی گئی تھی لیکن آج برادری کے پڑھے لکھے نوجوانوں کی بڑی تعداد کو دیکھ کر خوشی ہوئی اور امید کرتا ہوں کہ آپ اسی جذبے کے تحت برادری کے مسائل کے حل میں کوشاں رہیں گے۔

جناب یوسف محمدی :۔

آپ نے اپنے خطاب میں اس اجلاس کو اوکھائی میمن جماعت کی تاریخ میں پہلی بار پڑھے لکھے نوجوانوں کی طرف سے برادری کے

www.memonbooks.com

مسائل کے حل کے لیے مثبت پیش رفت قرار دیا اور نوجوانوں کو ایک یوتھ آرگنائزیشن قائم کرنے کا مشورہ دیا تاکہ برادری سے پسماندگی کو دور کیا جاسکے۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی ممبر سازی اور ابتدائی عہدیداران کا انتخاب:۔

31مارچ 1968ء میں ہوٹل میٹروپول کے اجلاس کے بعد ادارے کا تعارف اور اس کے اغراض و مقاصد اور ممبر سازی کے لیے 31 مئی 1968ء شام (6:00) چھے بجے اوکھائی میمن اسکول کھارادر میں میٹنگ رکھی گئی اور ممبر سازی اور آئین کے معاملات نمٹائے گئے. ابتداء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے (65) ممبران میں سے (27) ممبران گریجویٹ تھے، بلاشبہ ہم کہے سکتے ہیں کہ اُس وقت اوکھائی میمن جماعت کے باشعور لوگوں نے اس کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔

3جولائی 1968ء بروز بدھ شام 6: بجے اس عظیم ادارے کی پہلی کابینہ منتخب ہوئی جس میں مندرجہ ذیل ممبران کو منتخب کیا گیا. جس کا اجلاس اوکھائی میمن اسکول کھارادر میں منعقد ہوا۔

www.memonbooks.com

(1)

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی پہلی کابینہ

1968-70ء

(1)	جناب محمد عثمان کاٹھ	صدر	(9)	جناب عبدالغنی گناترا	ممبر
(2)	جناب ایم طاہر پنجوانی	نائب صدر	(10)	جناب محمد حسین ماندانی	ممبر
(3)	جناب عثمان عیسٰی گابا	جنرل سیکریٹری	(11)	جناب محمد حسین دربار	ممبر
(4)	جناب محمد یعقوب مرکٹیا	جوائنٹ سیکریٹری	(12)	جناب عبدالرحمٰن گٹا	علاقہ کے نمائندہ
(5)	جناب عبدالکریم اسماعیل	خازن	(13)	جناب عبدالغنی حسن ویانی	علاقہ کے نمائندہ
(6)	جناب ٹی ایم پنجوانی	ممبر	(14)	جناب یوسف داود	علاقہ کے نمائندہ
(7)	جناب عثمان ویانی	ممبر	(15)	جناب داود ہاشم یعقوب داوڑا	علاقہ کے نمائندہ
(8)	جناب ہاشم ایم شمیم مرکٹیا	ممبر	(16)	جناب علی محمد کھوسہ	علاقہ کے نمائندہ

مندرجہ بالا مجلس انتظامیہ 1968ء تا 70 دو سالوں کے لیے منتخب ہوئی تھی اور جس کی باضابطہ حلف برادری کی تقریب 28 جولائی 1968ء ایچ ای ایف (H.E.F) اسکول میں جناب حسین ابراہیم جمال کے ہاتھوں ہوئی اس تقریب کی صدارت جناب لطیف ابراہیم جمال نے کی تھی اس تقریب میں جناب حاجی عبدالکریم ویانی کی طرف سے دوہزار (2000) کے ڈونیشن کا اعلان کیا گیا کیونکہ وہ خود اُن دنوں کاروباری سلسلے میں افریقہ گئے ہوئے تھے۔ لیکن اُن کے اس اعلان سے برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کو نئی روش متعارف کروائی جو آج تک قائم ہے۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا پہلا پروجیکٹ برادری کی پہلی مردم شماری:۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کے ساتھ ہی جناب محمد عثمان کاٹھ 31 مارچ 1968ء میٹروپول ہوٹل میں ادارے کے قیام کے سلسلے میں ابتدائی اجلاس میں اپنے خطاب کے مطابق سب سے پہلے اوکھائی میمن برادری کی مردم شماری کا فیصلہ کیا تاکہ اُس کی روشنی میں حقیقی بنیاد پر عملی اقدامات کیے جائیں اس سلسلے میں ابتداء میں Statistics Committee جناب عبدالکریم اسماعیل کی سربراہی میں ایک گیارہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی اور جس نے اپریل 1969ء میں اپنی رپورٹ میں مندرجہ ذیل اعداد و شمار حاصل کیے جو اوکھائی میمن برادری کی پہلی مردم شماری تھی بعد

www.memonbooks.com

میں 1974ء میں وسیع پیمانے پر مردم شماری جناب ہاشم شمیم مرکٹیا کی قیادت میں ہوئی تھی جس کی تفصیل آگے آئے گی اپریل 1969ء کی رپورٹ کے مطابق اُس وقت اوکھائی میمن برادری 2301 خاندانوں جو 14,427 افراد پر مشتمل تھی جو تقریباً (7) افراد فی خاندان بنتا تھا۔

اُس وقت مردوں اور خواتین کا تناسب 50%50% تھا آبادی کی 20% فیصد کاروبار اور سروس سے وابستہ تھی ان میں سے صرف 14 افراد پروفیشنل تھے جس میں پروفیسر، ڈاکٹر، وکیل اور انجینئرز وغیرہ شامل تھے۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے تین مقاصد:۔

یوتھ سروسز کے قیام کے وقت برادری میں انقلابی تبدیلیاں لانے کے لیے تین شعبوں پر اپنی توجہ مرکوز کی۔

(1) جولوگ فوری مدد کے طالب تھے اور خاص کر تعلیم جاری رکھنے یا اسے مکمل کرنے کے متمنی تھے اُن کی مدد کی جائے اور جولوگ ہماری مدد کرنے پر آمادہ ہیں ان کا ہم کتنا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرسکتے ہیں۔

(2) جولوگ ہمارے رسم ورواج کی بہتری کے لئے کوشاں ہیں ان کی بات دھیان سے سنی جائے بیشتر اس کے کہ وہ ہماری قدروں اور عقیدوں کی سراسر نفی پر تل جائیں۔

(3) ایسی مثال قائم کی جائے جو دوسروں کی رہنمائی کرنے سے راستہ دکھانے اور ان میں عمل کی نئی روح پھونک دینے میں معاون ثابت ہو دوسرے لفظوں میں

"خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا"

☆ اُس وقت کل آبادی کے 27٪ فیصد تعلیم حاصل کررہے تھے جس میں سے 70٪ فیصد صرف پرائمری تک تعلیم سے وابستہ تھے۔

☆ اُس وقت 2503 لڑکے تعلیم حاصل کرہے تھے جس میں سے صرف 54 طلباء کالج میں پڑھتے تھے اور 9 طلبا پوسٹ گریجویشن کی تعلیم حاصل کررہے تھے۔

☆ اُس وقت 1330 لڑکیاں تعلیم حاصل کررہی تھی جس میں سے صرف (6) لڑکیاں میٹرک کے امتحان دے رہی تھی اور صرف (3) تین لڑکیاں کالج میں تعلیم حاصل کررہی تھی۔

☆ اُس وقت تک برادری میں تعلیم مکمل کرنے والے 444 طلبا تھے جن کی تعداد کل آبادی کا 3٪ فیصد تھی اُس وقت تک پوسٹ گریجویشن 4 طلبا اور (1) طلبہ نے کی تھی۔ اور اُس وقت تک 356 میٹرک پاس کرنے والوں میں 19 طلبہ میٹرک پاس تھیں۔

اوکھائی میمن برادری کی یہ پہلی مردم شماری جو کراچی، حیدرآباد، ماتلی اور شکارپور میں آباد برادریوں پر مشتمل تھی اُس میں مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) اور مغربی پاکستان میں سکھر، لاہور اور بیرون ممالک میں آباد برادری شامل نہیں تھی۔

www.memonbooks.com

جناب حُسین ابراہیم جمال کی اوکھائی میمن مدرسہ کے لیئے دو نمائندوں کو شمولیت کی دعوت:۔

اوکھائی میمن برادری کے عظیم رہنما جناب حُسین ابراہیم جمال نے یوتھ سروسز کے قیام کے ساتھ ہی ادارے کو اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن میں دو نمائندے شامل کرنے کی دعوت دی۔اوکھائی میمن یوتھ سروسز نے اپنے مجلس انتظامیہ کے اجلاس میں جناب طاہر محمد T.M پنجوانی اور جناب ہاشم ایم شمیم مرکٹیا کو مدرسہ کی مینجنگ کمیٹی میں اپنے نمائندے کی حیثیت سے نامزد کیا۔ 1969ء میں اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن کے تحت سات (7) اسکول چل رہے تھے جس میں اُس وقت تقریباً 2500 طلباء وطالبات زیر تعلیم تھے۔

حُسین آباد میں انڈسٹریل ہوم کا قیام:۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز مردم شماری کے کام کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے برادری میں بچیوں کو ہنر سکھانے کے لیئے اپریل 1969ء میں حُسین آباد میں انڈسٹریل ہوم قائم کیا جس میں برادری میں خواتین اور بچیوں میں سلائی کڑائی سکھانے کا اہتمام کیا گیا تا کہ اُس وقت کے معاشی اور معاشرتی مسائل کا مقابلہ کیا جا سکے۔

حُسین آباد میں لائبریری کا قیام:۔

21 ستمبر 1969ء کو حُسین آباد میں برادری کو علمی و ادبی شوق اور ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اوکھائی میمن یوتھ سروسز نے حُسین آباد میں لائبریری قائم کی جس کا افتتاح جناب حاجی ہاشم حاجی احمد کاٹھ کے دست مبارک سے ہوا۔اس مبارک موقع پر اوکھائی میمن برادری کی پہلی مردم شماری کی رپورٹ بھی ادارے کی طرف سے شائع کی گئی۔جس سے برادری کے صحیح اعداد وشمار کی روشنی میں مستقبل کا لائحہ عمل مرتب کرنے میں آسانی ہوئی۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا تاریخ ساز ہفتہ تعلیم (Education Week)

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی حقیقی اساس اور آج جس مقام پر یہ ادارہ موجود ہے اور جس ڈگر پر یہ برادری کی خدمات سرانجام دے رہا ہے. اُس کی ابتداء اس Education Week ایجوکیشن ویک سے ہوئی۔جو سات دن تک جاری رہا اور اُس میں نامور شخصیات نے شرکت کی۔

(1) افتتاحی تقریب:۔

ہفتہ تعلیم کی تقریب 21 فروری 1970ء کی شام کو کھارادر میں اوکھائی میمن مدرسہ میں منعقد ہوئی تقریب کی صدارت جناب محمد عثمان

www.memonbooks.com

کاٹھ نے کی جب کہ مہمان خصوصی کراچی کے کمشنر جناب مسعود بنی نور تھے۔اس تقریب میں عبدالرزاق قاسم گابا کو حفظ قرآن کے لیے پیٹرن گولڈ میڈل، M B A کی ڈگری حاصل کرنے پر جناب ابراہیم پنجوانی کو تحسین ابراہیم گولڈ میڈل، جناب عبدالواحد سلیمان کو میٹرک میں 77.3٪ مارکس لینے پر مرحوم ڈاکٹر اے ای پنجوانی گولڈ میڈل دیا گیا۔

(2) جلسہ تقسیم انعامات (طلباء):۔

ہفتہ تعلیم کا دوسرا پروگرام مختلف امتحانات میں کامیاب ہونے والے طلباء میں تقسیم انعامات کی تقریب اوکھائی میمن مدرسہ کھارادر میں جناب قاسم عثمان کانڈا والا کی صدارت میں منعقد ہوئی۔جناب تحسین ابراہیم جمال اُس جلسے کے مہمان خصوصی تھے جنہوں نے کامیاب طلباء میں انعامات تقسیم کیے جس میں (۹) کالج کے طلباء، (26) میٹرک پاس اور 86 پرائمری وسیکنڈری کے طلباء شامل تھے۔

(3) جلسہ تقسیم انعامات (طالبات):۔

ہفتہ تعلیم کے تیسرے دن طالبات کو انعامات تقسیم کرنے کے لیے 23 فروری کو میمن سوسائٹی میں اوکھائی میمن جماعت خانہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔اُس میں مہمان خصوصی خاتون سیاسی کارکن اور سابق پارلیمنٹ کی رکن بیگم مجیب النساء اکرام تھیں۔اس پروگرام میں تین گولڈ میڈل جس میں مسز سکینہ قاسم میمن کو ایم ایس سی اور آنسہ زرینہ حاجی عبدالکریم اور آنسہ جمیلہ صالح محمد کو گولڈ میڈل دیا گیا جبکہ 32 طالبات میں اول، دوم وسوم آنے پر انعامات تقسیم کیے گئے۔

(4) تقریری مقابلہ:۔

ہفتہ تعلیم کے چوتھے روز 24 فروری کو اوکھائی میمن جماعت خانہ میمن سوسائٹی کے کمیونٹی ہال میں ایک تقریری مقابلہ ہوا۔جس کی صدارت جامعہ کراچی کے شعبہ فلسفہ کے صدر ڈاکٹر منظور احمد نے کی۔اس مقابلہ میں زمانہ طالب علمی کے مسائل کے موضوع پر اپنے خیالات پیش کرنے کے لئے اسکولوں اور کالجوں کے اوکھائی طلباء کو تین تین منٹ کا وقفہ دیا گیا۔پروفیسر سلیمان گناترا۔جناب یوسف محمدی اس مقابلہ کے منصفین تھے۔

(5) تعلیمی فلم شو:۔

www.memonbooks.com

25فروری ہفتہ تعلیم کے پانچویں روز خواتین کے لئے تعلیمی فلم شو کا اہتمام کیا گیا. یہ شو حُسین آباد میں حُسین ابراہیم فاؤنڈیشن اسکول میمن ہاؤسنگ سوسائٹی آمنہ اسکول میں منعقد کیے گئے تینوں مقامات پر عورتوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی.

(6) مُباحثہ:۔

ہفتہ تعلیم کے چھٹے روز 26فروری کو آمنہ اسکول میں تعلیمی موضوعات پر ایک مباحثہ ہوا آل پاکستان میمن فیڈریشن کے اُس وقت کے صدر جناب عبدالکریم سومار نے صدارت کی. اس مباحثہ میں جامعہ کراچی کے شعبہ فنون کے صدر اور وفاقی وزیر تعلیم ڈاکٹر محمد حُسین اور ڈاکٹر منظور احمد نے مقالے پڑھے. مباحثہ کی ابتداء میں یوتھ سروسز کے صدر جناب محمد عثمان کاٹھے نے اور آخر میں معتمد جناب عثمان عیسٰی گابا نے تقاریر کیں.

(7) مقابلہ صحت:۔

ہفتہ تعلیم کے آخری روز 27فروری کو حُسین ابراہیم فاؤنڈیشن اسکول میں بچوں کے لئے ایک مقابلہ صحت منعقد ہوا صرف خواتین کے لئے ہونے والے اس مقابلے میں ڈاکٹر زبیدہ ایچ خان نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی پروگرام کے آخر میں ڈاکٹر صاحبہ نے مقابلے میں مختلف عمروں کے چار گروپوں میں بہتر نمبر حاصل کرنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے۔

اس طرح اس ساتویں پروگرام کے ساتھ ہی اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا کامیاب ہفتہ تعلیم اختتام پذیر ہوا. اس ہفتہ تعلیم نے اوکھائی میمن برادری کی آنے والی نسلوں کی تاریخ پر وہ انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جس کا ثمر آج ہم اپنی برادری میں دیکھ سکتے ہیں. اور اس کے اثرات شاید کئی پشتوں تک قائم رہیں آج بھی ہم اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے بنیادی ڈھانچہ کو دیکھیں تو اُس میں ہمارے ان بزرگوں کی فراہم کردہ انفرا اسٹرکچر نمایاں نظر آتا ہے. اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے نوجوان اس کو اُسی جذبے کے تحت اور اپنے بزرگوں کی عزت و تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور اسکو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے بہتر سے بہتر لائحہ عمل اور پروگرام ترتیب دیں. (1)

www.memonbooks.com

(2)

یوتھ سروسز کے دوسرے ٹرم کی منتخب کابینہ

1970-72ء

اگست 1970ء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے دوسرے ٹرم 72-1970ء کا انتخاب عمل میں آیا اور اُس کے تحت مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

(1)	جناب محمد عثمان کاٹھ	صدر
(2)	جناب عثمان عیسیٰ گابا	نائب صدر
(3)	جناب (T.M) طاہر محمد پنجوانی	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب عبدالرزاق حاجی عمر	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب صالح محمد گابا	خازن

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا پہلا ٹرم جناب محمد عثمان کاٹھ کی قیادت میں بھرپور انداز میں گزرا اور برادری میں انقلابی ترقی کا سفر جاری و ساری رہا خصوصاً تعلیم کے میدان میں نمایاں پیش رفت ہوئی. پہلے ٹرم کی طرح اس ٹرم میں بھی اُسی جوش و جذبہ کے ساتھ 21 مارچ 1971ء سے ''ہفتہ تعلیم "Education Week" شایان شان طور پر منایا گیا. جو ادارے کی بنیاد مضبوط کرنے میں معاون ثابت ہوا.

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے ممبران کی گروپ انشورنس اسکیم:۔

فروری 1972ء میں یوتھ سروسز اپنے ممبران کے لیے گروپ انشورنس اسکیم متعارف کروائی. جس کے تحت ہر ممبر کا =/25,000 روپے کا انشورنس کیا گیا تھا. ان تمام امور کو ایسٹرن فیڈرل انشورنس کمپنی سے کیا گیا تھا. قسمت کو کیا منظور تھا اور کیسے پتہ تھا کہ اس انشورنس اسکیم کا پہلا چیک اوکھائی میمن برادری کی اس عظیم سپوت مرحوم محمد عثمان کے نام بنے گا. جس نے اسکیم کو متعارف کروایا تھا۔

محمد عثمان کاٹھ کا تاریخ کے شعبے سے لگاؤ:۔

محمد عثمان جو خود سوشل سائنس کے طالب علم تھے اور اُن کے پسندیدہ مضامین میں فلسفہ، تاریخ، مذہب اور نفسیات میں خصوصی دلچسپی

www.memonbooks.com

رکھتے تھے۔جس کا اندازہ ہمیں مختلف مواقع پر ان کی تقاریر میں تاریخ سے متعلق حوالوں سے ہوتا ہے۔یوتھ سروسز کے قیام کے سلسلے میں 31 مارچ 1968ء کے پہلے اجلاس میں اور پھر تاریخی ہفتہ تعلیم کے مختلف پروگراموں میں ان کی تقاریر کی ابتدا تاریخی حوالوں سے ہوتی تھی۔جس سے اُن کی تاریخ کے شعبے سے والہانہ لگاؤ کی عکاسی ہوتی ہے۔

24جنوری 1971ء کو ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں مرحوم ہاشم زکریا کی کتاب ''تذکرہ میمن قوم'' گجراتی میں شائع ہوئی۔اُس کتاب کی تقریب رونمائی کے لیئے جناب محمد عثمان کاٹھ کوان کی تاریخ سے دلچسپی اور لگاؤ کو سامنے رکھتے ہوئے ''مہمان خصوصی'' مدعو کیا گیا۔آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ ''ہمارے ماضی، ہمارے تہذیبی ورثے اور ہمارے حوصلہ مندانہ اقدام اور ہماری کامیابیوں کی تاریخ کی ضرورت سے متعلق دورائیں نہیں ہوسکتیں۔قومیں اور برادریاں اس وقت امر ہوسکتی ہیں جب ان کے تاریخی حقائق کو محفوظ رکھا جائے اور پیش کیا جائے'' اس کے ساتھ ہی آپ نے تاریخ کے چند واقعات اور میمن قوم کے اس میں کردار پر مفصل روشنی ڈالی۔بعد میں جناب یوسف دادا جواس پروگرام کی صدارت کررہے تھے انہوں نے آپ کو کتاب کی پہلی کاپی پیش کی۔بعد میں اس پہلی کاپی پر جناب محمد عثمان کا آٹوگراف لے کرا سے جناب حاجی عبدالکریم ویانی نے ایک ہزار روپے میں خرید لیا۔انھوں نے اس کے علاوہ کتاب کی پچاس کاپیاں خریدنے کا اعلان کیا(1)۔

کھارادر اوکھائی میمن اسکول میں انڈسٹریل ہوم کا قیام:۔

یکم جون 1971ء میں برادری کی بچیوں اور خواتین میں سلائی کڑائی کے ہنر سکھانے کے لئے ایک انڈسٹریل ہوم قائم کیا گیا جس کا افتتاح حلقہ خواتین کی پہلی ناظمہ محترمہ عائشہ لطیف جمال کے دست مبارک سے انجام دی گئی۔

میمن سوسائٹی میں جدید اور وسیع اسٹڈی سینٹر کا قیام:۔

26مئی 1972ء اوکھائی میمن برادری میں تعلیمی انقلاب میں ایک اور اہم ترین پیش رفت ہوئی۔میمن سوسائٹی میں اُس وقت کا انتہائی جدید وخوبصورت اور وسیع کتابوں کے ذخیرے کے ساتھ جس میں اعلیٰ ترین کلاسوں کی کتابیں بھی شامل تھیں ایک اسٹڈی سینٹر کا افتتاح اُس وقت کے صوبائی وزیر صنعت ومعدونی وسائل جناب قاسم حاجی عباس پٹیل کے ہاتھوں ہوا۔مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی طرف سے اتنے شاندار اسٹڈی سینٹر کے قیام کو علاقے میں مستقبل میں تعلیمی انقلاب اور اس پسماندہ علاقے میں تعلیمی میدان میں خوش آئندہ تبدیلیوں کا پیش خیمہ کہا۔جناب محمد عثمان نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں مہمان خصوصی سے درخواست کی کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر گجراتی پروگرام شروع کیے جائیں۔جس کا خیر مقدم کرتے ہوئے مہمان خصوصی نے یقین دہانی کروائی۔جس پر عملی جامہ پہناتے ہوئے کچھ عرصے بعد ریڈیو سے گجراتی پروگرام شروع کیے گئے۔

نوآباد میں انڈسٹریل ہوم کا قیام:۔

اُن دنوں برادری کی بڑی تعداد نوآباد میں آباد تھی اور وہاں پر خواتین اور بچیوں میں گھریلو ہنر سکھانے کے لئے 27 مئی 1972ء میں ایک انڈسٹریل ہوم قائم کیا گیا جہاں پر ابتداء میں سلائی کڑائی کا ہنر سکھایا جاتا تھا۔

(3)

یوتھ سروسز کے تیسرے ٹرم کے انتخابات

1972-74ء

اگست 1972ء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے تیسرے ٹرم 1972-74ء کے انتخاب عمل میں آیا اور اُس کے تحت مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے.

(1)	جناب محمد عثمان کاٹھ	صدر
(2)	جناب عبدالغنی حسین ویانی	نائب صدر
(3)	جناب محمد یعقوب مرکٹیا	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب محمد حسین دربار	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب طاہر محمد خمیسہ	خازن

اوکھائی میمن برادری کے عظیم سپوت محمد عثمان کاٹھ کی المناک جدائی:۔

11 فروری 1973ء کی صبح کا سورج برادری کے لیئے ایک المناک منظر دکھانے کے لیئے طلوع ہوا جب صبح محمد عثمان حسب معمول گھوڑا سواری کے لئے گئے اس روزان کے ساتھ مسلم کمرشل بینک کے مینجنگ ڈائریکٹر جناب ای۔اے گارڈا اور مشہور میمن ڈاکٹر خالد میٹھا بھی تھے. گھوڑے پر سوار ہونے کے چند ہی منٹوں بعد مفکر اوکھائی میمن برادری کے دماغ کی شریان پھٹ گئی اور اندرونی اخراج خون شروع ہوگیا وہ گھوڑے پر ہی ڈھیر ہوگئے. ڈاکٹر میٹھا ان کو فوراً ہولی فیملی ہسپتال لے گئے اوران کے دل کی رفتار اور سانس کی روانی کو معمول پر لائے. لیکن دماغ کی شریان پھٹ جانے کی وجہ سے ان کو ہوش میں نہ لایا جا سکا.

چار دن تک وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہے اُس وقت کے مشہور نیورو سرجن ڈاکٹر جمعہ سمیت پاکستان کے تمام بڑے ڈاکٹر جو اس شعبے سے وابستہ تھے اُن کا علاج کررہے تھے اور لندن سے مشہور سرجن ڈاکٹر انتھونی کو بھی طلب کیا گیا تھا. لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا 15 فروری 1973ء کی صبح میمن قوم کے ہردلعزیز سماجی رہنما اور مستقبل کی عہد آفریں شخصیت بننے کی صلاحیت رکھنے والے جواں نے آخری سانس لی۔

www.memonbooks.com

جناب محمد عثمان حاجی ہاشم کاٹھ:۔

"نگاہ بلند سخن دل نواز. جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے"

(علامہ اقبال)

اوکھائی میمن برادری کی پوری تاریخ کے مطالعے اور اُس پر ریسرچ کے کام کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اوکھائی میمن برادری بے لوث انسانی خدمت کے جذبے سے سرشار ورکروں سے بھری پڑی ہے.لیکن اُن میں چند شخصیتیں خدمات اور سوچوں کی اُن بلندیوں پر ہوتی ہیں جس پر نہ صرف وہ برادری بلکہ پوری میمن قوم پر فخر کرسکتی ہیں اور جناب محمد عثمان کاٹھ اُن میں سے ایک ہیں.جیسے میں بلاشبہ مفکر اوکھائی میمن برادری کہوں تو بیجا نہ ہوگا.ایک طرف اُن کی سوچ میں گہرائی اور برادری کے مسائل کے حل کا درد اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے خاندان کو معاشی طور پر خوشحالی جس کے ذریعہ انھوں نے اپنے افکار کو عملی جامہ پہناتے ہوئے برادری میں تعلیمی اور دوسرے سماجی مسائل کے حل کے لیئے عملی اقدامات کیئے اور جس کے خوش آئندہ کامیاب نتائج اوکھائی میمن برادری میں انقلابی تبدیلیوں کا ذریعہ بنی جس کی وجہ سے میں بلاشبہ انھیں "مفکر اوکھائی میمن برادری" تصور کرتا ہوں.جس کی زندہ مثال اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا قیام ہے۔

محمد عثمان کاٹھ یکم جون 1935ء کو کراچی میں پیدا ہوئے.ابتدائی تعلیم سندھ مدرستہ اسلام سے حاصل کی اور 1953ء میں میٹرک اول درجہ سے پاس کیا.اس کے بعد انہوں نے ایس ایم آرٹس کالج سے 1957ء میں فلسفہ اور نفسیات کے ساتھ بی اے فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اُن دنوں کالج میں اپنے دوستوں میں پروفیسر عثمان کے نام سے مشہور تھے.آپ کالج میں فلاسفیکل سوسائٹی کے صدر منتخب ہوئے اور پشاور یونیورسٹی میں آل پاکستان فلاسفیکل کانفرنس میں اپنے کالج کی نمائندگی کی۔

آپ نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد صنعتکاری کے میدان میں اپنے قدم جمائے اور ایک ماہر صنعتکار کی حیثیت سے ملک میں اپنا نام پیدا کیا.آپ مغل ٹوبیکو کمپنی اور مہران شوگر ملز کے ڈائریکٹر بھی تھے انہوں نے 1971ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی.آپ نے چند سالوں میں ایک ممتاز صنعتکار اور تجارتی برادری کے نڈر ترجمان کی حیثیت حاصل کرلی وہ پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن (سندھ) اور پاکستان سگریٹ مینو فیکچرز ایسوسی ایشن کے چیرمین رہے.اس کے علاوہ وہ حکومت کے مقرر کردہ پاکستان شوگر بورڈ اور ٹوبیکو بورڈ کے بھی ممبر رہے.آپ چیمبر آف کامرس کی لیبر سب کمیٹی کے چیرمین اور حکومت کی طرف سے مختلف وفود کے ہمراہ، برطانیہ، کنیڈا، ہنگری، مشرقی یورپ، افریقہ، سیلون، مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے دورے میں شریک رہے۔

محمد عثمان کاٹھ بنیادی طور پر ایک صنعتکار اور تاجر تھے لیکن اُنہیں آرٹ و فن کے شعبہ سے گہری دلچسپی تھی فن اور فنکاروں کی قدر کرتے تھے آپ انڈس آرٹ گیلری کے بانی ڈائریکٹر تھے مشہور مصور علی امام کا شمار آپ کے ممتاز اور قریبی دوستوں میں ہوتا تھا.آپ روٹری کلب کراچی جیم

www.memonbooks.com

خانہ، لائنز کلب، فارن کلب، گو ئٹے انسٹیٹیوٹ اور ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن کے رکن رہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ سماجی بہبود کے کاموں میں کافی دلچسپی لیتے تھے میمن قوم سے کافی محبت کرتے تھے۔ان دنوں پاکستان ٹیلیویژن پر میمنی زبان کی تضحیک کی گئی آپ نے اس کے خلاف ایک مہم چلائی جس پر پاکستان ٹیلی ویژن نے ایسے پروگرام کونشر کرنے پر پابندی عائد کردی۔

محمد عثمان کاٹھ اپنی سماجی خدمات کی وجہ سے بہت سے اداروں میں اہم عہدوں پر فائز تھے جس میں آل پاکستان میمن فیڈریشن کے نائب صدر رہے اور بحثیت نائب صدر انہوں نے میمن ڈائریکٹری کی اشاعت کی۔آپ میمن قوم کے اتحاد کے پر جوش حامی تھے آپ ہمیشہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ میمن برادریاں متحد ہو جائیں کیونکہ میمن کہلانا بہتر ہے بانسبت اپنے آبائی گاؤں کے نام سے شناخت کروائیں۔مثلاً جیتپور، دھوراجی، اوکھائی، بانٹوا، کتیانہ وغیرہ۔جس کی وجہ سے میمن قوم چھوٹی چھوٹی برادریوں میں بٹی ہوئی ہے۔مرحوم کو اس بات کا افسوس تھا کہ میمن قوم کے پاس اسماعیلی برادری کی طرح مرکزی قیادت نہیں،آپ اس بات پر زور دیتے تھے کہ میمن برادریوں کی تمام انجمنوں کو توڑ کر ایک مرکزی میمن جماعت ہو اور میمن قوم کا ہر فرد میمن کہلانا پسند کرے اور میمن جماعتوں کو علاقہ جات پر مشتمل جماعتیں مرتب کی جائیں مثلاً کھارادر میمن جماعت ،فیڈرل بی ایریا میمن جماعت وغیرہ

محمد عثمان کاٹھ نے محسوس کیا کہ میمن برادریوں میں وہ جو تجاویز دے رہے ہیں اس میں کوئی خاص پیش رفت یا تعاون نہیں مل رہا ہے جس کے بعد آپ اوکھائی میمن برادری کی ترقی وترویج کی طرف مائل ہوئے اسی دوران آپ کو محمد عثمان ویانی، یعقوب مرکٹیا، عثمان حسین پنچوانی اور محمد اسماعیل محمد خمیسہ غازیانی گروپ جو اس سے پہلے اوکھائی میمن اسٹوڈنٹ یونین میں سرگرم رہے تھے اور محمد عثمان کے ساتھ عثمان عیسیٰ گابا، طاہر الیاس پنچوانی، طاہر محمد (T.M) پنچوانی اور ہاشم شمیم کے رفقاؤں کا گروپ مل گیا (جس کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے)اس طرح اوکھائی میمن برادری میں شاندار ادارے کی بنیاد پڑی۔دی اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا قیام عمل میں آیا اس تنظیم کے قیام کا مقصد برادری سے جہالت کا خاتمہ ہو اور برادری کے ہر گھر میں علم کا نور پھیلے۔یوتھ سروسز اپنے قیام کے فوراً بعد ان مسائل کے حل کے لئے بر سرِ پیکار ہوگئی جس کا ثمر ہم آج اپنے ارد گرد دیکھ رہے ہیں اوکھائی میمن یوتھ سروسز اپنے قیام سے آج تک ہزاروں طلباء طالبات کو حصول علم کے لئے اُن کی تمام ضروریات جس میں فیسوں، یونیفارم ،کتابوں کا حصول کے ساتھ ساتھ لائبریری اور دارالمطالعہ (اسٹیڈی سینٹرز) کا قیام عمل میں لانا ، طالبات اور خواتین میں سلائی کڑھائی کے لئے انڈسٹریل ہوم کا قیام،غریب بیوہ عورتوں کو چار دیواری میں ذریعہ معاش مہیا کرنے کے لئے سلائی مشینیں فراہم کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

محمد عثمان کاٹھ جو بلا شبہ اوکھائی میمن برادری کی بہت بڑی شخصیت جو برادری کے لئے بہت کچھ کرنے کی آرزو رکھتے تھے 38 سال کی عمر میں 15 فروری 1973ء کو ہم سے جدا ہو گئے سچی بات تو یہ ہے کی چمن میں دیدہ ور پیدا ہوتا اور نرگس کی آنکھ مسلسل اپنی بے بصری اور بے نوری پہ روتی رہتی ہے مرحوم محمد عثمان کاٹھ کا شمار بھی دیدہ وروں میں ہوتا ہے وہ اخلاص ،ایثار خدمت اور انسان دوستی کا پیکر تھے۔(1)

جناب سلیمان عبداللہ گابا (سلیمان میمن):

اوکھائی میمن برادری کی تاریخ مرتب کرنے کے سلسلے میں میری ملاقات برادری کے سینکڑوں بزرگوں اور نوجوانوں سے ہوئی جو واقعی اس سلسلے میں بڑی مثبت سوچ رکھتے ہیں اور انہوں نے ہر طرح کا بھرپور تعاون کیا لیکن مجھے جس شخصیت نے بہت زیادہ متاثر کیا اور جسے میں بلاشبہ برادری کی " LEARNED PERSONALITY " کا خطاب دوں تو بے جانہ ہوگا وہ ہیں جناب "سلیمان میمن" کیونکہ میں نے ان کے یہاں وہ دستاویزی ریکارڈ دیکھا اور حاصل کیا ہے جو اس کتاب میں مختلف جگہوں پر نظر آئیگا جو 1930ء سے آج تک ان کے پاس مراسلے خطوط کتابیں ریکارڈ آڈیو ویڈیو ریکارڈ جس کی ان کے لائبریری دو کمروں پر مشتمل ہے انہوں نے مجھے فراہم کی ہے جو بلاشبہ مجھے برادری کی تاریخ مرتب کرنے میں بہت ہی معاون ثابت ہوئی ہے۔

جناب سلیمان میمن کی پوری زندگی سماجی کاموں اور اعلیٰ تعلیمی و علمی خدمات سے بھری پڑی ہے آپ 21 اگست 1930ء میں نوا آباد میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم حاجی عبداللہ ہارون اسکول سے حاصل کی پڑھائی میں اتنے ہونہار تھے کہ بہترین طالب علم ہونے کے اعزاز میں اس وقت ماہانہ 7 روپے کی اسکالرشپ حاصل کی جو ان دنوں بڑی بات تصور کی جاتی تھی سیکنڈری کلاسوں میں یہ اعزاز سندھ مدرسۃ الاسلام سے حاصل کرنے والے پہلے اوکھائی میمن طالب علم تھے آپ نے میٹرک 1947ء میں پھر جناب نور محمد یعقوب ویانی کے ساتھ موجودہ کامرس کالج آف اکنامکس سے 1951ء میں بی کام اور 1953ء میں ایس ایم لاء کالج سے اوکھائی میمن برادری کے پہلے L.L.B وکیل ہونے کا اعزاز حاصل کیا کچھ عرصہ وکالت کے شعبے سے وابستہ رہنے کے بعد وہاں کے ماحول کو اپنی طبیعت کے مطابق نہ پاتے ہوئے خیرباد کہا۔

جناب سلیمان میمن گھر کی معاشی ذمہ داریوں کی وجہ سے 51-1950ء میں کالج کے زمانے سے ہی رائل انشورنس سے سروس کا آغاز کیا اور انشورنس کے شعبے میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ 1960ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے ایڈوانس ٹریننگ کورس بمبئی کے لئے منتخب کئے گئے آپ 15 سال تک اس شعبے سے وابستہ رہے اس کے بعد 1967ء میں جناب حاجی ہاشم کاٹھ اور جناب محمد عثمان کاٹھ کی درخواست پر مہران شوگر سے وابستہ ہوئے اور اس کے قیام میں اہم کردار ادا کیا آپ اور محمد عثمان رشتے داری کے علاوہ بہت ہی قریبی دوست کی حیثیت سے زندگی کے بہت سے امور میں ہم خیال تھے اور جناب محمد عثمان کاٹھ اپنی زندگی کے تمام امور یہاں تک کہ ذاتی نوعیت کے معاملات میں بھی ان سے مشاورت کرتے تھے جس کا اندازہ ہم ان کے چند ذاتی خطوط کے ان عکس سے لگا سکتے ہیں جناب سلیمان میمن 1991ء تک مہران شوگر سے وابستہ رہے اس دوران آپ پاکستان شوگر مل ایسوسی ایشن (سندھ) کے دوٹرم کے لئے چیئرمین منتخب ہوئے اس کے ساتھ ساتھ شوگر انڈسٹری پر مختلف آرٹیکل ڈان اور عبرت وغیرہ میں لکھے اس وقت آپ کراچی اسٹاک ایکسچینج سے وابستہ ہیں۔

جناب سلیمان میمن نے اپنی سماجی زندگی کی ابتداء 1950ء میں ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن میں سیکریٹری کی حیثیت سے کی اور بعد میں برادری میں 52-1951ء میں پہلے اسٹوڈنٹ یونین کے قیام میں جناب ہاشم حسین ویانی، جناب نور محمد عیسٰی ویانی، جناب داؤد مراد، جناب عثمان ابراہیم ویانی اور دیگر کے ساتھ مل کر اہم کردار ادا کیا اور اس کے قیام کے بعد اس میں جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز ہوئے بعد میں

یہ ہی اسٹوڈنٹ یونین اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کی بنیاد بنی جس کا ذکر پہلے کیا جاچکا ہے یوتھ سروسز کے قیام میں جہاں اور تمام عوامل شامل تھے اس کے ساتھ ساتھ جناب عثمان کاٹھ اور جناب سلیمان میمن کی باہمی مشاورت نے بھی کلیدی کردار ادا کیا اس بات کی تائید یوتھ سروسز کے قیام میں اہم کردار ادا کرنے والے ان بزرگوں نے بھی کیا ہے جو یوتھ سروسز کے فاؤنڈر رہیں آپ اپنی کاروباری مصروفیات مہران شوگر ٹنڈو الہ یار میں سکونت کی وجہ سے بعد میں یوتھ میں ظاہری کوئی کردار نظر نہیں آتا لیکن درپردہ عثمان کاٹھ عموماً اس کے امور کے سلسلے میں ان سے مشاورت کرتے رہتے تھے یہ یہی وجہ ہے کہ محمد عثمان کاٹھ کے انتقال کے بعد عثمان فاؤنڈیشن کے قیام (یادر ہے عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اسی کے تحت کام کررہا ہے) میں بھی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جناب سلیمان میمن اپنے کاروباری سلسلے کے لئے دنیا کے مختلف جگہوں میں یوگوسلاویہ، امریکہ، کینیڈا، یورپ کے مختلف ممالک مشرق وسطی اور افریقہ کے ممالک میں سفر کیا آخر میں برادری کی اس حقیقی علمی شخصیت کے بارے میں اتنا کہوں گا کہ کچھ شخصیتیں اپنے علمی وعملی کام کرکے اپنی شناخت پیدا کرتی ہیں ان میں سے ایک شخصیت جناب سلیمان میمن کی بھی ہے۔(1)

جناب عثمان ابراہیم ویانی:۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام میں جناب عثمان حاجی ہاشم کاٹھ کو بلاشبہ ہم قائد کہے سکتے ہیں لیکن اس ادارے کے قیام کا بنیادی خاکہ جس شخصیت نے پیش کیا وہ جناب عثمان ابراہیم ویانی تھے آپ کو سوشل ورک سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا جس کی مثال 52-1951ء میں پہلی اوکھائی میمن اسٹوڈنٹ یونین کے قیام میں آپ نے اہم کردار ادا کیا تھا اور اُسکے بعد اُسے کامیابی سے چلانے کے لئے مختلف پروگراموں کا انعقاد جس میں تقریری مقابلے، (Unicef) یونیسف کی طرف سے صحت سے متعلق مختلف پروگرام جسمیں اُسوقت پروجیکٹر پر مختلف بیماریوں سے بچاؤ سے متعلق فلمیں جماعت خانہ میمن سوسائٹی میں دکھانے کا اہتمام اور بچوں میں تعلیم وتربیت سے متعلق لٹریچر کی اشاعت وغیرہ کا کام شامل تھا۔

جناب عثمان ویانی 10 نومبر 1934ء کھارادر میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم سر حاجی عبداللہ ہارون اسکول اور میٹرک سندھ مدرسۃ السلام سے کیا B.Com گورنمنٹ کامرس کالج سے کیا اس کے علاوہ آپ نے ایڈورٹیزنگ Advertisement اور ہایئر اکاونٹی کا ڈپلوما کیا ہے آپ ابتداء ہی اپنے والد کے پریس کے کاروبار سے وابستہ ہوئے اُس وقت کھارادر پولیس چوکی کے پاس آپ کا نصرت پرنٹنگ پریس تھا جہاں پر مختلف اداروں کا پرنٹنگ میٹریل آتا تھا جس میں سے اُس وقت اسماعیلی جماعت کا مکمل پرنٹنگ کا کام آپ ہی کرتے تھے اور اُسکو دیکھتے ہوئے اور آپ کی سوشل طبیعت اور اُس وقت برادری کی ناگفتہ سماجی حالات کی وجہ سے آپ اکثر مختلف پمفلٹ کے ذریعہ برادری کو جگانے کی کوشش کرتے تھے اُن دنوں اسٹوڈنٹ یونین بھی ایک ہنگامے کی وجہ سے بند کردی گئی تھی اس طرح ایک جمود کی کیفیت برادری پر چھائی ہوئی تھی اسی دوران آپکے قریبی ساتھیوں میں جناب محمد عثمان پنجوانی، جناب اسماعیل محمد ٹمیسہ غازیانی، جناب محمد یعقوب مرکٹیا (میکی) اور جناب طاہر محمد الیاس پنجوانی تھے جن سے وہ اکثر برادری سے متعلق تبادلہ خیال رہتا تھا جب کہ طاہر محمد الیاس پنجوانی کا جناب محمد عثمان سے بھی گہرا تعلق تھا اس طرح اُن کے ذریعہ محمد عثمان

کاٹھ سے ان کی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا اور وہ سماجی عثمان نام کی شخصیتوں کی اگست 1967ء میں آدم سومرا کی بیکری پر اپنی بچیوں کی سالگرہ کے کیک پر پہنچنا اور اتفاق سے اُس کی تیاری میں آدھے گھنٹے کی تاخیر جس کے دوران ان دونوں عثمان کا اسماعیلی یوتھ سروسز کی طرز پر اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام سے متعلق ذہین بنانا جو آج تک اوکھائی میمن برادری میں انقلابی تبدیلیوں کا باعث ہے بلاشبہ اگر ہم محمد عثمان حاجی ہاشم کاٹھ کو یوتھ سروسز کو قائد اعظم کہیں گے تو عثمان ویانی کو اس ادارے کا علامہ اقبال کہا جا سکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بعد میں اس کارواں میں بہت سے بزرگ شامل ہو گئے جس کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے محمد عثمان ویانی بعد میں اپنی کاروباری مصروفیات کی وجہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور اس وقت آرٹ لائن پرنٹنگ پریس کے نام سے اپنا کاروبار کر رہے ہیں لیکن برادری کے سماجی ڈھانچے کی آج بھی فکر رکھتے ہیں میری (مصنف کی) آج کی نوجوان نسل سے ایک شکایت ہے کہ وہ اپنے محسنوں کو فراموش کر دیتی ہے یاد رکھیں اگر آپ اپنے محسنوں کی عزت نہیں کریں گے تو آپ بھی کبھی عزت نہیں حاصل کر سکیں گے۔(1)

جناب طاہر محمد الیاس پنجوانی:۔

مرحوم محمد عثمان کاٹھ کے قریبی ساتھیوں میں سے انتہائی قریبی ساتھی جو اسکول کے زمانے سے یوتھ سروسز کے قیام تک ساتھ ساتھ تھے اور معاشی لحاظ سے بھی اُن دنوں میں محمد عثمان کے بعد جن کا نمبر آتا تھا وہ تھے جناب طاہر محمد الیاس پنجوانی ۔آپ 15 جولائی 1935ء ورواڑہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہاں ہی سے حاصل کی قیام پاکستان کے بعد میٹرک سندھ مدرسۃ السلام سے کیا بعد میں D.J سائنس کالج سے انٹر سائنس کرنے کے بعد ٹیکسٹائل کے شعبے میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے سلسلے میں مانچسٹر انگلینڈ چلے گئے آپ کا تعلق اُس وقت برادری کے انتہائی پڑھے لکھے خاندان سے تھا آپ کے والد الیاس ماسٹر اوکھا میں انتہائی معزز اور پڑھی لکھی شخصیت شمار کی جاتی تھی وہاں پر قائم بورڈنگ ہاؤس کے سپر یٹنڈنٹ ہونے کے ساتھ برادری میں دوسری تعلیمی خدمات کی وجہ سے برادری میں آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

آپ کو بھی برادری میں سماجی کاموں کا بہت شوق تھا اور آپ چاہتے تھے کہ برادری میں انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں لیکن اکثر آپ ملک سے باہر اپنی کاروباری مصروفیات کی وجہ سے اُس میں وقت نہیں دے سکتے تھے آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُس وقت برادری میں انقلابی سوچ رکھنے والے بزرگوں کو ایک جگہ جمع کرنے میں اہم کردار ادا کیا جس میں یوتھ سروسز کے چار اہم ترین بنیادوں کی محمد عثمان کے گھر ڈنر پر ملاقات جس میں محمد عثمان کاٹھ کے علاوہ آپ اور جناب عثمان ویانی کے ساتھ جناب عثمان پنجوانی کی ملاقات اہم ترین تھی جس کے بعد کچھ کرنے کی جستجو کا عمل شروع ہوا۔

جناب طاہر محمد الیاس پنجوانی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یوتھ سروسز کے قیام کے سلسلے میں اُس کے پہلے اجلاس جو میٹروپل ہوٹل میں منعقد ہوا اس کے صدر جلسہ آپ تھے اس کے علاوہ آپ نے یوتھ سروسز کے آئین کی تیاری میں بھی اہم ترین خدمات انجام دی کیونکہ آپ برادری کے سوشل ورکروں کی نفسیات سے واقف تھے کہ ہر شخص لیڈنگ پوزیشن چاہتا ہے لہذا آپ نے کمیٹیوں کے قیام اور اُس کے چیرمین کا سسٹم متعارف کروایا تا کہ ادارے میں زیادہ مسائل سے بچا جا سکے آپ کی یوتھ سروسز کے علاوہ اپنے کاروباری حلقے میں بہت سی خدمات ہیں آپ ٹیکسٹائل کے شعبے سے وابستہ ہیں اور اس شعبے میں آپ کی شخصیت کو بڑی قدر و منزلت حاصل ہے۔

www.memonbooks.com

جناب محمد عثمان حسین پنجوانی

آپ بھی یوتھ سروسز کے قیام میں اہم ترین شخصیتوں میں سے ایک تھے آپکا مکمل تعارف اوکھائی میمن جماعت کے جناب حسین ابراہیم جمال کے باب میں لکھا گیا ہے۔

عثمان میموریل فاؤنڈیشن کا قیام:۔

جون 1973ء میں مرحوم محمد عثمان کاٹھ کے نام پر "عثمان میموریل فاؤنڈیشن" جناب اے کے بروہی کی سربراہی میں قائم کیا گیا اور ڈاکٹر منظور احمد کو سیکریٹری جنرل مقرر کیا گیا دیگر ممبران میں جناب لطیف ابراہیم جمال، جناب حاجی ہاشم کاٹھ، جناب عثمان عیسٰی، ڈاکٹر محمود الحسن، ڈاکٹر خالد میٹھا، جناب سلیمان میمن، جناب عبدالرحمٰن چھاپڑا، جناب قاسم حاجی ہاشم کاٹھ، جناب ایم ڈی دادا بھائی، جناب نور محمد ویانی، جناب ای، اے گاڑا جناب رشید اخوند اور محترمہ شیلا اکرام تھی اس فاؤنڈیشن کا مقصد مرحوم محمد عثمان کے تعلیمی اور سماجی میدان میں خدمات کو جاری رکھنے کا عزم کیا گیا تا کہ معاشرے سے جاہلیت، ناخواندگی اور دوسرے مسائل میں معاونت کی جائے۔

عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کا قیام:

عثمان میموریل فاؤنڈیشن کی طرف سے 1991ء میں اعلیٰ تعلیم کے میدان میں مرحوم محمد عثمان کے مشن کو آگے بڑھانے کے جذبے سے "عثمان انسٹیوٹ آف ٹیکنالوجی" کا سنگ بنیاد اُس وقت کے گورنر سندھ جناب محمد ہارون نے رکھا۔ جس کا باضابطہ تعلیمی سال 1994ء میں شروع کیا گیا۔ ابتداء میں یہاں پر دو ٹیکنالوجی متعارف کروائی گئی جس میں الیکٹرونکس انجینئرنگ اور کمپیوٹر انجینئرنگ اور اس میں 100 طلبہ کو داخلہ دیا گیا۔ آج اس ادارے کو ہمدرد یونیورسٹی کے پلیٹ فارم پر پاکستان کے چند بڑے انجینئرنگ اداروں میں شمار کیا جاتا ہے اور تعلیمی معیار میں بھی وہ اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔ اور اس وقت 700 اسٹوڈنٹ اس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

www.memonbooks.com

(4)

جناب عثمان عیسیٰ گابا

مرحوم محمد عثمان کی ناگہانی جدائی کے بعد مندرجہ ذیل کابینہ نے اُس تیسرے ٹرم کو مکمل کیا جس میں مندرجہ ذیل عہدیدارنامزد ہوئے۔

(1)	جناب عثمان عیسیٰ گابا	صدر
(2)	جناب طاہر محمد (T.M) پنجوانی	نائب صدر
(3)	جناب عبدالغنی حسین ویانی	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب محمد حسین دربار	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب صالح محمد گابا	خازن

مرحوم عثمان کے انتقال کے بعد اوکھائی میمن برادری اور خصوصاً یوتھ سروسز کے تمام امور میں کئی ماہ تک افسردگی اور اُداسی طاری رہی اُس دوران محمد عثمان کے تعزیتی اجلاس میں انتہائی رقعت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے بہت سی بلندو بالا شخصیتیں بچوں کی طرح بلکتی اور روتی ہوئی نظر آئیں جو اس عظیم انسان کی عظمت کی منہ بولتی تصویریں تھیں 'میری بھی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں درجات بلند عطا فرمائے "آمین۔

جناب عثمان عیسیٰ گابا:۔

مرحوم محمد عثمان کاٹھ کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں سے ایک ساتھی تھے جناب عثمان عیسیٰ کے بقول یہ ان کا چار ساتھیوں کا گروپ تھا جس میں جناب طاہر الیاس پنجوانی اور جناب طاہر محمد (T.M) پنجوانی شامل تھے اور اسکول سے یوتھ سروسز کے امور تک ساتھ ساتھ رہے۔

عثمان عیسیٰ گابا 17 جون 1935ء میں اوکھا پورٹ میں پیدا ہوئے ستمبر 1947ء میں قیام پاکستان کے وقت بزرگوں کے ساتھ ہجرت کرکے پاکستان تشریف لائے 1953ء میں ان کا پورا گروپ سندھ مدرستہ السلام سے فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوا عثمان عیسیٰ گابا نے 1957ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی کام (B.Com) میں پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کیا تھا جو بہت ہی بڑے اعزاز کی بات تھی۔

جناب عثمان عیسیٰ گابا اپنی عملی زندگی میں مختلف سروس کے بعد پیپر کے کاروبار سے وابستہ ہو گئے ساتھ ساتھ اسکریپ کے کاروبار سے بھی وابستہ تھے آپ محمد عثمان کی زندگی میں ہمیشہ اُن کے دست راست رہے اور ہر امور میں آپ اُن کے شانہ بشانہ ہوتے تھے آپ مذہبی معاملات میں ہمیشہ سے سرگرم رہے اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔

www.memonbooks.com

جناب عثمان عیسٰی کے یوتھ سروسز کے صدارتی دور میں یکم مارچ 1974ء میں سالانہ تقسیم اسناد کا انعقاد قاسم عثمان کانڈ والا کی صدارت میں ہوا۔

جناب ہاشم شمیم مرکٹیا کی سربراہی میں دوسری مردم شماری:۔

محمد عثمان کے انتقال کے بعد اُن کے رفقاء اور ساتھیوں نے ان کے مشن کو نئے جذبے کے ساتھ جاری رکھنے اور حالات کے بدلتے ہوئے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے برادری کی مفصل مردم شماری کا پروگرام بنایا اور 1969ء کی مردم شماری کی روشنی میں اُس وقت جن باتوں کی کمی رہ گئی اُسے بہتر انداز میں کرنے کا عزم کیا اس سلسلے میں جناب ہاشم شمیم مرکٹیا کی سربراہی میں سروے کمیٹی بنائی گئی۔

1974ء کی مردم شماری کے مطابق:۔

اُس وقت اوکھائی میمن برادری کی آبادی 15,784 افراد پر مشتمل تھی جس میں 7891 مرد اور 7893 خواتین تھیں اُس وقت تعلیمی اعتبار سے برادری کی حالت کچھ اس طرح تھی کہ:۔

کلاس	طلبا	طالبات	کل
(1) پرائمری کلاس پاس	1666	1352	3018
(2) مڈل پاس	898	406	1304
(3) میٹرک پاس	793	220	1013
(4) xii-xi زیر تعلیم	189	32	212
(5) گریجویشن میں زیر تعلیم	94	11	105
(6) گریجویشن پاس	160	10	170
(7) پوسٹ گریجویشن	29	1	30
(8) غیر ممالک میں زیر تعلیم	15	5	20
	3844	2037	5881

پروفیشنل تعلیم میں:۔

	طلبا	طالبات	کل
(1) ڈپلوما سول، آٹوموبائل، میکنکل، ٹیکسٹائل، اور الیکٹریکل:	15	3	18

www.memonbooks.com

(2)	ایم بی بی ایس M.B.B.S	6	-	6
(3)	آکاؤنٹنسی Accountancy	2	-	2
(4)	سوشل سائنس:۔معاشیات،انگلش اسلامیات،تاریخ فلسفہ	10	3	3
(5)	بیرونی ممالک اعلیٰ تعلیم	5	1	6

اُس وقت برادری میں ہاؤسنگ کی صورتحال:۔

(1) 780 خاندان 32% فیصد برادری کے لوگ ایک کمرے پر مشتمل گھروں میں رہتے تھے۔
(2) 821 خاندان 45% فیصد دو کمروں پر مشتمل گھروں میں رہتے تھے۔
(3) خاندان 23% فیصد تین یا اس زیادہ کمروں پر مشتمل گھروں میں رہتے تھے۔

اُس وقت معاشی اعتبار سے برادری کی حالت:۔

(1) برادری کے 23% فیصد آبادی 100 روپے ماہانہ آمدنی پر گزر اوقات کرتی تھی۔
(2) 45% فیصد آبادی 201 روپے سے 400 روپے ماہانہ آمدنی پر گزارہ کرتی تھی۔
(3) اس طرح تقریباً 67% فیصد آبادی 400 روپے ماہانہ سے کم آمدنی پر اپنی زندگی کا گزر اوقات کر رہے تھے۔
(4) اس سروے کے مطابق اُس وقت 699 خاندان جو تقریباً 30% فیصد بنتا تھا قرضوں میں مقروض تھے جس سے اُس وقت برادری کی معاشی کمزوری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

کھیل سے برادری کی دلچسپی:۔

(1)	کرکٹ سے دلچسپی رکھنے والے افراد	792
(2)	فٹبال سے دلچسپی رکھنے والے افراد	728
(3)	ٹیبل ٹینس سے دلچسپی رکھنے والے افراد	66
(4)	والی بال سے دلچسپی رکھنے والے افراد	51
(5)	بیڈمنٹن سے دلچسپی رکھنے والے افراد	50
(6)	ہاکی سے دلچسپی رکھنے والے افراد	23
(7)	متفرق کھیل سے دلچسپی رکھنے والے افراد	277

www.memonbooks.com

(5)

جناب طاہر محمد T.M پنجوانی

اگست 1974-75ء 1978-79ء اور 1979-80ء تین ٹرم میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے صدر کے طور پر جناب طاہر محمد (T.M) پنجوانی منتخب ہوئے باقی عہدیداروں میں

(1)	جناب سلیمان مرکٹیا	نائب صدر	1974-75ء
(2)	جناب نور محمد مراد	نائب صدر	1978-79ء
(3)	جناب عبدالستار محمد گنا	نائب صدر	1979-80ء
(4)	جناب محمد حسین دربار	جنرل سیکریٹری	1974-75ء
(5)	جناب عبدالستار یوسف گنا	جنرل سیکریٹری	1978-79ء
(6)	جناب عبدالستار یوسف گنا	جنرل سیکریٹری	1979-80ء
(7)	جناب عبدالرشید کرار	جوائنٹ سیکریٹری	1974-75ء
(8)	جناب عبدالغفار روپیٹ پوترا	جوائنٹ سیکریٹری	1978-79ء
(9)	جناب عبدالکریم گنا تڑا	جوائنٹ سیکریٹری	1979-80
(10)	جناب نور محمد مراد	خازن	1974-75ء
(11)	جناب صالح محمد گابا	خازن	1978-79ء
(12)	جناب نور محمد مراد	خازن	1979-80ء

www.memonbooks.com

جناب طاہر محمد T.M پنجوانی:۔

مرحوم محمد عثمان کاتھ کے چار انتہائی قریبی ساتھیوں میں سے ایک ساتھی جناب طاہر محمد T.M پنجوانی 1935ء میں کھارادر میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اوکھائی میمن اسکول کھارادر میٹرک مدرستہ اسلام 1953ء اپنے گروپ ساتھیوں کے ساتھ کیا میٹرک کرنے کے ساتھ ہی اوکھائی میمن اسکول میں انگلش ٹیچر سروس شروع کی آپ نے ایس،ایم S.M کالج سے گریجویشن کیا۔اور بعد میں ماسٹرز M.A انگلش میں کیا۔عملی زندگی میں ایک کمرشل بینک سے وابستہ ہوگئے اور وہاں پر بینکنگ ڈپلومہ کیا اور بنک میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز رہے۔

جناب طاہر محمد پنجوانی سماجی خدمات میں جناب محمد عثمان کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے اور اُن کی زندگی میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کی مہم اور بعد میں وہ تاریخی ہفتہ تعلیم آپ کی چیرمین شپ میں بنایا گیا۔ آپ اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں 74-1972ء میں نائب صدر، 80,78,75,74 میں صدر اور 72-1970ء جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے۔

جب جناب حسین ابراہیم جمال نے اوکھائی میمن مدرسے میں یوتھ سروسز سے دو نمائندے دینے کے لئے کہا تھا تو اُس وقت مجلس انتظامیہ نے آپکو اور جناب ہاشم شمیم مرکٹیا کو نامزد کیا تھا. جناب طاہر محمد پنجوانی گذشتہ کئی سالوں تک اوکھائی میں مدرسہ میں جنرل سیکریٹری کے عہدے پر اپنے فرائض بہت خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ آپ اوکھائی میمن انجمن میں بھی کیٔسالوں سے سینئر نائب صدر اپنے فرائض انجام دیتے رہے ہیں. آپ کی اوکھائی میمن یوتھ سروسز، اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن اور اوکھائی میمن انجمن میں گراں قدر خدمات ہیں اور آپ کا شمار یوتھ سروسز کے بانی ممبران میں سے ہوتا ہے۔

حسین ابراہیم جمال اسٹڈی سینٹر کا قیام

آپ کے صدارتی دور میں جو اہم کام ہوئے ان میں کریم آباد میں ایک پلاٹ پر حسین ابراہیم جمال اسٹیڈی سینٹر کا قیام عمل میں آیا، جو برادری میں تعلیمی امور کی انجام دہی کے لئے اُس وقت بہت اہم ترین کام تھا۔

"Terms of Office" دوسال کے بجائے ایک سال کرنا

☆ 11 جولائی 1975ء کو اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی ایگزیکیٹو کونسل نے آئین کی شق 9 کے تحت "Terms of office" کو دوسال کی بجائے ایک سال کی سفارش کی جس کی توثیق 19 جولائی 1975ء میں جنرل باڈی میں کی گئی۔

اسپورٹس ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ کا انعقاد

☆ اسپورٹس کمیٹی نے ممبروں کو گیم اور اسپورٹس کے لئے اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے سرپرست جناب عبدالکریم ویانی کے مالی تعاون سے کھارادر میں انڈسٹریل ہوم والی جگہ پر شام کو ٹیبل ٹینس کا انتظام کیا جس سے بہت سے ممبران استفادہ حاصل کرتے رہے. اور اس سلسلے میں ایک ٹورنامنٹ کا اہتمام بھی کیا جس میں سولہ ممبروں نے حصہ لیا تھا۔

دیگر امور

☆ باقی ہر صدارتی دور میں یوتھ سروسز کے شیڈول پروگرام جس میں غریب طلبا و طالبات میں تعلیمی وظائف یونیفارم، کتابوں کا انتظام سالانہ تقسیم انعامات، حلقہ خواتین کے پروگرام اور ممبران کی میٹنگ اور اس سے متعلق پروگرام دوسرے لفظوں میں روٹین پروگرام حسب روایت ہوتے رہے۔

www.memonbooks.com

(6)

جناب محمد یعقوب مرکٹیا (میکی)

1975-76ء اور 1976-77ء دوٹرم میں جناب محمد یعقوب مرکٹیا اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے صدر منتخب ہوئے ان دوٹرم کے لئے دیگر عہدیداروں میں

- جناب محمد حسین دربار — نائب صدر — 1975-76ء
- جناب عبدالعزیز محمدی — نائب صدر — 1976-77ء
- جناب آدم ایم کاٹھ — جنرل سیکریٹری — 1975-76ء
- جناب نور محمد مراد — جنرل سیکریٹری — 1976-77ء
- جناب عبدالرشید نور محمد ویانی — جوائنٹ سیکریٹری — 1975-76ء
- جناب عبدالستار محمد گنا — جوائنٹ سیکریٹری — 1976-77ء
- جناب موسیٰ مراد — خازن — 1975-76ء
- جناب علی محمد کھوسہ — خازن — 1976-77ء

عثمان میموریل ہسپتال کا قیام:۔

جناب محمد یعقوب مرکٹیا کے صدارتی دور میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا وہ سنگ میل پروجیکٹ کا سنگ بنیاد پڑا جو آج اس ادارے کو عروج و بلندی پر پہنچا دیا ہے وہ پروجیکٹ تھا عثمان میموریل ہسپتال۔

فروری 1971ء میں اوکھائی میمن انجمن کے (22) ویں سالانہ اجلاس میں انجمن کی زمین میں سے دو ہزار گز زمین جس کی مالیت اُس وقت تقریباً 12 لاکھ روپے بنتی تھی وہ جناب حاجی ہاشم حاجی احمد کاٹھ کو ان کی والدہ حاجیانی حوا بائی میموریل ہسپتال کی تعمیر کے سلسلے میں عطیہ دی گئی۔ 23 مارچ 1975ء کو با ضابطہ اس ہسپتال کا سنگ بنیاد جناب لطیف ابراہیم جمال اور جناب حاجی ہاشم کاٹھ نے مشترکہ طور پر کیا اور اس ہسپتال کو اوکھائی میمن برادری کے عظیم فرزند مرحوم محمد عثمان کے نام پر عثمان میموریل ہسپتال رکھا گیا۔

دیگر امور میں جناب محمد یعقوب مرکٹیا کے دوٹرم میں یوتھ سروسز حسب روایات اپنے سالانہ تقسیم انعامات، بچوں میں تعلیمی وظائف اور ممبران اور خواتین کے پروگرام اور مختلف مالی امداد کے پروگرام پر عمل پیرا رہے۔

جناب محمد یعقوب مرکٹیا:۔

جناب محمد یعقوب مرکٹیا اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے فاؤنڈر ممبروں میں سے ایک ہیں بلکہ بلا شبہ یوتھ سروسز کے حقیقی بانیوں میں سے ایک ہیں. جس طرح ہم جناب محمد عثمان کاٹھ کے قریبی ساتھیوں جناب عثمان عیسٰی گابا، جناب طاہر محمد عثمان الیاس پنجوانی اور جناب طاہر محمد T.M پنجوانی چار دوست تھے اور یوتھ کے ابتدائی بانیوں میں شمار ہوتے ہیں اسی طرح دوسرے گروپ میں جناب محمد عثمان ابراہیم ویانی (Art line Press) جناب محمد یعقوب مرکٹیا، جناب محمد عثمان پنجوانی اور جناب محمد اسماعیل خمیسہ غازیانی دوسرے گروپ سے تھے اور ان لوگوں نے ہی 52-1951ء میں ابتدائی اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین قائم کی تھی اور بڑی سرگرمی سے پروگرام کئے تھے جس کے بند ہونے کے بعد یوتھ سروسز کے قیام کے معاملات نے جنم لیا۔

ہم ان حقیقتوں کو سامنے رکھتے ہوئے جناب محمد یعقوب مرکٹیا کی سماجی خدمات کا اندازہ لگا سکتے ہیں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے پہلے اجلاس 31 مارچ 1968ء میٹروپول ہوٹل کے بعد جو کمیٹی قائم کی گئی تھی اُس کے ڈپٹی کنوینر جناب محمد یعقوب مرکٹیا کو مقرر کیا گیا تھا جو اُس وقت ابتدائی کابینہ کی تشکیل اور اُسکے انتظامات کے سلسلے تمام انتظامی امور انجام دے رہے تھے. آپ یوتھ سروسز میں دو ٹرم صدر رہنے کے علاوہ بھی یوتھ کی کئی کمیٹیوں میں اہم کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اوکھائی میمن انجمن، حسین آباد مسجد ٹرسٹ میں بے لوث خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جناب محمد یعقوب مرکٹیا کی ذاتی زندگی کے مطابق آپ 18 جون 1934ء میں نوا آباد میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم عدی اسکول جو حاجی عبداللہ ہارون اسکول کے سامنے ہوا کرتی تھی اُس میں حاصل کی میٹرک سندھ مدرسۃ الاسلام سے کیا. سماجی خدمات کے علاوہ آپ رائل انشورنس کمپنی سے وابستہ ہوئے آج بھی آپ اپنی استعداد کے مطابق سماجی خدمات میں چندہ یا خدمات انجام دیتے رہتے ہیں خصوصاً حسین آباد مسجد اور انجمن کے پروگرام میں شامل رہتے ہیں ۔(1)

www.memonbooks.com

(7)

جناب محمد ابراہیم کاٹھ

اگست 1977-78ء ساتویں ٹرم کے لئے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

(1)	جناب محمد ابراہیم کاٹھ	صدر
(2)	جناب عبدالعزیز محمدی	نائب صدر
(3)	جناب نور محمد مراد	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب عبدالستار محمد گنا	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب موسیٰ مراد	خازن

1977-78ء کے ٹرم میں یوتھ سروسز اپنے امدادی پروگراموں کو جاری رکھتے ہوئے تعلیمی ، اور ممبروں کے رابطے کے پروگرام کو خوش اسلوبی سے اور اپنے پروجیکٹ کو جاری ساری رکھا۔

جناب محمد ابراہیم کاٹھ:۔

جناب محمد ابراہیم کاٹھ اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے بانی قائد مرحوم محمد عثمان کے چھوٹے بھائی 1977-78 میں یوتھ کے صدر منتخب ہوئے. اپنی بے پناہ کاروباری مصروفیات کے باوجود انھیں ایک ٹرم کے لئے اپنی خدمات یوتھ کو دیں. آپ 1947ء میں پیدا ہوئے آپ نے B.A کراچی یونیورسٹی M.A مینجمنٹ میں کیلیفورنیا یونیورسٹی امریکہ سے کیا.

آپ کی دوسری سماجی خدمات میں آپ فاؤنڈر ممبر بورڈ آف گورنر عثمان انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی ،چیرمین داؤد میموریل اسکول ، سرپرست یونائیٹڈ میمن جماعت اور ممبر ایڈوائیزری کونسل ورلڈ میمن آرگنائیزیشن کے طور پر اپنی خدمات دے رہے ہیں.

تعلیمی خدمات:

مہران شوگر واقع ٹنڈو الہ یار میں آپ اور سلیمان میمن کی کوششوں سے وہاں پر بچوں کے لئے ایک اسکول (داؤد میموریل اسکول) کا قیام اور اس کے علاوہ وہاں پر ایک ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ حاجی ہاشم ٹیکنالوجی اسٹیٹیوٹ کا قیام جیسے اس وقت اس پورے سندھ کے اعلیٰ تعلیمی ادارں میں سے ایک تصور کیا جاتا ہے۔

(8)

جناب عبدالرحمن گٹا

اگست 81-1980ء میں مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا

(1)	جناب عبدالرحمٰن گٹا	صدر
(2)	جناب محمد یوسف الیاس بارائی	نائب صدر
(3)	جناب طیب قاسم موسانی	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب عبدالغفار پوپٹ پوتڑا	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب عبدالستار پنجوانی	خازن

جناب عبدالرحمٰن گٹا:۔

جناب عبدالرحمٰن گٹا یوتھ سروسز کے فاؤنڈممبروں میں سے تھے ابتداء میں برادری کی بڑی تعداد میں آبادی کھارادر، میمن سوسائٹی اور نوا آباد میں جومتوسط طبقے کی تصور کی جاتی تھی اور دوسری بڑی آبادی بنگلے والی کہلاتی تھی جو صاحب حیثیت خاندان تصور کیے جاتے تھے یوتھ سروسز کے قیام کے وقت بنگلے والے طبقے کا سوشل ورکروں کا گروپ اس وقت عالمگیر روڈ پر واقع سیمنٹ کلرا ورہارڈویئر کی مشہور زمانہ دوکان جو عبدالرحمٰن گٹا کی ملکیت تھی اور وہ ان دنوں اس ایریا میں مرکز کی حیثیت رکھتی تھی ان دنوں ہل پارک، دھوراجی، چاندنی، بہادرآباد کا علاقہ بنگلے میں شمار کیے جاتے تھے اس وقت گلشن اقبال بھی آباد نہیں ہوا تھا اس سے ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ جناب عبدالرحمٰن گٹا کی یوتھ سروسز میں کیا اہمیت ہوگی۔

یہاں میں یہ بات بتانا ضروری سمجھتاہوں کہ اس وقت حسین آباد کا علاقہ اوکھائی میمن آبادی کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر آتا تھا جو موجودہ آبادی کے لحاظ سے پہلے نمبر پر ہے۔

جناب عبدالرحمٰن گٹا کھارادر میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اوکھائی میمن اسکول اورمیٹرک سندھ مدرستہ الاسلام سے کیا بعد میں اپنے والد اسماعیل باہو گٹا کے لانچوں کو پرویژن کے سامان کی ترسیل سے وابستہ ہوگئے کھارادر سے بہادرآباد میں رہائش اختیار کرنے کے بعد آپ نے گھر کے پاس سیمنٹ کلرا ورہارڈویئر کی دوکان قائم کی وہاں سے اللہ تعالیٰ نے بڑی ترقی عطا فرمائی اس کے ساتھ آپ اپنے دوستوں کا حلقہ رکھتے تھے جو بعد میں یوتھ سروسز کے قیام میں اہم کردار ادا کیا آپ کے یوتھ سروسز کے دور میں جو ترقیاتی کام ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

www.memonbooks.com

آئین میں ترامیم ممبر کی عمر اور لائف ممبر کا تعین

آپ کے دور میں جو اہم کام ہوا ہے اس میں 81-1980ء کے سال آئین میں ایک مفید ترمیم کی گئی جس کے تحت 45 سال کے بعد کی عمر کے ممبران یوتھ سروسز کے لائف ممبر بن سکتے ہیں تاکہ اُن کی خدمات سے یوتھ سروسز ہمیشہ مستفید ہو سکے۔

قاسم عثمان کانڈا والا ٹائپنگ انسٹیٹیوٹ کا قیام:۔

برادری کے مخلص رہنما مرحوم قاسم عثمان کانڈ والا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے اوکھائی میمن سروسز نے میمن سوسائٹی میں ٹائپنگ انسٹیٹیوٹ قائم کیا جس کا افتتاح 21 جون 1981ء کو جناب لطیف ابراہیم جمال کے دست مبارک سے ہوا۔ اس سلسلے میں اوکھائی میمن کوآپریٹیو ہاوسنگ سوسائٹی نے اپنی آفس کی جگہ فراہم کی۔ اس کے علاوہ دیگر امور میں پورے سال یوتھ سروسز کے حسب روایات کاموں کو خوش اسلوبی سے نمٹایا جاتا رہا اور جو یوتھ سروسز کے اعتماد اور عزت ووقار میں اضافہ کا باعث رہا۔

www.memonbooks.com

(9)

جناب نور محمد مراد

1981-82ء گیارہویں ٹرم کے لئے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے.

(1)	جناب نور محمد مراد	صدر
(2)	جناب ڈاکٹر اقبال نور محمد ویانی	نائب صدر
(3)	جناب عبدالستار یوسف گٹا	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب عبدالستار یوسف غازیانی	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب موسیٰ مراد	خازن

جناب نور محمد مراد:۔

جناب نور محمد مراد اوکھائی میمن برادری کی چند اہم ترین سوشل ورکر جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں سماجی کاموں میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں آپ اپریل 1950ء میں نوآباد میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری اسکول کھڈہ اور میٹرک اوکھائی میمن اسکول کھارادر سے 1967ء میں کیا B.Com گورنمنٹ کامرس کالج 1971ء میں اور C.A 1979ء میں کیا اسی سال لیکسن گروپ آف کمپنیز میں بحیثیت اکاؤنٹنٹ منسلک ہوئے اور ترقی کرتے ہوئے آج آپ ڈائریکٹر ٹیکسس کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ کو اوکھائی میمن برادری کے سماجی کاموں میں نمایاں حیثیت حاصل ہے آپ یوتھ سروسز کے صدر کے علاوہ اوکھائی میمن جماعت کے نائب صدر اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کے صدر فاؤنڈر ممبر اور یوتھ سروسز کی مختلف کمیٹیوں میں نمایاں خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ عثمان میموریل ہسپتال میں آپ کی خدمات قابل ستائش ہیں۔1969-70ء میں اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کے قیام میں آپ نے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بھرپور کردار ادا کیا اور جس نے برادری میں اہم سماجی شخصیات فراہم کی جنہوں نے اپنی شاندار خدمات کے ذریعے برادری میں انقلابی تبدیلیاں رونما کیں جن میں مرحوم عبدالستار، یوسف گٹا، جناب آدم کاٹھ، جناب عبدالعزیز محمدی، جناب عبدالستار سوریا، جناب عبدالرزاق محمد ویانی اور خادم خود (عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا) بھی اسی ادارے سے سماجی خدمات کی ابتداء کی.اور اُس وقت اسٹوڈنٹس یونین کے صدر جناب نور محمد مراد ہی تھے لہذا میری نظر میں ان کی بڑی عزت ومنزلت ہے اس کے علاوہ آپ کی طرف سے یوتھ سروسز کے فنڈ کلیکشن کے سلسلے میں "فرینڈز

آف عثمان" کے فورم سے یوتھ کے مالی امور اور خصوصاً عثمان ہسپتال میں جدید ساز وسامان کی فراہمی میں اہم خدمات انجام دی ہیں اور آج بھی برادری کے تمام امور میں اپنی خدمات دینے میں ہر وقت نمایاں ہوتے ہیں۔ جناب نور محمد مراد کے دور میں یوتھ سروسز کے باقی تمام امور اپنی روائتی طور پر انجام پاتے رہے۔

www.memonbooks.com

(10)

جناب ہاشم حسین کاڈھ

1982-83ء بارہویں ٹرم کے لئے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے.

(1)	جناب ہاشم حسین کاٹھ	صدر
(2)	جناب اسماعیل حاجی محمد سوریا	نائب صدر
(3)	جناب عبدالستار یوسف گٹا	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب عبدالرشید ابراہیم ویانی	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب عبدالغفار یوپٹ پوترا	خازن

قاسم عثمان کانڈا والا انڈسٹریل ہوم عالمگیر روڈ کا قیام:

جناب ہاشم حسین کاٹھ کے صدارتی دور میں 14 دسمبر 1982ء کو یوتھ سروسز کے زیر اہتمام قاسم عثمان کانڈا والا انڈسٹریل ہوم عالمگیر روڈ پر محترمہ رشیدہ یعقوب بمبئی والا صدر یونا ئیٹڈ میمن ویمن ایسوسی ایشن کے ہاتھ سے افتتاح ہوا.اس پروگرام میں رابعہ قاسم عثمان کانڈا والا صدر جلسہ تھیں آپ کے دور کا اہم ترین کام شمار کیا جاتا ہے۔

یوتھ سروسز میں ہاوسنگ اسکیم کی ابتداء:۔

یوتھ سروسز کے قیام سے یہ بات محسوس کی جارہی تھی کہ برادری کو جو اہم مسئلہ درپیش ہے وہ رہائش کا ہے. 1969ء اور 1974ء کے سروے رپورٹ میں اسی بات کی نشاندہی کی گئی تھی لہذا 1982ء سے اس اسکیم کو شروع کیا گیا اور پہلے سال چار خوش نصیب خاندانوں کو میمن سوسائٹی میں کل =/99,000 ہزار روپے سے مکان 24 مارچ 1983ء میں ہوٹل ہالی ڈے ان میں قرعہ اندازی سے دیئے گئے ۔

8 فروری 1983ء میں اوکھائی میمن برادری کی پہلی لیڈی ڈاکٹر پروین محمد رشید کاٹھ کے اعزاز میں یوتھ سروسز کے حلقہ خواتین کی طرف سے استقبالیہ دیا گیا۔اوراس کے ساتھ ساتھ یوتھ کے تمام سالانہ پروگرام حسب دستور جاری رہے ۔

www.memonbooks.com

جناب ہاشم حسین کاٹھ:۔

جناب ہاشم حسین کاٹھ اوکھائی میمن برادری کی مثبت پروگریسیو سوچ رکھنے والی شخصیتوں میں سے ہیں ۔آپ کا شمار اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے فاؤنڈر ممبروں میں ہوتا ہے اور یوتھ سروسز کا پہلا پروجیکٹ حسین آباد لائبریری جو 21 ستمبر 1969ء میں قائم ہوا اُسکے قیام کے وقت آپ اُسکے چیرمین تھے اس کے علاوہ آپ کے صدارتی دور میں برادری کا سنگین مسئلہ ہاؤسنگ کا آغاز ہوا اس کے علاوہ عالمگیر روڈ پر قاسم عثمان کانڈا والا انڈسٹریل ہوم کا قیام عمل میں آیا۔

جناب ہاشم حسین کاٹھ مٹرواسر اوکھا انڈیا میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم این ڈی ایچ (N.D.H) ہائی اسکول دوارکا سے حاصل کی ۔جناب ہاشم کاٹھ کراچی میں 1957ء مدرسۃ السلامیہ کھارادر سے میٹرک پاس کیا اس کے بعد ایس ایم کامرس کالج سے گریجویشن کیا اور اسلامیہ لا کالج سے L.L.B کیا اور سندھ بار کونسل میں بحیثیت ایڈوکیٹ رجسٹرڈ ہوئے ۔آپ ابتداء میں 1957ء میں ایک سوئس کمپنی اور بعد میں ایک جرمن کمپنی M/S AEG Telefunken LTD 1971 میں منسلک ہوئے جس میں آپ کو اعلیٰ تربیت کے لئے جرمنی جانے کا اتفاق بھی ہوا اس کے علاوہ سماجی خدمات میں آپ نے آل پاکستان میمن فیڈریشن کی گولڈن جوبلی میں میمن قوم کے بارے میں ڈاکومینٹری فلم کا عملی اقدام کیا جس کو بڑی پذیرائی ملی اور اُس کو مشعل راہ بنا کر بعد میں اوکھائی میمن برادری میں اُس کی تقلید کی گئی۔

www.memonbooks.com

(11)

جناب عبدالستار داؤد مراد

1983-84ء تیرہویں ٹرم کے لئے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے.

(1)	جناب عبدالستار داؤد مراد	صدر
(2)	جناب اسماعیل حاجی محمد سوریا	نائب صدر
(3)	جناب عبدالستار یوسف غازیانی	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب ولی محمد بارائی	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب عبدالستار یوسف گنا	خازن

جناب عبدالستار داؤد مراد کا مکمل تعارف ہم نے ان کا اوکھائی میمن جماعت کے صدارتی دور میں تفصیل سے کیا ہے لہذا یوتھ سروسز میں ان کے صدارتی دور سے متعلق واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

برادری میں قربانی کی کھالیں جمع کرنے میں باہمی مشاورت

جناب عبدالستار مراد جو 83-1979ء تک اوکھائی میمن جماعت کے صدر بھی رہے اُن کے یوتھ سروسز کے صدارتی دور میں ادارے کے تعلیمی اور دوسرے اموری انجام دہی کے ساتھ جو اہم بات ہوئی تھی وہ یہ کہ 1972ء میں حکومت کی طرف سے تمام اسکول اور تعلیمی اداروں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا تھا۔ جس میں ہماری برادری کے اسکولوں کی قومی ملکیت میں جانے سے پہلے برادری میں قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا پورا کام اوکھائی میمن مدرسہ ایسوی ایشن کرتی تھی اور اُس سے حاصل ہونے والی آمدنی سے برادری میں غریب اور مستحقین طالب علموں کی تعلیمی امداد کا مکمل انتظام کرتی تھی.

1972ء میں حکومت کی طرف سے تعلیمی اداروں کو قومیانے کے بعد مدرسہ ایسوی ایشن نے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا کام اوکھائی میمن یوتھ سروسز کو سونپ دیا۔ جس کے بعد سے اوکھائی میمن یوتھ سروسز نے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا سلسلہ شروع کیا. 1984ء میں حکومت کی طرف سے میمن برادری کے تمام اسکولز اور تعلیمی اداروں کو اُن کے پرانے اداروں کو واپسی کے بعد مدرسہ ایسوی ایشن نے اوکھائی میمن یوتھ سروسز کو لکھا کہ ماضی کی طرح وہ قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا کام جو مدرسہ ایسوی ایشن کرتی تھی واپس کرنا چاہتی ہے۔ جس کے بعد اس سلسلے میں برادری کے ان دو اداروں کے درمیان باہمی رضامندی سے ایک معاہدہ طے پایا کہ جس کے تحت سالانہ =/40,000 روپے اوکھائی میمن یوتھ سروسز غریب اور مستحق طالب علموں کی معاونت کے لئے اوکھائی میمن مدرسہ ایسوی ایشن کو فراہم کرے گی اس معاہدہ کی 21-8-84 کو ایگزیکیٹو کونسل نے منظوری دی جس کے بعد اس پر عمل درآمد کا سلسلہ شروع ہوا۔

www.memonbooks.com

(12)

جناب اسماعیل حاجی محمد سوریا:۔

اگست 85-1984ء 86-1985ء اور 88-1987ء تین ٹرم میں جناب محمد اسماعیل حاجی محمد سوریا اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے صدر منتخب ہوئے دیگر عہدیداروں میں

(1)	جناب اسماعیل حاجی محمد سوریا	صدر	1984,85,86,87,88ء
(2)	جناب نور محمد مراد	نائب صدر	1984-85ء
(3)	جناب عبدالغفار یوسف پوترا	نائب صدر	1985-86ء
(4)	جناب عبدالعزیز محمدی	نائب صدر	1987-88ء
(5)	جناب عبدالستار یوسف غازیانی	جنرل سکریٹری	1984-85ء
(6)	جناب عبدالستار یوسف گنا	جنرل سکریٹری	1985-86ء
(7)	جناب نور محمد مراد	جنرل سکریٹری	1987-88ء
(8)	جناب احمد عمر گابا	جوائنٹ سکریٹری	1984-85ء
(9)	جناب عبدالکریم گناترا	جوائنٹ سکریٹری	1985-86ء
(10)	جناب عبدالرزاق پنجوانی	جوائنٹ سکریٹری	1987-88ء
(11)	جناب عبدالرحمٰن پنجوانی	خازن	1984-85ء
(12)	جناب عبدالستار داؤد پنجوانی	خازن	1985,86,87,88ء

www.memonbooks.com

جناب اسماعیل حاجی محمد سوریا:۔

جناب محمد اسماعیل حاجی محمد سوریا جولائی 1953ء میں کھارادر میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مریم اسکول سے حاصل کی 1968ء میں میٹرک شرف آباد اسکول سے کیابعد ازاں کالج میں داخلہ لیا مگر والد کے انتقال کی وجہ سے تعلیم کو خیر آباد کیا۔

آپ نے سماجی خدمات کی ابتداء 1973ء میں یوتھ سروسز کے لئے قربانی کی کھالیں جمع کرنے سے شروع کی اور 1974ء میں جناب عبدالرحمٰن گنا کے ساتھ فنڈ کلیکشن سے عملی طور پر یوتھ کی سرگرمیوں میں شامل ہوئے۔ آپ جناب صدیق کاٹھ کے دور میں جماعت کی

سمادھان کمیٹی کے چیئرمین رہےاور وہاں پر قابل قدر خدمات انجام دی اور جو آپ کی عزت و وقار میں اضافہ کا باعث بنی اس کے علاوہ یوتھ سروسز کی تمام کمیٹیوں میں اہم کردار ادا کیا جس کا بین ثبوت کہ آپ اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے تین ٹرم میں صدر کے عہدے پر رہے ۔عثمان میموریل ہسپتال کے اموراور بعد میں اُس کی یوتھ سروسز کو مکمل طور پر منتقلی کے عمل اور اُسمیں عملی خدمات کیں ۔اس کے علاوہ یوتھ سروسز کے بچوں میں تعلیمی وظائف کے سلسلے میں بھی تعاون کرتے ہیں آپ کپڑے کی تجارت سے وابستہ ہیں اور اقبال مارکیٹ کی ایسوی ایشن میں بھی کلیدی عہدوں پر فائض رہے ہیں ۔

جناب محمد اسماعیل حاجی محمد سوریا 1974ء سے آج تک اوکھائی میمن یوتھ سروسز کو دام درم سخنے ہر طرح سے اپنی خدمات دے رہے ہیں جناب محمد اسماعیل سوریا کے تینوں ادوار میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے امور میں بہتری رونما ہوئی اور اُسکے تمام پروگراموں کو بڑے اچھے انداز سے اور خصوصاً فنڈ جمع کرنے اور دوسرے امور کو بحسن خوبی انجام دیا گیا ۔آپ نے آل پاکستان میمن فیڈریشن کے پلیٹ فارم پر ایک شاندار نمائش کے انعقاد میں کلیدی کردار ادا کیا برادری میں موجودہ جماعت کی کابینہ میں آپ نائب صدر کے عہدے پر فائز ہیں آپ کے یوتھ سروسز کے صدارتی دور میں اسکول میں فیس دینے کے امور میں بہتری کی گئی تھی جس میں مستحقین میں نقد رقم کے بجائے براہ راست اسکول میں فیسوں کی ادائیگیوں کا نظام رائج کیا گیا ۔آپ کو برادری میں بڑی عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۔

جناب محمد اسماعیل حاجی محمد سوریا کے یوتھ سروسز میں تین صدارتی ادوار پر نظر دوڑائیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یوتھ سروسز پر ایک جمود کی کیفیت طاری تھی اور وہاں پر بظاہر کوئی پرگریسیو کام ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا تھا جبکہ وہ ماضی میں بزرگوں کی کاوشوں پر اپنا کام چلانے کی روش نمایاں طور پر محسوس کی جاسکتی ہے اور نئی پروگریس نظر نہیں آتی ۔

www.memonbooks.com

(13)

جناب انور حسین سوریا :۔

1986-87ء میں جناب انور حسین سوریا یوتھ سروسز کے صدر منتخب ہوئے ان کے دیگر عہدیداروں میں

(1)	جناب انور حسین سوریا	صدر
(2)	جناب عبدالغفار رامدانی	نائب صدر
(3)	جناب محمد رفیق گنا	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب محمد ابراہیم مامدنی	جوائنٹ سکریٹری
(5)	جناب محمد ہارون عثمان گنا	خازن

جناب انور حسین سوریا نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین سے شروع کی۔آپ 1952ء میں نوا آباد میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم عیسٰی جمال اسکول اور میٹرک C.M.S اسکول سے کیا اُس وقت اسکول کرچین مشنری کے تحت چلتا تھا اُن دنوں آپ کی کوششوں سے اسکول میں جلسہ سیرت النبی اور بعد میں وہاں پر باجماعت نماز کا اہتمام کیا گیا جو بعد میں اسکول کی انتظامیہ کو بہت سے مسائل کا سامنا پڑا تھا یہ بات 1967-68ء کی ہے

جناب انور حسین سوریا 1972-73ء میں اسٹوڈنٹس یونین کے جنرل سیکریٹری بنے جب کہ اُس وقت کے صدر جناب نورمحمد مراد تھے اور اُن دنوں یونین بہت فعال تھی اور اُس وقت کے یونین کے ممبران برادری میں اہم عہدوں پر فائز ہوئے آپ نے یوتھ سروسز میں بھی فعال کردار ادا کیا۔آپ اپنی کاروباری مصروفیات کی وجہ سے سماجی خدمات سے دور ہوگئے لیکن آپ اب بھی اکثر ضرورت پڑنے پر ہر وقت خدمات دینے کے لئے حاضر رہتے ہیں۔

آپ کے دور میں ہونے والے کام

(1) جناب انور حسین سوریا کے صدارتی دور میں برادری میں قرآن شریف حفظ کرنے والوں کے لئے گولڈ میڈل کے لئے وقت کی پابندی کی شرط ختم کر کے تمام حافظ قرآن کو گولڈ میڈل دینے کا فیصلہ کیا گیا۔اس کے علاوہ تعلیمی امور میں بہتری کے کئی اقدامات کئے گئے۔

(2) آپ کے صدارتی دور میں پہلے جنرل سیکریٹری کے لئے جناب عبدالرزاق اسماعیل مرکٹیا منتخب ہوئے تھے جو اپنی ذاتی مصروفیات کی وجہ سے مستعفی ہوئے اور اُن کی جگہ جناب رفیق گنا جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔

دیگر امور

حسب روایات تعلیمی اور ممبران کے پروگرام جاری رہے۔

www.memonbooks.com

(14)

جناب عبدالغفار پوپٹ پوتڑا :۔

1988-89ء میں یوتھ سروسز کی صدارت پر جناب عبدالغفار پوپٹ پوتڑا منتخب ہوئے ان کے دیگر عہدیداران میں ۔

(1)	جناب عثمان حاجی اسحاق غازیانی	نائب صدر
(2)	جناب عبدالستار سوریا	جنرل سیکریٹری
(3)	جناب صالح محمد بارائی	جوائنٹ سیکریٹری
(4)	جناب عبدالستار محمد کرار	خازن

یوتھ سروسز میں کمپیوٹر سینٹر کا قیام:۔

☆ 1988-89ء کے ٹرم میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی نئی تعلیمی کمیٹی کے زیر اہتمام کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر کا قیام عمل میں آیا پہلا کمپیوٹر سینٹر حسین آباد میں 7 جولائی 1989ء میں دو کمپیوٹر سے اور دوسرا سینٹر میمن سوسائٹی کے علاقے میں 29 جولائی 1989ء میں وہاں بھی دو کمپیوٹر سے ہوا۔

☆ باقی پورے ٹرم میں تمام تعلیمی، معاشی، ہاوسنگ کاروباری امداد اور ممبروں میں باہمی رابطے کے پروگرام ہوئے اور مجموعی طور پر یوتھ سروسز کے تمام امور خوش اسلوبی سے جاری رہے۔

جناب عبدالغفار پوپٹ پوتڑا

جناب عبدالغفار پوپٹ پوتڑا 1954ء میں کراچی کے علاقے لیاقت بستی نوآباد میں پیدا ہوئے ۔ابتدائی تعلیم عیسیٰ جمال اسکول نوآباد میں بعد میں حسین آباد شفٹ ہوجانے پر H.E.F اسکول سے میٹرک اور انٹر پریمیر کالج B.A اور L.L.B اردو لا کالج سے کیا آپ نے سماجی کاموں کی ابتداء حسین آباد والنٹیر کور سے کی بعد میں قربانی کی کھالیں جمع کرنے کے عمل سے یوتھ سروسز سے وابستہ ہوئے 1979ء میں یوتھ کے ممبر بنے اور مختلف عہدوں پر اور مختلف کمیٹیوں میں اپنے فرائض انجام دیئے آپ کے بے لوث کام کرنے کے جذبے کی وجہ سے آپ 1988-89ء میں یوتھ سروسز کے صدر کے عہدے پر پہنچے اس کے علاوہ آپ اوکھائی میمن جماعت میں مختلف ادوار میں مینجنگ بورڈ کے ممبر رہے۔ آپ کو تعلیمی امور میں خصوصی دلچسپی ہے آپ یوسف علی سوریا کالج کے چیرمین بھی رہے ۔

www.memonbooks.com

(15)

جناب آدم محمد کاٹھ:۔

1989-90ء اور 1990-92ء میں آدم کاٹھ اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے صدر منتخب ہوئے ان کے دیگر عہدیداروں میں۔

(1)	جناب عبدالغفور رنگابا	نائب صدر	1989-90
(2)	جناب عبدالرحیم سوریا	نائب صدر	1990-92ء
(3)	جناب عبدالستار سوریا	جنرل سیکریٹری	1989-90ء
(4)	جناب عبدالغفور رنگابا	جنرل سیکریٹری	1990-92ء
(5)	جناب عبدالستار محمد جکھوڑا	جوائنٹ سیکریٹری	1989-90ء
(6)	جناب عبدالرشید عبدالستار کرار	جوائنٹ سیکریٹری	1990-92ء
(7)	جناب صالح محمد بارائی	خازن	1989-90ء
(8)	جناب عبدالرزاق عثمان	خازن	1990-92ء

یوتھ سروسز میں انقلابی تبدیلیاں

☆ جناب آدم کاٹھ کے یوتھ سروسز کے صدر بنا یوتھ سروسز میں انقلابی تبدیلیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور گذشتہ کئی سالوں سے اوکھائی میمن یوتھ سروسز اپنے حسب روایات پروگرام کی انجام دہی اور امداد کی صورت میں اپنا بھرپور کردار ادا کررہی تھی لیکن جناب آدم کاٹھ کے صدارتی دور میں بہت ہی مثبت تبدیلیاں رونما ہوئیں۔اُس وقت گذشتہ کئی سالوں سے اوکھائی میمن یوتھ سروسز جمود کا شکار تھی اُس کا خاتمہ ہوا اور نئی جنریشن یوتھ کے پروگراموں میں زیادہ حصہ لینے لگی۔

او،ایم،وائی ایس کی نوآباد اکیڈمی:۔

جناب آدم کاٹھ کے دور میں 30لاکھ روپے کی لاگت سے نوآباد میں او۔ایم،وائی،ایس اکیڈمی خریدی گئی۔جس کی نگرانی کے لئے اسکول گورننگ کمیٹی قائم کی گئی یہ اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کے بعد سے اب تک یہ ایک بہت بڑی کامیابی تھی جس نے یوتھ کی ترقی کے سفر کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی ابتداء کی۔

یوتھ سروسز کے ہیڈ آفس کی حسین آباد منتقلی:۔

☆ آپ کے دور میں دوسری سب سے بڑی پیش رفت اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا 1992ء میں میمن سوسائٹی سے حسین آباد منتقلی تھی کیونکہ اُس وقت تک برادری کی بڑی تعداد وہاں پر منتقل ہوگئی تھی اور حسین آباد میں شہر کے دوسرے علاقوں کے رہنے والوں کے لئے بھی سینٹر کی حیثیت اختیار کر گیا تھا لہٰذا اس مثبت اقدام سے یوتھ سروسز میں مثبت تبدیلیاں رونما ہوئیں اور نئے ورکروں اور نوجوانوں کا یوتھ میں کام کرنے کے شوق میں اضافہ ہوا۔ جو اُس کے انقلابی تبدیلیوں کا باعث بنا۔

برادری کے طلباء کو بیرون ممالک کے لئے تعلیمی امداد

☆ جناب آدم کاٹھ کے صدارتی دور میں برادری کے دو بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں امریکہ بھیجا گیا اور وہ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد یوتھ سروسز کے اچھے ڈونر بنے اور کئی سالوں سے اپنی ڈونیشن یوتھ کو بھیجتے ہیں۔

اوکھائی ٹائمز کا اجراء:۔

☆ آپ کے دور میں جنوری 1991ء میں اوکھائی ٹائمز کا اجراء کیا گیا۔ یاد رہے اس سے پہلے اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے پلیٹ فارم سے "سماج" نکلتا تھا جو کئی سالوں سے بند ہو گیا تھا۔ لیکن اوکھائی ٹائمز جاری کرکے برادری کے نوخیز قلمکاروں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا مقصود تھا۔ یاد رہے یوتھ سروسز کے قیام کے وقت tNews&Views م کا رسالہ نکلتا تھا جو اُس وقت قائم ریسرچ اینڈ پبلیکیشن کمیٹی اُسے جاری کرتی تھی۔

الیکشن کی میعاد ایک سال سے دو سال کا فیصلہ:۔

آپ ہی کے دور میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے آفس ٹرم جو ایک سال کا تھا بڑھا کر اُس کے قیام کے وقت والا ٹرم دو سال کا کر دیا گیا جس کے بعد سے اب تک عہدیداروں کا انتخاب دو سالوں کے لئے ہوتا ہے۔

آپ کا آئینی بالادستی کا بے مثال مظاہرہ:۔

جناب آدم کاٹھ کے صدارتی دور میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں ایک آئینی مسئلہ اُٹھا کہ یوتھ سروسز کے آئین کے تحت ایک عام رکن کی عمر زیادہ سے زیادہ 45 سال ہونی چاہیے۔ جب کہ 4 جنوری 1992ء کو اُس وقت کے صدر جناب آدم کاٹھ کی عمر 45 سال ہو چکی تھی۔ آپ نے آئین کی بالادستی برقرار رکھتے ہوئے ضمنی انتخاب کی سفارش کی جس کے بعد ضمنی انتخاب میں جناب نور محمد علی محمد داوڑہ بحیثیت صدر اوکھائی میمن یوتھ

سروسز کے صدر منتخب ہوئے دوران صدارت 23 جولائی 1992ء کو جناب نور محمد علی محمد دواڑہ کا اچانک انتقال ہوگیا. آپ کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے چاندنی چوک میں واقع مدرسہ کا نام مرحوم نور محمد علی محمد داوڑہ مدرسہ تعلیم القرآن رکھا گیا. آپ کے دورِ صدارت میں یوتھ سروسز کے فنڈ کلیکشن میں نمایاں اضافہ ہوا۔

جناب آدم محمد کاٹھ:۔

جناب آدم محمد کاٹھ 4 جنوری 1947ء کو نوآباد کراچی میں پیدا ہوئے. ابتدائی تعلیم حاجی عبداللہ ہارون اسکول سے میٹرک کیا اور انٹر کامرس اور بی کام حاجی عبداللہ ہارون کالج سے کیا اور ایم اے اکنامکس کراچی یونیورسٹی سے کیا. دوران تعلیم ہی M.C.B بینک سے وابستہ ہوگئے اور اُس میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہے۔ بعد میں حج وعمرے پر ٹریول ایجنٹ کے طور پر کام شروع کیا اور آج بھی آپ کو اس شعبہ میں نمایاں مقام حاصل ہے۔

جناب آدم محمد کاٹھ نے اپنی سماجی خدمات کی ابتدا کالج میں اسٹوڈنٹس لیڈر کے طور پر کی اور وہاں پر مختلف مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے رہے اسی شوق نے آپ کو اپنے ہم خیال ساتھیوں کے ساتھ اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین قائم کی (جس کا تفصیلی ذکر اسٹوڈنٹس یونین کے باب میں کیا جائے گا) اور آپ اُسکے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ آپ کے دورِم میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں جو آپ کی مثبت سوچ کی عکاسی کرتی ہے. اس کے علاوہ یوتھ سروسز میں تقریباً تمام اہم عہدوں اور نمایاں کمیٹیوں میں آپ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کے امور میں جناب عبدالستار سوریا کے دور میں بسوں کے حصول کے لئے فنڈ جمع کرنے کی مہم میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

www.memonbooks.com

(16)

جناب عبدالرشید ابراہیم ویانی

1992-94ء میں جناب عبدالرشید ابراہیم ویانی یوتھ سروسز کے صدر منتخب ہوئے ان کے دیگر عہدیداران میں ۔

(1)	ڈاکٹر عبدالرشید ابراہیم ویانی	صدر
(2)	جناب صالح محمد بارائی	نائب صدر
(3)	جناب عبدالرزاق لاکھا	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب عبدالرشید گناترا	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب عبدالغفور گابا	خازن

www.memonbooks.com

یوتھ سروسز میں جہیز اسکیم کا آغاز:۔

☆ 1992-94ء کے ٹرم میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز نے غریب وسفید پوش افراد کی بیٹیوں کی شادی میں جہیز کی رکاوٹ دور کرنے کے لئے جہیز اسکیم کا آغاز کیا۔

☆ اس کے علاوہ پورے دو سال مختلف تعلیمی امداد اور وظائف اور مستحقین کی مالی امداد جس میں ماہانہ راشن، میڈیکل امداد، ہاوسنگ اور کاروباری امداد وغیرہ شامل ہے۔اس کے ساتھ ممبروں کے لئے مختلف پروگرام بھی شامل تھے۔

ڈاکٹر عبدالرشید ابراہیم ویانی

ڈاکٹر عبدالرشید ابراہیم ویانی 9 مارچ 1957ء کراچی میں پیدا ہوئے میٹرک اسکول سے اور انٹر کالج سے کیا اور Dhms پاکستان سینٹرل ہومیو پیتھک کالج 1980ء میں کیا آپ نے ماسٹرز زولوجی ، ایجوکیشن اور بین الاقوامی تعلقات میں کیا اس وقت میڈیکل سپریٹنڈنٹ کے عہدے پر ایک سرکاری ہسپتال میں فائز ہیں

آپ نے اپنی سماجی خدمات کے سلسلے میں اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین یوتھ سروسز ہیلتھ اینڈ ہائجین سوسائٹی اور انجمن ترقی اوکھائی میمن (Atom) میں اہم عہدوں اور ان اداروں کی مختلف کمیٹیوں میں اپنی خدمات دی ہیں ۔آپ کی زندگی کی اہم کاموں میں اوکھائی میمن جماعت سے 1989ء میں ''پیغام'' کا اجراء آپ نے شروع کروایا تھا اس کے علاوہ آپ کئی سال تک جماعت کے منیجنگ بورڈ کے ممبر بھی رہے ہیں ۔

(17)

جناب عبدالرزاق عثمان ویانی

اگست 1994-96ء، 1996-98ء اور 2000-2002ء تین ٹرم تک جناب عبدالرزاق محمد عثمان ویانی اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے صدر منتخب ہوئے۔ان کے ساتھ دیگر عہدیداروں میں

(1)	جناب عبدالرزاق عثمان ویانی	صدر	1994-98,2000-02ء
(2)	جناب ہارون رشید سوریا	نائب صدر	1994-98ء
(3)	جناب محمد صدیق گابا	نائب صدر	2000-2002ء
(4)	جناب عبدالکریم گناترا	جنرل سیکریٹری	1994-96ء
(5)	جناب محمد حسین ہاشم ویانی	جنرل سیکریٹری	1996-98ء
(6)	جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا	جنرل سیکریٹری	2000-2002ء
(7)	جناب عبدالقادر داود پنجوانی	جوائنٹ سیکریٹری	1994-96ء
(8)	جناب ریاض احمد عبدالستار جعفرانی	جوائنٹ سیکریٹری	1996-98ء
(9)	جناب آصف گابرانی	جوائنٹ سیکریٹری	2000-2002ء
(10)	جناب عبدالحمید محمد کاٹھ	خازن	1994-96ء
(11)	جناب محمد یعقوب حاجی داود کاٹھ	خازن	1996-98ء
(12)	جناب محمد اسلم طیب پاستا	خازن	2000-2002ء

www.memonbooks.com

جناب عبدالرزاق عثمان ویانی

ان کا تعارف جماعت کے صدارتی دور میں پیش کیا گیا ہے جناب عبدالرزاق محمد عثمان ویانی کے یہ تین ٹرم اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں انتہائی کامیاب رہے ہیں جس نے برادری کے سماجی ڈھانچوں میں دورس نتائج مرتب کیے ہیں۔

S.A.J تعلیمی پروجیکٹ کا قیام

19 جنوری 1996ء کا دن یوتھ سروسز کی تاریخ کا یادگار دن جس دن اوکھائی میمن برادری کے واجب احترام بزرگ جناب سلیمان احمد جیوانی کے مالی تعاون سے S.A.J تعلیمی پروجیکٹ حسین آباد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اور اسکول میں یکم اپریل 1997ء سے تعلیمی سال کا آغاز کیا گیا۔

جناب سلیمان احمد جیوانی (S.A.J)

اوکھائی میمن برادری کی پوری تاریخ میں جناب سلیمان احمد جیوانی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے برادری میں سب سے پہلے تعلیمی امور کی انجام دہی کیلئے سب سے بڑا عطیہ دیا جس سے S.A.J اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا اور تقریباً یہ رقم دو تین مراحل میں 50 لاکھ کے قریب ہے۔ جس نے برادری کی سماجی اداروں پر اعتماد کی بحالی میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ جس کو دیکھتے ہوئے بعد میں اوکھائی میمن برادری کے کئی مخیّر حضرات نے لاکھوں روپے کے عطیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ جس کی مثال یعقوب ویانی فاؤنڈیشن جناب نور محمد یعقوب ویانی فیملی، گلزار ہجری میں O.M.Y.S اکیڈمی کا قیام جس میں جناب سلیمان ولی کاٹھ اور رشید ولی کاٹھ فیملی، اس کے علاوہ جماعت میں بسوں کی خریداری میں عثمان حسین احمد پنجوانی فیملی، گاگائی فیملی، داورڑا فیملی اور دیگر فیملیوں نے گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جناب سلیمان احمد جیوانی 18 نومبر 1936ء میں اوکھا منڈل کے گاؤں ڈرانسویل میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم دوارکا میں اور بعد میں قیام پاکستان کے بعد کراچی اکیڈمی سے پرائمری اور میٹرک مدرسہ اسلامیہ سے 1953ء میں کیا۔ آپ بھی جناب عیسیٰ جمال کے ساتھ اُس تاریخی لانچ میں سفر کر رہے تھے جو اوکھا سے تمام بورڈروں کو لے کر کراچی آئی تھی (M.V.Majjthia) جس کے بارے میں کراچی میں اُس وقت مشہور ہو گیا تھا کہ یہ لانچ ڈوب گئی ہے۔ لیکن بفضل اللہ تعالیٰ وہ محفوظ تھی۔ جس میں برادری کی بڑی بڑی شخصیتوں نے سفر کر کے کراچی میں ہجرت کی۔ آپ کی تعلیمی سلسلے میں میٹرک کے بعد ایس ایم کامرس کالج سے 1962.63 میں (B.com) تک تعلیم حاصل کی۔

جناب سلیمان احمد جیوانی نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء جماعت میں جناب حاجی محمد حاجی احمد ویانی کے دور سے شروع کی اور اُن دنوں مختلف کمیٹیوں میں اپنی خدمات دیتے رہے۔ 1962ء میں حسینی آباد رہائش اختیار کرنے کے بعد وہاں پر حسین آباد ویلفر ایسوی ایشن کے قیام اور اُسکے امور کی انجام دہی میں اپنی خدمات دیتے رہے۔ بعد میں اوکھا منڈل ہاوسنگ اسکیم کے بنیادی ممبروں میں شامل ہوئے آج بھی آپ اُس سے وابستہ ہیں آپ کی سماجی خدمات میں اہم ترین کام اوکھائی میمن یوتھ سروسز کو دیئے والا وہ بڑا عطیہ ہے جس نے برادری کے سماجی کاموں کے دھارے کو تبدیل کر دیا اور جو بہت ہی مثبت سمت پر جاری و ساری ہے۔ جو بلاشبہ آپکا اس برادری کے لیئے بڑا کام ہے۔ (1)

www.memonbooks.com

ہاشم آباد میں پلاٹ کا سنگ بنیاد

اسی طرح 14 اگست 1996ء میں ہاشم آباد اسکیم 33 ہاشم آباد کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی میں 2920 گز کا اسکول تعمیر کرنے کے لئے پلاٹ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

عثمان میموریل ہسپتال مکمل یوتھ سروسز کے زیر اہتمام

عثمان میموریل ہسپتال اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے بانی مرحوم محمد عثمان کی یاد میں تعمیر کیا گیا۔ ہسپتال 1983ء سے ایک گورننگ بورڈ کی نگرانی میں چل رہا تھا۔ یکم مئی 1997ء ہسپتال مکمل طور پر یوتھ سروسز کے حوالے کر دیا گیا اور مجلس عاملہ کیطرف سے نامزد انتظامی کمیٹی جس کے پہلے چیرمین جناب نور محمد حاجی داؤد مراد مقرر ہوئے۔

حسین آباد میں SAJ تعلیمی پروجیکٹ کی تکمیل کے بعد یوتھ سروسز کا اعتماد برادری کے مخیّر حضرات کی نظر میں اور بڑھ گیا اس سلسلے میں جناب نور محمد یعقوب ویانی اور ان کے فیملی نے اپنا ایک پروجیکٹ جو کہ ایم۔ ای۔ سی آؤٹ پیشنٹ ڈسپنسری کے نام سے کام کر رہا تھا اس کو یوتھ سروسز کو عطیہ کے طور پر دیا۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے اسکالرشپ کا اجراء

2000ء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز نے ایک اور سنگ میل عبور کیا اور برادری میں اعلیٰ ٹیکنیکل اور ہائر ایجوکیشن حاصل کرنے کے لئے کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا اور اسی سلسلے میں برادری سے سیلف فنانس کی صورت میں ایک بچے کو کمپیوٹر انجنیرنگ میں N.E.D یونیورسٹی میں داخلہ دلوایا گیا۔ پروفیشنل ایجوکیشن کمیٹی کا مقصد برادری کے نوجوانوں کو پروفیشنل تعلیم میں معاونت کرنا تا کہ وہ مستقبل کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت حاصل کرسکیں۔

حاجی محمد گابا کوچنگ سینٹر میمن سوسائٹی کا قیام

10 فروری 2002ء میں جناب عبدالرزاق ویانی کے صدارتی دور میں میمن سوسائٹی میں اسٹیڈی سینٹر والی جگہ پر حاجی احمد حاجی محمد گابا کوچنگ سینٹر کا قیام عمل میں آیا جو آج کل omys کیڈمی اسکول کے حصے کے طور پر بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں گابا فیملی نے ایک پلاٹ شاہ فیصل کالونی میں یوتھ سروسز کو عطیہ کے طور پر دیا تھا جس پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر لیا تھا جس کو بڑی تگ و دو کے بعد حاصل کیا گیا اس پورے معاملات کی انجام دہی میں جناب فاروق ویانی (ہائیکورٹ) نے اہم کردار ادا کیا۔

www.memonbooks.com

اوایم وائی ایس اکیڈمی گلزار ہجری کا قیام:۔

17مارچ 2002ء کو omys اکیڈمی گلزار ہجری میں تعلیمی پروجیکٹ کا ابتداء کیا گیا برادری کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے برادری کی انتہائی معزز فیملی کے مالی تعاون سے اس پروجیکٹ کا سنگ بنیاد جولائی 2002ء کو کیا گیا۔اُس پروجیکٹ پر 30 لاکھ روپے خرچ ہوئے جو سلیمان وی کاٹھ اور رشیدوی کاٹھ فیملی نے مکمل مالی تعاون کیا۔

جناب سلیمان وی کاٹھ اور جناب رشیدوی کاٹھ (کاٹھ برادران)

جناب سلیمان ولی محمد کاٹھ اور جناب رشیدولی محمد کاٹھ اوکھائی میمن برادری کی وہ تاریخی شخصیات جو قیام پاکستان سے قبل بھی اوکھا میں برادری کے انتہائی تعلیم یافتہ بزرگوں میں شمار کیئے جاتے تھے یہ دونوں بزرگ "کاٹھ برادران" اوکھائی میمن برادری کے پہلے B.SC گریجویٹ ہیں جنہوں نے یہ ڈگری 1947.48 میں بڑودہ انڈیا سے حاصل کی تھی۔

کاٹھ برادران کی پیدائش انڈیا میں مڑواسر میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم دوارکا کے N.D.H اسکول سے حاصل کی آپ کے ساتھ ان دنوں برادری کے دیگر طالب علم ساتھیوں میں جناب لطیف ابراہیم جمال، جناب ابوبکر گاگائی جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی، جناب نور محمد یعقوب ویانی اور دیگر شامل تھے۔ان شخصیات نے بعد میں برادری میں اپنی نمایاں خدمات کی بدولت ایک ممتاز مقام حاصل کیا۔کاٹھ برادران قیام پاکستان کے بعد کراچی تشریف لے آئے اور خصوصاً جناب سلیمان وی کاٹھ نے (B.E) میکینیکل انجینئرنگ میں کیا۔

جناب سلیمان وی کاٹھ ابتداء میں ایک انگریز کمپنی (J.P.Poats) سے وابستہ ہوئے بعد میں آدمجی فیملی کی طرف سے اُن کے یہاں خدمات دینے کی خواہش پر آپ اُن کے ساتھ منسلک ہوئے کیونکہ ابتداء میں تعلیمی امور کے مسائل اور اس سلسلے میں سر آدمجی کی طرف سے تعلیمی اسکالرشپ کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم کا حصول ممکن ہوا تھا ان تمام امور کو سامنے رکھتے ہوئے آپنے کافی عرصے تک (General Manager) کی حیثیت سے آدمجی گروپ کے ساتھ اعلیٰ عہدے پر اپنی خدمات انجام دی اس کے بعد جناب محمد عثمان کاٹھ کی درخواست پر عثمان ٹیکسٹائل میں مینجنگ ڈائریکٹر کی خدمات انجام دی۔(یہاں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب محمد عثمان کاٹھ نے یہ مل جس کا پرانا نام ولیکا ٹیکسٹائل تھا خریدی اور اُسکے دو تین دن کے اندر ان کا جان لیوا حادثہ رونما ہوا) جناب سلیمان وی کاٹھ کچھ عرصہ عثمان ٹیکسٹائل میں اپنی خدمات دینے کے بعد اپنا ذاتی کاروبار رزاق انجینئرنگ کے نام سے ائیر کنڈیشنڈ پلانٹ بنانے والا پاکستان کا پہلا پلانٹ قائم کیا اور آج بھی اپنے حلقے میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہیں۔

جناب عبدالرشیدوی کاٹھ قیام پاکستان کے بعد اُن دنوں "انجام" اخبار نکلتا تھا اُس سے وابستہ ہوئے اور کچھ عرصے بعد آپ کیمیکل اور انجینئرنگ کے شعبہ سے وابستہ ہوئے۔

کاٹھ برادران کی سماجی خدمات کی ابتداء تو قیامِ پاکستان سے قبل دوارکا سے ہی شروع ہوچکی تھی کیونکہ اوکھامنڈل میں کسی بڑے تہوار کے دن پوری برادری کو "دھام" دعوتِ عام ہوئی تھی اور اُس کا زیادہ تر اہتمام "کاٹھ کھنڈی" کی طرف سے کیا جاتا تھا اور اس میں آپ ہمیشہ سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جناب سلیمان وی کاٹھ برادری کے سماجی امور کی انجام دہی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے اور خاص کر 1949.53 تک اوکھائی میمن جماعت میں ایکشن کمیٹی کے تحت اُس وقت کے مسائل کے حل میں آپ نے نمایاں خدمات انجام دی تھی۔ اس کے علاوہ کراچی میں اوکھائی میمن انجمن اور اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام میں اُس وقت کے رہنماؤں کی بڑی رہنمائی اور معاونت فرمائی تھی۔(1)

"کاٹھ برادران" کی علم دوستی اور برادری میں تعلیم کو فروغ دینے میں نمایاں خدمات میں گلزار ہجری میں قائم (O.M.Y.S) اکیڈمی کا قیام جس میں اُس کے تمام مالی اخراجات کی ادائیگی جو اُس وقت تقریباً (30) لاکھ روپیے تھے آپ کی فیملی نے ادا کیا۔ جس کی وجہ سے آج اُس علاقے میں بڑی تعداد میں بچے زیورِ تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں۔ یہ "کاٹھ برادران" کی برادری کے لیئے ایک اہم ترین خدمت ہے۔

عبدالکریم سلیمان گناتڑا:

جناب عبدالکریم سلیمان گناتڑا اوکھائی میمن برادری کے چند انتہائی مخلص سماجی ورکروں میں شمار کیے جاتے ہیں مرحوم اپنی انتھک محنت اور کوششوں سے برادری میں پریشان حال لوگوں اور خصوصاً تعلیم و صحتِ عامہ کے لیئے نمایاں خدمات انجام دی۔

عبدالکریم گناتڑا نوآباد میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم عیسیٰ جمال اسکول نوآباد اور میٹرک اوکھائی اسکول کھارادر سے کیا بعد میں حاجی عبداللہ کالج سے انٹر کامرس کیا۔

آپ نے اپنی سماجی خدمات کا آغاز نوآباد وبیلفیر کمیٹی سے کیا جو محرم میں 10 روزہ مجالس کے انعقاد کے ساتھ ساتھ علاقے میں دیگر خدمات انجام دیتی تھی۔ آپ اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین میں اُس کے ابتدائی دور سے شامل تھے اور ابتداء میں یونین کی فٹبال ٹیم میں جناب عبدالستار گنا کے ساتھ شامل ہوئے اور بعد میں اسٹوڈنٹس یونین کی سرگرمیوں میں انتہائی فعال کردار ادا کیا۔

جناب عبدالکریم گناتڑا کی اوکھائی میمن یوتھ سروسز سے وابستگی کی ابتداء ان کے بڑے بھائی محمد یوسف حاجی سلیمان گناتڑا نوآباد کے علاقے میں زکوٰۃ کلیکشن اور قربانی کی کھالوں کے جمع کرنے کے سلسلے میں چیئرمین ہوا کرتے تھے۔ اُس کی وجہ سے آپ بھی یوتھ سروسز کی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کیا اور اپنی انتھک محنت اور کوششوں سے یوتھ میں چند نمایاں ترین خدمات انجام دینے والے ورکروں میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے۔ خصوصاً حسین آباد میں S.A.J اکیڈمی کے قیام کے سلسلے میں ابتدائی مرحلے میں زمین کے حصول میں جب آپ یوتھ سروسز میں جنرل سیکرٹری کے عہدے پر فائز تھے جو ہمت و استقلال کا مظاہرہ کیا جب اُس وقت برادری کے بڑے بڑے سماجی ورکروں نے ہمت ہار دی تھی ایسے میں آپ کی

جواں مردی نے جناب سلیمان احمد جیوانی اور دیگر بزرگوں کے تعاون سے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا جو بلاشبہ آپ کی سماجی خدمات کے نمایاں کاموں میں سے ہے۔

آپ نے یوتھ سروسز میں تقریباً تمام کمیٹیوں میں اپنی گراں قدر خدمات انجام دی ۔اوکھائی میمن جماعت میں بھی مختلف عہدے پر رہنے کے ساتھ جماعت میں مختلف کمیٹیوں میں اہم کردار ادا کیا اور خصوصاً اشاعت کمیٹی سے آپ کو خاص اُنسیت تھی اور آپ نے پیغام، سماج اوکھائی ٹائمز میں اپنی گراں قدر خدمات انجام دی۔آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں جماعت کے پلیٹ فارم سے جلدی امراض بلڈ گروپنگ اور آنکھوں کے کیمپ میں نمایاں کردار ادا کیا اور ڈاکٹروں کے آرام کے مشورے کے باوجود مستقل اُسکے اہتمام میں حصہ لیتے رہے ۔جو آپکی سماجی خدمات میں بے لوث اور جنونی خدمات کی عکاسی کرتی ہے۔ان کا نام بلاشبہ اوکھائی میمن برادری میں حقیقی بے غرض سماجی ورکروں میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

www.memonbooks.com

(18)

محمد فاروق حاجی حسین غازیانی

1998-2000ء کے ٹرم میں مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے

(1)	محمد فاروق حاجی حسین غازیانی	صدر
(2)	جناب عبدالستار حاجی محمد جکھوڑا	نائب صدر
(3)	جناب عبدالقادر داوو پنجوانی	جنرل سیکریٹری
(4)	جناب ریاض احمد عبدالستار جعفرانی	جوائنٹ سیکریٹری
(5)	جناب عبدالغفور سلیمان سانا گابا	خازن

جناب فاروق حاجی حسین غازیانی:۔

جناب فاروق حاجی حسین غازیانی 14 جون 1964ء کھارادر میں پیدا ہوئے میٹرک تک تعلیم اوکھائی میمن اسکول کھارادر ایس ایم کالج سے انٹرمیڈیٹ کیا۔آپ نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین 1979ء میں کیا 1990ء میں آدم محمد کاٹھ کے صدارتی دور میں یوتھ سروسز میں عملی خدمات شروع کی اور مختلف کمیٹیوں کے چیر مین کی حیثیت سے خدمات انجام دی خاص کر جہیز کمیٹی اسپورٹس کمیٹی اور ٹینڈر کمیٹی شامل ہیں آپ جناب عبدالستار گٹا کے صدارتی دور سے اوکھائی میمن جماعت کی مینجنگ بورڈ کے ممبر رہے ہیں اور مختلف کمیٹیوں کے چیر مین کی حیثیت سے خدمات انجام دیں خصوصاً جب آپ لوازم کمیٹی کے چیر مین تھے تو اُس وقت پہلی بار پوری اوکھائی میمن برادری کے لوازم کی ریکارڈ وصولی ہوئی اور ایک بھائی پر کوئی لوازم باقی نہ تھا۔

جناب فاروق غازیانی بحیثیت صدر یوتھ سروسز بھی نمایاں خدمات انجام دیں ہیں آپ کے صدارتی دور میں یعقوب ویانی ایجوکیشنل پروجیکٹ کی ابتداء SAJ اکیڈمی میں توسیع کی گئی اور عثمان میموریل ہسپتال میں ICU یونٹ کنسلٹنٹ کلینک کا قیام اور ہسپتال میں ایک ایمبولینس کا اضافہ کیا گیا آپ کی دیگر سماجی خدمات میں آل پاکستان میمن فیڈریشن کی گولڈن جوبلی تقریبات میں اسپورٹس ٹورنامنٹ کا انعقاد اس کے علاوہ آپ میمن خدمت فورم، ورلڈ میمن آرگنائزیشن کے ممبر رہے ہے۔اس وقت آپ آل پاکستان میمن فیڈریشن میں سینئر جوائنٹ سیکریٹری کے عہدے پر فائز ہیں۔

www.memonbooks.com

گلزار ہجری میں OMYS اسکول کا قیام

گلزار ہجری میں برادری کی آبادی اور وہاں پر تعلیمی ادارے کے اسکول کے قیام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب سلیمان وی کاٹھ اور جناب رشیدوی کاٹھ فیملی نے اس میں بھرپور تعاون کرتے ہوئے مالی مدد فرمائی اور جناب فاروق غازیانی کے صدارتی دور میں اس پروجیکٹ کے سنگ بنیاد کی تقریب اس وقت آل پاکستان میمن فیڈریشن کے صدر جناب عبدالعزیز میمن کے ہاتھوں انجام پائی۔

S.A.J اکیڈمی میں توسیع

☆ ان کے دور میں SAJ اکیڈمی میں تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اکیڈمی میں توسیع کا کام مکمل کیا گیا۔

عبدالقادر حاجی یوسف سوریا:۔

اوکھائی میمن برادری میں موجودہ دور کے سماجی ورکروں میں جناب عبدالقادر حاجی یوسف سوریا ایک ممتاز سماجی کارکنوں میں سے ایک ہیں. آپ یکم ستمبر 1960ء کھارادر میں پیدا ہوئے۔

آپ نے اوکھائی میمن برادری میں سماجی خدمات کی ابتداء یوتھ سروسز سے کی 85-1984ء میں جناب عبدالغفور رسانا گابانے یوتھ میں ورکر کی حیثیت سے متعارف کروایا. ابتداء میں رمضان میں حسین آباد کے علاقے سے زکواۃ جمع کرنے سے اپنی خدمات شروع کی اور اس کے ساتھ قربانی کی کھالوں کی مہم میں حصہ لیا. اور ابتدائی سال میں آپ کی اچھی کارکردگی نے برادری کے مختلف حلقوں میں نمایاں حیثیت حاصل کی جس کے بعد سے آپ یوتھ سروسز میں مختلف کمیٹیوں میں خدمات دیتے رہے ہیں یوتھ سروسز میں آپ کی نمایاں خدمات میں SAJ اکیڈمی کی ایکسٹینشن کا مرحلہ تھا جو آپ نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ۲۹ دنوں کے تاریخی عرصے میں دو منزل مکمل کیا اور ۳۰ ویں دن اسکا افتتاح کیا گیا. جبکہ اُس وقت کچھ اور بھی نامساعد حالات موجود تھے. اس کے ساتھ ساتھ موجودہ کمپیوٹر سینٹر کی رینولیشن کا کام بھی شامل تھا اس کے علاوہ عثمان ہسپتال میں پانی اور بجلی کے مسائل کے حل کروانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

آپ نے اوکھائی میمن جماعت کے امور میں جناب محمد صدیق کاٹھ کے دور سے حصہ لینا شروع کیا اور اُن کے دور میں ڈیکوریشن اور اوکھائی پلازہ کی زمین کے حصول میں حصہ لیا۔ اس کے بعد جماعت کے امور میں مسلسل اپنی خدمات دے رہے ہیں آپ جماعت میں جوائنٹ سیکرٹری اور مختلف کمیٹیوں میں چیئرمین اور ممبر کی خدمات انجام دی ہیں خصوصاً جناب سلیمان پاستا کے دور میں ہاوسنگ اسکیم میں جماعت کی طرف سے (64) مکانوں کو مستحقین میں تقسیم کے کام میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ جناب عبدالعزیز مرکٹیا کے دور میں آپ کی چیئرمین شپ میں

www.memonbooks.com

کرکٹ ٹورنامنٹ کی تاریخ میں پہلی بار کسی سماجی ادارے کی طرف سے LIVE دکھایا گیا تھا۔اُس میں جناب محمد حنیف سوریا کا بھی بھرپور تعاون شامل تھا جس کی وجہ سے یہ ممکن ہوسکا۔

آپکی دیگر سماجی خدمات میں (2000) میں حُسین آباد سے کونسلر کے الیکشن میں شاندار کامیابی جس میں پورے ٹاؤن میں ووٹوں کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر رہے۔جس کی وجہ سے ٹاؤن ناظم فاروق نعمت اللہ خان کے ساتھ مل کر علاقے کی نمایاں خدمات انجام دیں ۔(1) موجودہ بلدیاتی الیکشن میں بھی آپ حسین آباد سے کونسلر منتخب ہوکر علاقے کی خدمت میں کوشاں ہیں۔

عثمان میموریل ہسپتال میں I.C.U یونٹ کا قیام

عثمان میموریل ہسپتال میں I.C.U یونٹ کا قیام اور اسی کے ساتھ ساتھ کنسلٹنٹ کلینک کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور اسی دور میں ہسپتال میں ایک نئی ایمبولینس کا بھی اضافہ کیا گیا۔

یعقوب ویانی ایجوکیشنل پروجیکٹ کا قیام:۔

☆ اس کے ساتھ ساتھ گذشتہ دورِ صدارت میں قائم کردہ میمن سوسائٹی میں قائم کردہ تعلیمی پروجیکٹ یعقوب ویانی تعلیمی پروجیکٹ جس میں

(1) ہارون ویانی میموریل انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اسٹڈیز

(2) نورمحمد داوڑہ میموریل انڈسٹریل ہوم

(3) اے آر گنا اسٹڈی سینٹر اور آفس قائم کیا گیا۔اس پورے تعلیمی پروجیکٹ کے تمام مالی اخراجات نورمحمد یعقوب ویانی فیملی نے ادا کیے اس پروجیکٹ کا افتتاح 5 دسمبر 1999ء کو جناب سلیمان احمد جیوانی، جناب سلیمان وی کاتھ کے ہاتھوں ہوا اس پروجیکٹ کی تکمیل میں مصنف نے بھی اہم کردار ادا کیا جس کو افتتاحی تقریب میں سراہا گیا اور خراج تحسین پیش کیا گیا تھا۔

www.memonbooks.com

(19)

جناب آصف اسماعیل مانگروریا

2002-04ء اور 2004-06ء دوٹرم میں جناب آصف اسماعیل مانگروریا اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے صدر منتخب ہوئے ان دوٹرم کے لئے دیگر عہدیداروں میں۔

(1)	جناب محمد اسلم طیب پاستا	نائب صدر	2002-06ء
(2)	جناب آصف گابرانی	جنرل سیکریٹری	2002-04ء
(3)	جناب ریاض عبدالستار جعفرانی	جنرل سیکریٹری	2004-06ء
(4)	جناب عبدالکریم محمدی	جوائنٹ سیکریٹری	2002-04ء
(5)	جناب محمد علی عبدالستار پاستا	جوائنٹ سیکریٹری	2004-06ء
(6)	جناب عبدالرشید گناترا	خازن	2002-04-06ء

جناب آصف اسماعیل مانگروریا:۔

جناب آصف اسماعیل مانگروریا کا اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے صدارتی دور میں اہم ترین کام یہ ہے کہ برادری کے اس عظیم ادارے کو لاکھوں کے فنڈ سے نکال کر کروڑوں میں پہنچا دیا، آپ جب یوتھ سروسز کے صدر منتخب ہوئے تو اُس وقت یوتھ سروسز تقریباً 70 لاکھ روپے کا سالانہ فنڈ جمع کرتی تھی جو آپ کے صدارتی دور کے پہلے ہی سال میں کروڑ روپے سالانہ ہوگیا ہے اُس میں ان کی شخصیت کے علاوہ جناب شعیب اسماعیل مانگروریا اور جناب عبدالعزیز کاٹھا اور برادری کے بہت سے بزرگوں کا تعاون شامل ہے۔

جناب آصف اسماعیل مانگروریا میٹرک مقامی اسکول گریجویشن گورنمنٹ کامرس کالج اور M.B.A مشرق بعید (ملائشیا) سے مارکٹنگ میں کیا جس کے بعد آپ اپنی فیملی کے کاروبار پریمیئر کیبل میں بطور ڈائریکٹر اپنی کاروباری ذمہ داریاں نبھارہے ہیں۔ آپ 1989-90 میں پاکستان انڈر 19 ٹیبل ٹینس چیمپین رہے۔ 2005ء میں پاکستان لانگ ٹینس ٹیم کی نمائندگی کی۔ آپ کی دیگر سماجی خدمات میں میمن پروفیشنل فارم میں مختلف کمیٹیوں میں بہت ہی نمایاں ہے اور 2005ء میں میمن پروفیشنل فارم کے انتہائی فعال اور متحرک ترین ممبر رہے۔

☆ جناب آصف مانگروریا کے صدارتی دور کے دوسرے بڑے کاموں میں عثمان میموریل ہسپتال کی بہتری کے لئے نمایاں کام ہوا جس میں ہسپتال میں مختلف ڈیپارٹمنٹ جدید وارڈوں کا قیام اور اُس میں نئے ساز وسامان کی فراہمی شامل تھی۔

www.memonbooks.com

اوکھائی میمن برادری جدید علمی مرکز کا قیام

جناب آصف اسماعیل مانگرویا کی میمبر پروفیشنل فارم میں شاندار خدمات اور اس میں اعلیٰ تعلیمی اور جدید علمی اور عہد حاضر کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے ایک خطیر رقم جو 1.5 ملین روپے خرچ کر کے اوکھائی میمن برادری میں ایک شاندار کانفرنس ہال جو اپنے والد مرحوم اسماعیل مانگرویا کے نام سے موسوم کیا ہے جو عثمان ہسپتال کے احاطے میں تعمیر کے آخری مراحل میں ہے اور امید ہے کہ اگست 2006ء کے آخر میں افتتاح متوقع ہے جس کے قیام کے بعد اوکھائی میمن برادری بھی علمی اور تعلیمی امور کے جدید دور میں داخل ہو جائے گی جو جناب آصف مانگرویا کی سوچ جو برادری کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور اسے اکیسویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا بھرپور علمی مظاہرہ ہے جس کے ذریعے سیمینار ملکی اور غیر ملکی کانفرنس کا انعقاد بھی ممکن ہو جائے گا جو برادریوں میں اوکھائی میمن برادری کے وقار کو مزید بلند تر کر دے گی۔ اس طرح ہسپتال کے انتظام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے برادری کو اچھی طبی سہولیات کی فراہمی جیسا کام کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں عثمان میموریل ہسپتال کی تاریخ پر نظر دوڑانا ہوگی۔

عثمان میموریل ہسپتال:

عثمان میموریل ہسپتال کے قیام سے پہلے اس پروجیکٹ کا نام مرحومہ حاجیانی حوابائی میموریل ہسپتال رکھا گیا تھا اور اس کے قیام کے لیے زمین اوکھائی میمن انجمن نے ۲۲ ویں سالانہ اجلاس 1971ء میں منعقدہ میں جناب حاجی ہاشم حاجی احمد کاٹھ کو دینے کا فیصلہ کیا۔

اوکھائی میمن برادری کے عظیم فرزند جناب عثمان غنی کاٹھ کی 15 فروری 1973ء کو نا گہانی موت نے پوری برادری کو سوگوار کر دیا۔ ان کی یاد میں حاجی ہاشم کاٹھ فیملی نے حاجیانی حوابائی میموریل ہسپتال کی جگہ اس کا نام "عثمان میموریل ہسپتال" رکھنے کا فیصلہ کیا اور 23 مارچ 1971ء میں اس کا باضابطہ افتتاح جناب لطیف ابراہیم جمال اور جناب حاجی ہاشم کاٹھ نے مشترکہ طور پر کیا۔

1982ء میں ہسپتال کے تعمیراتی کام کے آخری مراحل میں جناب نور محمد مراد کے صدارتی دور میں یوتھ سروسز کے اجلاس عام میں اس کے انتظامات چلانے کے لیے علیحدہ ایک گورننگ بورڈ تشکیل دیا اور اس گورننگ بورڈ میں یوتھ سروسز کے صدر و جنرل سیکریٹری کے علاوہ دو ممبران مجلس عاملہ ہر سال نامزد کرے گی اور اس گورننگ بورڈ میں جناب حاجی ہاشم کاٹھ کے فرزندوں کو مستقل ممبر بنایا گیا تا کہ ہسپتال کے انتظامی امور کے علاوہ مالی امور میں فیملی کے تعاون سے چلایا جا سکے اور یہ سلسلہ اس کے قیام سے 30 اپریل 1997ء تک جاری رہا۔

عثمان ہسپتال کا یوتھ سروسز کے زیر انتظام:۔

یکم مئی 1997ء میں جناب حاجی ہاشم کاٹھ کی فیملی نے اس کا مکمل انتظام اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے حوالے کیا۔ ابتداء میں اس کے پہلے چیرمین جناب نور محمد مراد مقرر ہوئے۔ شروع میں ہسپتال کے حالات کافی خستہ حالی میں ملے اور اُس وقت اس پروجیکٹ کو چلانے کے لئے انتھک

محنت مالی وسائل اور بہتر منصوبہ بندی کی ضرورت تھی ۔اس سلسلے میں چیرمین جناب نور محمد مراد اور یوتھ سروسز کے ممبروں اور ورکروں بے لوث خدمات کی بدولت ہسپتال کے امور میں نمایاں بہتری کے آثار رونماں ہوئے ۔لہذا اس میں لیبارٹری' ایکسرے، الٹرا ساونڈ ای سی جی (E.C.G) گائنی وارڈ و اس طرح کی دوسرے امور کو نئے سرے سے اور بہتر طور پر تشکیل دیا گیا ۔

1999-2000ء میں یوتھ سروسز کی مجلس عاملہ نے جناب محمد اسماعیل حاجی محمد سوریا کو چیرمین مقرر کیا۔آپ کی چیرمین شپ میں ہسپتال میں مزید بہتر سہولیات کی فراہمی کے لیے فنڈ کلیکشن کے لیئے ایک ہزار روپے کی مالیت کے ڈونر سرٹیفیکیٹ جاری کیئے گئے اور جیسے فرینڈز آف عثمان کے ذریعے ایک خطیر رقم ڈونیشن کے طور پر حاصل کی گئی جس سے ہسپتال میں بہت سے جراحی کے آلات اور سامان خریدا گیا اس کے ساتھ ڈاکٹر عیسیٰ لیب کے علاوہ او پی ڈی (O.P.D) اور کنسلٹنٹ کلینک کا آغاز کیا گیا ۔اس کے بعد ہسپتال کی انتظامی کمیٹی کے چیئرمین کے طور پر ریاض احمد جعفرانی کو یہ ذمہ داری سونپی گئی اور انہوں نے بھی اُس وقت ہسپتال کو درپیش مسائل کے حل کے لیئے نمایاں خدمات انجام دی ۔

ہسپتال کی موجودہ صورت حال:

2000-2002 میں جناب آصف اسماعیل ماٹگرو ریا کے صدارتی دور میں عثمان میموریل ہسپتال کے چیرمین جناب محمد اسلم طیب پاستا مجلس عاملہ کی طرف سے مقرر ہوئے جنہوں نے اُس میں مزید بہتری کے اقدامات کیئے جس میں نہ صرف جدید طبی سہولیات کی فراہمی بلکہ وہاں پر مریضوں کے مالی مسائل کے حل میں بھی نمایاں خدمات انجام دی جارہی ہیں ۔اس سلسلے میں ہسپتال کی کارکردگی کو جدید تقاضوں سے ہمکنار کرنے کے لئے ہسپتال کی گورننگ بورڈ کی تشکیل کے لئے آئین میں ترمیم کی گئی اور اب جس کے تحت عثمان ہسپتال کے چیرمین کے میعاد کو چار سال کی مدت کر دی اور اسی طرح اس کی گورننگ بورڈ کو بھی جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے اس میں پروفیشنل اور تجربہ کار لوگوں کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا اس فیصلے کی (Excutive Council) اور جنرل باڈی کی منظوری کے بعد اب ہسپتال میں انقلابی تبدیلیاں رونماں ہوئی ہیں اور بلاشبہ یہ کراچی کی چند اچھی سہولیات فراہم کرنے والی ہسپتالوں میں شمار ہونے لگا ہے اس کا کریڈٹ یوتھ کے عہدیداروں کے ساتھ عثمان ہسپتال کے موجودہ چیرمین جناب محمد اسلم طیب پاستا کو جاتا ہے جس کی صلاحیت اور سمجھ بوجھ اس کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے ۔

www.memonbooks.com

باب 6

اوکھائی میمن برادری کے دیگر ادارے

6.1 اوکھائی میمن انجمن

اوکھائی میمن برادری کے چند اہم ترین اداروں میں اوکھائی میمن انجمن کا شمار ہوتا ہے برادری کا یہ واحد ادارہ ہے جو اوکھامنڈل میں قیام اورخدمات دینے کے ساتھ ساتھ قیام پاکستان کے بعد کراچی میں بھی آج تک برادری میں نمایاں سماجی خدمات انجام دے رہا ہے۔

اوکھائی میمن انجمن کا قیام:۔

اوکھامنڈل میں جناب عیسٰی جمال کا شمار برادری کے صاحب حیثیت لوگوں میں ہوتا تھا آپ کا ڈرائی فروٹ کا وسیع کاروبار افریقہ کے شہر موبوٹو میں تھا اور وہاں پر آپ اور آپ کے بڑے بھائی طیب جمال اس کاروبار سے وابستہ تھے اور آپ کا خاندان "کاجو کا بادشاہ" (Cesue Nut King) سے مشہور تھا۔ برادری کی ایک اور عظیم شخصیت جناب حُسین ابراہیم جمال بھی بعد میں بمبئی میں اس کاروبار سے منسلک رہے اور بام عروج پر پہنچے۔

جناب عیسٰی جمال معاشی طور پر خوشحالی اور افریقہ میں غیر ملکیوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے اس وقت تک ان کی زندگی گزارنے کا طریقہ کار مغربانہ تھا اور ہر وقت سوٹ اور سگار اور موٹر کار کے شوقین تھے۔ 1942ء میں جناب عیسٰی جمال افریقہ سے دوارکا تشریف لائے اور وہاں پر برادری کے امور کے سلسلے میں اُس وقت اوکھامنڈل میں برادری کی اہم شخصیتوں سے ملاقات کی۔ اسی دوران ان کی ملاقات دوارکا کی جامع مسجد کے اُس وقت کے پیش امام مولانا حبیب الرحمٰن خان سے ہوئی اور انہوں نے جناب عیسٰی جمال کو دینی تعلیم اور خدمات کی طرف راغب کیا اور انھیں یہ عارضی دنیا جو یہاں پر ہی رہ جانے والی ہے اور اگر ہم انسانیت کی خدمات اور نیک عمل کریں گے تو نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی سرخرو ہونگے۔ مولانا حبیب الرحمٰن کی یہ باتیں آپ کے دل میں اتر گئیں اور اس کے بعد آپ کی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں آئیں۔ آپ نے اپنی طرز زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنا شروع کی اور انسانیت کی خدمت کے لئے دوارکا اوکھامنڈل میں "انجمن حمایت اسلام" کے نام سے ادارہ قائم کیا جو آج کراچی میں اوکھائی میمن انجمن کے نام سے مشہور ہے۔

اوکھامنڈل میں انجمن کی خدمات

12 ربیع الاوّل اور دوسرے اسلامی تہواروں کے مواقعوں پر پوری برادری میں "دھام" (پوری برادری کی دعوت) کا انتظام کرنا ہونا

تھا۔مذہبی امور کے ساتھ ساتھ برادری میں اوکھامنڈل میں انجمن کے قیام کے بعد ابتداء میں یہ وہاں پر مذہبی امور کی انجام دہی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیااور مختلف مواقعوں پر مجالس کا انعقاد اور تعلیم کے فروغ کے لئے بچوں کو دوارکا میں قائم میمن بورڈنگ ہاؤس میں تعلیم دلوانے کے لئے اوکھا منڈل کے مختلف گاؤں میں جا کر وہاں سے بچوں کو تعلیم دلوانے کے سلسلے میں اُن کے مالی اور دوسرے مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کیا۔اُس وقت جناب عیسیٰ جمال کے ساتھ ساتھ جناب عالی خمیسہ وکیل، جناب الیاس ماسٹر پنجوانی، جناب نور محمد موسانی، جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی ،جناب عبدالکریم ویانی اور دیگر بزرگوں نے اہم کردار ادا کیا۔

تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے وقت پورے کاٹھیاوار اور اوکھامنڈل سے مہاجرین کی ہجرت کے تمام انتظامات میں انجمن نے اہم ترین خدمات انجام دیں تھی اُس میں جناب عیسیٰ جمال کا تاریخی کردار تھا جس کا مکمل ذکر ہم پیچھے کر آئے۔

قیام پاکستان کے بعد انجمن کی خدمات:۔

قیام پاکستان کے بعد اوکھامنڈل سے آئے ہوئے برادر اور کراچی میں پہلے سے آباد برادری کے بزرگوں کی ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے اور کراچی میں رہن سہن اور سماجی نظام اور اوکھامنڈل میں سماجی طرز زندگی کے فرق کی وجہ سے کچھ عرصہ برادری میں مختلف سماجی مسائل نے جنم لیا جس کی وجہ سے اُس وقت کے مقامی "کراچی والے" اور "ڈیپائی" یعنی "K" اور "D" کے الفاظ کا استعمال عام تھے اور اسی وجہ سے 1949ء تا 1953ء تک اوکھائی میمن جماعت نے ایکشن کمیٹی کے تحت کام کیا۔جس کی تفصیل پچھلے باب میں کر چکے ہیں۔اس صورت حال کو اور برادری میں اس وقت سماجی مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے جناب عیسیٰ جمال نے 1948ء میں اوکھائی میمن انجمن قائم کی اور اس کے کراچی میں پہلے جنرل سیکرٹری کے عہدے پر جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی فائز ہوئے۔

برادری میں بس سروس کی ابتداء:۔

1948ء میں انجمن کے قیام سے قبل برادری میں موت میت اور کسی بھی امور کے لئے بس وغیرہ کا انتظام نہ تھا اور میت کی تدفین کے لئے پیدل ہی قبرستان جانا پڑھتا تھا جناب عیسیٰ جمال نے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن کے پلیٹ فارم پر برادری میں پہلی میت بس کا انتظام کیا۔یہاں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ دوارکا میں بھی جناب عیسیٰ جمال نے شہر کے باہر قبرستان کے لئے زمین حاصل کی تھی لیکن ابتداء میں وہاں لوگ اپنے مرحومین کی تدفین نہیں کرتے تھے جب آپ نے اپنی والدہ کے انتقال کے بعد ان کی اُس زمین پر تدفین کی جس کے بعد برادری کے دیگر لوگوں نے بھی اس طرف توجہ دی اور اپنے مرحومین کی وہاں تدفین شروع کی۔

ماتلی میں برادری کی آمد اور جماعت خانے کا قیام:۔

قیام پاکستان کے وقت اوکھائی میمن برادری اوکھا سے پاکستان سمندری راستے سے ہجرت کی اور سب سے پہلے برادری کے خاندان کراچی میں آکر آباد ہوئے بعد میں کام کاج اور کاروبار کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر آباد ہوئے اسی طرح کچھ خاندان کاروبار کے سلسلے میں سندھ کے ضلع بدین کے ایک چھوٹے سے شہر "ماتلی" میں بھی جاکر آباد ہوئے۔

ماتلی میں ابتدائی خاندان آباد ہونے والے بزرگوں میں سیٹھ محمد ایوب ویانی، حاجی ابراہیم پنجوانی محمد قاسم کھوسہ، حاجی تار محمد ویانی محمد ہاشم کھوسہ، صالح محمد جھکوڑا، حاجی یعقوب اسوانی، عبدالغنی کرار محمد ابراہیم گتا، نور محمد جندا کرار قابل ذکر تھے۔ اس طرح ماتلی میں آباد ہونے والے اوکھائی میمن خاندانوں نے وہاں پر اوکھائی میمن انجمن کے تعاون سے 1948ء میں اوکھائی میمن انجمن جماعت خانہ قائم کیا 2003ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال اور جناب عبدالرحمٰن اسوانی کے مالی تعاون سے اسے نئے سرے سے تعمیر کیا جارہا ہے۔

اوکھائی میمن انجمن کے پلیٹ فارم پر حسین آباد کا قیام:

قیام پاکستان کے بعد کراچی ملک کا دارالحکومت بنا اور حکومت کے تمام امور کی انجام دہی کے لیئے وسیع کام کرنے والوں لوگوں کی ضرورت تھی ان ضروریات کو پورا کرنے اور ان کے مناسب رہائش کے سلسلے میں ان دنوں حکومت پاکستان فیڈرل گورنمنٹ کے ملازمین کی رہائش کے لیئے شہر سے کچھ فاصلے پر فیڈرل کیپٹل ایریا قائم کرنا چاہتی تھی اس سلسلے میں موجودہ فیڈرل بی ایریا کا سروے اور اور دوسرے تمام امور مکمل کرنے کے بعد آبادکاری کا کام ہونا تھا کہ 1956 میں جناب ایوب خان نے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالی اور پاکستان کا دارالحکومت کراچی سے اسلام آباد لے جانے کا فیصلہ کیا اس کے اس اقدام سے فیڈرل کیپٹل ایریا کا معاملہ جو گورنمنٹ ملازمین کے لیئے بنایا گیا تھا موخر ہوگیا۔

اس طرح اس زمین کا کچھ حصہ میمن قوم کے بزرگوں نے حاصل کیا اس زمین کے حصول میں میمن ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل سوسائٹی جناب واحد آدمجی اور دیگر بزرگوں کے علاوہ اوکھائی میمن برادری کے اہم ترین رہنماؤں میں جناب حسین ابراہیم جمال، جناب قاسم عثمان کانڈا والا، جناب عبدالکریم ویانی اور جناب لطیف ابراہیم جمال نے اہم کردار ادا کیا۔

ان دنوں برادری مکمل طور پر کھارادر میمن سوسائٹی اور نوآباد میں آباد تھی اور بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے برادری میں ہاؤسنگ کے شدید مسائل تھے اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے برادری کے بزرگوں نے اپنی کوششوں سے موجودہ حسین آباد کی زمین 1957ء میں اوکھائی میمن انجمن کے پلیٹ فارم پر حاصل کی اور 29 ستمبر 1960ء کو جناب حسین ابراہیم جمال کے دست مبارک سے حسین آباد ہاؤسنگ اسکیم کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور وہاں پر سب سے پہلے برادر اسماعیل سلیمان ویانی نے سکونت اختیار کی۔

www.memonbooks.com

جناب عیسیٰ جمال :۔

جناب عیسیٰ جمال اوکھائی میمن برادری کی چند سر کردہ ترین شخصیتوں میں سے ایک ہیں آپ نہ صرف کراچی میں سماجی خدمات میں اہم کردار ادا کیا بلکہ اوکھامنڈل میں بھی برادری میں سماجی خدمات کے لئے انجمن کی بنیاد رکھی اور کراچی میں بھی اوکھائی میمن انجمن کو قائم کیا اور اس کے پلیٹ فارم پر برادری کیلئے جو سماجی خدمات انجام دی ہیں اس کا اندازہ ہم انجمن کے سماجی کاموں سے لگا سکتے ہیں ۔ جناب عیسیٰ جمال کے بارے میں مکمل تفصیل میں نے دوسرے باب میں بیان کی ہے ۔

جناب سلیمان عبدالغنی پنجوانی :۔

آپ 1923ء میں دوارکا میں پیدا ہوئے آپ نے جونا گڑھ میں اپنی تعلیم مکمل کی اس کے بعد بڑودہ میں میمن ایجوکیشنل سوسائٹی سے وابستہ ہوگئے بڑودہ مسلم کانفیڈریشن کے صدر بھی رہے اس کے علاوہ آپ مسلم اسٹوڈنٹس یونین کے سیکریٹری کے عہدے پر بھی فائز رہے اُن دنوں گودھرا میں مسلم کش فسادات ہو رہے تھے آپ نے بڑودہ میں گودھرا کے متاثرین کے لئے کیمپ قائم کیا اس کے علاوہ تقسیم کے وقت مہاجرین کی پاکستان میں آمد اور اوکھا میں اُن کے انتظام میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا آپ نے سماجی کاموں کی ابتداء کالج کے زمانے سے شروع کی اور بڑودہ اسٹیٹ مسلم کانفرنس میں پروپگنڈہ سیکریٹری کا کام کیا آپ نے مسلم بورڈنگ ہاؤس اور میمن بورڈنگ ہاؤس بڑودہ میں سپرٹینڈنٹ کے فرائض انجام دیئے تقسیم ہند کے وقت گجرات میں ہندو مسلم فسادات سے متاثرین کے لئے ریلیف کیمپ قائم کئے گئے تھے تا کہ وہاں کے متاثرین کی امداد اور انہیں پاکستان ہجرت کے انتظامات کرنا آپ اُس کے انتظامی سیکریٹری تھے اور اُس وقت آپ نے اس کے لئے اہم کردار ادا کیا، کراچی ہجرت کے بعد آپ یہاں بھی سماجی خدمات سے وابستہ ہوئے آپ نے کراچی میں عیسیٰ جمال کے ساتھ مل کر 1948ء میں اوکھائی میمن انجمن کے قیام میں اہم کردار ادا کیا اور اس کے قیام کے وقت اُس کے جنرل سیکریٹری کے عہدے پر 20 سال تک فائز رہے اس کے علاوہ آپ اوکھائی میمن مدرسہ ایسوی ایشن میں بھی کئی سالوں تک جنرل سیکریٹری کے عہدے پر فائز رہے ۔

آپ شپنگ کے کاروبار سے وابستہ رہے اور ولی محمد حاجی یعقوب گناترا کے پارٹنر رہے آپ کو ایک درجن کے قریب زبانوں پر عبور حاصل تھا آپ نے ایک کتاب "ISLAM IN BANGAL" گجراتی میں لکھی تھی جس کا موضوع بنگال میں اسلام کی آمد سے مختلف بزرگان کے بارے میں معلومات پر مبنی تھا(1)

جناب حسین ابراہیم جمال بحیثیت صدر اوکھائی میمن انجمن :۔

جناب حُسین ابراہیم جمال اوکھائی میمن برادری کی چند سر کردہ اور اہم ترین شخصیتوں میں سے ایک ہیں ۔1952-53ء میں جناب

عیسیٰ جمال کے انتقال کے بعد اوکھائی میمن انجمن کی صدارت کے عہدے پر جناب حسین ابراہیم جمال اور جنرل سیکریٹری کے عہدے پر جناب حاجی صالح محمد گابا فائز ہوئے آپ نے سب سے پہلے یونیسف کے پروگرام کے تحت پاکستان کی امداد جو خشک دودھ، گھی، کپڑے اور دوائیوں کی صورت میں فراہم کی جاتی تھی آپ نے اسے اوکھائی میمن انجمن کے پلیٹ فارم پر میمن سوسائٹی جماعتخانہ میں مستحقین میں تقسیم کا سلسلہ شروع کروایا جو کئی سالوں تک جاری رہا۔

اُس وقت تک اوکھائی میمن برادری میں طبی سہولیات کا کوئی انتظام نہ تھا اس سلسلے میں 1956ء میں برادری کے پہلے ڈاکٹر جناب عیسیٰ عبدالغنی پنجوانی کے زیر انتظام میمن سوسائٹی میں قائم کیا گیا جس سے برادری میں طبی سہولیات کی فراہمی کی ابتداء ہوئی۔

حاجی احمد میموریل ڈسپینسری اینڈ میٹرنیٹی ہوم کا قیام:۔

اُس وقت تک طبی سہولیات اور خصوصاً خواتین کے امور کے سلسلے میں برادری میں کوئی انتظام نہ تھا اور زچگی میں مکمل طور پر "دائیوں" پر انحصار ہوتا تھا اور کیس کے خراب ہونے کی صورت میں بہت پریشانیوں کا سامنا ہوتا تھا اُس وقت اس سلسلے میں برادری کی خواتین کا زیادہ تر انحصار لیڈی ڈفرین ہسپتال پر ہوتا تھا اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے۔ جناب حاجی ہاشم کاٹھ کی فیملی کے تعاون سے اوکھائی میمن انجمن کے پلیٹ فارم پر میمن سوسائٹی کھڈہ لیاری میں یکم اپریل 1966ء میں حاجی احمد میموریل ڈسپینسری اینڈ میٹرنیٹی ہوم قائم کیا گیا (یاد رہے یہ ہسپتال حاجی ہاشم کے والد صاحب حاجی احمد کے نام سے منسوب کیا گیا) اس ہسپتال کا افتتاح اُس وقت کے وزیر سماجی بہبود جناب محمود ہارون کے ہاتھوں ہوا۔ اس ہسپتال کے قیام اور اس کے بعد برادری میں اس کی بہتر خدمات کی فراہمی کے لئے مرحوم محمد عثمان کاٹھ نے اس میں انتہائی اہم خدمات انجام دی۔

انجمن کے زیر انتظام عیسیٰ جمال اسکول کا قیام:۔

نوآباد میں اوکھائی میمن برادری کی بڑھتی ہوئی آبادی اور وہاں پر تعلیم سہولیات کے فقدان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سلسلے میں اسکول کے لئے زمین حاصل کر کے 1958 میں اوکھائی میمن انجمن کے بانی مرحوم عیسیٰ جمال کے نام سے نوآباد میں اسکول قائم کیا گیا جس سے وہاں پر آباد برادری کے بچوں کو تعلیم کے حصول میں نمایاں فروغ حاصل ہوا اس اسکول کے انتظامی امور بعد میں اوکھائی میمن انجمن نے اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن کے حوالے کر دیا کیونکہ اُس وقت برادری میں تعلیمی امور اور اسکول اس ادارے کے زیر انتظام چل رہے تھے۔

جناب لطیف ابراہیم جمال کا انجمن میں صدارتی دور:۔

7 جون 1972ء کو اوکھائی میمن برادری کی عظیم شخصیت جناب حسین ابراہیم جمال علالت کے بعد لندن میں رحلت فرمائی (تفصیل جماعت کے صدارتی دور میں) آپ کے انتقال کے بعد اوکھائی میمن انجمن کی صدارت جناب لطیف ابراہیم جمال نے سنبھال لی اور جناب حسین

www.memonbooks.com

ابراہیم جمال کے مشن کے انجمن کے پلیٹ فارم پر غریب اور مالی طور پر کمزور خاندانوں کی امداد کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

حاجیانی حوابائی (موجودہ عثمان ہسپتال) میموریل ہسپتال کے لئے دو ہزار گز زمین حاجی ہاشم فیملی کو دینے کا فیصلہ کیا فروری 1971ء میں اوکھائی میمن انجمن کے 22ویں اجلاس میں جناب حاجی ہاشم حاجی احمد کاٹھ کوان کی والدہ حاجیانی حوابائی میموریل ہسپتال کی تعمیر کے لئے دو ہزار گز زمین عطیہ کے طور پر دی گئی اور اجلاس میں امید ظاہر کی کہ یہ ہسپتال برادری کے میڈیکل کے مسائل کے حل کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے گا 15 فروری 1973 کو برادری کے ایک عظیم فرزند جناب حاجی ہاشم کاٹھ فیملی نے اس ہسپتال کا نام حاجیانی حوابائی سے عثمان میموریل ہسپتال رکھنے کا فیصلہ کیا۔

جناب محمد اسماعیل (وکیل) قاسم مانگروریا:۔

برادری میں ایسے بہت سے خدائی خدمت گار گزرے ہیں جنھوں نے ہمیشہ پس پردہ رہ کر برادری کی ترقی اور انسانیت کی خدمت کی ، جناب محمد اسماعیل (وکیل) قاسم مانگروریا اوکھائی میمن برادری میں اُسوقت طبی شعبہ میں ڈاکٹر عیسیٰ پنجوانی کے ہمراہ بھرپور خدمات انجام دی۔

جناب محمد اسماعیل وکیل مانگروریا وروارہ میں 28 اپریل 1928ء میں پیدا ہوئے آٹھویں جماعت تک این ڈی ایچ اسکول سے اور میٹرک کا امتحان بڑوڈہ سے 1946ء میں امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ آپ نے پاکستان ہجرت کے بعد تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور وکالت کے پیشہ کو اپنے ابتدائی کیریر کے لئے منتخب کیا، 1954ء میں ایل ایل بی (L.L.B) کا امتحان ایس ایم لاء کالج سے پاس کرنے کے بعد اسی پیشہ سے وابستہ رہے ۔اسی وجہ سے آپ کو اسماعیل وکیل سے جانا جاتا ہے۔آپ برادری میں پیشے کے اعتبار سے پہلے وکیل بنے جب کہ ان سے پہلے جناب سلیمان عبداللہ گابا L.L.B 1953ء میں وکیل بن چکے تھے مگر انہوں نے پیشے کے طور پر وکالت نہیں کی ۔

جناب علی محمد (وکیل) خمیسہ ماسٹر (گاگائی) نے میٹرک کے بعد وکالت کی تھی کیونکہ اس وقت میٹرک کے بعد وکالت کی جا سکتی تھی ۔اسماعیل وکیل کو پراپرٹی اور ٹیکس کے کیس حل کرنے میں خاص مہارت حاصل تھی ۔

آپ وکالت کے دوران ہی تجارت کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک فیکٹری قائم کی جس میں بجلی کی مصنوعات بنانے کا سلسلہ شروع کیا. 1962ء میں آپ نے وکالت کے پیشہ کو خیرباد کیا اور جاپان سے 1964ء میں بجلی کے تار بنانے کا ایک مکمل پلانٹ، پی وی سی پائپ پلانٹ اور مصنوعی چمڑا بنانے کا پلانٹ منگوایا اور پریمیر انڈسٹریز پاکستان کی پہلی کمپنی بنی جس نے پلاسٹک، پی وی سی کپاؤنڈنگ کی تیاری کا کام شروع کیا. 1982ء میں اپنے کاروبار میں مزید وسعت دیتے ہوئے جرمنی، انگلینڈ اور تائیوان سے جدید ترین مشین درآمد کی آپ اس کے علاوہ کنسٹرکشن کے کاروبار سے بھی وابستہ رہے۔

جناب اسماعیل وکیل ایک سادہ مزاج اور انتہائی مخلص انسان تھے اور انسانی ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا آپ مالی طور پر کمزور پریشان حال لوگوں کی خاموشی سے امداد کے قائل تھے تاکہ اُن کی عزت نفس مجروح نہ ہو.آپ کے ملنے والوں کا وسیع حلقہ تھا اور وہ آپ کی خوش اخلاق طبیعت سے متاثر تھے.آپ کے قریبی ساتھیوں میں ڈاکٹر عیسیٰ پنجوانی قابل ذکر تھے.آپ نے اور ڈاکٹر عیسیٰ پنجوانی نے انسانیت کی خدمت

www.memonbooks.com

اور پریشان حال لوگوں کے مسائل کے حل کے لیے میڈیکل کے شعبے میں نمایاں خدمات انجام دی.اور اس میں مالی معاملات میں آپ بھرپور حصہ لیتے تھے.یہ تمام خدمات خاموشی سے بغیر کسی نمود و نمائش کے کی جاتی تھی جس کا اعتراف آج بھی چند انتہائی معمر بزرگ اپنی زبان سے کرتے ہیں .آپ 16 ستمبر 1996ء میں دل کا دورہ پڑنے سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اس وقت موجودہ برادری کے سماجی خدمات میں ان کے فرزند جناب شعیب اسماعیل مانگروریا اور جناب آصف اسماعیل مانگروریا برادری کی بے لوث اور تاریخی خدمات انجام دے رہے ہیں اور پوری اوکھائی میمن برادری میں اسماعیل مانگروریا (وکیل) کی پوری فیملی کو بڑی عزت وقدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

جناب عزیز لطیف جمال:

جناب عزیز لطیف جمال اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے والد صاحب کے تمام کاروباری، سماجی اور تعلیمی امور کی انجام دہی کا فریضہ آپکے ذمے آیا کیونکہ آپکے بھائی جناب عبدالرشید لطیف جمال کاروباری سلسلے کے لئے بیرون ملک اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے ملک سے باہر رہنا پڑتا ہے اور پاکستان میں آپکے خاندان کے وسیع کاروبار کو چلانے کے لئے عزیز جمال اپنے کاروباری امور میں زیادہ مصروف رہتے ہیں جس کی وجہ سے آپکی سماجی سرگرمیاں محدود سی ہیں اور اپنی زیادہ تر توجہ کاروباری امور اور اعلیٰ سطح تعلیمی میدان جن میں H.E.J انسٹیٹیوٹ آف کیمسٹری L.E.J لطیف ابراہیم جمال انسٹیٹیوٹ آف نیچرل سائنس اور N.E.D یونیورسٹی میں بائیو انجینئرنگ کے شعبے کی طرف زیادہ مرکوز رکھی ہے اور برادری کی سطح پر آپ اوکھائی میمن انجمن میں چیف پیٹرن کے عہدے پر اور اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن میں نائب صدر اور اسی طرح آپ کے والد صاحب کے قائم کیے ہوئے دوسرے اداروں میں مختلف اہم عہدوں پر فائز ہیں جبکہ عملی طور پر آپکی بھرپور توجہ اعلیٰ تعلیمی میدان اور اپنے خاندانی کاروبار (حسین گروپ آف انڈسٹری) کے امور پر مرکوز ہے ان مصروفیات کے باوجود آپ عموماً برادری کے سماجی کاموں میں اپنی خدمات پیش کرتے رہتے ہیں۔

حاجی ابراہیم حاجی اسماعیل ویانی بحیثیت صدر انجمن

2000 میں جناب لطیف ابراہیم جمال اپنی طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے انجمن کی صدارت پر جناب حاجی ابراہیم حاجی اسماعیل ویانی اور جناب داود ہاشم داواڑا کو جنرل سیکریٹری کے عہدے پر نامزد کیا جو آج بھی اس عہدے پر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں ۔جناب حاجی ابراہیم حاجی اسماعیل ویانی یکم جنوری 1949ء میں کھارادر کراچی میں پیدا ہوئے آپ نے میٹرک تک تعلیم اوکھائی میمن اسکول کھارادر سیماعل کی بعد میں گریجویشن (B.Com) کیا بعد میں بینک سے منسلک ہوگئے۔اس وقت آپ آٹو پارٹس کے کاروبار سے وابستہ تھے۔

آپ نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء اوکھائی میمن انجمن سے کی اور 1997ء میں اوکھائی میمن انجمن میں صدر کے عہدے پر فائز ہوئے کراچی میں انجمن کے قیام جناب عیسیٰ جمال کی صدارت میں ہوا تھا جس کے بعد جناب حسین ابراہیم جمال اور جناب لطیف ابراہیم جمال کے بعد آپ انجمن کے صدر منتخب ہوئے آپ انجمن کے صدارتی دور میں

www.memonbooks.com

اوکھائی میمن انجمن کی سماجی خدمات میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئیں جس میں میمن سوسائٹی میں حاجی احمد میموریل ہسپتال کو جدید خطوط پر استوار کرنا، برادری میں ہیپاٹائیٹس کے مختلف کیمپوں کا انعقاد اور سب سے بڑھ کر معذور افراد کی بحالی اور اُس کی فلاح بہبود کے پروگرام نے انجمن کی سماجی سرگرمیوں کو بہتر کیا ہے۔

جناب حاجی ابراہیم ویانی دیگر سماجی خدمات میں اوکھائی میمن جماعت میں بحیثیت نائب صدر، اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں سرپرست اور جماعت کی سماد ھان کمیٹی میں اپنی خدمات دے چکے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس وقت آپ اوکھائی میمن مدرسہ ایسوی ایشن میں جنرل سیکریٹری اور حاجی حسین نور محمد ٹوبریا ٹرسٹ (مسجد خلفائے راشدین) کے چیرمین ہیں۔

برادری میں معذور واپاہج بچوں کو معاشرے کا فعال شہری بنانے کا پروگرام۔

کسی بھی برادری اور معاشرے میں Disable Person کو فعال شہری بنانے کی سہولیات کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس سلسلے میں ابتداء میں یہ تجویز جماعت میں خادم (عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا) کے صدارتی دور میں پیش کی گئی تھی جس کو جماعت کے شمارے پیغام میں پوری برادری سے ایسے متاثرین کے کوائف جمع کرنے کا پروگرام بنایا تھا جس کا ذکر مصنف نے جناب حاجی ابراہیم ویانی سے کیا اور کیونکہ جماعت کے پلیٹ فارم سے یہ کام ممکن نہ تھا لہذا ان کو مشورہ دیا کہ وہ انجمن کے پلیٹ فارم سے اُسے انجام دے۔ اس طرح انہوں نے یہ پروگرام انجمن کے پلیٹ فارم سے شروع کیا اور آج اس سے برادری میں مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں اور برادری کے معذورین کی بحالی کے امور کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا جارہا ہے۔

حاجی احمد میموریل ڈسپنسری اینڈ میٹرنٹی ہوم کی مکمل رینویشن ورکس۔

1964 میں قائم حاجی احمد ڈسپنسری اینڈ میٹرنٹی ہوم جو تقریباً 38 سال کے بعد اس کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیئے جناب حاجی اسماعیل محمد غازیانی (علامہ) کے چیئرمین شپ میں اور خادم (عبدالعزیز مرکٹیا) کی زیر نگرانی اس کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا گیا اور آج وہ نو آباد اور اس کے کارکردگی میں ایسے تمام پروجیکٹ میں اسے نمایاں حیثیت حاصل ہے ۔جس سے اس کی کارکردگی میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

مختلف علاقوں میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد۔

حاجی احمد ہسپتال کے زیر اہتمام 03-2002ء گذشتہ سالوں میں کراچی کے مختلف علاقوں میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد خصوصاً ہیپاٹائیٹس B ویکسینیشن اور دوسرے طبی کیمپوں کا انعقاد شامل کیا گیا جس سے بڑی تعداد میں برادری اور علاقوں کے لوگوں نے استفادہ حاصل کیا

حاجی اسماعیل حاجی محمد غازیانی (علامہ)

جناب حاجی اسماعیل حاجی محمد غازیانی جو حرف عام میں "علامہ" کے نام سے موسوم ہیں ۔اوکھائی میمن برادری میں آپکی بڑی خدمات ہیں اور آپ گزشتہ تین دہائیوں سے برادری میں سماجی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ 15 ستمبر 1957ء میں کراچی میں پیدا ہوئے ۔ابتدائی

www.memonbooks.com

تعلیم عیسیٰ جمال اسکول نوآباد اور 1973ء میں میٹرک حاجی عبداللہ ہارون اسکول اور 1977ء میں B.com ایس ایم کامرس کالج سے کیا بعد میں ایم اے (M.A) اسلامک اسٹیڈیز کراچی یونیورسٹی سے کیا۔

سماجی خدمات کی ابتداء 75-1974 میں نوآباد سبیل کمیٹی سے کی بعد میں اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین میں جنرل سیکریٹری اور صدر کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ نے کالج میں بھی طلباء تنظیموں میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ آپ کو برادری کے سماجی کاموں کی طرف راغب کرنے کا سہرا اُس وقت کی ممتاز سماجی شخصیت جناب نور محمد عیسیٰ ویانی کے سر جاتا ہے۔

جناب حاجی اسماعیل غازیانی (علامہ) اوکھائی میمن جماعت اور اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں گزشتہ کئی سالوں سے مختلف کمیٹیوں میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ علاقے کی کئی سماجی تنظیموں جن میں غوثیہ مسجد ٹرسٹ مریم مسجد ٹرسٹ اور دیگر مدارس اور دینی اداروں کے مجلس انتظامیہ میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ 1988ء سے حکومت پاکستان نے حجاج کرام کی خدمات اور ٹریننگ کے سلسلے میں آپ کو "ماسٹر ٹرینر" (Master Trainer) مقرر کیا ہے۔ آپ کی خدمات اوکھائی میمن انجمن میں نمایاں رہی ہیں۔ جس میں حاجی احمد میموریل ہسپتال کو جدید اور نئے تقاضوں سے ہمکنار کرنے میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ ہسپتال اس وقت علاقے میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔

جناب داؤد عثمان جکھوڑا

جناب داؤد عثمان جکھوڑا اوکھائی میمن برادری میں تجارتی اور سماجی حلقوں میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ موجودہ عثمان ہسپتال کی زمین انجمن سے حاجی ہاشم فیملی کے دینے کے امور میں آپ نے نمایاں حصہ لیا اور وہ زمین فیملی کے دینے کا لیٹر بھی آپ جو اس وقت انجمن میں سیکریٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے نے جاری کیا۔ آپ اپنی تجارتی و کاروباری امور کی وجہ سے چیمبر آف کامرس کے نائب صدر کے عہدے پر فائز رہے آپ 20 جنوری 1935ء میں دوارکا میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم 4 اسٹینڈرڈ اور پھر پاکستان نیشنل اسکول کھارادر سے میٹرک 1955ء میں کیا اور ایس ایم کامرس کالج سے گریجویشن اور ایس ایم لاء کالج سے قانون کی ڈگری حاصل کی 62-1960ء میں P.I.D.C کے انسٹیٹیوٹ سے کاسٹنگ اینڈ کاسٹ کنٹرول اور جونیئر ایگزیکیٹیو کا کورس کیا۔

آپ کاروباری لحاظ سے اپنی ذاتی فرم ڈی جے کارپوریشن اور ڈی جے انٹرپرائز چلا رہے ہیں آپ کراچی چیمبر آف کامرس کے نائب صدر اور شپ بریکر ایسوسی ایشن کے سینئر نائب صدر کے عہدے پر فائز رہے اور اپنے کاروباری فرائض کے لئے کئی ممالک کا دورہ کیا اس کے علاوہ کئی بین الاقوامی نمائشوں میں پاکستان کی نمائندگی کی۔

جناب داؤد جکھوڑا نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء اوکھائی میمن انجمن سے کی آپ وہاں پر سینئر نائب صدر اور سیکریٹری، اوکھائی میمن جامع مسجد حسین آباد کے ٹرسٹی کراچی میمن کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی کے اعزازی جنرل سیکریٹری اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن، اوکھا منڈل کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی مجلس انتظامیہ کے رکن اس کے علاوہ آپ اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں مختلف امور کی انجام دہی اور خدمات کی وجہ سے وہاں پر سرپرست ہیں ماضی میں حسین آباد ویلفیئر کے پلیٹ فارم پر آپ نے نمایاں سماجی خدمات انجام دی۔(1)

www.memonbooks.com

اس وقت اسٹاک ایکسچینج کو منظم طریقوں پر استوار رکھنے میں اہم ترین ادارہ C.D.C جسے پاکستان کے بڑے مالیاتی اداروں میں شمار کیا جاتا ہے اس کے چیئرمین کی حیثیت سے **جناب حنیف داؤد جکھوڑا** اہم ترین خدمات انجام دے رہے ہیں جو نہ صرف جناب داؤد عثمان جکھوڑا بلکہ اوکھائی میمن برادری کے لیے فخر کی بات ہے۔

www.memonbooks.com

6.2

اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین۔

اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین جو اوکھائی میمن برادری کے لیئے گراں قدر خدمات انجام دینے والے نامور شخصیتوں کی سماجی نرسری تھی جس میں عبدالستار یوسف گنا، عبدالستار یوسف غازیانی، طیب قاسم موسانی، عبدالعزیز محمدی، آدم کاٹھ، ہارون عثمان گنا، نور محمد مراد، اسماعیل محمد غازیانی، عبدالرزاق محمد ویانی، ڈاکٹر عبدالرشید ابراہیم ویانی، ڈاکٹر عبدالرشید نور محمد ویانی، ڈاکٹر محمد اقبال نور محمد ویانی، انور حسین سوریا، ڈاکٹر محمد اقبال گنا، محمد صدیق گابا اور خادم (عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا) اس کے علاوہ دیگر ایسے بہت سے بڑے نام شامل ہیں جس پر بلاشبہ آج اوکھائی میمن برادری فخر کرتی ہے انہوں نے اسی اہم ترین ادارے سے اپنی سماجی زندگی کا آغاز کیا تھا اب ہم جائزہ لیں کہ اس اہم ترین ادارے کا قیام کس طرح عمل میں آیا۔

اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کے قیام کا پس منظر۔

1968.69ء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کے ساتھ جناب محمد عثمان کاٹھ نے اپنے رفقاء کے مشورے سے یوتھ سروسز میں دو ذیلی ادارے "حلقہ طلبہ" اور "حلقہ خواتین" قائم کرنے کا ارادہ کیا اس سلسلے میں انہیں حلقہ خواتین کے قیام میں تو کوئی خاص دشواری نہیں ہوئی اور اُس کا قیام یوتھ کے پلیٹ فارم پر یکم دسمبر 1968ء میں ہوا لیکن "حلقہ طلبہ" کے سلسلے میں اُن کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔

یوتھ سروسز اور اسٹوڈنٹس یونین کے بانیوں کی تاریخی میٹنگ

1969ء میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں "حلقہ طلبہ" کے قیام کے سلسلے میں اُس دور میں زیادہ فعال جس میں عبدالعزیز محمدی، یاسین داود غازیانی (بصرے والا) نور محمد داود مراد ہارون عثمان گنا، اسلم سلیمان گناتڑا، عثمان عارب سوریا، عزیز طیب گابا (عزیز میمن) اقبال گناتڑا (شمشیر پریس والا) (اسٹوڈنٹس یونین کی طرف سے) اور یوتھ سروسز کے عہدیدران جناب محمد عثمان کاٹھ، عثمان عیسیٰ گابا (T.M) ٹی ایم پنجوانی، ہاشم شمیم مرکٹیا، یعقوب مرکٹیا اور عبدالرحمٰن گنا، ان کے درمیان اوکھائی میمن اسکول کھارادر میں ایک میٹنگ ہوئی۔ جس میں یوتھ سروسز کے عہدیدران نے ان کو یوتھ کے پلیٹ فارم پر "حلقہ طلبہ" بنانے کی پیشکش کی جس کو ان طلبہ نے مسترد کردیا۔

اُسوقت طلبہ کے وفد کی قیادت عبدالعزیز محمدی کررہے تھے اُن کا موقف تھا کہ ہم برادری میں طلبہ کی سرگرمیوں کے لیئے ایک آزادانہ ادارہ قائم کریں گے اور جو اپنے پروگرام خود مرتب کرے اور اپنی آزادی سے خود پالیسی بنائے اور اُس پر عمل پیرا ہوسکے، جبکہ یوتھ سروسز کے پلیٹ فارم سے یہ چیز ممکن نہیں کیونکہ ہمیں اپنے پروگرام کو آپ لوگوں کی پالیسیوں کے تحت چلانا ہوگا اور طلبہ آزادی سے اپنی سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکیں

www.memonbooks.com

گے اور ساتھ ساتھ یوتھ سروسز بھی اپنے کام اور پروگرام میں کہیں غلطی پر ہوگی تو اُس میں بھی آپ کو کچھ نہیں کہہ سکیں گے اس طرح برادری میں ایک تعمیری تنقید نہیں ہوسکے گی اور ''یس سر'' کلچر فروغ پائے گا لہذا ہم اپنی طلبہ تنظیم الگ سے قائم کریں گے۔

اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کا قیام۔

اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے عہدیدران کو ''حلقہ طلبہ'' کی تجویز مسترد کردینے کے بعد برادری کے ان نوجوانوں نے اپنی بات کو صحیح منوانے اور طلبہ کے لیئے عملی کام کرنے کے لیئے کوششوں کو تیز تر کردیا اور اس سلسلے میں انہوں نے مختلف لوگوں سے رابطہ شروع کیا اور تقریبا پچاس سے ساٹھ طلبہ کا یہ قافلہ باہمی مشاورت سے آدم کاٹھ کو صدر (ان دنوں آدم کاٹھ حاجی عبداللہ ہارون کالج میں طلبہ کی سرگرمیوں میں نمایاں مقام رکھتے تھے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں یونین کے صدر بنانے کا فیصلہ کیا گیا)، عبدالعزیز محمدی نائب صدر، عبدالستار محمد گٹا (ماتلی والے) جنرل سیکرٹری محمد اسلم سلیمان گناترا جوائنٹ سیکرٹری اور نور محمد داود مراد خازن مقرر ہوئے۔علاقائی نمائندوں میں عبدالعزیز گناترا (ینگ میمن) عبدالرزاق محمد ویانی، اور عبدالرزاق محمدی میمن سوسائٹی نوآباد اور کھارادر کا نمائندہ مقرر کیا ابتداء میں یہ تمام میٹنگیں راوکھائی میمن جماعت خانہ میمن سوسائٹی میں منعقد ہوئی تھی ابتداء میں یونین آفس کے طور پر جناب یوسف صالح محمد گابا کی میمن سوسائٹی میں کریانہ اسٹور کے ساتھ میں ایک کمرے سے ہوئی اس کے بعد جناب سلیمان مرکٹیا کے عطیہ پر میر محمد بلوچ روڈ (موجودہ حاجی احمد ہسپتال کے پاس) ایک کرایہ پر کمرہ لیا گیا اور بعد میں عبدالستار یوسف گٹا کے دور میں نوآباد میں سلیمان مرکٹیا کی بلڈنگ (موجودہ شاہد اسکوائر کے سامنے) شفٹ ہوئی۔

اسٹوڈنٹس یونین کا پہلا پروگرام 4 ستمبر 1970 میں جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا اس کے مہمان خصوصی مولانا متین خطیب اور صدر جلسہ اُس وقت جماعت کے صدر جناب محمد خمیسہ غازیانی تھے اس کے بعد دیگر پروگراموں میں افطار پارٹی، مقابلہ مضمون نویسی، بیت بازی، مقابلہ معلومات عامہ، تقریری مقابلے اور اسپورٹس کی سرگرمیاں شروع کی۔

اس طرح اوکھائی میمن برادری کی سوشل ورک کی نرسری کی ابتداء ہوئی اس نرسری سے نکلنے والے نوجوان جو آج نہ صرف برادری میں بلکہ بین الاقوامی سطح پر اپنی شناخت رکھتے ہیں اور ان کی سماجی خدمات کی ابتدا اسی نرسری یعنی ''اوکھائی میمن اسٹوڈنٹ یونین'' سے ہوئی۔

www.memonbooks.com

جناب عبدالعزیز محمدی

جناب عبدالعزیز محمدی کو بلاشبہ ہم اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کے قائد کےطور پر پیش کرسکتے ہیں میں یہ بات اُس وقت کے نوجوانوں اور جو آج کے بزرگ ہیں ان کی رائے کے بعد کررہا ہوں ۔جن میں جناب نورمحمد مراد، ہارون عثمان گتا ،اسلم سلیمان گناترا اور دیگر ابتدائی جو اس کے قیام میں اہم کردارادا کرنے والی شخصیتوں میں شامل تھے اُنکی رائے کے بعد کررہا ہوں اور بلاشبہ اُس وقت کا عزیز محمدی جو اپنے کالج کے ساتھیوں میں" کامریڈ"مشہور تھا ۔وہ اپنی زندگی میں "ماؤزے تنگ"اور "ذوالفقار علی بھٹو"کا شیدائی رہا ہے ۔کالج کے زمانے میں N.S.F کے لیڈر کےطور پر پہچانے جاتے تھے ۔کھارادر میں ابتدائی پیپلز پارٹی کے قیام میں بنیادی کردارادا کیا بہت ہی بولڈ مقرر جو نہ صرف برادری میں بلکہ کالج میں بھی لیڈر کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے ۔

جناب عبدالعزیز محمدی 16 جنوری 1948 کھارادر میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم میری کلاسو اسکول صدر سے حاصل کی ۔1965 میں میٹرک پاس کیا ۔اسکول کے زمانے میں وہاں پر اسکاؤٹس ،اسپورٹس اور غیر نصابی سرگرمیوں میں نمایاں رہے ۔شروع میں اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا لیکن وہاں پر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے یعنی N.S.F میں اور جمعیت کا اُن دنوں اکثر الجھاوں رہتا تھا لہذا والد صاحب نے آپکو کامرس کالج میں داخل کروادیا اور وہاں گریجویشن کیا ۔1973 میں عملی زندگی میں حصہ لیا ۔1973 مہران شوگر سے وابستہ ہوئے اس وقت ایک ممتاز بین الاقوامی تعلیمی ادارے سے وابستہ ہیں ۔

جناب عبدالعزیز محمدی نے اپنی سماجی خدمات کی ابتداء یونین سے کی آپ نے اسٹوڈنٹس یونین کا آئین لوگو (LOGO) اور اُس وقت کے پہلی الیکشن کمیٹی کے چیرمین بنے اس کے ساتھ ساتھ عملی طور پر یونین کو فعال کرنے میں انتہائی اہم ترین خدمات انجام دیں ۔اس کے علاوہ اوکھائی میمن جماعت میں سب سے پہلے تعلیمی امور میں میمن سوسائٹی جماعت خانہ میں موجودہ میمن اکیڈمی کی شروع کرنے میں اہم ترین کردارادا کیا اس وقت محمد حسین دربار جماعت کے صدر تھے اور آپ کے ساتھ محمد اسماعیل خمیسہ غازیانی نے بھی اس کے قیام میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا اوکھائی میمن یوتھ سروسز میں آپکی تحویل خدمات ہیں اور آپ جناب ابراہیم کاٹھ کے صدارتی دور میں یوتھ کے نائب صدر کے عہدے پر فائز رہے ۔

آپ کے تین بچے اعلی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہیں بیٹی ڈاکٹر ناہید عزیز نیورفزیشن انجینئر خالدعزیز الیکٹرونکس انجینئرنگ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرکے حکیم محمد سعید شہید کے ہاتھوں گولڈ میڈل حاصل کیا اس وقت ماسٹرز "الیکٹرونکس کمیونیکیشن" میں کررہے ہیں اور فیصل عزیز M.B.A کرنے کے بعد اس وقت I.C.M.A کررہے ہیں عزیز محمدی کی شریک حیات 1973 میں برادری کی چند ابتدائی گریجویشن کرنے والی طالبات میں سے تھیں ۔آپ کا پورا گھرانہ برادری میں اعلی تعلیم یافتہ فیملی میں شمار ہوتا ہے ۔

www.memonbooks.com

جناب محمد ہارون عثمان گنا:۔

جناب محمد ہارون عثمان گنا برادری کے خاموش سماجی ورکروں میں سے ایک جو برادری کے تمام اداروں میں اپنی خدمات انجام دی ہیں۔ آپ اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کے ابتدائی چند اہم ترین ممبران میں سے ایک تھے جن کے کوششوں سے برادری کے سماجی ورکروں کی یہ نرسری پروان چڑھی۔

جناب محمد ہارون گنا جون 1953ء میں کھارادر میں پیدا ہوئے 1969ء میں اوکھائی میمن اسکول سے میٹرک گورنمنٹ کامرس کالج سے انٹر اور بی کام حاجی عبداللہ ہارون کالج سے کیا 1989ء میں C.A کیا آپ ابتداء میں مہران شوگر سے وابستہ رہے پھر بعد میں مولا ایس گروپ آف کمپنیز سے منسلک رہے اور 1990ء سے اپنی ذاتی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ فرم قائم کی ہے آپ نے سماجی خدمات کا آغاز کالج کے زمانے سے کیا کالج کی طلبا کی سیاست میں نمایاں حصہ لیتے تھے جب اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کا قیام عمل میں آیا تو آپ اُس میں نمایاں اور پیش پیش رہے۔ آپ کی سماجی خدمات اوکھائی میمن یوتھ سروسز اور جماعت میں بھی نمایاں رہی ہیں اداروں میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ آپ جماعت کی موجودہ مینیجنگ بورڈ میں شامل ہیں۔

اسٹوڈنٹس یونین کا پہلا کامیاب عشرہ:

جیسا میں نے اوپر بیان کیا کہ اسٹوڈنٹس یونین کا قیام اور اُس میں برادری کے طلبہ کی بھرپور شرکت اور جس کے شاندار نتائج کچھ عرصے میں ہی رونما ہونے لگے یوتھ سروسز کے بانی جناب محمد عثمان کاٹھ کے انتقال کے بعد اس اہم ترین ادارے کی باگ دوڑ برادری کی اس نرسری سے سماجی خدمات کی ابتداء کرنے والی نوجوانوں نے سنبھالی جن کا مکمل ذکر ہم یوتھ سروسز کے باب میں کر چکے ہیں۔ یہاں پر میں اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کے صدور کا ذکر کروں گا۔ جو اسٹوڈنٹس یونین کے صدرات کے عہدے پر فائز رہے

1۔ جناب محمد آدم کاٹھ
2۔ جناب عبدالعزیز یوسف محمدی
3۔ جناب نور محمد حاجی داؤد مراد
4۔ جناب عبدالرزاق اسماعیل مرکٹیا
5۔ جناب عبدالستار یوسف غازیانی
6۔ جناب عبدالستار یوسف گنا
7۔ جناب اسماعیل محمد غازیانی
8۔ ایڈہاک کمیٹی
9۔ جناب اسد سلیمان کاٹھ
10۔ جناب امان اللہ پنجوانی
11۔ جناب محمد صدیق گابا
12۔ جناب عبدالعزیز محمد ویانی
13۔ جناب تحسین ہاشم ویانی

www.memonbooks.com

اسٹوڈنٹس یونین کا دوسرا سوشل ورکروں کا بیچ:

اسٹوڈنٹس یونین کی ابتدائی پہلی دہائی جس میں اس ادارے نے برادری کے لئے بڑی قد آور شخصیتوں کی نشو نما کی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔اس کے بعد کچھ عرصہ یہ ادارہ جمود کا شکار رہا۔لیکن اس کے بعد اس ادارے نے ایک اور بہت بڑی کھیپ نوجوان سوشل ورکروں کی فراہم کی جو آج اوکھائی میمن برادری کے سماجی کاموں کو بڑی خوبصورتی اور اچھے انداز سے آگے لے جا رہی ہے۔جن میں محمد صدیق گابا ،ابراہیم مامدانی ،رفیق گتا ،آمان اللہ پنجوانی ،حسین ہاشم ویانی ،ریاض جعفرانی ،محمد ویانی ،فاروق غازیانی ،عبدالحمید طیب سوریا ،عبدالستار جکھوڑا ،ابراہیم جکھوڑا ،ہارون ویانی ،(پاک میڈیکل والے)اقبال گابا اور دیگر اس دوسرے عشرے میں یونین میں نئی روح ڈالنے کا سہرا محمد صدیق گابا کے سر جاتا ہے جن کی بے لوث کوششوں نے اسے پھر بام عروج پر پہنچایا۔

اوکھائی میمن برادری میں تاریخ کا عجیب اتفاق:

انسانی تاریخ میں مختلف ادوار میں بڑے دلچسپ اتفاقات ہمیں کئی جگھوں پر ملتے ہیں اسی طرح اوکھائی میمن برادری میں بھی تاریخ کا ایک دلچسپ اتفاق دوران تحقیق نظر آیا کہ 52-1951ء میں برادری میں سب سے پہلی اسٹوڈنٹس یونین کے قیام میں اہم کردار ادا کرنے والی شخصیت جناب ہاشم حسین ویانی جو اسٹوڈنٹس یونین کے پہلے صدر بھی بنے اور اس پہلی یونین کے جنرل سیکریٹری جناب سلیمان عبداللہ طیب گابا (سلیمان میمن) بنے لیکن تاریخ کا حسین اتفاق دیکھیں کہ 1990ء میں اسٹوڈنٹس یونین کے خاتمے کے وقت بھی اس کے صدر کے عہدے پر ہاشم حسین ویانی کے فرزند جناب حسین ہاشم ویانی فائز تھے اور جنرل سیکریٹری جناب ریاض جعفرانی تھے۔

تاریخ کا کتنا دلچسپ اتفاق ہے کہ باپ 52-1951ء میں یونین کے قیام کے وقت صدر تھے اور بیٹا 1990ء میں یونین کے خاتمے کے وقت صدر تھا۔

محمد صدیق گابا:

80-1979ء میں اسٹوڈنٹس یونین کے سرگرمیاں ماند پڑ گئیں تھی اُن دنوں کچھ مسائل کی وجہ سے جناب عبدالستار یوسف گتا اور عبدالستار یوسف غازیانی پر مشتمل ایک ہیڈ ہاک کمیٹی نے کچھ عرصہ یونین کی سرگرمیاں جاری رکھی اور پھر الیکشن کے ذریعے جناب حاجی اسد سلیمان کاٹھ یونین کے صدر بنے اور نائب صدر محمد صدیق گابا بنے اس دور میں محمد صدیق گابا کی محنت اور دلچسپی سے یونین کو نئے سرے سے فعال کرنے میں انہوں نے گراں قدر خدمات انجام دی۔جس کی وجہ سے برادری کی سماجی ورکروں کی نرسری پھر سے اپنے عروج پر نظر آنے لگی۔

81-1980ء میں محمد صدیق گابا کے صدراتی دور میں یونین کے اتنے شاندار پروگرام ہوئے کہ اُس وقت پوری میمن برادری میں اوکھائی میمن

www.memonbooks.com

اسٹوڈنٹس یونین کی کارکردگی کا اندازہ ہم اس بات سے کرسکتے ہیں کہ ان دنوں یونائیٹڈ میمن جماعت نے 1983.85ء میں "عالمی میمن میلہ" کے انتظامات اسٹوڈنٹس یونین کے سپرد کیے جس کو بڑے شاندار انداز سے یونین نے منعقد کیا جسے وہاں پر آئے ہوئے مہمانوں اور میمن قوم کے معززین نے بہت سراہا اور حوصلہ افزائی کی۔

محمد صدیق گابا کو برادری میں اور خصوصاً بل پارک کے علاقے میں ایک بڑے سوشل ورکروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ برادری کے لیئے فنڈ کلیکشن اور دوسرے امور میں اہم کردار ادا کرتے ہیں آپ نے 2000-02ء میں یوتھ سروسز کے نائب صدر اور یوتھ میں کئی پروجیکٹ کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ کی پیدائش 20 ستمبر 1963ء نوآباد موجودہ (O.M.Y.S Academy) والی بلڈنگ میں ہوئی تھی جو پہلے ان کا گھر تھا۔ آپکا خاندان کئی دہائیوں سے کتابوں کے کاروبار سے وابستہ ہے۔ آپکا تعلیمی لحاظ سے بھی برادری کے ہونہار طالب علموں میں شمار ہوتا تھا۔

www.memonbooks.com

6.3

اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن

ابتدائی اوکھائی میمن جماعت

اوکھائی میمن برادری قیاس ہے کہ تالپوروں کے دور میں 25-1818ء کے بعد کراچی میں آباد ہوئی ابتداء میں کچھ بزرگ کام کاج کے سلسلے میں سمندری جہاز جو اوکھا سے کراچی چھوٹا موٹا کاروباری سامان کی تجارت اور ان کو لادنے اور اُتر وانے کے کام کے سلسلے میں کراچی کی بندرگاہ پر پہنچے اور رفتہ رفتہ کام کاج کے حصول کے لیئے اوکھا منڈل سے کئی بزرگوں کا کراچی میں آنا ہوا 1880ء تک کراچی میں برادری کے تقریباً 100 خاندان آباد ہو چکے تھے اور اپنے سماجی اور جماعتی نظام کے تحت زندگی بسر کرنے کی وجہ سے یہاں پر اوکھائی میمن جماعت قائم کی جس کی باضابطہ رجسٹریشن 7 مئی 1906ء میں ہوئی ابتداء میں جماعت کے امور کی انجام دہی کھارادر میں موجودہ مچھی میانی روڈ (موجودہ باکڑا ہوٹل والی گلی) یا پھر اوکھائی میمن مسجد میں قائم ایک چھوٹے سے کمرے میں کی جاتی تھی۔

اوکھائی میمن مدرسہ کا قیام:

1910 میں اُس وقت کے جماعت کے کراچی میں پٹیل/صدر جناب سلیمان مراد جو خود بندرگاہ پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ کھارادر میں انکی (چوک جو اوکھائی میمن اسکول کے سامنے کے ایم سی اسکول کے ساتھ) ہے وہاں پر لکڑی کا گودام تھا۔اُس وقت برادری کے بچوں میں قران شریف کی تعلیم دینے اور اوکھائی میمن مسجد کے امور کی انجام دہی میں جناب عبدالرحمٰن باپو اہم کردار ادا کر رہے تھے اُن کے ساتھ مل کر اُس وقت حکومت کا بونڈیڈ ویئر ہاؤس موجودہ اوکھائی میمن اسکول میں تھا ابتداء میں جناب سلیمان مراد جناب عبدالرحمٰن باپو اور دیگر بزرگوں نے مل کر وہاں پر لکڑی کے دو کمرے بنائے اور اس طرح وہاں سے اوکھائی میمن مدرسہ کی ابتداء ہوئی جو بعد میں اوکھائی میمن جماعت کا بھی مرکز بن گیا اور برادری کے تمام امور کی انجام دہی یہاں پر ہی کی جاتی رہی، تعلیمی امور کی انجام دہی میں جناب عبدالرحمٰن باپو تعلیم و تدریس میں پیش پیش رہے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ گجراتی اور دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی تھی ۔باپو عبدالرحمٰن کے ساتھ ایک اور موسیٰ میاں باپو بھی ہوتے تھے اور دنیاوی تعلیم کے لیئے ایک ہندو ماسٹر مقرر کیا گیا تھا ۔دوپہر میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیئے محترمہ عائشہ اُستاد ہوتی تھی 1920ء میں مدرسے کے کمروں میں اضافہ کیا گیا اور وہ وہاں پر دو سے چار کمروں تک توسیع کیا گیا۔اس طرح لڑکوں اور لڑکیوں کی تین کلاسیں کردی گئی اور لڑکیوں کو پڑھانے کے لیئے مزید دو اُستانیاں ”زلیخا استاد“ اور ”حور بائی استاد“ کو استاد بھرتی کیا گیا۔

اوکھائی میمن اسکول کا قیام:

17 جون 1928ء میں برادری کے بزرگوں نے اوکھائی میمن مدرسہ کھارادر جو اُس وقت تک ایک مدرسہ کے طور پر کام کر رہا تھا اُس کو باضابطہ ایک ادارے کی صورت دینے کا فیصلہ کیا اور "دی اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن" قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس ادارے کی باضابطہ رجسٹریشن 21 اگست 1928ء میں بمبئی پریزیڈنسی سے کی گئی۔ اس ادارے کی پہلی کابینہ کے عہدیداران اور مینیجنگ بورڈ کے ارکان مندرجہ ذیل تھے۔

1۔	جناب سائنا محمد غازیانی	صدر
2۔	جناب محمد صالح محمد الیاس	جنرل سیکریٹری
3۔	جناب طیب عمر مرکٹیا (آغا)	جوائنٹ سیکریٹری
4۔	جناب حسین یوسف گٹا	خازن
5۔	جناب حالی محمد سومار کرار	ممبر
6۔	جناب قاسم احمد ٹوبڑیا	ممبر
7۔	جناب حاجی حسن نور محمد ٹوبڑیا	ممبر
8۔	جناب طیب حاجی عثمان ٹوبڑیا	ممبر
9۔	جناب ہاشم سائنا ٹوبڑیا	ممبر
10۔	جناب محمد یوسف گابا	ممبر
11۔	جناب نار محمد الیاس گابا	ممبر
12۔	جناب عیسٰی اسماعیل ٹوبڑیا	ممبر

اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن کے قیام کے ساتھ ہی موجودہ اوکھائی میمن اسکول کی جگہ کے لیے باضابطہ درخواست میونسپلٹی میں دی اور جیسے سالانہ 60 روپے کرایہ پر حاصل کی گئی جو مدرسہ ہر سال باقاعدگی سے ادا کرتا تھا۔ یہاں سے ابتدائی طور پر اوکھائی میمن برادری کا حکومتی سطح پر پہلا رابطہ ہوا اور اسکول کے مختلف امور کی انجام دہی کے سلسلے میں جناب طیب عمر مرکٹیا (طیب آغا) میونسپلٹی سے رابطے کی وجہ سے بعد میں اوکھائی میمن برادری کے پہلے (کمیشنر) کونسلر بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

جناب بابو عبدالرحمٰن کا انتقال

اوکھائی میمن اسکول کے ناظم اعلیٰ جناب بابو عبدالرحمٰن جن کی کوششوں سے جو چھوٹا سا پودا جو انہوں نے اُس وقت کے بزرگوں کے

www.memonbooks.com

ساتھ مل کر لگایا تھا اب وہ ایک سایہ دار درخت بن چکا تھا اور برادری کے ننھے معصوم پھول یہاں پر علم کے زیور سے آراستہ ہو رہے تھے 19 جون 1935ء کو آپ نے اس دنیا سے کوچ کیا۔ان کے انتقال پر پوری برادری میں تین دن کا سوگ منایا گیا۔ان کے انتقال کے بعد آپ کی تمام ذمہ داریاں اوکھائی میمن مسجد کھارادر کے پیش امام جناب سلیمان مُلا کے سپرد کی گئی جو اسکول کے ناظم اعلیٰ کے فرائض انجام دینے لگے۔

اسکول کے انتظامی امور:

اوکھائی میمن اسکول اگست 1928ء میں اُسے صرف پرائمری اسکول کا درجہ حاصل تھا۔بعد میں 1948ء میں اسکول میں طلباء کے اضافے اور بہتر معیار پر اُسے سیکنڈری کا درجہ دیا گیا اُن دنوں اوکھائی میمن جماعت مسجد اور اسکول کے تمام انتظامی امور اور تعمیراتی کاموں کو کچھی میمن جماعت سے تعلق رکھنے والے حاجی عبدالشکور حاجی قادر اور سنی وہرہ جماعت کے جناب قادر بھائی اعظم بھائی کاغذ والے اس سلسلے میں اپنی اعزازی خدمات اور تعاون کرتے تھے۔جبکہ جناب سائنا محمد غازیانی 1928 سے 1963 تک اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن صدر کے عہدے پر فائز رہے۔

میمن سوسائٹی جماعت خانے میں گرلز اسکول کا قیام:

3 جولائی 1938ء میں میمن سوسائٹی میں جماعت خانے کے قیام کے بعد اوکھائی میمن برادری میں لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں میمن سوسائٹی میں کوئی انتظام نہ تھا جبکہ کھارادر میں اوکھائی میمن اسکول موجود تھا

اس سلسلے میں سر حاجی عبداللہ ہارون کے مالی تعاون سے میمن سوسائٹی جماعت خانہ میں قیام پاکستان سے قبل لڑکیوں کے لیئے اسکول کا قیام عمل میں لایا گیا۔اس اسکول کے قیام کے بارے میں کوئی خاص معلومات تو حاصل نہیں ہوسکی ہے لیکن کچھ بزرگوں کے مطابق یہ 1940.42ء کے درمیانی دور میں قائم ہوا تھا اور اس کا انتظام اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن کے سپرد کیا گیا تھا۔بقول کچھ بزرگوں کے سر حاجی عبداللہ ہارون جو اُس وقت ہماری برادری کے سماجی اور سیاسی امور میں اہم کردار ادا کرتے تھے ہماری برادری بھی ہر وقت اور ہر جگہ ان کا ہر اول دستہ رہی تھی۔وہ چاہتے تھے کہ اُس وقت لڑکوں کی تعلیم کے حصول کے لیئے حاجی عبداللہ ہارون اسکول (جو جامع اسکول کے نام سے مشہور تھا) موجود تھا لیکن لڑکیوں کی تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں تھا اس لیئے انہوں نے میمن سوسائٹی جماعت خانہ میں لڑکیوں کا اسکول قائم کیا۔

1972-73ء میں حکومت کی طرف سے تمام تعلیمی اداروں کو قومی ملکیت میں لینے کی وجہ سے یہ اسکول بھی حکومتی تحویل میں چلا گیا اور پھر 1984 میں حکومت کی طرف سے اسکول واپسی پر اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن نے اسے اوکھائی میمن جماعت کی تعلیمی کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ اُس وقت جماعت کے صدر جناب عبدالستار طیب ویانی (کڑیا) کے دور میں اسے باضابطہ جماعت اور مدرسہ کے درمیان ایک تحریری معاہدے کے تحت جماعت کے سپرد کیا گیا۔کیونکہ 1974ء میں جناب محمد حُسین دربار کے جماعت کے صدارتی دور میں جماعت نے مونٹیسری اور چھوٹی

www.memonbooks.com

کلاسوں کی تعلیمی سرگرمیاں اپنی تعلیمی کمیٹی کے ذریعے انجام دے رہی تھی لہذا اُسے بھی گرلز اسکول میں شامل کرلیا اب وہ مکمل اکیڈمی کے طور پر جماعت کے زیرِ انتظام اپنے فرائض انجام دے رہی ہے۔

حاجیانی ذلیخہ بائی اسکول نوا آباد کا قیام

1970ء میں نوا آباد میں برادری کی کثیر تعداد آباد تھی اور وہاں پر لڑکوں کی تعلیمی امور کی انجام دہی عیسٰی جمال اسکول سے پوری کی جارہی تھی لیکن برادری کا لڑکیوں کے لیئے کوئی اسکول قائم نہیں تھا اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے برادری کے بزرگ اور خصوصاً حاجی حسن نور محمد ٹوبریا نے اپنی مرحوم والدہ حاجیانی ذلیخہ بائی کی یاد میں نوا آباد میں لڑکیوں کے لیئے یہ اسکول قائم کیا۔جسے بعد میں نوا آباد سے برادری کی ہجرت اور وہاں کے نامساعد سیاسی حالات کی وجہ سے 2005ء میں بند کردیا گیا۔

جناب حُسین ابراہیم جمال بحیثیت صدر اوکھائی میمن مدرسہ:

جناب سائنا محمد غازیانی کے بعد 1963 میں اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن کے صدر بنے۔ان کے دورِ صدارت میں کھارادر میں اوکھائی میمن اسکول کو برادری میں ایک کلیدی حیثیت حاصل ہوئی کیونکہ جناب حُسین جمال اپنی تمام سماجی کاموں اور تنظیموں جن میں اوکھائی میمن انجمن مدرسہ ایسوسی ایشن آل پاکستان میمن فیڈریشن کے مختلف امور کی انجام دہی اور حُسین آباد کی زمین کے حصوں کے انتظامات اور مختلف اداروں سے رابطے اور پھر بعد میں آپ کے جماعت کے صدراتی دور کے امور کی انجام دہی میں اوکھائی میمن اسکول کھارادر کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔اس کے ساتھ جناب محمد عثمان کاٹھ کی اپنے رفقاء کے ساتھ اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کے بیشتر امور اور اُس کا ابتدائی انفراء اسٹریکچر (Infra structure) بھی یہاں پر رکھا گیا ہے اور اس سلسلے میں عموماً میٹنگ اور دیگر کاروائی یہاں ہی کی جاتی تھی۔جس کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ یوتھ سروسز کا وہ (ہفتہ تعلیم) سنگ میل جس نے اس ادارے کو برادری میں ہمیشہ کے لیئے زندہ جاوید کردیا اس کی شاندار افتتاحی تقریب اوکھائی اسکول کھارادر میں ہی منعقد ہوئی تھی۔اسی طرح اوکھائی میمن انجمن کے تمام امور حاجی احمد ہسپتال میمن سوسائٹی کے قیام تک یہاں پر انجام دیئے جاتے تھے۔

جناب حُسین ابراہیم جمال کے صدراتی دور میں جہاں برادری کی تمام سماجی امور کا مرکز ہونے کے ساتھ یہاں پر بچوں کی تعلیم اور اُس میں درپیش مسائل کے حل پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی تھی آپ کے صدارتی دور میں جناب حاجی حسن نور محمد ٹوبریا کی طرف سے ایک بلاک اور دوسرا بلاک آپ نے خود خطیر رقم کا عطیہ فراہم کر کے تعمیر کروائی جس میں موجودہ اسکول اپنی روایات کے مطابق شمع علم کو روشن کیے ہوئے ہے۔ان کے دور میں مدرسہ کے امور کی انجام دہی میں جناب قاسم عثمان کانڈا والا کی خدمات اہم ترین تھی اور بہت سے نمایاں کام ان کی کوششوں سے ممکن ہوئے۔

جناب لطیف ابراہیم جمال کا صدارتی دور:

جناب حُسین ابراہیم جمال کے انتقال کے بعد جناب لطیف ابراہیم جمال مدرسہ ایسوسی ایشن کے صدر کے عہدے پر فائز ہوئے آپ کے صدارتی دور میں 2000ء میں ڈاکٹر عطاء الرحمٰن کے ہاتھوں ابراہیم جمال انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی کا قیام عمل میں آیا اس سلسلے میں ایک جدید کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ جو چار لیب پر مشتمل تھی ابتداء میں چالیس کمپیوٹر کے ساتھ مزین تھی جس میں اسکول کے طلباو طالبات کے علاوہ شام کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کی کلاسوں کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔

جناب عبدالکریم گناتڑا کا صدارتی دور:

2004ء میں جناب لطیف ابراہیم جمال کے انتقال کے بعد جناب عبدالکریم گناتڑا اوکھائی میمن مدرسہ ایسوسی ایشن کے صدر کے عہدے پر فائز ہوئے اور امید ہے کہ اوکھائی میمن برادری کا یہ اہم ترین ادارہ جسے بلاشبہ ہم برادری کے (Mother Institution of the Okhai Memon Community) تمام اداروں کی "ماں" کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ آپ اس کی بہتر طور پر خدمات انجام دیں گے تا کہ اس کا تقدس پامال نہ ہو اور یہ مستقبل کی شمعیں روشن کرتا رہے۔

www.memonbooks.com

6.4

ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن :

اوکھائی میمن برادری میں حصول تعلیم کے لئے کراچی میں اوکھائی میمن مدرسہ کے قیام کے بعد برادری کے نوجوانوں میں اسپورٹس اور غیر نصابی سرگرمیوں کے لئے اس وقت مختلف علاقوں میں اسپورٹس کلب اور والینٹیر کور یس کے ذریعے برادری کے نوجوان حصہ لیتے تھے۔اس سلسلے میں 1934ء میں نوآباد کے علاقے میں ایک فٹ بال ٹیم ''میمن اسپورٹس کلب نوآباد'' کا قیام عمل میں لایا گیا جس کی قیادت جناب یوسف طیب کرار جو بعد میں اس ٹیم کے کپتان مقرر ہوئے 1939ء میں یہ فٹبال کلب نے اوکھائی میمن برادری کے اہم اور اس وقت کے بڑے اداروں میں سے ایک اہم ادارے ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا اس کے قیام میں جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا، جناب حاجی قاسم تارمحمد گابا (قاسم ماسٹر) جناب ولی محمد حاجی یعقوب گنا تر ا اور دیگر بزرگوں نے اہم کردار ادا کیا۔

ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کے قیام کے اغراض ومقاصد میں اس وقت اوکھائی میمن برادری میں سماجی اور نوجوانوں کے امور کی انجام دہی کے لئے باضابطہ ادارے کا قیام اور اس میں اسپورٹس کی سرگرمیاں، تعلیمی سرگرمیاں خصوصاً لائبریری کا قیام، سماجی امور کی انجام دہی اور برادری میں اس وقت غلط رسم ورواج کی روک تھام سرکاری امور کی انجام دہی میں برادری کو درپیش مسائل کے حل کے لئے کوششیں کرنا، برادری میں چندہ جمع کر کے مالی طور پر غریب خاندانوں کی امداد کرنا اور ناگہانی آفات کی صورت میں امداد کرنا وغیرہ شامل ہیں (آئین کی کاپی کا عکس سامنے صفحے پر)

ادارے کی طرف سے لائبریری کا قیام:

1939ء میں ادارے کے قیام کے وقت جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا اس کے صدر منتخب ہوئے ابتداء میں اوکھائی میمن جماعت خانہ میمن سوسائٹی میں موجودہ راشن شاپ کے ساتھ والی جگہ پر ایک کمرے میں لائبریری قائم کی گئی اور وہ ہی ادارے کے دفتر کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا تھا اور وہیں پر ان کی میٹنگ اور تمام کاروائی کی جاتی تھی۔

ینگ مینس اوکھائی میمن ایسوسی ایشن کی موجودہ لائبریری کا قیام:

1950ء میں جناب سلیمان عبداللہ گابا بحیثیت سیکریٹری کی ذاتی کوششوں سے جوانہوں نے کراچی میونسپل کارپوریشن سے خط وکتابت کے ذریعے (یاد رہے جناب سلیمان میمن کو اس وقت برادری کی چند پڑھی لکھی اور سماجی سمجھ بوجھ رکھنے والی شخصیت کے طور پر جانا جاتا تھا) موجودہ

www.memonbooks.com

میمن سوسائٹی چوک حاجی احمد ہسپتال والی زمین حاصل کی گئی۔

اس زمین کے حصول میں سب سے بڑا مسئلہ وہاں پر قائم ''آزاد مسلم ایسوی ایشن'' جو آج بھی موجود ہے اور جو علاقے میں آباد ماہی گیروں (فیشر مین) کی نمائندگی کرتی ہے انہوں نے بھی اپنے سماجی امور کی انجام دہی کے لئے زمین کے حصول کی کوششیں شروع کردی بعد میں کراچی میونسپل کارپوریشن نے دونوں اداروں کو زمین الاٹ کی ینگ مینس کو ایک کونے پر اور دو پلاٹ چھوڑ کر دوسرے کونے پر آزاد مسلم ایسوی ایشن کو زمین الاٹ کی جو آج تک موجود ہیں جہاں پر اس وقت اس ادارے کا کمیونٹی سینٹر قائم ہے۔

ینگ مینس ایسوی ایشن نے ابتداء میں وہاں پر 52-1951ء میں لائبریری قائم کی جو آج بھی قائم ہے اور اس میں بڑی نایاب کتابوں کا ذخیرہ مہیا کیا گیا جو برادری میں تعلیمی و علمی شوق کو پروان چڑھانے کی کوشش تھی اور اس ادارے کی لائبریری نے برادری کے نوجوانوں کو اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لئے ایک پلیٹ فارم فراہم کیا اور اسی وجہ سے 52-1951ء میں اس وقت کی اوکھائی میمن اسٹوڈنٹس یونین کا قیام عمل میں آیا اور جو بعد میں اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے قیام کا پس منظر ثابت ہوا کیوں کہ کوئی بھی ادارہ اپنے قیام کے ساتھ اپنے مثبت اثرات مرتب کرتا ہے اسی طرح زمین پر لائبریری کے علاوہ آج ایک ہسپتال ''حاجی احمد ہسپتال' جو اوکھائی میمن انجمن کے پلیٹ فارم پر کام کر رہا ہے اوکھائی میمن یوتھ سروسز کا اسٹڈی سینٹر جو آجکل اسکول کی صورت میں کام کر رہا ہے اور میمن کو آپریٹیو سوسائٹی جو نہ صرف برادری بلکہ علاقے کے تمام لوگوں کی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔(1)

جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا:۔

جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا کراچی میں 1914ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سات جماعت جس میں سے 4 جماعت گجراتی اور تین جماعت انگریزی کی اوکھائی میمن اسکول کھارادر سے حاصل کی آپ ینگ مینس ایسوی ایشن کے بانی تھے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے 1946ء میں اوکھائی میمن جماعت میں قواعد وضوابط اور آئین کی تیاری میں اُس جماعت کی تاریخی کمیٹی کے ممبر تھے اس کے علاوہ برادری میں پہلی اسٹوڈنٹس یونین کی سرگرمیوں میں اُس وقت نوجوانوں کے پروگراموں میں بڑی معاونت اور رہنمائی فرمائی۔

جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا 1957ء سے 1961ء تک اور 1967ء سے 1969ء تک اوکھائی میمن جماعت کے نائب صدر کے عہدے پر فائز رہے اس کے علاوہ اوکھائی میمن انجمن کے قیام سے آخری ایام تک وابستہ رہے اور کلیدی عہدوں پر فرائض انجام دیئے۔

آپ کاروباری لحاظ سے راشن اور کریانہ کے کام کاج سے وابستہ تھے 1961ء میں الیکٹرونک آئیٹم کے کاروبار سے منسلک ہوئے اور آج بھی آپ کی اولاد اس کاروبار میں اہم مقام رکھتی ہے آپ نے 4 اپریل 2003ء میں جہان فانی سے کوچ کیا۔

6.5

برادری کے دیگر ادارے

میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی۔

قیام پاکستان سے قبل کراچی میں اوکھائی میمن برادری معاشی طور پر کمزور برادریوں میں شمار ہوتی تھی اور اس برادری کا زیادہ تر دارومدار بندرگاہ سے وابستہ تھا۔اُن دنوں برادری میں ہاوسنگ کے بڑھتے ہوئے مسائل اور اُس کے حل کے لئے بزرگوں کی کوششوں سے زمین کا حصول جس کے بعد حاتم آباد نئی نگری موجودہ میمن سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔برادری میں ابتدائی طور پر سوسائٹی میں زمین کی خریداری اور اُس پر مکان کی تعمیر کے لئے مالی وسائل کی بڑی پریشانی تھی۔

اسی طرح اُس وقت کراچی میں دوسری بڑی میمن برادری "کچھی میمن برادری" تھی اور اس میں بھی معاشی طور پر کمزور برادریوں کو مالی تعاون جو اپنے کام کاج اور ہاوسنگ کے مسائل کے لئے مالی پریشانی سے دوچار تھی۔اس صورت حال کو دیکھ کر سر حاجی عبداللہ ہارون کی مشاورت سے اور جناب جمشید نسروانجی جو اُن دنوں کراچی کے میئر تھے کے تعاون سے جناب ولی محمد حاجی یعقوب گناترا اور دیگر بزرگوں کی کوششوں سے 1933ء میں میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی قائم کی گئی اور اس کی باضابطہ رجسٹریشن 1937ء میں ہوئی۔

میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی اور اوکھائی میمن برادری :۔

میمن کریڈٹ کوآپریٹیو سوسائٹی کے قیام کے ساتھ ہی سوسائٹی کی دونوں میمن برادریاں (اوکھائی میمن اور کچھی میمن) میں معاشی طور پر کمزور خاندانوں نے ہاؤسنگ اور اپنے کام کاج کے مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اُس سے استفادہ حاصل کیا اور خاص کر اوکھائی میمن برادری کی اس ادارے سے زیادہ وابستگی رہی بعد میں کچھی میمن کا رجحان اس ادارے میں برائے نام رہ گیا اور مکمل طور پر اس ادارہ کے تمام امور اوکھائی میمن برادری کے بزرگ انجام دینے لگے۔آج بھی یہ ادارہ زمانے کے نشیب وفراز سے گزرتے ہوئے قائم ہے اور اس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

میمن ویلفیئر سوسائٹی کھارادر:۔

1920ء میں نوجوانوں نے کھارادر کے علاقے میں انجمن محفل میلاد رسول ﷺ کی۔جسکے پلیٹ فارم پر برادری کے دینی اور سماجی امور کی انجام دہی کی جاتی تھی 1930ء میں نوجوانوں نے ان امور کے ساتھ نوجوانوں میں اسپورٹس کی انجام دہی کے سلسلے میں اس کا نام تبدیل

کر کے تاج اسپورٹس کلب کر دیا جس کے پہلے کپتان جناب سلیمان الیاس گنا ہے۔

10 اکتوبر 1931ء میں راجکوٹ میں سر آدمجی حاجی داؤد کی صدارت میں پہلی آل انڈیا میمن کانفرنس کا تاریخی اجلاس ہوا جس میں میمن قوم کی تعلیم پر توجہ دینے پر خصوصی اقدامات کئے گئے. اس سلسلے میں 37-1936ء میں جناب حاجی یوسف صالح محمد گابا کی کوششوں سے اوکھائی میمن برادری میں اوکھائی میمن ویلفیر سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا. جس کے تحت برادری میں تعلیم کے فروغ کے لئے طلباء کو اسکول میں داخلہ دلانے اور مالی تعاون کے لئے مخیّر حضرات کے تعاون سے یہ ویلفیر سوسائٹی قائم کی گئی۔ اس سوسائٹی کے تحت منعقد ہونے والے جلسوں میں سر آدمجی حاجی داؤد نے دو مرتبہ شرکت کی تا کہ کراچی میں بھی میمن قوم میں تعلیم کو عام کیا جا سکے اس سلسلے میں اس کے قیام میں آپ نے اہم کردار ادا کیا جس کا عملی مظاہرہ ایجوکیشن اینڈ ویلفیر سوسائٹی میں ایک اوکھائی ممبر کی شمولیت سے لگایا جا سکتا ہے۔

1948ء میں اس سوسائٹی کی طرف سے مرحوم سر آدمجی حاجی داؤد کی یاد میں ایک لائبریری اور فری ریڈنگ روم قائم کیا گیا جس کا افتتاح محترمہ فاطمہ جناح کے ہاتھوں ہوا تھا یہ لائبریری مچھی میانی روڈ اوکھائی میمن مسجد کے پاس قائم کی گئی تھی. 1981ء میں اسے بند کر دیا گیا اور اس کے اثاثے بیچ کر اوکھائی میمن یوتھ سروسز کی جانب سے تعمیر ہونے والے حُسین ابراہیم جمال اسٹیڈی سینٹر حُسین آباد کے لئے وہ رقم فراہم کی گئی۔

نوا آباد سبیل کمیٹی:

اوکھائی میمن برادری کراچی میں کھارادر کے بعد 1917ء میں نوا آباد میں آباد ہوئی جسمیں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ ہی وہاں پر برادری کے نوجوانوں نے 1929ء میں "نوا آباد سبیل کمیٹی" کے نام سے علاقے میں دینی اور سماجی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا۔ نوا آباد سبیل کمیٹی نے بھی برادری میں سماجی ورکروں کی ایک بڑی کھیپ فراہم کی۔

جنہوں نے برادری میں نمایاں خدمات انجام دی۔ اوکھائی میمن برادری کا یہ علاقائی گروپس آپس میں سماجی کاموں اور اسپورٹس کے میدانوں میں باہم مقابلہ کرتے تھے اور ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ وہ نمایاں پوزیشن حاصل کر سکے۔ اسی مقابلے کے رجحان نے "نوا آباد سبیل کمیٹی" میں سے ایک اسپورٹس کلب "نگینہ اسپورٹس" کے نام سے وجود میں آیا بعد میں اس کا نام تبدیل کر کے "ینگ میمن ویلفیر ایسوسی ایشن" رکھا گیا۔

انجمن عاشقان رسول ﷺ، شاہین اسپورٹس کلب، اوکھائی میمن والنٹیر کور یس اور اب میمن سوسائٹی میلاد کمیٹی:

اوکھائی میمن برادری سماجی کاموں کے سلسلے میں ورکروں کی دولت سے ہمیشہ ہی مالا مال رہی ہے اور اس سلسلے میں نوجوان اپنے اپنے علاقوں میں ایسے کاموں کے لیئے گروپس والنٹیر کور یس اور اسپورٹس کلبوں کی صورت میں سماجی امور میں کوشاں رہے ہیں۔ 1944ء میں حاتم آباد نئی نگری موجودہ میمن سوسائٹی میں اُس وقت کے نوجوانوں نے علاقے میں دینی اور سماجی کاموں کی انجام دہی کے لیئے انجمن عاشقان

رسول ﷺ قائم کی جو میمن سوسائٹی میں محرم اور ربیع الاوّل عید میلاد النبیؐ کے سلسلے میں مجالس کا انتظام کرتی تھی اور ساتھ ہی برادری کے سماجی امور کی انجام دہی کرتی تھی ۔(1)

1954ء میں انجمن عاشقان رسولؐ مذہبی اور سماجی معاملات کے ساتھ ساتھ برادری کے نوجوان اسپورٹس میں بھی بھرپور کردار ادا کرنے لگی اور اسپورٹس کی شاندار کارکردگی کی بدولت اس کا نام تبدیل کر کے شاہین اسپورٹس کلب رکھ دیا گیا بعد میں جناب عبدلستار داوود مراد کے جماعت کے صدارتی دور میں اس کا نام تبدیل کر کے "اوکھائی میمن والنٹیر کورپس رکھا گیا جس کے پلیٹ فارم پر برادری کے سماجی امور اور اُس وقت غلط رسم ورواج کے خاتمے کے لیئے چلائی جانے والی تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔

1982ء میں آل پاکستان میمن فیڈریشن کی طرف سے منعقدہ میمن کنونشن کے انتظامات جس کا افتتاح اُس وقت کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے کیا تھا۔اُس کنونشن کے شاندار انتظامات کرنے پر وہاں پر حاضرین اور پوری میمن برادری نے اوکھائی میمن والنٹیر کورپس کے نوجوانوں کی کارکردگی کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور آخر میں انھیں اعزازی شیلڈ دی گئی۔

موجودہ دور میں اوکھائی میمن برادری کا اس علاقے سے نکل کر دوسرے علاقوں میں آباد ہونے کی وجہ سے یہاں پر اب پہلے جیسی بات نہیں رہی ہے ۔پھر بھی اس وقت یہ تنظیم اوکھائی میمن میلاد کمیٹی کے پلیٹ فارم پر اکثر مذہبی پروگراموں کا انعقاد کرواتی رہتی ہے۔

حُسین آباد کا قیام:

اس کی تفصیل لطیف ابراہیم جمال کے صدارتی دور میں بیان کی جا چکی ہے

حُسین آباد ویلفیئر ایسوی ایشن:

1957ء میں اوکھائی میمن برادری کا حُسین آباد میں آباد ہوا (جس کا ذکر پچھلے صفحوں میں کیا جا چکا ہے)اور وقت کے ساتھ برادری کی آبادی میں اضافے کے ساتھ وہاں پر آباد نوجوانوں اور بزرگوں نے وہاں کے سماجی اور برادری کو درپیش مسائل کے حل کے لیئے 1964ء میں حُسین آباد ویلفیئر ایسوی ایشن قائم کی کیونکہ برادری کے نوجوانوں کی سماجی خدمات ہمیشہ نمایاں رہی ہیں جس کا اندازہ ہم تاریخ کے اوراق سے لگا سکتے ہیں۔

حُسین آباد ویلفیئر نے اپنے سماجی کاموں کی ابتداء H.E.F اسکول کے پیچھے قائم جو آج کینٹین ہے سے شروع کی ۔ابتداء میں پلاٹ نمبر 3/4-803 والی زمین حاصل کی گئی اور وہاں پر اُس پلاٹ کی تعمیر میں برادری سے عطیات کی صورت میں رقم جمع کی ابتداء میں اسے حُسین آباد میں برادری کے لیئے چھوٹے موٹے پروگراموں کی انجام دہی کے لیئے استعمال کیا جاتا تھا اور اُسے حُسین آباد کا جماعت خانہ تصور کیا جاتا تھا۔حُسین آباد ویلفیر میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں میں جناب آدم جمعہ پنجوانی،جان محمد سلیمان پنجوانی،ہاشم حسین کاٹھ،داؤد گاگائی،جمعہ

www.memonbooks.com

یعقوب غازیانی ،حاجی عثمان ہاشم مرکٹیا، جناب سلیمان احمد جیوانی (S.A.J)، جناب داؤدعثمان جکھوڑا اور دیگر بزرگوں نے اس میں نمایاں کردار ادا کیا تھا.اوراُن دنوں حُسین آباد میں برادری کے سماجی امور میں اس ادارے کے بڑی اہمیت حاصل ہوتی تھی ۔

حُسین آبادوالینٹر کورپس کاقیام:

اوکھائی میمن برادری کی آبادی والے دیگر علاقوں کھارادر میمن سوسائٹی اور نوآباد میں قائم سماجی امور کی انجام دہی اور شادی بیاہ اور موت میت میں خدمات دینے میں نوجوانوں کے گروپس قائم تھے ..اسی طرح حسین آباد میں نوجوانوں نے وہاں پر اس طرح کی تنظیم حُسین آباد والنٹیر کورپس کے نام سے 1969ء میں قائم کی جس کے ابتدائی کپتان جناب طیب عثمان غازیانی منتخب ہوئے ۔ان کے ساتھ دیگر سرگرم بزرگوں میں ہاشم حاجی اسماعیل کرار (ہاشم کنگ) ستارعلی محمد پاستا،ستار ایوب مرکٹیا اور دیگر شامل تھے ۔
حُسین آباد والینٹر کورپس نے اپنے دور میں نہایت شاندار خدمات انجام دی اور خصوصاً 1971ء کی انڈیا پاکستان جنگ میں اس کے ورکروں کی خدمات مثالی تھیں اس وقت اوکھائی میمن جماعت کے صدر جناب محمد خمیسہ غازیانی سول ڈیفنس کے ڈویژنل وارڈن کے عہدے پر فائز تھے۔

اوکھائی میمن جامع مسجد حُسین آباد ٹرسٹ:۔

موجودہ حُسین آباد جامع مسجد جواپنی وسعت اور برادری میں دینی اور سماجی امور کی انجام دہی میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے۔
ابتدائی دنوں میں یہاں پر ایک باغیچہ (گارڈن) ہوتا تھا اور انتہائی چھوٹی سی ایک مسجد برادری کے بزرگوں نے تعمیر کروائی تھی ۔اس کے بعد جناب حُسین ابراہیم جمال اُس وقت وہاں پر آباد بزرگوں کے تعاون سے جس میں جناب آدم پنجوانی، جناب جان محمد سلیمان پنجوانی جناب ولی پاستا، جناب یوسف آدم لہری، جناب عثمان ایرانی، جناب داود گاگی، جناب داودعثمان جکھوڑا، جناب عبدالکریم گنا ترا اور دیگر لوگوں کے تعاون سے 1962ء میں اوکھائی میمن جامع مسجد کے نام سے نئے سرے سے تعمیر کی گئی ۔اُس کے بعد سے مسجد کا انتظام چلانے کے لیئے ایک ٹرسٹ قائم کیا گیا جواُسے بڑے اچھے انداز سے چلا رہا ہے۔

ہاشم آباد ہاؤسنگ اسکیم:۔

1971ء حاجی ہاشم فیملی نے اسکیم 33 میں 40 ایکڑ پر ہاشم آباد کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی قائم کی جس کی رجسٹریشن 25 جولائی 1971ء میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی قرعہ اندازی 7 جنوری 1979ء میں ہوئی جس کے تحت 495 پلاٹ 120 گز کے اور 178 پلاٹ 240 گز کے رکھے گئے ہیں اس اسکیم میں مسجد، پارک، لائبریری پلاٹ، ڈسپینسری، اسکول، کمیونٹی ہال اور پبلک بلڈنگ کا ایک پلاٹ رکھا گیا

ہے۔اس وقت برادری میں تمام ہاؤسنگ اسکیموں میں سب سے تیزی سے ترقیاتی کاموں کی تکمیل کی طرف رواں دواں ہے اور یہ سہرا ہاشم آباد ہاؤسنگ اسکیم کے چیرمین جناب محمد قاسم حاجی ہاشم کاٹھ کے سر جاتا ہے۔

جناب محمد قاسم حاجی ہاشم کاٹھ:۔

جناب محمد قاسم حاجی ہاشم کاٹھ اوکھائی میمن برادری میں سماجی طور پر فعال کردار ادا کرنے والی فیملی کے اہم ستون اور حاجی ہاشم کاٹھ کے انتقال کے بعد تمام کاروباری اور سماجی امور میں فیملی کے معاملات کو خوش اسلوبی سے انجام دینے والی شخصیت ہیں۔آپ یکم ستمبر 1937ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ابتداء میں سماجی امور میں مرحوم محمد عثمان کاٹھ کے فعال کردار ادا کرنے کی وجہ سے آپ کی توجہ کاروباری امور پر مرکوز رہی اور سماجی امور میں آپ کم نظر آتے تھے۔اس وقت آپ مہران شوگر ملز پاکستان مولاسیس کمپنی کے چیرمین کی حیثیت سے کاروباری امور دیکھنے کے ساتھ سماجی میدان میں عثمان میموریل فاؤنڈیشن اور ہاشم آباد کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی بحیثیت چیرمین اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔اور آپ کی چیرمین شپ میں ہاشم آباد ہاؤسنگ اسکیم میں شاندار ترقیاتی کاموں کی بدولت اُمید ہے کہ بہت جلد وہاں بھی ہماری برادری کی بڑی تعداد رہائش پذیر ہوگی۔

اوکھامنڈل ہاؤسنگ سوسائٹی:۔

1971ء میں حکومت کا سوسائٹیوں کو زمین کے الاٹمنٹ کے ساتھ اس وقت حسین آباد میں سماجی کاموں میں پیش پیش جناب طیب عثمان غازیانی، ہاشم اسماعیل کرار (ہاشم کنگ) نے زمین کے لئے درخواست جمع کروائی زمین کو الاٹ کرنے سے پہلے حکومتی اداروں نے ان لوگوں سے ماضی کی سوسائٹیوں اور اس سے متعلق تفصیلات مانگی۔جس کی وجہ سے انہوں نے اس سلسلے میں جناب لطیف ابراہیم جمال سے رابطہ قائم کیا اور اس طرح اوکھامنڈل کی زمین کا حاصل کی گئی۔اس پروجیکٹ میں تقریباً 1000 پلاٹ الاٹ کیئے گئے ہیں اس سلسلے میں سوسائٹی نے پچاس ایکڑ زمین کے 16 لاکھ 94 ہزار روپے 3 جنوری 1987ء میں اور 48 لاکھ 40 ہزار روپے ترقیاتی کام کے لئے یکم نومبر 1987ء کو جمع کرائے اس طرح اب تک 65 لاکھ 34 ہزار روپے جمع کرادیے ہیں اور ابھی تک یہ رقم منجمد پڑی ہوئی ہے۔

جناب لطیف ابراہیم جمال کے انتقال کے بعد اس وقت اوکھامنڈل سوسائٹی کی صدارت کے عہدے پر جناب داؤد گاگی منتخب ہوئے ہیں۔امید ہے اس پروجیکٹ میں بہتری ہوگی۔

www.memonbooks.com

جناب داؤد گاگائی:۔

جناب داؤد گاگائی ماضی میں برادری کے سماجی امور میں نمایاں خدمات دینے والی شخصیتوں میں سے ایک اہم شخصیت آپ ایوب خان کے زمانے میں حسین آباد سے B.D ممبر کے عہدے پر پانچ سال تک رہے، اور اُس وقت عملی سیاست میں حصہ لیا بعد میں بھٹو صاحب کے دور میں سیاست سے کنارہ کش ہو گئے، آپ کا برادری کی سماجی خدمات میں نمایاں ترین کام حسین آباد ویلفیر ایسوی ایشن کے قیام میں کلیدی کردار تھا۔ جو آپ نے اُس وقت جان محمد سلیمان پنجوانی داود جھکوڑا سلیمان جیوانی (SAJ) اور دیگر بزرگوں کے ساتھ مل کر قائم کی تا کہ اُس وقت حسین آباد میں برادری کے سماجی مسائل کو حل کیا جا سکے۔ اور جو اُس وقت علاقے میں مسائل کے حل کے لئے اہم کام کیئے، جناب داود گاگائی 1935ء میں دوارکا میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم این۔ ڈی۔ ایچ (N.D.H) اسکول سے حاصل کی۔ آپ کا خاندان دوارکا کی سماجی امور میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ جناب علی محمد خمیسہ ماسٹر (وکیل) آپ کے چچا تھے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے اور یہاں کاروبار سے وابستہ ہوئے ابتداء میں راشن کا کام کیا۔ بعد میں کچھ عرصہ کنٹریکٹر رہے 1968ء سے آپ کنٹریکشن کے کام سے وابستہ ہیں۔ برادری میں آپ کو انتہائی عزت وقار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

www.memonbooks.com

6.6

اوکھائی میمن برادری حیدر آباد میں

حیدرآباد میں برادری کی آمد:

اوکھائی میمن برادری کی حیدرآباد میں آمد کا سلسلہ قیام پاکستان سے قبل ملتا ہے۔ 1930ء کراچی سے دو بھائی جن میں حاجی طیب غازیانی اور دوسرے جناب قاسم غازیانی کا ذکر ملتا ہے۔ جو حیدرآباد میں سب سے پہلے اوکھائی میمن برادری کے بزرگ تھے جو وہاں پر آباد ہوئے۔ جناب قاسم غازیانی کچھ سالوں تک حیدرآباد میں رہنے کے بعد واپس کراچی چلے گئے لیکن جناب حاجی طیب غازیانی اپنے خاندان کے ساتھ وہاں پر مستقل آباد ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد حیدرآباد میں اوکھائی میمن برادری کے کچھ اور خاندان جن میں جناب عبدالکریم ولی محمد پنجوانی اور سلیمان کراری شخصیتیں تھی اور اُن کے بعد مختلف کھنڈیوں (خاندانوں) جن میں جکھوڑا، غازیانی، پنجوانی، گناترا، پاستا اور دیگر نے حیدرآباد میں مختلف علاقوں جن میں گڈس ناکہ، چھوٹکی گھٹی، مارکیٹ اور ہیرا آباد میں آباد ہوئے۔ اس کے ساتھ یہاں پر مختلف کاروبار جن میں اخبار کی ڈسٹری بیوشن، جنرل اسٹور، اناج، کپڑے، ہوٹل اور مختلف ڈسٹری بیوشن کے کام کے حوالے سے پہچانے جانے لگے۔

حیدرآباد میں اوکھائی میمن جماعت کی ابتداء:

1962ء میں جناب سلیمان کریمی اور اُن کے رفقاؤں کی کوششوں سے اوکھائی میمن جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا اور اُس کے پہلے صدر جناب سلیمان کریمی کو منتخب کیا گیا۔ لیکن جماعت کا یہ سلسلہ دو سال چلنے کے بعد ختم ہوگیا۔ اس کی جگہ برادری کے کچھ بزرگ مقامی طور پر قائم میمن انجمن اور اداروں سے وابستہ ہو کر اپنی سماجی خدمات انجام دیتے رہے۔ 1967ء میں جناب لطیف گناترا صاحب حیدرآباد کی میمن چیریٹیبل ہسپتال میں اعلیٰ خدمات کی وجہ سے صدر کے عہدے پر فائز ہوئے۔

سیاسی طور پر صدر پاکستان فیلڈ مارشل ایوب خان کے دور حکومت میں وہاں کے میونسپلیٹی کے بی، ڈی (B.D) الیکشن میں جناب ہاشم ولی محمد پٹیل پنجوانی نے الیکشن میں کامیابی حاصل کی اور حیدرآباد میں کسی اوکھائی میمن برادری کی یہ پہلی بڑی کامیابی تھی۔

میمن سوسائٹی حیدرآباد کا قیام:

1968ء میں حیدرآباد میں آباد میمن قوم کے بزرگوں کی کوششوں سے میمن سوسائٹی حیدرآباد کے لئے قطعہ زمین کا حصول اس کے بعد

www.memonbooks.com

تمام ترقیاتی کاموں کی تکمیل کے بعد 1968ء میں اس سوسائٹی میں میمن خاندانوں کی آبادکاری کا سلسلہ شروع ہوا۔اس سوسائٹی کی آبادکاری میں بھی اوکھائی میمن برادری کے بزرگ بھی ساتھ تھے ۔کیونکہ حیدرآباد میمن انجمن کے پلیٹ فارم پر بھی برادری کے بزرگ اہم خدمات انجام دے رہے ہیں جن میں جناب داود جکھوڑا کریمی وہاں پر جنرل سیکرٹری کے فرائض انجام دے چکے تھے۔اس طرح میمن سوسائٹی میں بھی برادری کے بزرگوں کی خدمات قابل ستائش رہی ہیں جس میں جناب سلیمان کریمی جکھوڑا اور جناب عبدالرسول پاستا نمایاں ہیں ۔اس کے علاوہ جناب عبدالغفور کریمی کئی سالوں تک سوسائٹی کے صدر کے عہدے پر فائز رہے۔

حیدرآباد میں اوکھائی میمن جماعت کے قیام کا پس منظر:۔

حیدرآباد میں اوکھائی میمن برادری کی سماجی خدمات اور برادری کی سطح پر معاملات کے حل کے لئے بنیادی طور پر مرکزیت کی کمی کا شدید احساس کیا جارہا تھا جب کہ کراچی سے اوکھائی میمن یوتھ سروسز کے اموری انجام دہی کے لئے جناب محمد اقبال عبدالرسول پاستا کو حیدرآباد میں زکوۃ کلیکشن اور دیگر اموری انجام دہی کے لئے وہاں کا چیئرمین مقرر کیا گیا اس طرح پہلی بار اوکھائی میمن برادری کے اپنے پلیٹ فارم پر فلاحی کاموں کی ابتداء ہوئی اس طرح وہاں پر آباد برادری کے بزرگوں نے حیدرآباد میں اوکھائی میمن جماعت کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا اس سلسلے میں جناب خالد کریمی محمد اقبال عبدالرسول پاستا، جاوید کریمی، عزیز کریمی، یوسف پنجوانی اور دیگر بزرگوں نے اس کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا۔

اوکھائی میمن ایسوسی ایشن حیدرآباد کا قیام:۔

2003ء میں باضابطہ اوکھائی میمن ایسوسی ایشن حیدرآباد کا قیام جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا صدر کراچی اوکھائی میمن جماعت کے ہاتھوں ایک شاندار تقریب میں کیا گیا جس میں حیدرآباد اور ماتلی میں آباد اوکھائی میمن اور دیگر میمن برادریوں کے لوگوں نے شرکت کی اس ایسوسی ایشن کے قیام کے بعد اُس کے آئین قواعد وضوابط کی تیاری اور اُس کے رجسٹریشن کے تمام امور جناب عبدالعزیز کریمی اور جناب محمد اقبال پاستا کی کوششوں سے مکمل کی گئی اس ایسوسی ایشن کی ابتدائی اور تاریخی کابینہ 05-2003 مندرجہ ذیل تھی۔

(1)	جناب عبدالحمید حاجی سلیمان کریمی جکھوڑا	چیف پیٹرن
(2)	محمد اقبال عبدالرسول پاستا	صدر
(3)	محمد یوسف محمد موسیٰ پنجوانی	نائب صدر
(4)	محمد جاوید عبدالستار کریمی	جنرل سیکریٹری
(5)	عدنان عبدالشکور کریمی	جوائنٹ سیکریٹری
(6)	رئیس حاجی عبداللہ کریمی	خازن

(7)	خالد محمد یوسف غازیانی	پبلسٹی سیکریٹری
(8)	روف پنجوانی	مجلس انتظامیہ ممبر
(9)	عمران عبدالحمید کریمی	مجلس انتظامیہ ممبر
(10)	فرقان عبدالرزاق کریمی	مجلس انتظامیہ ممبر
(11)	قاسم اسماعیل جکھوڑا	مجلس انتظامیہ ممبر
(12)	فاروق عبداللطیف ویانی	مجلس انتظامیہ ممبر
(13)	محمد حسین ولی محمد پنجوانی	مجلس انتظامیہ ممبر
(14)	عبداللطیف اسماعیل کریمی	مجلس انتظامیہ ممبر
(15)	عبدالعزیز عبدالستار کریمی	مجلس انتظامیہ ممبر

حیدرآباد میں آباد برادری کے دیگر سماجی امور:۔

کراچی سے حیدرآباد جانے والے برادری کے بزرگوں کو وہاں پر رہائش کے سلسلے میں اوکھائی میمن برادری میں مشہور "رشید ہوٹل" تھا اور کراچی سے حیدرآباد آنے والے اکثر اسی ہوٹل میں قیام کرتے تھے کیونکہ اس کے مالک یوسف طیب کرار خود بھی اوکھائی میمن برادری سے تعلق رکھتے تھے لہذا وہ برادری کے لوگوں کی بہتر طور پر خدمت انجام دیتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ برادری میں کافی مقبول تھے۔

اس کے علاوہ حیدرآباد میں (16) میمن جماعتوں کی مشترکہ یوتھ سرکل کا قیام عمل میں آیا ہے جس کے جنرل سیکریٹری جناب جاوید کریمی منتخب ہوئے ہیں اور ایک رہائشی منصوبہ "میمن ٹاؤن" جو میمن انجمن کی سرپرستی میں چل رہا ہے اُس میں جناب خالد کریمی سرگرم کردار ادا کررہے ہیں۔

www.memonbooks.com

باب 7

اوکھائی میمن برادری کی سماجی ثقافتی اورمعاشرتی زندگی

7.1 اوکھائی میمن برادری کا سماجی ڈھانچہ:۔

انسان کی معاشی،معاشرتی اورسماجی امورکا دارومدار افرادکا ایک دوسرے سے تعاون قائم ہونے سے ہے فردتنہازندگی نہیں گزارسکتا اورنہ ہی اپنی تمام ترضروریات خود پوری کرسکتا ہے زندگی گزارنے کے لئے جن ضروریات کی تسکین ضروری ہے وہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اسے دوسروں کا تعاون حاصل ہویا ان کے ساتھ تعلق قائم ہوا سے عمرانیاتی اصطلاح میں سماجی بین عمل Social Interaction کہتے ہیں۔

اوکھائی میمن برادری میں خاندانی نظام:۔

ہم تاریخ وثقافت کی کتابوں میں دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ کس طرح قبیلے برادریاں اورخاندان وجود میں آئیں جنہوں نے بعد میں قوموں کی شکل اختیار کرلی 824ھ 1421ء میں سندھ میں ہندو لوہانہ قوم کے سات سوخاندان بشرف اسلام ہوئے اور جوابتداء میں ''مومن'' جو کثرت استعمال کے بعد میمن کی صوررت اختیار کرگیا ہے اُسی میمن قوم کی ایک شاخ ''اوکھائی میمن برادری'' جس کی تفصیل بیان کی جاچکی ہے وہ بھی اپنے قدیم روایت کے مطابق مشترکہ خاندانی نظام کے تحت زندگی بسر کرتی تھی مشترکہ خاندانی نظام کے تحت خاندان میں بزرگ ترین شخصیت اُس پورے خاندان میں بادشاہ کی حیثیت سے ہوتا تھا اورخاندان کے چھوٹے بڑے سب ہی اُس کا احترام اوراطاعت کرتے تھے اوراُن کی طرف سے کسی بھی بات کو حکم کا درجہ دیتے تھے اس کے علاوہ خاندان کے تمام امور میں باہمی مشورہ اورتعاون سے خاندانی امورکی انجام دہی کی جاتی تھی۔

ابتداء میں یہ مشترکہ خاندان اس قدر وسیع ہوتے تھے کہ تین سے چارپیڑیوں/پشتوں (نسلوں) تک ایک خاندان میں شامل ہوتی تھیں وقت کے ساتھ ساتھ خاندان محدود ہونے لگےاورایسے خاندان کم نظر آتے ہیں جن میں دوسری یا تیسری پیڑی (نسل) کی اولاد شامل ہوں،آج کل تو یہ حال ہے کہ باپ کے مرتے ہی یا بیٹے کی شادی کے بعد وہ علیحدہ ہوجاتے ہیں اس طرح برادری سے مشترکہ خاندانی زندگی بسر کرنے کا رواج ختم ہوتا جارہاہے مشترکہ خاندانی نظام کی سب سے اہم بات اطاعت احترام اورفرمانبرداری تھی جس کے تحت خاندان کے تمام افراد اپنے بزرگوں سے انتہائی عزت،احترام وفرمانبرداری سے پیش آتے تھے جس سے اُن کی فطرت میں اطاعت کا جذبہ شدت سے پایہ جاتا تھا جب کہ آج ہمیں اس چیز کی شدید کمی محسوس ہوتی ہے۔

برادری کا رہن سہن اور رسم و رواج :

مردوں کا لباس :۔

اوکھائی میمن برادری کے مرد اپنے لباس میں سر پر پگڑی باندھتے تھے سادہ صدری جس کو بنڈی کہتے تھے اور اس کی وضع قطع ویسٹ کوٹ سے مشابہ ہوتی تھی ۔ بنڈی پر باندیا قمیض اور کچھی طرز کے چورنا پہنتے تھے. کمر پر انگوچھا کو کس کر باندھتے تھے اس طرح بطور بزرگ ایک انوکھا رعب پڑتا تھا. پاؤں میں دیسی چرم کے جسے پہنتے تھے اسکے علاوہ جو بزرگ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرتے تھے وہ بغیر آستینوں کا عربی طرز کا جبہ، گھٹنے کے نیچے تک واسکٹ اُس پر بڑا رومال یا شال رکھتے تھے واسکٹ کے داہنی جانب کی جیب میں گول گھڑی رکھتے تھے، زنجیر کا ایک سرا گھڑی کے ساتھ اور دوسرا سرا واسکٹ کے کاج میں بندھا ہوا رہتا تھا۔

اوکھائی میمن برادری کے بزرگ غیر ممالک سے واپسی پر وہ اپنا لباس کوٹ، پتلون، شیروانی اور روزمرہ کے لئے پاجامہ اور لمبا قمیض شلوار کا استعمال کرتے تھے جو آج بھی رائج ہے۔

خواتین کا لباس :۔

اوکھائی میمن برادری کی عمر رسیدہ خواتین لمبے آبے کرتے اجار (پاجامہ) سر پر دوپٹہ اور پاؤں میں چمڑے کی چپل پہنتی تھی، باہر جاتے وقت خواتین اپنی اُڑھنی پر چادر بھی پہنتی تھی.

جوان بہو بیٹیاں ریشمی کپڑے یا ململ کا لباس پہنتی تھی قمیض کے گلے کے آس پاس اصلی زری یا بادلے کی کشیدہ کاری کی ہوئی ہوتی. قمیض کے اگلے حصے میں چار یا پانچ کاج ہوتے اس میں بٹن والی لڑی لگاتی تھیں. اجار (پاجامہ) جس کے گھٹنوں تک اصلی زری کی کڑائی ہوتی تھی ڈوپٹے کے کناروں پر اصلی زری کی کڑھائی کی جاتی تھی، موجودہ زمانے کے بدلتے ہوئے فیشن کے مطابق کرتے کی جگہ فراک نے لے لی ہے اور اس میں فیشن کی تبدیلیاں آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔

زیورات :۔

عورت اور زیور لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں جسم کے بالائی حصوں ناک، کان، گلے اور کلائیوں میں سونے چاندی کے زیورات قدیم زمانے سے پہنے جاتے ہیں پہلے وہ بھاری اور بھدے ہوتے تھے لیکن اُس میں تبدیلیاں آتی ہیں اور آجکل ان کی جگہ ہلکے پھلکے اور نفیس زیورات کا استعمال عام ہے۔

www.memonbooks.com

برادری کی خواتین میں ناک کا زیور ابتداء میں تھا اور آگے چل کر کیل بطور سہاگ کی نشانی کے پہنتی تھیں اور شوہر کے انتقال پر اتار دیتی تھیں گلے میں بطور گلو بند کے ہار پہنے جاتے تھے کلائیوں پر درجنوں چوڑیوں کے علاوہ کنگن پہونچیاں، بازو بند کے علاوہ چوڑیاں خاص طور پر ہوتیں تھیں ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں کان میں ایرینگ پہنے جاتے ہیں اور آجکل اُن کی جگہ کان میں ٹاپس نے لے لی ہے۔ کچھ خواتین پاؤں میں جھانجر بھی پہنتی تھی لڑکی کی پیدائش کے بعد کان ناک چھیدے جاتے تھے اور آج بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے۔

خواتین کے روزمرہ گھر کے کام کاج:۔

ماضی میں برادری کی خواتین آرام کی زندگی بسر نہیں کرتی تھیں ان کو گھر کے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ اُسوقت ہر گھر میں غلہ پینے کیلئے ہاتھ کی چکی ہوتی تھی جسے ''جندر'' کہتے تھے برادری کی شادی شدہ خاتون صبح سویرے اُٹھ کر کوئلے کی سفوف یا نمک سے دانت صاف کرتی تھیں اور پھر فجر کی نماز کے بعد گندم پیسنے اور اس پسے ہوئے آٹے سے روٹی بیلتی تھیں۔ اور پکانے کے لئے مٹی کا چولہا جلانا پڑتا اور ہر باورچی خانے کے ایک کونے میں چولہا بنایا جاتا تھا چولہوں میں باور کی لکڑی اور خشک گوبر کے ٹکڑے ترتیب دے کر اوپر مٹی کا تیل چھڑک کر جلائے جاتے تھے۔ آگ بجھنے لگے تو پھونکی سے پھونک کر پھر آگ جلائی جاتی تھی ماضی میں گیس نہیں ہوتی تھی اور ہر خاندان جلانے کی لکڑی، کوئلہ اور گوبر سے تیار آگ جلانے کے لیئے لڈورے استعمال کیئے جاتے تھے۔

''آتھڑاں'' اچار کی تیاری

اسی طرح لہسن، پیاز، مرچ، ہلدی اور موسمی مصالحہ جات کو ''جندر'' میں پیس لیتے اور اس پسے ہوئے مصالحوں میں تیل ڈالکر اچھی طرح ملا کر رکھ لیتے تھے۔ آم کے موسم میں پورے سال کے لئے (آتھڑاں) اچار اور مربہ بنا کر بلوری کانچ کی یا مٹی کی پالیش کی ہوئی برنی میں بھر کر رکھ لیتے تھے۔ چاول، مونگ اور ماش کو گھر کی گھنٹی (جندر) میں پیس کر اُس کے آٹے سے پاپڑ، چھاتلا، سیو وغیرہ تیار کیئے جاتے تھے۔

کھانے پینے کے امور:

روزمرہ کی خریداری میں صرف گوشت، مچھلی اور سبزیاں ہی ہوتی تھیں۔ ناشتے میں پاپڑ، روٹی اور چائے ہر گھر میں شوق سے کھائی اور پی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ گڑ اور گھی روٹی کے ساتھ، ناشتے میں شوق سے کھایا جاتا تھا باجرے کو کوٹ کوٹ کر سونیہ جھینگے کی اکنی (مصالحے دار چاول) بڑے شوق سے کھائی جاتی تھیں۔ کھاتے وقت اس میں گھی، سالن، اچار، دودھ، دہی یا لسی ملا کر اور بعض اوقات صرف پیاز کے ساتھ بھی کھائی جاتی تھی۔

رات کو "کھچڑی" کالازمی استعمال

رات کے وقت کھانے میں دہی اور کھچڑی کا رواج عام تھا کھانے کے لئے جو دسترخوان بچھایا جاتا تھا وہ کھجور کے پتوں سے بنا ہوا یا بوری کے ٹکڑے کا ہوتا تھا۔آج بھی برادری کے کئی گھرانوں میں رات کو کھانے میں کھچڑی کھائی جاتی ہے۔جسے ہماری نئی نسل کو بھی اپنانا چاہیے کیونکہ اس کے بے شمار فائدے ہیں اور میڈیکل سائنس نے بھی اس کی افادیت کی اہمیت پر زور دیا ہے کھچڑی کو جس برتن میں پکایا جاتا ہے اُسے "کونڈری" کہا جاتا تھا۔اس کے علاوہ اکنی (مصالحے دار چاول) بڑے شوق سے کھائے جاتے تھے۔سرد موسم میں ناشتے میں گرما گرم باجرے کی روٹیوں کو دونوں ہاتھوں سے مسل کر اس میں تیل اور باریک کٹا ہوا تازہ ہرا لہسن ملا کر لہسن کی ڈش بنائی جاتی تھی، اس کے ساتھ دہی بینگن کا بھرتا اور پاپڑ کھائے جاتے تھے۔یہ ڈش سردی کے موسم میں ناشتے میں خاص طور پر کھائی جاتی تھی۔یہ ڈش ٹھنڈ سے بچنے اوگٹھیا کی تکلیف میں آرام دیتی تھی، اس لئے بڑے شوق سے کھائی جاتی تھی۔تازہ لہسن کے موسم میں اکثر کھچڑی کے ساتھ ساتھ کبابوں میں تازہ لہسن شامل کر کے کھایا جاتا تھا، تینوں وقت اچار، مربہ یا چٹنی، کچومبر، سلاد اور پاپڑ میں سے کوئی نہ کوئی چٹخارے کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

گھر میں عام استعمال ہونے والی اشیاء

اُن دنوں میں برادری کے لوگ تانبے، پیتل اور کانسی کے ہانڈے اور گھڑے استعمال کرتے تھے۔جس کو "ہیل" کہتے تھے۔پینے کا پانی کنویں سے یا سرکاری نل سے بھرا جاتا تھا۔ہر گھر کے کومن (صحن) میں پانی کے لئے چار یا پانچ فٹ کی اونچائی کے "آرا" تعمیر کیے جاتے تھے۔جس پر رنگ سے کاریگری کیے ہوئے خوبصورت مٹکے کنبھارواڑے سے خرید کر سجا کر رکھتے تھے اور مٹکے پر پیتل کے چمکتے ہوئے ڈھکن ڈھکے ہوئے ہوتے تھے۔برادری کی خواتین صبح سویرے ناشتے کی تیاری کرنے کے بعد برتن اُٹھاتیں، جھاڑو لگاتیں، مٹکے میں پانی ڈال کر صاف کر کے ململ کے کپڑے سے چھان کر پانی بھرتیں۔اس کے بعد دوپہر کے کھانے کی تیاری کرتیں۔شام کو قندیل میں بتی لگاتیں، مٹی کا تیل ڈالتی۔متوسط طبقے کے لوگ چھوٹے چھوٹے دیے جلاتے تھے جسے چمنی کہتے تھے، رات کو سونے کے لئے ناریل کے ریشوں کی رسی سے بنی ہوئیں چارپائی اور "ڈھولڑیں" جو دو انچ چوڑی سوت کی پٹی سے بُنی جاتی تھیں۔

خاندان میں انجام دیئے جانے والے دیگر امور

رات کو کھانے کے بعد گھر کی بڑی اور عمر رسیدہ بزرگ عورتیں بہو، بیٹیوں اور بچوں کے ساتھ مل کر بیٹھتیں اور ان کو کہانیاں اور داستانیں سنا کر ان کو تعلیم سے آراستہ کرتیں اور پیغمبروں، اولیا اکرام اور صوفیاں کرام کے قصے سنا کر دینی جذبہ کو اُجاگر کرتیں۔اس کے علاوہ اُن بزرگ تجربہ کار ضعیف خواتین کے دیسی علاج سے گھر اور آس پڑوس کے بچے اور عورتیں استفادہ کرتیں۔

مرد دن بھر کام کاج اور روزگار سے واپسی کے بعد رات کو کھانا کھانے اور عشاء کی نماز کے بعد محلے میں دوسرے محلے کے لوگوں سے مل کر گپ شپ (گفتگو) کرتے اور اگر کسی کے گھر میں کوئی دکھ درد اور برادری سے متعلق امور میں ان کی مدد کرتے، اس کے علاوہ مختلف سماجی امور کی انجام دہی میں بھی بہت سے بزرگ ہمیشہ پیش پیش رہتے جس میں خصوصاً مذہبی معاملات جس میں مجالس، درس وغیرہ شامل تھے۔

”کاندھی“ اور ”سنجیریا“ (موجودہ فریج سے پہلے):۔

اوکھائی میمن برادری کے گھروں میں کمرے کی چار دیواروں پر لکڑی کی تختیاں بنائی جاتی تھی جسے ”کاندھی“ کہا جاتا تھا اور گھر کی خواتین اپنے گھروں کو آراستہ کرنے کے لئے کانچ کے مل اور موتیوں کے ”تورن“ بناتیں اور ”کاندھی“ کو پٹی سے آراستہ کرتی تھیں، اس کے علاوہ گھر کے دروازے پر بھی ”تورن“ لگاتی تھیں، گھر کے نقدی، زیورات اور قیمتی کپڑے وغیرہ رکھنے کے لئے لکڑی کے ”پٹارے“ بنائے جاتے تھے، اسی طرح کھانے پینے کے سامان رکھنے کے لئے لکڑی کا ایک جالی والی الماری نما ”سنجیریا“ ہوتا تھا جس میں تمام روزمرہ کی کھانے کی اشیاء رکھی جاتی تھیں۔ فریج کے آنے کے بعد جس کا رواج ختم ہوگیا ہے۔ جبکہ سنجیریے سے پہلے چھت پر جالی والا ”چھکا“ لٹکایا جاتا تھا جس میں کھانے پینے کی اشیاء کے ساتھ دودھ کی ”کونڈری“ بھی رکھی جاتی تھی تاکہ بلی وغیرہ دودھ نہ پی سکے۔

اوکھائی میمن برادری کا سماجی /جماعتی نظام:

میمن قوم کی اسلام قبول کرتے وقت لوہانہ قوم کی ایک باضابطہ جماعتی نظام کے تحت اپنی سماجی انتظام کو چلاتے تھے۔اور اُس وقت اس جماعت کے پٹیل سیٹھ سندرجی اور سیٹھ ہنس راج جی تھے، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ قوم زمانہ قدیم سے آج تک جماعتی نظام کے تحت اپنی زندگی گزارتی ہے۔اوکھائی میمن برادری بھی اُس کی ایک ذیلی شاخ ہے اور لامحالہ اُس کا سماجی نظام بھی اُن ہی بنیادوں پر استوار ہے اور برادری کے پٹیل (صدر) کا تقرر برادری کے صاحب حیثیت بزرگ کو نامزد کردیا جاتا تھا یا ازخود وہ اپنی مالی خدمات کی وجہ سے پٹیل کی حیثیت اختیار کرجاتا تھا۔

اوکھائی میمن برادری کراچی میں 1946ء میں آئین کے مرتب ہونے کے بعد یہاں پر انتخاب کا عمل شروع ہوا اور آج تک رائج ہے۔ جس کا تعین آئین میں کیا گیا ہے اور جس کے قوانین کی رو سے موجودہ دور میں برادری کا کوئی بھی شخص میٹرک پاس اور 35 سال عمر کی حد عبور کرتے ہوئے جماعت کا صدر بن سکتا ہے۔ابتداء میں پٹیل (صدر) کے تقرر کے سلسلے میں کوئی قوائد وضوابط نہ تھے۔برادری میں ایسے بزرگ کو منتخب کیا جاتا تھا جو برادری میں ضرورت مندوں کی امداد اور معاونت کرنے کے ساتھ ساتھ جماعت کی صحیح رہنمائی کرسکے۔اسی وجہ سے پوری برادری جماعت کے پٹیل (صدر) کا بے حد ادب واحترام کیا جاتا تھا اور برادری کے افراد ہر وقت اُن کا حکم ماننے کیلئے تیار رہتے تھے اور یوں اوکھائی میمن برادری اُن کی دل وجان سے عزت کرتی تھی۔

ابتداء میں جماعت سے وابستہ بزرگ برادری کی تمام مذہبی فرائض کی ادئیگی، شادی بیاہ اور خوشی غمی کے موقعوں پر اپنا بھرپور کردار ادا کرتے تھے۔اور ہر برادر کو اس سلسلے میں جماعت کا سہارا لینا پڑتا تھا۔جس کی وجہ سے جماعت کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی تھی، اسی طرح ابتداء میں برادری میں تمام تقریبات میں دعوت جماعت کے مقرر کردہ ڈامیا/میلیا کے ذریعے زبانی پہنچائی جاتی تھی اور اس عام اطلاع کو "سنڈ" کہتے تھے، یعنی زبانی اطلاع جو کسی تقریب میں شرکت کے لئے دعوت تصور کرلی جاتی تھی۔آجکل اس طرح کی دعوت دینے کا رواج ختم ہوگیا ہے اور کارڈ سسٹم رائج ہے۔

اوکھائی میمن برادری میں 1946ء کے آئین کے نفاذ سے برادری کے تمام افراد مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے جماعت سے انتہائی قریب تر اور اپنے معاملات میں اِسے اپنا مائی باپ تصور کرتے ہیں۔

(۱) اوکھائی میمن برادری کے ہر فرد کو پیدا ہوتے ہی جماعت کی رکنیت کا حق ازخود حاصل ہوجاتا ہے۔

(۲) جماعت کی رکنیت کا حق ناقابل تنسیخ ہوتا تھا۔

(۳) جماعت کی رکنیت کی نہ کوئی شرائط ہوتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی فیس ادا کرنی پڑتی تھی۔لیکن 1946ء کے آئین میں لاگو (سالانہ چندہ) وقت کے ساتھ مختلف نوعیت کا مقرر کیا گیا۔

(۴) جماعت کے ہر فرد کو جماعت کے ہر معاملے اور ہر مسئلے پر آزادی کے ساتھ اپنی رائے دینے کا حق حاصل ہوتا ہے جسے جماعت کے بورڈ اور متعلقہ کمیٹیوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

(۵) جماعت برادری کے افراد کے شادی بیاہ کی رسید جاری کرتی ہے اور اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتی ہے۔

(۶) گھریلو جھگڑوں جسے ماضی میں "قجیاں" کہا جاتا تھا اُس کا تصفیہ کرانے کے سلسلے میں ضروری اقدامات کرتی ہے۔

(۷) جماعت کے قدیم روایات کے تحت قبرستان کا انتظام کرنا وبائی بیماری پھوٹنے کی صورت میں یا کسی ناگہانی آفت آنے کی صورت میں انتظام کرنا اور غریبوں میں امداد پہنچانے اور برادری میں بے جا رسم و رواج کے لئے قواعد و ضوابط مرتب کرنے جیسے کام انجام دینا تھا۔

(۸) موجودہ دور میں اوکھائی میمن جماعت نے برادری کی سہولت کے لئے کراچی میں (بس سروس) ٹرانسپورٹ کا ایک منظم نظام رائج کیا ہوا ہے جس کا مقصد برادری کی خواتین اور بچوں کو سفر کی سہولیات فراہم کرنا ہے۔

(۹) برادری میں شادی بیاہ کی تقریبات کے انعقاد کے لئے کراچی جیسے وسیع شہر میں برادری کی سہولیات کے لئے مختلف علاقوں میں کمیونٹی سینٹر کے قیام اور اس کی دیکھ بھال اور اس کے انتظام کو چلانے کے لئے اقدامات کرنا شامل ہیں۔

www.memonbooks.com

7.2

اوکھائی میمن برادری مذہبی امور میں:

اوکھائی میمن برادری مذہبی معاملات میں ابتداء سے بہت زیادہ متحرک اور فعال رہی ہے۔ جب کہ پوری دُنیا میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ میمن قوم جہاں بھی آباد ہوتی ہے وہ سب سے پہلے مسجد تعمیر کرواتی ہے۔ جس کی کئی مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ اور اوکھائی میمن برادری کی زندہ مثال کھارادر میں قائم اوکھائی میمن مسجد جو 1850ء میں قائم کی گئی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کی دیکھ بھال کی وجہ سے آج بھی اس علاقے کی وہ انتہائی وسیع کشادہ اور شاندار مسجدوں میں سے ایک ہے۔ اس کے علاوہ اوکھا میں بھی دوارکا، وڑواڑہ، اوکھا اور میٹھاپور میں مساجد کے قیام میں اس برادری کی گراں قدر خدمات ہیں اور دوارکا ہندوں مذہب کے انتہائی مقدس ترین مقاموں میں سے ایک ہے اور وہاں پر اوکھا کے میمنوں کی طرف سے مسجد کا قیام اُن کی مذہب سے والہانہ لگاؤ کی عکاسی کرتا ہے۔

محرم اور ربیع الاول میں مجالس کا اہتمام

کراچی میں برادری کی آمد اور اس کے بعد اوکھائی میمن مسجد کے قیام کے ساتھ ہی برادری نے ان دنوں میں اُسے اپنے مرکز کے طور پر استعمال کیا اور اپنے تمام اجتماعی معاملات کو نمٹانے کے لئے مسجد کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ قائم کیا ہوا تھا جہاں پر موت میت کا سامان اور دوسرے امور نمٹائے جاتے تھے۔ اوکھائی میمن برادری کی مذہب سے لگاؤ کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ محرم شروع ہوتے ہی پہلے محرم سے عاشورے تک دس دن مسجد میں مجالس کا انتظام کیا جاتا تھا جس میں برادری کے لوگ انتہائی عقیدت و احترام سے شریک ہوتے تھے جس کا عملی مظاہرہ ہم ہمارے ان علاقوں سے لگا سکتے ہیں جہاں پر آج ہماری برادری بڑی تعداد میں آباد ہے۔ اور وہاں پر مختلف میلاد کمیٹیاں اور مجلس کمیٹیاں قائم ہیں۔ محرم کے دس دن تک عورتیں جنگ نامہ باقاعدگی سے پڑھتی تھیں جس میں واقعہ کربلا سے متعلق بیان کیا جاتا تھا جس کے اختتام پر شربت اور نیاز وغیرہ تقسیم کی جاتی تھی۔

کراچی میں عید میلادالنبی کے جلوس کی ابتداء

برادری میں عید میلادنبی کے موقعوں پر خصوصی انتظام کیا جاتا تھا۔ اور پہلی ربیع الاول سے بارہ ربیع الاول کے دن پوری برادری عام دعوت کا انتظام جسے عرف عام میں "دھام" کہا جاتا ہے قدیم زمانے سے آج تک رائج ہے۔ یہاں پر یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو بزرگوں کی زبانی مجھے معلوم ہوئی ہے کہ کراچی میں آج جو عید میلادالنبی کا جلوس نکلتا ہے اُس کی ابتداء 1900ء میں اوکھائی مسجد کی نئے سرے سے تعمیر کے

بعد سے شروع ہوا ہے۔ابتداء میں یہ جلوس اوکھائی مسجد سے کھارادر، ٹکری گراؤنڈ اورلی مارکیٹ سے ہوتا ہوآرام باغ پر ختم ہوتا تھا جو آج کل نشتر پارک پر ختم ہوتا ہے۔اس ماہ مبارک کو برادری کی خواتین"باری وفات'' کہتی تھیں۔

ماہ صفر:'' تیروں تیجیوں ''

برادری کے لوگ ماہ صفر کے پہلے تیرہ دنوں میں کوئی خوشی کی تقریب نہیں کرتے تھے اور سفر بھی نہیں کرتے تھے۔''تیروں تجیوں'' کے نام سے یہ تیرہ دن مشہور تھے صفر کی تیرہویں تاریخ کوکئی افراد اُبلے ہوئے چنے اور گندم کی شیرنی بانٹتے تھے۔

ماہ رجب'' کونڈیے '' اور شب معراج

اسی طرح رجب کی بائیسویں تاریخ کوامام جعفر صادقؓ کی وفات کے دن کی یاد میں کھیر اور پوری کی نیاز جس کو بائیسویں کے کونڈے کہا جاتا ہے۔کیونکہ اس پکوان کے لیے مٹی کے کونڈے استعال کیئے جاتے تھے اس کو اپنی زبان میں ''امام جعفر جا کونڈا'' بھی کہتے تھے نیاز کھا کر ہاتھ دھوئے جاتے اور اس ہاتھ دھلے ہوئے پانی کو جمع کر کے پاک صاف جگہ پر بہا دیا جاتا تھا رجب کے مہینے کی ستائیسویں تاریخ کی شب کو یعنی ''شب معراج'' مساجد میں عبادت کے ساتھ ساتھ خوب روشنی کی جاتی تھی اس سلسلے میں محلوں کی دیواروں پر موم بتیاں اور مٹی کے چھوٹے چھوٹے دیئے کے مانند کونڈوں میں تیل ڈال کر روئی کی بتی جلا کر جگہ جگہ روشنی کی جاتی تھی۔اس ماہ لڈو اور کھارے پاپڑ وغیرہ بھی بنائے جاتے تھے۔

ماہ شعبان: شب براُت

ماہ شعبان کی تیریں تاریخ کو''مُردوں کی عید'' کہتے تھے۔جس میں اُس سال کے دوران جن جن گھروں میں کسی کی موت ہوگئی ہوتو اُن گھروں میں اُس دن خواتین کے جانے کا رواج تھا وفات کے بعد پہلی بار آنے والی تیرھویں شعبان کے روز غمخوار خاندان اپنے مرحوم یا مرحومہ کی روح کے ایصال ثواب کے لئے موسم کا ہر پھل، خشک میوا اور کپڑے وغیرہ بڑا تھال بھر کر مسجد کے خادم یا کسی غریب کو بھیج دیتے پندرویں شعبان کی رات یعنی''شب برات'' کو مساجد میں نماز اور نوافل ادا کیے جاتے ہیں اس رات قبرستان میں فاتحہ خوانی کے لئے لوگوں کا ہجوم رہتا تھا جو آج بھی ایسا ہی رہتا ہے۔

ماہ رمضان المبارک

ماہ رمضان کا چاند نظر آتے ہی خوشی منائی جاتی، تراویح پڑھانے کے لئے حافظ قرآن مختلف علاقوں سے اوکھا میں بھی اور کراچی میں بھی آتے تھے اور ان کا خصوصاً عزت واحترام کیا جاتا تھا، سحری کے وقت فقرا اور برادری کے بہت سے عقیدت مند ہاتھ میں قندیلیں لے کر محلے محلے

میں مسلمانوں کو سحری کے لئے آواز دے کر جگانے کے لئے جاتے تھے۔ جس میں برادری میں جو سب سے مشہور ''عیسیٰ، موسیٰ، ثمیسہ اُٹھوا'' اسی طرح ماہ مبارک میں صاحب حیثیت لوگ زکوٰۃ و خیرات اسی ماہ غرباء اور فقراء میں تقسیم کرتے تھے۔ عید الفطر بھی بہت شان و شوکت سے منائی جاتی اور عید کی نماز عید گاہ میں ادا کی جاتی تھی، اسی طرح شوال کے مہینے کو عید وار و مہینوں'' کا نام دیا جاتا تھا۔

7.3

شادی بیاہ کی رسمیں:

”**مٹھو منہ**“یا” **سکر و آقارو** “یعنی منگنی کی رسم:

برادری میں شادی کے موقع پر سب سے زیادہ خوشی منائی جاتی تھی۔ منگنی طے کرنے کے لئے خاندان کے بزرگ مرد اور عورتیں دولہا کے مکان پر جمع ہوتے اور وہاں سے دلہن والوں کے مکان پر جاتے تھے جہاں پر ان کی دودھ یا شربت سے تواضع کی جاتی تھی اور دولہا کے لئے ناریل اور شکر بطور نذر دلہن والوں کی جانب سے پیش کی جاتی تھی جسے منگنی کا اعلان اور بیٹی دینے کا اقرار تصور کیا جاتا تھا، اس رسم کو”میٹھو منھ“یا ”سکر آقارو“ بھی کہا جاتا تھا۔

”**پیٹھی**“ کی رسم

شادی کی تاریخ مقرر ہوتے ہی تقریبات میں دونوں فریق کے یہاں کئی دنوں تک عورتوں کی طرف سے گیتوں کی رم جھم ہوتی، گھر کی اور پڑوس کی خواتین ڈھول رچاتیں اور شادی کے گیت گاتیں، ڈانڈیا راس اور گھڑے کے ساتھ راسڑا کھیلتی۔قدیم ہندوانہ رسم آج بھی”پیٹھی“ کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں دلہا اور دلہن کے جسم پر پیٹھی (اُبٹن) لگانے کا رواج ہے۔دلہن کی طرح دلہے کو بھی لال چندری اوڑھا کر کنبے کی سات شادی شدہ خواتین کے ہاتھوں”پیٹھی“بٹھانے کی رسم ہوتی تھی۔شادی بیاہ کی تقریبوں میں قریبی رشتہ داروں کا شریک ہونا لازمی تصور کیا جاتا تھا۔

شادی کا کھانا (ضیافتیں):

” **سڈ** “یا” **نوتڑا** “یعنی دعوت دینا

شادی کے موقع پر بہت سی ضیافتوں کا اہتمام کیا جاتا تھا، ان ضیافتوں میں **دعوت** (سڈ) دینے کے لئے خاندانوں کے بزرگوں کے ساتھ”نوتڑا“ لکھوانے کا اہتمام ہوتا جس میں یہ طے کیا جاتا کہ برادری میں سے کس گھر کو”سگرا“(پورا گھر)، اکڑ و مارو(ایک آدمی) یا ماں ویا (ماں اور بچے) کی **دعوت** (نوتڑا) دینا ہے۔

www.memonbooks.com

"تھاڑی" سسٹم

کھانے کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ بڑے بڑے تھال میں کھانا دیا جاتا جس کے گرد پانچ سے سات افراد فرش پر بیٹھ کر ایک ہی تھال میں کھانا کھاتے تھے۔اوکھائی برادری کی مشہور ڈش دال چاول، میٹھے میں زردہ یا لڈو پکوڑا کے ساتھ ساتھ گوشت چاول،اکنی اور بریانی کا بھی اہتمام ہوتا تھا۔کھانا کھانے کے بعد برادری میں "تھاڑی" یعنی مہمانوں کی طرف سے میزبان کو تحفے دینے کے بجائے نقد رقم دینے کا رواج جس سے شادی والے گھر کو مالی طور پر شادی میں ہونے والے اخراجات میں شامل ہونا مقصد ہوتا تھا تا کہ اس طرح باہمی تعاون کا سلسلہ رہے اور اس برادر کو مالی پریشانیوں سے بچایا جا سکے اس سلسلے میں بڑے سے تھال کے ساتھ خاندان کے چند بزرگ بیٹھے ہوتے اور ہر گھر کی طرف سے اُن کو مبارک دینے کے بعد "تھاری" میں رقم لکھوائی جاتی تھی۔

نکاح کی تقریب:

"لپی" خالص گھی کے ساتھ

اوکھائی میمن برادری میں مسجد میں نکاح کی تقریب منعقد کرنے کا رواج 1950ء کے بعد ہوا۔اس سے پہلے نکاح کی تقریب رات کو دلہن کے گھر کے پاس منعقد ہوتی تھی۔نکاح کے بعد تمام مہمانوں کو "لپی" جس پر خالص گھی اور اس کے ساتھ چنے یا گوشت کا سالن کا اہتمام ہوتا تھا اور یہ تقریب رات گئے تک جاری رہتی تھی، اُن دنوں اوکھا میں اور کراچی میں بھی ابتدائی دنوں میں بجلی کا اہتمام نہیں ہوتا تھا لہٰذا پیٹرومیکس بتی روشن کرنے کا رواج عام تھا۔رشتہ خاندانوں کے بزرگوں کے ذریعہ طے ہوتا،اس لئے لڑکے کے بزرگوں نے جس لڑکی کو پسند کیا اُسے لڑکے کو قبول کرنا پڑتا۔لڑکی کا چہرہ لڑکا شادی کے بعد ہی دیکھ سکتا تھا شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکی کی ملاقات کو شرم کی بات سمجھی جاتی تھی۔برادری میں مہر کی کم سے کم مقدار مقرر کی جاتی تھی جو دس پندرہ روپے سے لے کر تین سو روپے تک ہوتی تھی یہ رقمیں بطور "مہر معجّل" ہوتی تھی "مہر موجل کا برادری میں کوئی رواج نہیں تھا جہیز میں قرآن شریف، جانماز، کچھ کپڑے، کچھ برتن، لیمپ وغیرہ دیے جاتے تھے جو دین کے مطابق ہوتے تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جہیز میں اضافہ ہوتا گیا اور آج اس سلسلے میں کوشش کی جاتی ہے کہ دنیا کی ہر آسائش اُس میں شامل ہو جو مالی طور پر کمزور گھرانوں کے لئے انتہائی تکلیف دہ صورت حال کا باعث ہے جو معاشرے میں بہت سے مسائل جنم لینے کا باعث بھی ہیں جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے۔

www.memonbooks.com

’’پڑو‘‘اور’’ستارا‘‘ کی رسم

دولہے کی جانب سے دلہن کو’’پڑو‘‘کی رسم (جو دولہے کی جانب سے دلہن کو دی جانے والے کپڑے اور زیورات) میں طلائی زیورات صرف صاحب ثروت اپنی بساط کے مطابق دیتے تھے اس رسم میں بھی آہستہ آہستہ اضافہ ہوتا گیا اور موجودہ دور میں لاکھوں روپے کے زیورات اور کپڑوں کی اشیاء دی جاتی ہیں نماز کے بعد دلہن کے گھر کی طرف روانہ ہوتی دولہا تیار ہو کر نکاح کے لئے گھر سے نکلتا تو گھر کی عورتیں اُس پر پیسے نچھاور کرتی جیسے ہماری زبان میں ’’گور‘‘ کرنا کہتے تھے جیسے وہاں پر جمع بچے لوٹتے تھے.نکاح سے پہلے دولہے کو جلوس کی شکل میں گھماتے اس جلوس میں تمام رشتے داروں، دوست واحباب اور قرب وجوار کے گاؤں سے آئے ہوئے رشتے دار ڈھول تراش شہنائی اور بعد میں بینڈ کی صورت میں دولہے کی گھوڑا گاڑی یا موٹر گاڑی میں پہنچتے ہیں، برات پہنچتے ہی نکاح کی رسم ادا کی جاتی، جماعت کا مقرر کردہ مولوی نکاح پڑھواتا ہے بعد میں چھوارے تقسیم کئے جاتے عورتوں کے لئے علیحدہ انتظام ہوتا دولہے کا کر اس موقع پر خاص لباس ’’کاج پٹوری ہے‘‘ دولہا کے رشتہ دار عورتیں اُن کے مکان پر جمع ہوتی برات نکلنے کے بعد ایک علیحدہ جلوس کی شکل میں دلہن کے گھر پر جاتی ہیں اور نکاح کے بعد دلہن کو اپنے ساتھ لے کر لوٹتی ہیں دلہن کی چند قریبی رشتہ دار عورتیں دلہن کو سسرال پہنچانے کی غرض سے ساتھ ساتھ ہو لیتی ہیں یہ سسرال سے میکے اور پھر میکے سے سسرال پہنچانے کے فرائض انجام دیتی ہیں اور ساتویں روز’’ساتویں‘‘ کی رسم جیسے’’ستارا‘‘ کہتے تھے ادا کرنے پر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد دلہن مستقل طور پر سسرال میں رہنے لگتی ہے۔

بچے کی ولادت پر خوشی:

’’چھٹی‘‘ کی رسم

برادری میں بچے کی ولادت کے موقع پر بھی خوشی منائی جاتی تھی چھٹی کی تقریب میں میٹھے چاول کی ضیافت کی جاتی تھی اور رشتہ دار عورتیں نومولود بچے کو کپڑے خصوصاً کرتا ٹوپی نذر کرتی تھیں دائیاں گھر آکر زچگی کرتی اور دیسی دوائیوں سے واقفیت ہونے سے ضروری دوا زچہ اور بچہ کو دی جاتی، زچہ کی دیکھ بھال کی جاتی تھی اور اسے ’’رب‘‘ جو سوجی اور گھی سے تیار کی جاتی تھی اُسے دی جاتی تھی اس کے علاوہ چالیس روز تک دھات یا مٹی کے کونڈے میں کوئلوں کو جلا کر سینک دیا جاتا تھا بچے کو دو، سوا دو سال تک صرف ماں کا دودھ پلایا جاتا اور دوسرا دودھ پلانے کا تصور نہیں تھا ۔بچوں کی ختنہ کا کام تجربہ کار حجام انجام دیتے تھے اور کراچی میں برادری کے قاسم جیسے ’’قاسلہ حجام‘‘ کے نام سے پکارتے تھے اُن کی اولاد آج بھی کھارادر میں حیات ہیں یہ فریضہ انجام دیتے تھے، ختنہ والے دن بچے کو پھولوں کا ہار پہنا کر تیار کیا جاتا اور چھوٹے دولہے کی تیار کیا جاتا تھا، جس گھر میں ختنہ کی تقریب ہو وہاں پر آنے جانے والوں کو چائے وغیرہ سے تواضع کی جاتی تھی.اُن دنوں ختنہ والے گھر کے دروازے پر ’’نیم کے پتے‘‘ کا گلدستہ نما لٹکایا جاتا تھا تا کہ جراثیم گھر میں نہ ہوں۔

www.memonbooks.com

موت میت کی رسمیں:۔

خوشی کی رسموں کی طرح اوکھائی میمن برادری میں غمی اور موت میت کی رسمیں جس میں رونا پیٹنا اور میت کا ماتم کرنا، موت کے تیسرے روز سوئم، دسویں روز دسویں کی رسم، چالیسویں روز چہلم اس طرح چھ ماہ بعد چھمائی اور پھر برسی ان رسموں کا قدیم رسم کے مطابق گھر سے جنازہ اُٹھتے ہی کھانوں اور فروٹ کا ایک تھال مولوی کے نذر کیا جاتا تھا۔اس کے علاوہ چالیس دن تک شام کو مسجد میں یا بچوں میں کھانا یا فروٹ تقسیم کیا جاتا تھا۔اس کے علاوہ چہلم کے روز قبر ناپنے کا اڑھائی گز لٹھا مولوی کو دے دیا جاتا تھا۔

’’کڑی کونی‘‘ کی رسم

برادری میں خوشی وغمی میں مجلس کا اہتمام کیا جاتا تھا اس کے علاوہ مرحوم کے تدفین کے بعد خاندان کی طرف سے حاضرین کو دال چاول کی ’’کڑی کونی‘‘ کا اہتمام کیا جاتا ہے،قدیم دستور کے مطابق مرنے والے کے گھر تین روز تک چولہا نہیں جلتا لہذا ماضی میں عزیز و اقارب باری باری تین روز تک صبح و شام اپنے گھر سے کھانا پکوا کر لے جاتے تھے جو سب کو کھلایا جاتا تھا،تیسرے روز سوئم کی جسے ’’زیارت‘‘ کی رسم کہا جاتا ہے اس موقع پر قرآن خوانی کے بعد کھانے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ تین روز تک قبرستان میں جا کر قبر پر حاضری دینے کا رواج آج بھی ہے،ماضی میں میت کے سوگ میں میت والے گھر میں ایک سال تک کوئی خوشی کی تقریب منعقد نہیں کی جاتی تھی اور عیدوں پر نئے کپڑے تک نہیں پہنے جاتے تھے۔

www.memonbooks.com

حرف آخر

www.memonbooks.com

اوکھائی میمن برادری کی اس تاریخ کومرتب کرتے وقت میں نے کوشش کی ہے کہ برادری سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات اور حقیقت سے قریب تاریخی حوالوں سے ذکر کروں اور اس میں میری پوری کوشش رہی ہے کہ غیر جانبداری اور مثبت طرز عمل سے حقائق کو مرتب کروں اس کا فیصلہ میں قارئین پر چھوڑتا ہوں کہ اس میں کہاں تک سرخرُو ہوا ہوں۔

میری التماس ہے کہ اگر اس کوشش میں کوئی کمی رہ گئی ہو یا کسی بزرگ شخصیت کا ذکر کرنے سے رہ گیا ہو تو اسے درگزر فرمائیں گے کیونکہ تاریخ ایک تسلسل کا نام ہے جو ہمیشہ رواں دواں رہتی ہے آج میں نے یہ چھوٹی سی کوشش کی ہے اسی طرح آئندہ آنے والے وقتوں میں کوئی اور اس سفر کو آگے بڑھائے گا۔

اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ یہ برادری ابتداء میں اوکھا میں آباد ہونے اور بعد میں وہاں معاشی مسائل کی وجہ سے روزگار کے سلسلے میں کراچی میں آباد ہونے سے لے کر قیام پاکستان تک معاشی، تعلیمی اور دوسرے معاشرتی مسائل کا شکار تھی مگر آج 2006ء میں ہم برادری پر نظر دوڑائیں تو اس برادری نے انقلابی ترقی کی ہے جس کا اندازہ ہم ان اعداد و شمار سے لگا سکتے ہیں۔

(1) برادری میں تعلیمی میدان میں قیام پاکستان سے قبل پڑھے لکھے افراد کی تعداد مشکل سے 2% فیصد تھی مگر آج یہ تعداد 80% فیصد تعلیم یافتہ لوگوں پر مشتمل ہے اس وقت اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد مشکل سے تین سے چار تھے آج یہ تعداد سینکڑوں میں ہے جس میں ڈاکٹرز، انجینئرز، کمرشل پائلیٹ، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے اعلیٰ عہدیداران اور سربراہ کے علاوہ ریسرچ اسکالر تک موجود ہیں جس سے ہم اس شعبے میں برادری کی ترقی کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

(2) طبی شعبے میں اوکھائی میمن برادری میں اُس وقت کوئی بھی سہولیات کا انتظام نہ تھا اور اس کے لئے

سرکاری ہسپتالوں پر ہی انحصار ہوتا تھا اور اسی طرح برادری میں کوئی ڈاکٹر بھی نہیں تھا 1956ء میں برادری کے پہلے انسانیت دوست ڈاکٹر عیسیٰ پنجوانی نے بے مثال خدمات انجام دی جس کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے آج اس شعبے میں الحمدللہ ہمارے پاس عثمان میموریل ہسپتال، حاجی احمد ہسپتال اور حسین آباد میٹرنٹی ہوم ہسپتال کے علاوہ برادری میں درجنوں ہونہار ڈاکٹر صاحبان اپنی خدمات دے رہے ہیں ان میں سے کئی تو ماہر سرجن کے طور پر اپنے شعبے میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔

(3) معاشی لحاظ سے اوکھائی میمن برادری ابتداء میں معاشی طور پر کمزور ترین برادری میں شمار کی جاتی تھی اور اس کے زیادہ تر افراد بندرگاہ، سبزی اور اسی طرح چھوٹے چھوٹے کام کاج سے وابستہ تھے اور اس وقت چند گنتی کے صاحب حیثیت خاندان تھے لیکن آج ہم اپنی برادری کی معاشی حالات پر نظر دوڑائیں تو یہ میمن برادریوں میں معاشی طور نمایاں ترقی یافتہ برادریوں میں نظر آتی ہیں اور اس میں کئی خاندان اپنے شعبوں میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں جس کا اندازہ ہم ان کے فلاحی کاموں میں عطیات اور ان کے قائم کردہ اداروں سے لگا سکتے ہیں۔

(4) اس طرح اوکھائی میمن برادری میں ابتداء میں سماجی امور کی انجام دہی کے لئے اتنے فعال ادارے اور وسائل نہ تھے جبکہ بے لوث ورکروں کے معاملے میں یہ برادری ہمیشہ ہی سے مالا مال رہی ہے۔ لیکن آج برادری میں جماعت، یوتھ سروسز، انجمن، کوآپریٹیو بینک، ہاؤسنگ سوسائٹیاں اور دیگر فلاحی ادارے اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور کاوشوں سے سماجی خدمات کی انجام دہی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

اوکھائی میمن برادری میں بہتر مستقبل کا لائحہ عمل کے لئے تجاویز:

(1) اوکھائی میمن برادری میں اتنی شاندار ترقی کے باوجود اس کو مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے جس سے ہم اپنے سماجی سسٹم کو بہتر اور فعال انداز میں چلا سکیں گے جس میں سب سے پہلے "برادری کے تمام اداروں کی سینٹرلائزیشن" کی جائے جس کے تحت تمام اداروں میں ہر امور کی تقسیم کاری کردی جائے مثلاً ایک ادارے کو مکمل طور پر تعلیمی امور کی انجام دہی دی جائے تو دوسرا ادارہ اس امور کی انجام دہی نہ کرے بلکہ

تعلیمی امور کے تمام معاملات اس ادارے کو کرنے دے اسی طرح ہاؤسنگ کے امور، کاروباری امداد، میڈیکل کے امور، شادی بیاہ کی امداد اور دیگر تمام سماجی امور کی انجام دہی میں ''سینٹرلائزیشن'' کو اپنا کر ہم برادری کی بہتر خدمت کرسکتے ہیں۔

(2) اسی طرح برادری میں معاشی طور پر کمزور خاندانوں کو امداد دینے کے بجائے ''مائیکروفنانس بینک "MICRO FINANCE BANK"'' کی سہولیات فراہم کی جائے جس سے نہ صرف مالی بلکہ فنی اور کاروباری مشاورت کے ذریعے ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے اس سلسلے میں پروفیشنل کمپنیوں کے ذریعے ان امور کی انجام دہی کی جائے تاکہ برادری میں معاشی طور پر کمزور خاندان اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں اور زکوۃ لینے والے نہ بنے بلکہ دینے والے ہو جائیں۔

(3) برادری میں تعلیمی امور کو فعال اور بہتر انداز میں چلانے کے لیئے ایک ''ایجوکیشنل بورڈ'' کا قیام عمل میں لایا جائے جو برادری میں تعلیمی اداروں میں ربط اور تعلیمی معیار کو بہتر بنانے اور برادری میں اعلیٰ تعلیمی امور کے فروغ اور پیشہ ورانہ تعلیم کے حصول کو یقینی بنایئے اس سلسلے میں پالیسی بناتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ یہ تعلیمی ادارے برادری کے اُن ہی ادروں کی انتظامیہ کے زیرانتظام کام کریں لیکن اکیڈمک امور ''تعلیمی بورڈ'' کے تحت انجام دیئے جائیں تاکہ اُس کے معیار کو بہتر اور اکیسویں صدی کے تقاضوں کے عین مطابق کیا جائے۔ اور اس ''ایجوکیشنل بورڈ'' میں تعلیمی امور سے وابستہ لوگوں پر مشتمل ہو اور اس میں منفی اور گروہ بندی کی سیاست سے پرہیز کیا جائے۔

(4) اسی طرح ''میڈیکل بورڈ'' کا قیام جس میں اس شعبے سے متعلق امور کو ایک واضح پالیسی اور اس شعبے میں ہونے والی تبدیلیوں کے مطابق امور کو نمٹایا جائے۔

www.memonbooks.com

انتہائی اہم بات

اوکھائی میمن برادری کی تاریخ کو مرتب کرنے کے لئے خادم نے اوکھامنڈل انڈیا میں مطالعاتی دورہ کیا اور وہاں پر کئی بزرگوں سے انٹرویوز کئے اس کے علاوہ کراچی میں اس تاریخ کے مرتب کرنے کے لئے بڑی تعداد میں بزرگوں سے ملاقاتیں اور انٹرویوز کئے ۔ان ملاقاتوں اور انٹرویوز کے دوران بہت سے بزرگوں نے تعاون کیا اور کچھ بزرگوں کو بُرا بھی لگا کہ یہ پریشان کرنے آجاتا ہے اس سلسلے میں ان تمام بزرگوں اور دوستوں سے دلی معذرت خواں ہوں کہ میں نے انہیں پریشان کیا اور ان لوگوں کا مشکور ہوں جنہوں نے تعاون کیا آج برادری کی یہ تاریخ کی کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ دوستوں اور بزرگوں کو اندازہ ہورہا ہوگا کہ اُس وقت میں جو آپ کو پریشان کرر ہا تھا اس کا مقصد آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے رہنمائی اور بزرگوں کے بارے میں حقائق فراہم کرنا ہے اوکھائی میمن برادری کے لئے میری اس کوشش کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آنے والی نسلوں کو اس سے استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔(آمین)

عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا

کتابیات

BIBLIOGRAPHY

(1) Imperial Gazzetter of India 1908 Different volume

(2) MIHR BOSE : " THE MEMONS " WORLD MEMON FOUNDATION

(3) Cynthia Saluadori "Through Open Doors" A view of Asian Culture in kenya

(4) Memories of Nomal Hotchand

(5) Alaxander Barnas "A voice of the indus"

(6) Alexander F.BALLIE " KURRACHEE " Past Present & Future "Oxford"

(7) SATTARPAREKH:- " ENTERPRISING PHILANTHROPISTS " AHMED ABDULLAH FOUNDATION 1991

(8) ABDUL RAZZAQ THAPLAWALA "The Memon Community" memonbook foundation 2005

(9) Dr Azimushan Haider "History of Karachi" Karachi University

(10) Doulat Haroon Hidayatullah "Haji Sir Abdullah Haroon" Oxford

Web site:

(11) www.gaekwad.com "The Gaekwad"

(12) www.okhaonnet.com

(13) ڈاکٹر محمد علی سڈنی "فلسفہ سائنس و کائنات" الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور

(14) رشید احمد "تاریخ مذاہب" زمرد پبلی کیشنز

(15) انور ہاشمی "تہذیب کی کہانی" کراچی بک سینٹر

www.memonbooks.com

(16) "مقدمہ ابن خلدون" نفیس اکیڈمی

(17) ڈاکٹر عبدالمجید سندھی "میمن برادری" میمن عبدالمجید سندھی اکیڈمی لاڑکانہ

(18) سید قاسم محمود "اسلامی انسائیکلوپیڈیا"

(19) سید امیر الدین نزہت "رسالہ ابرازالحق"

(20) مولانا اعجازالحق قدوسی "تاریخ سندھ" سندھ ادبی بورڈ

(21) میراث احمدی گجراتی 1923ء

(22) شری اودھم جی کی داس تتا "لوہانہ قوم کی اساس"

(23) مرزا قاسم برلاس "تاریخ کچھ مکران مع حالات میمنان 1905ء

(24) عبدالرحمٰن امیر "اساس میمن قوم"

(25) گل مانگرولی "اساس سورٹھ وسندھ" پاک سورٹھ دارالادب ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

(26) عبدالقادر موسیٰ وادانی "کچھی میمن قوم کا تاریخی پس منظر" میگزین ورلڈ کانفرنس 1993ء آل انڈیا کچھی میمن کانفرنس

(27) غلام رسول مہر "تاریخ سندھ عہد کلہوڑہ" سندھی ادبی بورڈ

(28) عبدالکریم نوی والا گجراتی "دھوراجی میمن اتحاش نا آریسہ ماں"

(29) ذکریا ہاشم "تذکرہ میمن قوم" کچھی میمن اسٹوڈنٹس فیڈریشن کراچی

(30) میمن عالم (عمر عبدالرحمٰن خانانی) شمارہ نمبر 500 مارچ 2000ء

(31) حبیب لاکھانی "الحاق جونا گڑھ" حبیب لاکھانی پبلی کیشنز

(32) عمر عبدالرحمٰن خانانی "میمن شخصیات" میمن عالم ٹرسٹ ترجمہ کھتری عصمت علی پٹیل

(33) محمودہ رضویہ "ملکہ مشرق"

(34) احمد حسین صدیقی "گوہر بحیرہ عرب"

(35) سید مصطفیٰ علی بریلوی "مسلمانان سندھ کی تعلیم"

(36) یحییٰ ہاشم باوانی "پاکستان کے پچاس سال اور میمن برادری" دی میمن ویلفیئر سوسائٹی

(37) عزیز کاپاں "تاریخ بانٹوا" بانٹوا میمن جماعت

(38) سالانہ رپورٹ 83-1982ء صدارتی دور جناب ہاشم حسین کاٹھاوکھائی میمن یوتھ سروسز

www.memonbooks.com

(39) سالانہ رپورٹ 1954-2005 جماعت کے مختلف صدارتی ادوار کی سالانہ رپورٹ سے استفادہ حاصل کیا گیا

(40) "پیغام" کے مختلف شمارے

(41) روزنامہ "جنگ" کراچی کے مختلف شمارے

(42) ہفتہ روزہ "اخبار جہاں" کے مختلف شمارے

(43) مختلف سالانہ رپورٹ اوکھائی میمن یوتھ سروسز

(44) وسیع تعداد میں "میمن عالم" کے شماروں سے معاونت حاصل کی گئی

www.memonbooks.com

HIGHER EDUCATION COMMISSION

H-9, ISLAMABAD, PAKISTAN Website: www.hec.gov.pk

Prof. Dr. Atta-ur-Rahman, FRS
Nishan-i-Imtiaz, Hilal-i-Imtiaz, Sitara-i-Imtiaz, Tamgha-i-Imtiaz
Ph.D. (Cambridge), Sc.D. (Cambridge)
UNESCO Science Laureate
Federal Minister/Chairman

Dr. Atta-ur-Rahman

No. 1-1/CHR/HEC/06/2325

کسی بھی قوم کی ترقی میں اعلیٰ علمی و تحقیقی کام اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں بلاشبہ پاکستان میں بھی اس شعبہ میں بہت کام ہو رہا ہے جس میں سے زیادہ تر تحقیقی کام طبعی سائنسز (Physical Sciences) میں ہو رہا ہے۔ لیکن سوشل سائنسز (Social Sciences) میں اس کا تناسب کم ہے جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ جبکہ تاریخ (History) کے شعبہ میں تو بہت ہی کم کام ہوا ہے۔ اور اس میں ریسرچ کے امور میں وسعت دینے کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے آج ہم پاکستان کی ترقی اور اسکی تعمیر پر نظر دوڑائیں تو ہمیں ایسی بہت سی اقوام نظر آئینگی جن کی شب و روز اور سمجھ بوجھ نے ملک کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا ہے ان میں سے میمن قوم کا کردار کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔ خدماتِ عامہ اور معاشرتی فلاح و بہبود کے میدان میں بھی میمن برادری ایک عہد ساز اور منفرد و ممتاز مقام کی حامل ہے۔ مگر مرحوم لطیف ابراہیم جمال کے ذکر کے بغیر یہ تذکرہ مکمل نہیں ہوتا۔ وہ میمن برادری کی اس کہکشاں کا سب سے درخشندہ ستارہ تھے۔ مجھے H.E.J ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف کیمسٹری کی معرفت انہیں جاننے اور ان کے ہمراہ کام کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔

لیکن آج تک اس عظیم قوم کی تاریخ پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ جناب عبدالعزیز اسماعیل مرکٹیا اس سلسلے میں ہمدرد یونیورسٹی سے اس پر تحقیقی مقالہ لکھ رہے ہیں جو تاریخ (History) کے شعبہ کے لئے خوش آئند بات ہے ان کی موجودہ تصنیف ''تاریخ اوکھائی میمن برادری'' اس سلسلے میں ایک اچھی کاوش ہے جن کی تیاری میں مصنف نے کافی محنت کی ہے جس کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس کی تیاری میں انہیں پانچ سال کا عرصہ لگا جس کے لئے مصنف اور پوری اوکھائی میمن برادری مبارکباد کی مستحق ہے کہ ان کے بزرگوں اور اس برادری میں نمایاں خدمات انجام دینے والے لوگوں کو خراج تحسین پیش کرنے کی شاندار کوشش ہے۔

عطا الرحمان

پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن، ایف آر ایس

www.memonbooks.com

تاریخ اوکھائی میمن برادری (ڈیجیٹل ایڈیشن)

تحقیق و تحریر عبدل عزیز اسماعیل مرکٹیا

اوکھائی میمن ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ پبلیکیشن

www.memonbooks.com